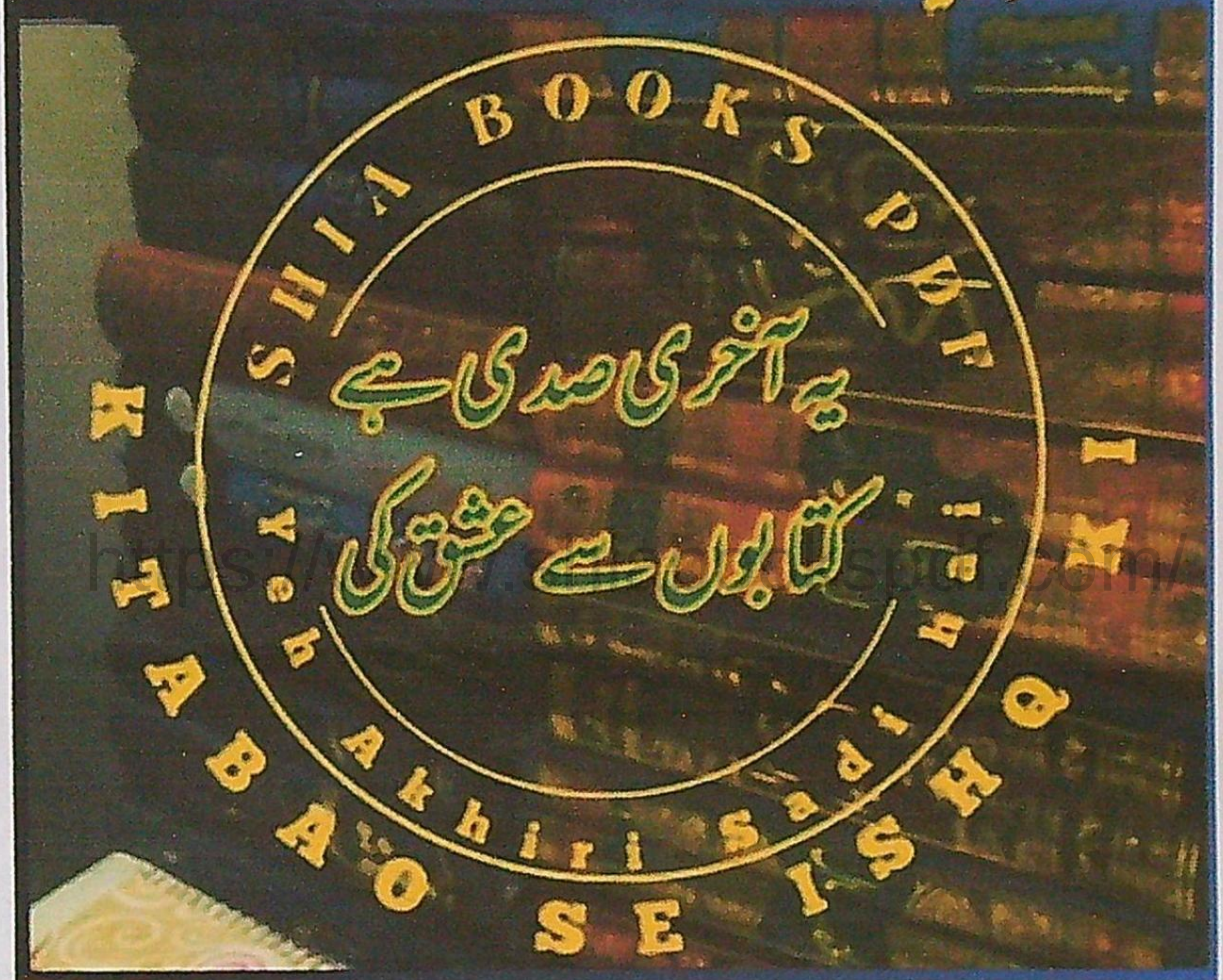
بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

# Shia Books PDF منظر ایلیاء




https://www.facebook.com/

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

# الصحیح الجعفری

یعنی تشریحات

# اصول کافی

https://www.shiabookspdf.com/

مرتبہ و مؤلفہ

شیخ کلینی

فخر العلماء الحاج سید نجم الحسن کراروی مرحوم

ناشر

حق برادرز، ۱۶ نیلا گنبد لاہور

# الصحیح الجعفری

یعنی تشریحات

# اصولِ کافی

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ و توضیحات

فخر العلماء الحاج سید نجم الحسن کراروی مرحوم

شیخ کلینی

ناشر

حقوق برادرز، ۱۶ انئی انارکلی

لاہور



# ابتدائیہ

حضرت یعقوب کلینی کی کتاب اصول کافی کے مکمل اردو ترجمہ کی اس وقت نہایت ضرورت ہے اور اس سلسلے میں ایک طویل عرصہ تک سرکار حجۃ الاسلام علامہ سید نجم الحسن کراروی مصروف رہے۔ انہوں نے جب تک حیات کا دامن ہاتھوں میں رہا وہ اپنی کوشش میں سرگرداں رہے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی شدید علالت کے باوجود نہایت عزم و ہمت کے ساتھ کتاب کے ترجمہ پر بھرپور توجہ دی۔ اور اس کوشش میں رہے کہ کسی نہ کسی طرح وہ کتاب کے ترجمہ کو مکمل کر دیں۔ پھر سرکار مرحوم کی دیگر مصروفیات بھی آڑے آئیں۔ وہ صرف عالم دین نہیں بلکہ عوامی سوچ رکھنے والے ایک مقتدر سیاسی رہنما کی حیثیت سے بھی اپنا آپ منوا چکے تھے۔ انہوں نے ہر مرحلے اور نازک گھڑی میں ملت جعفریہ کی رہنمائی اور نمائندگی کرنے کا فرض نہایت دیانتداری کے ساتھ انجام دیا۔ آج جب ہم اپنے اردگرد کے حالات کا بغور جائزہ لیتے ہیں۔ تو دنیا اب مخلص اور دیانتدار افراد سے محروم نظر آتی ہے۔ اب خلوص کی جگہ مطلب براری نے لے لی ہے۔ یہی ہماری تاریخ کا المناک لمحہ ہے جب اخلاص رخصت ہو رہا ہے ہم دین کے کاموں پر دنیاوی حرص و لالچ کو ترجیح دے رہے ہیں۔ کتابیں معاشرے کی بگڑی ہوئی صورت کو صحیح رخ عطا کرتی ہیں۔ حضرت یعقوب کلینیؒ نے اصول کافی لکھ کر ملت جعفریہ کے اصل اور اصولوں کو واضح شکل عطا فرمائی۔ اسی نادر کتاب کے عربی میں ہونے کی وجہ سے عام شخص اس سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا اسی لئے، سرکار علامہ کراروی نے اصول کا اردو ترجمہ صحیح جعفری کے نام سے شروع کیا۔ لیکن حیات کا بندھن ٹوٹ گیا اور وہ یکم جولائی ۱۹۸۲ء کو اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر عالم جاودانی کی جانب چلے گئے۔ کتاب کے ترجمہ میں سے احادیث کے بارے میں توضیحات کو زیادہ اہمیت بھی دی اور کوشش کی کہ فقہ جعفریہ کے زریں اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے احادیث کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے کتاب میں بعض مقامات پر مرحوم اپنی توضیحات تحریر نہ کر سکے۔

میں ذاتی طور پر حق برادرز کے جناب سید منصور الحق کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی بھرپور توجہ کے ساتھ صحیح جعفری کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ اور سرکار علامہ کراروی کے خواب کی تکمیل میں ہماری مدد فرمائی۔

سعید رضوی

https://www.shiabookspdf.com/

# فہرست مضامین کتاب الصحیح الجعفری


| مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|
| ابتدائیہ | ۱ |
| کتاب العقل والجہل | ۶ |
| باب نمبر ۱ وسوسہ شیطانی کا علاج | ۷ |
| حسنِ خلق کی عظمت | ۸ |
| باب نمبر ۲ علم اور اس کے طلب کرنے کی تاکید کے بیان میں | ۸ |
| باب نمبر ۳ علم اور علماء کے صفات اور ان کے فضائل کے بیان میں | ۹ |
| باب نمبر ۴ لوگوں کے اصناف واقسام کے بیان میں | ۱۰ |
| باب نمبر ۵ عالم بننے اور طلب علم کرنے کے ثواب میں بیان میں | ۱۲ |
| باب نمبر ۶ علماء کے صفات کے بیان میں | ۱۳ |
| باب نمبر ۷ عالم کے بیان میں | ۱۵ |
| باب نمبر ۸ علماء کی موت کے بیان میں | ۱۶ |
| باب نمبر ۹ علماء کی صحبت میں رہنے اور ان کے پاس بیٹھنے کے بیان میں | ۱۶ |
| باب نمبر ۱۰ علماء سے سوال کی اہمیت کے بیان میں | ۱۷ |
| باب نمبر ۱۱ علم کے پھیلانے میں فراخدلی کے بیان میں | ۱۸ |
| باب نمبر ۱۲ علم کے بغیر بات کہنے کی ممانعت کے بیان میں | ۱۹ |
| باب نمبر ۱۳ علم کے بغیر عمل کرنے والے کے نقصان کے بیان میں | ۲۰ |
| باب نمبر ۱۴ علم کے استعمال کرنے کے بیان میں | ۲۱ |
| باب نمبر ۱۵ علم دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنانے اور اس پر فخر کرنے کے بیان میں | ۲۲ |
| باب نمبر ۱۶ جاہل کے مقابلہ میں عالم سے باز پرس میں سختی کے بیان میں | ۲۲ |
| باب نمبر ۱۷ نادر باتوں کے بیان میں | ۲۳ |
| باب نمبر ۱۸ کتابوں حدیثوں اور کتابت کی فضیلت میں بیان میں | ۲۴ |


https://www.shiabookspdf.com/

| صفحہ نمبر | مضمون | ۷ |
|---|---|---|
| ۲۵ | تقلید کے بیان میں | باب نمبر ۱۹ |
| ۲۵ | بدعت، امور دین میں خود رائی اور قیاس کے بیان میں | باب نمبر ۲۰ |
| ۲۷ | کتاب وسنت میں تمام مسائل کے ہونے کے بیان میں | باب نمبر ۲۱ |
| ۲۸ | اختلاف حدیث کے بیان میں | باب نمبر ۲۲ |
| ۳۳ | کتاب وسنت سے اخذ و تمسک کے بیان میں | باب نمبر ۲۳ |
| ۳۵ | **کتاب التوحید** | |
| ۳۷ | عالم کے حادث ہونے اور محدث کے اثبات کے بیان میں | باب نمبر ۱ |
| ۳۹ | خدا کو شئے کہنے کے بیان میں | باب نمبر ۲ |
| ۴۰ | خدا کی معرفت کا ذریعہ خدا ہی کے ہونے کے بیان میں | باب نمبر ۳ |
| ۴۱ | کم سے کم معرفت کے بیان میں | باب نمبر ۴ |
| ۴۲ | المعبود کے اسم و مسمی کے بیان میں | باب نمبر ۵ |
| ۴۳ | خدا کی ابتدا اور اس کے لئے مکان (کی نفی) کے بیان میں | باب نمبر ۶ |
| ۴۵ | خدا سے بندوں کی نسبت کے بیان میں | باب نمبر ۷ |
| ۴۷ | خدا کیسا ہے؟ | باب نمبر ۸ |
| ۴۸ | خدا کی رویت کے باطل ہونے کے بیان میں | باب نمبر ۹ |
| ۵۴ | اللہ کو صفات کے علاوہ متصف کرنے کی نہی کے بیان میں | باب نمبر ۱۰ |
| ۵۵ | خدا سے جسم و صورت کی نفی کے بیان میں | باب نمبر ۱۱ |
| ۵۶ | باری تعالیٰ کے صفات ذات کے بیان میں | باب نمبر ۱۲ |
| ۵۸ | باب سابق کے تتمہ کے بیان میں | باب نمبر ۱۳ |
| ۵۹ | ارادہ باری کے صفات فعل میں ہونے نیز دیگر صفات فعل کے بیان میں | باب نمبر ۱۴ |
| ۶۱ | حدوث اسماء کے بیان میں | باب نمبر ۱۵ |
| ۶۱ | اسماء باری تعالیٰ کے معانی اور ان کے اشتقاق کے بیان میں | باب نمبر ۱۶ |
| ۶۴ | اسمائے خالق و مخلوق کے معانی کے فرق کے بیان میں | باب نمبر ۱۷ |
| ۶۷ | لفظ کی تاویل کے بیان میں | باب نمبر ۱۸ |


https://www.shiabooks.pdf.com/

| مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|
| باب نمبر ۱۹ حرکت و انتقال اور معنی استوی کے بیان میں | ۶۸ |
| باب نمبر ۲۰ عرش اور کرسی کے بیان میں | ۷۰ |
| باب نمبر ۲۱ روح کے بیان میں | ۷۴ |
| باب نمبر ۲۲ توحید کے مسائل کے بیان میں | ۷۵ |
| باب نمبر ۲۳ نادر مسئلوں کے بیان میں | ۷۷ |
| باب نمبر ۲۴ بداء کے بیان میں | ۷۸ |
| باب نمبر ۲۵ آسمان و زمین کی تمام چیزوں کی پیدائش کے بیان میں | ۷۹ |
| باب نمبر ۲۶ مشیت اور ارادہ کے بیان میں | ۸۱ |
| باب نمبر ۲۷ امتحان اور آزمائش کے بیان میں | ۸۲ |
| باب نمبر ۲۸ سعادت اور شقاوت کے بیان میں | ۸۲ |
| باب نمبر ۲۹ خیر و شر کے بیان میں | ۸۳ |
| باب نمبر ۳۰ جبر اور قدر کے بیان میں | ۸۴ |
| باب نمبر ۳۱ استطاعت کے بیان میں | ۸۵ |
| باب نمبر ۳۲ معرفت اور اس کے بارے میں لزوم محبت کا بیان | ۸۵ |
| باب نمبر ۳۳ تتمۂ باب سابق کے بیان میں | ۸۶ |
| باب نمبر ۳۴ مخلوقات پر خدا کی حجتوں بیان میں | ۸۷ |
| باب نمبر ۳۵ ہدایت کے خدا کی طرف سے ہونے کے بیان میں | ۸۷ |
| **کتاب الحجت** | ۸۹ |
| باب نمبر ۱ زمین پر حجت خدا کے لازماً موجود ہونے کے بیان میں | ۹۱ |
| باب نمبر ۲ انبیاء و رسل اور آئمہ ؑ کے طبقات کے بیان میں | ۹۵ |
| باب نمبر ۳ نبی، رسول اور محدث کے فرق کے بیان میں | ۹۶ |
| باب نمبر ۴ بندوں پر امام کے بغیر خدا کی حجت قائم نہ ہونے کے بیان میں | ۹۸ |
| باب نمبر ۵ زمین کے حجت خدا سے خالی نہ ہونے کے بیان میں | ۱۰۰ |
| باب نمبر ۶ اگر زمین پر دو آدمی رہ جائیں تو ان میں سے ایک کے حجت ہونے کے بیان میں | ۱۰۰ |


https://www.shiabookspdf.com/

| باب نمبر ۶ | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۷ | امام کی معرفت اور اس کی طرف رجوع کے بیان میں | ۱۰۱ |
| باب نمبر ۸ | حضرات آئمہ علیہم السلام کی اطاعت کے فرض ہونے کے بیان میں | ۱۰۶ |
| باب نمبر ۹ | خدا کی مخلوق پر آئمہؑ کے گواہ ہونے کے بیان میں | ۱۰۷ |
| باب نمبر ۱۰ | آئمہ علیہم السلام کے ہادی اور رہبر ہونے کے بیان میں | ۱۰۸ |
| باب نمبر ۱۱ | آئمہ علیہم السلام کے والیان امر خدا اور خزینہ دار علم الٰہی ہونے کے بیان میں | ۱۰۸ |
| باب نمبر ۱۲ | حضرات آئمہؑ کے خلفاء اللہ اور ابواب اللہ ہونے کے بیان میں | ۱۱۰ |
| باب نمبر ۱۳ | حضرات آئمہؑ طاہرین کے نور خدا ہونے کے بیان میں | ۱۱۱ |
| باب نمبر ۱۴ | حضرات آئمہؑ طاہرین کے ارکان الارض ہونے کے بیان میں | ۱۱۲ |
| باب نمبر ۱۵ | امام کی فضیلت اور ان کے صفات کے بیان میں | ۱۱۴ |
| باب نمبر ۱۶ | حضرات آئمہ کے والیان امر اور محسود ہونے کے بیان میں | ۱۱۸ |
| باب نمبر ۱۷ | حضرات آئمہؑ کے علامات ہدایت ہونے کے بیان میں | ۱۱۹ |
| باب نمبر ۱۸ | آیات سے آئمہؑ کے مراد ہونے کے بیان میں | ۱۲۰ |
| باب نمبر ۱۹ | آیہ قرانی میں صادقین سے آئمہ کے مراد ہونے کے بیان | ۱۲۱ |
| باب نمبر ۲۰ | حضرات آئمہ طاہرین کے اہل الذکر ہونے کے بیان میں | ۱۲۲ |
| باب نمبر ۲۱ | قرآن مجید میں علم سے مراد آئمہ طاہرین کے بیان میں | ۱۲۶ |
| باب نمبر ۲۲ | حضرات آئمہ طاہرین کے راسخین فی العلم ہونیکے بیان میں | ۱۲۸ |
| باب نمبر ۲۳ | جن کے سینوں کو علم سے پُر نور کیا گیا ہے ان سے آئمہ ہونے کے بیان میں | ۱۲۸ |
| باب نمبر ۲۴ | آئمہ کے منتخب بندے اور وارث کتاب ہونے کے بیان میں | ۱۲۹ |
| باب نمبر ۲۵ | حضرات اہلبیت طاہرین کے امام حق اور ہادی برحق ہونے کے بیان میں | ۱۳۱ |
| باب نمبر ۲۶ | قرآن کے امام کی طرف ہدایت کرنے کے بیان میں | ۱۳۲ |
| باب نمبر ۲۷ | قرآن مجید میں نعمت خداوندی سے آئمہ طاہرین کے مراد ہونے کے بیان میں | ۱۳۳ |
| باب نمبر ۲۸ | قرآن مجید میں متوسمین سے آئمہ کے مراد ہونے کے بیان میں | ۱۳۴ |


https://www.shiabooks.pdf.com/

| باب نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۲۹ | اعمال عباد کے رسول اور آئمہ کے سامنے پیش ہونے کے بیان میں | ۱۳۵ |
| باب نمبر ۳۰ | حضرت علی کی ولائت کی راہ پر قائم رہنے کے بیان میں | ۱۳۶ |
| باب نمبر ۳۱ | حضرات آئمہ طاہرین کے معدن العلم، شجرۃ النبوۃ اور مختلف الملائکہ وغیرہ ہونے کے بیان میں | ۱۳۶ |
| باب نمبر ۳۲ | آئمہ طاہرین کے یکے بعد دیگرے وارثان علم ہونے کے بیان میں | ۱۳۸ |
| باب نمبر ۳۳ | آئمہ طاہرین کے نبی کریمؐ اور کل انبیاء و اوصیاء کے وارث علوم ہونے کے بیان میں | ۱۴۱ |
| باب نمبر ۳۴ | تمام منزل من اللہ کتابوں کے آئمہ کے پاس ہونے اور ان سے اچھی طرح واقف ہونے کے بیان میں | ۱۴۴ |
| باب نمبر ۳۵ | علی بن ابی طالب کے ترتیب نزولی پر جمع قرآن کے بیان میں | ۱۴۷ |
| باب نمبر ۳۶ | حضرات آئمہ طاہرین کے پاس اسم اعظم ہونے کے بیان میں | ۱۵۱ |
| باب نمبر ۳۷ | آئمہ طاہرین کے پاس انبیاء کرام کی نشانیوں کے ہونے کے بیان میں | ۱۵۱ |
| باب نمبر ۳۸ | حضرات آئمہ طاہرین کے پاس سلاح رسول اور ان کی پونجی ہونے کے بیان میں | ۱۵۲ |
| باب نمبر ۳۹ | سلاح رسولؐ کے تابوت بنی اسرائیل کے مانند ہونے کے بیان میں | ۱۵۴ |
| باب نمبر ۴۰ | صحیفہ، جفر و جامعہ اور مصحف فاطمہؑ کے بیان میں | ۱۵۶ |
| باب نمبر ۴۱ | سورۃ انا انزلنا کی شان اور اس کی تفسیر کے بیان میں | ۱۶۲ |
| باب نمبر ۴۲ | شب جمعہ میں علوم آئمہ کے ازدیاد کے بیان میں | ۱۶۳ |
| باب نمبر ۴۳ | حضرات آئمہؑ کے ازدیاد علوم کی اہمیت کے بیان میں | ۱۶۴ |
| باب نمبر ۴۴ | جمیع علوم ملائکہ و انبیاء و مرسلین سے آئمہ طاہرین کے واقف و عالم ہونے کے بیان میں | ۱۶۵ |
| باب نمبر ۴۵ | علم غیب کے بیان میں | ۱۶۶ |
| باب نمبر ۴۶ | ہر وہ چیز جسے آئمہ جاننا چاہتے ہیں، خدا بتا دیتا ہے اس کے بیان میں | ۱۶۷ |
| باب نمبر ۴۷ | آئمہ طاہرین کی اپنی موت سے واقف ہونے اور بہ اختیار خود وفات پانے کے بیان میں | ۱۶۷ |
| باب نمبر ۴۸ | آئمہ طاہرین کے علم ماکان و مایکون کو جاننے اور ان سے کسی چیز کے | ۱۶۸ |


https://www.shiabookspdf.com/

| باب نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | پوشیدہ نہ ہونے بیان میں | |
| باب نمبر ۴۹ | رسول خدا کے علم میں امیر المؤمنینؑ کے شریک ہونے کے بیان میں | ۱۷۲ |
| باب نمبر ۵۰ | حضرات آئمہ طاہرین کے جہات علوم کے بیان میں | ۱۷۳ |
| باب نمبر ۵۱ | آئمہ طاہرین کے تمام لوگوں کے حالات سے واقف ہونے بیان میں | ۱۷۴ |
| باب نمبر ۵۲ | رسول خدا اور آئمہ کے سپرد امور دین کر دیئے جانے کے بیان میں | ۱۷۴ |
| باب نمبر ۵۳ | آئمہ طاہرین کے نبی نہ ہونے اور بعض عظیم شخصیتوں سے مشابہہ ہونے کے بیان میں | ۱۷۵ |
| باب نمبر ۵۴ | آئمہ طاہرینؑ کے محدث اور مفہم ہونے کے بیان میں | ۱۷۷ |
| باب نمبر ۵۵ | جو روحیں آئمہ طاہرین میں ہوتی ہیں ان کے بیان میں | ۱۷۷ |
| باب نمبر ۵۶ | آئمہ طاہرین کی روح کے ذریعہ سے محافظت و معاونت آلہیہ کے بیان میں | ۱۸۰ |
| باب نمبر ۵۷ | امام زمانہ کے اسرار امامت سے واقف ہونے کے وقت کے بیان میں | ۱۸۱ |
| باب نمبر ۵۸ | جملہ آئمہ طاہرین کے علم و شجاعت و طاعت میں برابر ہونے کے بیان میں | ۱۸۲ |
| باب نمبر ۵۹ | امام سابق کے امام لاحق کو جاننے اور تفسیر آیۂ امانت کے بیان میں | ۱۸۳ |
| باب نمبر ۶۰ | امامت کے عہد خداوندی ہونے کے بیان میں | ۱۸۴ |
| باب نمبر ۶۱ | آئمہ طاہرین کے وصیت و حکم خداوندی کے بغیر کچھ نہ کرنے کے بیان میں | ۱۸۵ |
| باب نمبر ۶۲ | امام کو پہچاننے کی حجت و علامت کے بیان میں | ۱۸۸ |
| باب نمبر ۶۳ | امامت کے صرف اولاد میں منحصر ہونے کے بیان میں | ۱۹۱ |
| باب نمبر ۶۴ | خدا اور رسول کی طرف سے نص امامت آئمہ کے بیان میں | ۱۹۲ |
| باب نمبر ۶۵ | حضرت امام حسنؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۰۰ |
| باب نمبر ۶۶ | حضرت امام حسینؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۰۱ |
| باب نمبر ۶۷ | حضرت امام زین العابدینؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۰۲ |
| باب نمبر ۶۸ | حضرت امام محمد باقرؑ کی امامت پہ نص کے بیان میں | ۲۰۳ |


https://www.shiabookspdf.com/

| باب نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۶۹ | حضرت امام جعفر صادقؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۰۳ |
| باب نمبر ۷۰ | حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۰۵ |
| باب نمبر ۷۱ | حضرت امام علی الرضاؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۰۶ |
| باب نمبر ۷۲ | حضرت امام محمد تقیؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۰۷ |
| باب نمبر ۷۳ | حضرت امام علی نقیؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۰۹ |
| باب نمبر ۷۴ | حضرت امام حسن عسکریؑ کی امامت کے نص کے بیان میں | ۲۱۰ |
| باب نمبر ۷۵ | حضرت امام محمد مہدیؑ کی امامت پر نص کے بیان میں | ۲۱۱ |
| باب نمبر ۷۶ | جن لوگوں نے حضرت حجتؑ کو دیکھنا ان کے اسماء کے بیان میں | ۲۱۲ |
| باب نمبر ۷۷ | حضرت حجتؑ کے نام لینے کی ممانعت کے بیان میں | ۲۱۷ |
| باب نمبر ۷۸ | حضرت حجتؑ کی غیبت کے امر نادر کے بیان میں | ۲۱۸ |
| باب نمبر ۷۹ | حضرت حجتؑ کی غیبت کے بیان میں | ۲۱۹ |
| باب نمبر ۸۰ | امر امامت میں حق اور باطل کے فیصلے کے بیان میں | ۲۲۱ |
| باب نمبر ۸۱ | حضرت حجت کے ظہور کا وقت معین کرنے کی کراہت کے بیان میں | ۲۲۴ |
| باب نمبر ۸۲ | مومنین کو پرکھنے اور ان کا امتحان لیے جانے کے بیان میں | ۲۲۶ |
| باب نمبر ۸۳ | معرفت امام میں تقدم و تاخیر میں فرق نہ ہونے کے بیان میں | ۲۲۷ |
| باب نمبر ۸۴ | ناحق دعوئے امامت کرنے یا کسی امام برحق کی امامت سے انکار کرنے کے بیان میں | ۲۲۷ |
| باب نمبر ۸۵ | امام برحق کو مانے بغیر عبادت کرنے والوں کے بیان میں | ۲۲۸ |
| باب نمبر ۸۶ | امام برحق کی معرفت کے بغیر مر جانے والے کے بیان میں | ۲۳۲ |
| باب نمبر ۸۷ | اولاد علی و فاطمہ میں سے حق اہلبیت کو ماننے اور نہ ماننے کے بیان میں | ۲۳۴ |
| باب نمبر ۸۸ | امام وقت کی رحلت سے لوگوں کی تکلیف شرعی کے بیان میں | ۲۳۵ |
| باب نمبر ۸۹ | امام کو منصب امامت تفویض ہونے کے علم کے بیان میں | ۲۳۸ |
| باب نمبر ۹۰ | سن کے اعتبار سے آئمہ طاہرین کے حالات کے بیان میں | ۲۳۹ |
| باب نمبر ۹۱ | امام کو امام ہی کے غسل دینے کے بیان میں | ۲۴۰ |
| باب نمبر ۹۲ | آئمہ طاہرینؑ کی کیفیت پیدائش کے بیان میں | ۲۴۱ |
| باب نمبر ۹۳ | آئمہ طاہرینؑ کے ابدان و قلوب کی خلقت کے بیان میں | ۲۴۴ |


https://www.shiabooks.pdf.com/

| باب نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۹۴ | آئمہ طاہرینؑ کے اقوال و احکام کے تسلیم کرنے کے بیان میں | ۲۴۳ |
| باب نمبر ۹۵ | مناسک حج ادا کرنے کے بعد معصوم کی خدمت میں حاضری اور اظہار ولایت کے بیان میں | ۲۴۴ |
| باب نمبر ۹۶ | آئمہ طاہرینؑ کے گھروں میں ملائکہ کے آنے اور خبریں لانے کے بیان میں | ۲۴۵ |
| باب نمبر ۹۷ | آئمہ طاہرینؑ کی خدمت میں جنوں کے آنے احکام لینے اور مسائل پوچھنے کے بیان میں | ۲۴۶ |
| باب نمبر ۹۸ | آئمہ طاہرینؑ کے عہد ظاہر میں داؤد و سلیمان کے اصول پر فیصلے کے بیان میں | ۲۴۸ |
| باب نمبر ۹۹ | آئمہ طاہرین کے گھرانے کے سرچشمۂ علم ہونے کے بیان میں | ۲۴۹ |
| باب نمبر ۱۰۰ | آئمہ طاہرینؑ کے مرکز حق ہونے کے بیان میں | ۲۵۰ |
| باب نمبر ۱۰۱ | آئمہ طاہرینؑ کی احادیث کے مشکل سے مشکل تر ہونے کے بیان میں | ۲۵۲ |
| باب نمبر ۱۰۲ | آئمہ طاہرین کی اطاعت کرنے اور ان کی جماعت سے وابستہ رہنے کے بارے میں حکم رسولؐ کے بیان میں | ۲۵۳ |
| باب نمبر ۱۰۳ | امام کے حقوق رعایا پر اور رعایا کے حقوق امام پر کیا ہیں؟ اس کے بیان میں | ۲۵۴ |
| باب نمبر ۱۰۴ | آئمہ طاہرینؑ کا ساری دنیا کی زمین کے مالک ہونے کے بیان میں | ۲۵۴ |
| باب نمبر ۱۰۵ | امام کے حاکم وقت ہونے کی صورت میں ان کی سیرت اور ان کے لباس و طعام کے بیان میں | ۲۵۷ |
| باب نمبر ۱۰۶ | بعض شاذ و نادر احادیث کے بیان میں | ۲۵۹ |
| باب نمبر ۱۰۷ | ولایت کے نکات و اسرار اور اس کے متعلق بعض آیات کی تفسیر کے بیان میں | ۲۶۰ |
| باب نمبر ۱۰۸ | چیدہ اور جامع روایات ولایت کے بیان میں | ۲۶۶ |
| باب نمبر ۱۰۹ | آئمہ طاہرینؑ کا اپنے دوستوں کو پہچاننے کے بیان میں | ۲۶۷ |
| باب نمبر ۱۱۰ | پیغمبر اسلامؐ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات و فضائل کے بیان میں | ۲۶۸ |
| باب نمبر ۱۱۱ | قبر نبیؐ کے اندر جھانکنے کی ممانعت کے بیان میں | ۲۷۶ |


https://www.shiabookspdf.com/

| باب نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۱۱۲ | امیر المومنینؑ کی تاریخ ولادت وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۲۷۶ |
| باب نمبر ۱۱۳ | حضرت فاطمہؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۲۸۰ |
| باب نمبر ۱۱۴ | حضرت امام حسنؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۲۸۲ |
| باب نمبر ۱۱۵ | حضرت امام حسینؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۲۸۵ |
| باب نمبر ۱۱۶ | حضرت امام زین العابدینؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۲۸۷ |
| باب نمبر ۱۱۷ | حضرت امام محمد باقرؑ کی تاریخ ولادت وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۲۸۹ |
| باب نمبر ۱۱۸ | حضرت امام جعفر صادقؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۲۹۱ |
| باب نمبر ۱۱۹ | حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۲۹۴ |
| باب نمبر ۱۲۰ | حضرت امام علی رضاؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۳۰۲ |
| باب نمبر ۱۲۱ | حضرت امام محمد تقیؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے ہونے کے بیان میں | ۳۰۸ |
| باب نمبر ۱۲۲ | حضرت امام علی نقیؑ کی تاریخ۔ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۳۱۰ |
| باب نمبر ۱۲۳ | حضرت امام حسن عسکریؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں | ۳۱۴ |
| باب نمبر ۱۲۴ | حضرت حجتؑ کی تاریخ و ولادت اور بعض حالات کے بیان میں | ۳۱۸ |
| باب نمبر ۱۲۵ | آئمہ اثنا عشر کی امامت پر نص کے بیان میں | ۳۲۶ |
| باب نمبر ۱۲۶ | کسی شخص کے متعلق کسی پیشگوئی کا نتیجہ اس کے بیٹے یا پوتے کے برآمد ہونے کے بیان میں | ۳۲۸ |
| باب نمبر ۱۲۷ | آئمہ طاہرین کے قائم بامر اللہ ہادی خلق ہونے کے بیان میں | ۳۳۰ |


https://www.shiabookspdf.com/

| باب نمبر ۱۹ | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۱۲۸ | امام علیہ السلام کی خدمت میں مال پہنچانے کی اہمیت کے بیان میں | ۳۳۱ |
| باب نمبر ۱۲۹ | مال فئی اور انفال و خمس کی تحدید و تفسیر کے بیان میں | ۳۳۲ |
| | **کتاب الایمان والکفر** | ۳۳۵ |
| باب نمبر ۱ | مومن اور کافر کی طینت کے بیان میں | ۳۳۶ |
| باب نمبر ۲ | باب اوّل کے تتمہ کے بیان میں | ۳۳۷ |
| باب نمبر ۳ | باب دوم کے تتمہ کے بیان میں | ۳۳۸ |
| باب نمبر ۴ | اقرار ربوبیت میں رسول خدا کی اولیت کے بیان میں | ۳۳۹ |
| باب نمبر ۵ | عالم ذر میں عنوان جواب کے بیان میں | ۳۴۰ |
| باب نمبر ۶ | مخلوقات کے فطرت توحید پر پیدا ہونے کے بیان میں | ۳۴۰ |
| باب نمبر ۷ | مومن کے صلب کافر سے پیدا ہونے کے بیان میں | ۳۴۲ |
| باب نمبر ۸ | خلقت مومن کی بنیادی کیفیت کے بیان میں | ۳۴۳ |
| باب نمبر ۹ | اسلام کے صبغۃ اللہ ہونے کے بیان میں | ۳۴۴ |
| باب نمبر ۱۰ | سکینہ سے ایمان کے مراد ہونے کے بیان میں | ۳۴۵ |
| باب نمبر ۱۱ | اخلاص کے بیان میں | ۳۴۷ |
| باب نمبر ۱۲ | شرایع دینیہ کے بیان میں | ۳۴۸ |
| باب نمبر ۱۳ | اسلام کے دعائم کے بیان میں | ۳۴۹ |
| باب نمبر ۱۴ | اسلام لانے کے بعد قتل سے بچ جانے کے بیان میں نیز یہ کہ اسلام اور ایمان میں فرق | ۳۵۴ |
| باب نمبر ۱۵ | ایمان میں اسلام کے داخل ہونے اور اسلام میں ایمان کے داخل نہ ہونے کے بیان میں | ۳۵۵ |
| باب نمبر ۱۶ | اسلام کے قبل ایمان ہونے کے بیان میں | ۳۵۷ |
| باب نمبر ۱۷ | پندرھویں اور سولھویں باب کے تتمہ کے بیان میں | ۳۵۸ |
| باب نمبر ۱۸ | ایمان کے تمام اعضائے بدن سے متعلق کے بیان میں | ۳۵۹ |
| باب نمبر ۱۹ | ایمان کی طرف سبقت کے بیان میں | ۳۶۱ |
| باب نمبر ۲۰ | درجات ایمان کے بیان میں | ۳۶۴ |


https://www.shiabooksndf.com/

| باب نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۲۱ | باب سابق کے تتمہ کے بیان میں | ۳۶۵ |
| باب نمبر ۲۲ | اسلام کی نسبت کے بیان میں | ۳۶۶ |
| باب نمبر ۲۳ | مومن کے خصائل کے بیان میں | ۳۶۷ |
| باب نمبر ۲۴ | بائیسویں اور تیئسویں باب کے تتمہ کے بیان میں | ۳۷۰ |
| باب نمبر ۲۵ | ایمان کی صفت کے بیان میں | ۳۷۶ |
| باب نمبر ۲۶ | ایمان کے اسلام پر اور یقین پر فوقیت کے بیان میں | ۳۷۹ |
| باب نمبر ۲۷ | ایمان اور یقین کی حقیقت کے بیان میں | ۳۸۱ |
| باب نمبر ۲۸ | تفکر کے بیان میں | ۳۸۳ |
| باب نمبر ۲۹ | مکارم اخلاق کے بیان میں | ۳۸۴ |
| باب نمبر ۳۰ | یقین کی فضیلت کے بیان میں | ۳۸۶ |
| باب نمبر ۳۱ | قضائے الٰہی اور مرضیٔ خداوندی پر راضی رہنے کے بیان میں | ۳۸۸ |
| باب نمبر ۳۲ | اپنے امور کو خدا کے سپرد کرنے اور اس پر توکل کے بیان میں | ۳۹۱ |
| باب نمبر ۳۳ | خوف اور رجاء کے بیان میں | ۳۹۲ |
| باب نمبر ۳۴ | بخشش خداوندی کے بارے میں حسن ظن کے بیان میں | ۳۹۴ |
| باب نمبر ۳۵ | عبادت خداوندی میں اعتراف تقصیر کے بیان میں | ۳۹۷ |
| باب نمبر ۳۶ | اطاعت خداوندی اور تقویٰ (پرہیزگاری) کے بیان میں | ۳۹۸ |
| باب نمبر ۳۷ | ورع کے بیان میں | ۳۹۹ |
| باب نمبر ۳۸ | عفت کے بیان میں | ۴۰۳ |
| باب نمبر ۳۹ | محارم سے اجتناب کے بیان میں | ۴۰۵ |
| باب نمبر ۴۰ | ادائے فرائض کے بیان میں | ۴۰۶ |
| باب نمبر ۴۱ | عمل اور اس کی مداومت کے بیان میں | ۴۰۷ |
| باب نمبر ۴۲ | عبادت کے بیان میں | ۴۰۸ |
| باب نمبر ۴۳ | نیت کے بیان میں | ۴۰۹ |
| باب نمبر ۴۴ | مقدمۂ باب لاحق کے بیان میں | ۴۱۱ |
| باب نمبر ۴۵ | عبادت میں اقتصاد اور میانہ روی کے بیان میں | ۴۱۲ |
| باب نمبر ۴۶ | عمل کا ثواب پانے کے بیان میں | ۴۱۳ |


https://www.shiabookspdf.com/

| باب نمبر ۱۷ | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۴۷ | صبر کے بیان میں | ۴۱۴ |
| باب نمبر ۴۸ | شکر کے بیان میں | ۴۱۷ |
| باب نمبر ۴۹ | حسن اخلاق کے بیان میں | ۴۲۰ |
| باب نمبر ۵۰ | کشادہ روئی کے بیان میں | ۴۲۲ |
| باب نمبر ۵۱ | سچائی اور ادائے امانت کے بیان میں | ۴۲۳ |
| باب نمبر ۵۲ | حیا کے بیان میں | ۴۲۴ |
| باب نمبر ۵۳ | عفو کے بیان میں | ۴۲۵ |
| باب نمبر ۵۴ | غصے کو پی جانے کے بیان میں | ۴۲۶ |
| باب نمبر ۵۵ | حلم کے بیان میں | ۴۲۷ |
| باب نمبر ۵۶ | خاموشی اور حفاظتِ زبان کے بیان میں | ۴۲۹ |
| باب نمبر ۵۷ | مدارات کے بیان میں | ۴۳۳ |
| باب نمبر ۵۸ | رفق (نرمی) کے بیان میں | ۴۳۴ |
| باب نمبر ۵۹ | تواضع کے بیان میں | ۴۳۵ |
| باب نمبر ۶۰ | اللہ سے محبت اور بغض کے بیان میں | ۴۳۶ |
| باب نمبر ۶۱ | دنیا کی خدمت اور اس سے کنارہ کشی کے بیان میں | ۴۳۹ |
| باب نمبر ۶۲ | باب سابق کے تتمہ کے بیان میں | ۴۴۱ |
| باب نمبر ۶۳ | قناعت کے بیان میں | ۴۴۲ |
| باب نمبر ۶۴ | کفاف (گذارہ) کے بیان میں | ۴۴۴ |
| باب نمبر ۶۵ | امر خیر کے کر گزارنے میں عجلت کے بیان میں | ۴۴۵ |
| باب نمبر ۶۶ | انصاف اور عدل کے بیان میں | ۴۴۶ |
| باب نمبر ۶۷ | لوگوں سے استغناء کے بیان میں | ۴۴۹ |
| باب نمبر ۶۸ | صلہ رحم کے بیان میں | ۴۵۰ |
| باب نمبر ۶۹ | ماں باپ کے ساتھ نیکیوں کے بیان میں | ۴۵۳ |
| باب نمبر ۷۰ | امور مسلمین میں سعی کرنے ان کو نصیحت کرنے اور نفع پہنچانے کے بیان میں | ۴۵۶ |
| باب نمبر ۷۱ | سفید ریش بزرگوں کی تعظیم و توقیر کے بیان میں | ۴۵۸ |


https://www.shiabooks.pdf.com/

| باب نمبر (۷۶) | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۷۲ | مؤمنین کی آپس میں بھائی چارگی کے بیان میں | ۴۵۹ |
| باب نمبر ۷۳ | مُدعی ایمان کے ادائے حقوق کی تشخیص کے بیان میں | ۴۶۲ |
| باب نمبر ۷۴ | اس دنیا میں بھائی چارگی سے تعارف کے مراد ہونے کے بیان میں | ۴۶۳ |
| باب نمبر ۷۵ | برادر مومن کے حقوق اور ان کی ادائیگی کے بیان میں | ۴۶۴ |
| باب نمبر ۷۶ | آپس میں ایک دوسرے پر رحم اور مہربانی کے بیان میں | ۴۶۷ |
| باب نمبر ۷۷ | بھائیوں کی زیارت کے بیان میں | ۴۶۸ |
| باب نمبر ۷۸ | مصافحہ کے بیان میں | ۴۷۰ |
| باب نمبر ۷۹ | معانقہ کے بیان میں | ۴۷۱ |
| باب نمبر ۸۰ | بوسہ دینے کے بیان میں | ۴۷۳ |
| باب نمبر ۸۱ | بھائیوں کے باہمی مذاکرات کے بیان میں | ۴۷۴ |
| باب نمبر ۸۲ | مومن کا دل خوش کرنے کے بیان میں | ۴۷۵ |
| باب نمبر ۸۳ | مومن کی حاجت پوری کرنے بیان میں | ۴۷۶ |
| باب نمبر ۸۴ | مومن کی حاجت برآری میں سعی و کوشش کے بیان میں | ۴۷۸ |
| باب نمبر ۸۵ | مومن کی بے چینی دور کرنے کے بیان میں | ۴۷۹ |
| باب نمبر ۸۶ | مومن کو کھانا کھلانے کے بیان میں | ۴۸۱ |
| باب نمبر ۸۷ | مومن کو ملبوس کرنے کے بیان میں | ۴۸۳ |
| باب نمبر ۸۸ | مومن پر مہربانی کرنے اور اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں | ۴۸۴ |
| باب نمبر ۸۹ | مومن کی خدمت کے بیان میں | ۴۸۵ |
| باب نمبر ۹۰ | مومن کو نصیحت کرنے کے بیان میں | ۴۸۶ |
| باب نمبر ۹۱ | لوگوں کے درمیان اصلاح کے بیان میں | ۴۸۷ |
| باب نمبر ۹۲ | احیائے مومن کے بیان میں | ۴۸۸ |
| باب نمبر ۹۳ | اپنے اہل و عیال کو ایمان کی طرف دعوت دینے کے بیان میں | ۴۸۹ |
| باب نمبر ۹۴ | عہد تقیہ میں دعوتِ الی الحق کی ممانعت کے بیان میں | ۴۹۱ |
| باب نمبر ۹۵ | اللہ کے دین حق (امر امامت) دینے کے بیان میں | ۴۹۲ |
| باب نمبر ۹۶ | دین کی سلامتی کے بیان میں | ۴۹۳ |
| باب نمبر ۹۷ | تقیہ کے بیان میں | ۴۹۴ |


https://www.sibtain.com/pdf

| باب نمبر ۱۰۸ | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| باب نمبر ۹۸ | راز کو چھپانے کے بیان میں | ۴۹۷ |
| باب نمبر ۹۹ | مومن اور اس کے علامات وصفات کے بیان میں | ۴۹۹ |
| باب نمبر ۱۰۰ | مومنین کی تعداد کے کم ہونے کے بیان میں | ۵۰۳ |
| باب نمبر ۱۰۱ | ایمان نصیب ہو جانے پر خوش ہونے اور اس کے بعد ہر بلا پر صبر کرنے کے بیان میں | ۵۰۴ |
| باب نمبر ۱۰۲ | مومن کا مومن سے سکون پانے کے بیان میں | ۵۰۶ |
| باب نمبر ۱۰۳ | مومن کے ذریعہ اللہ کیا کچھ دفع کرتا ہے اس کے بیان میں | ۵۰۶ |
| باب نمبر ۱۰۴ | مؤمنین کی دو قسم ہونے کے بیان میں | ۵۰۷ |
| باب نمبر ۱۰۵ | اللہ کے مومن سے مصائب پر صبر کرنے کیلئے عہد لینے کے بیان میں | ۵۰۸ |
| باب نمبر ۱۰۶ | مومن کے ابتلا اور امتحان کی شدت کے بیان میں | ۵۱۰ |
| باب نمبر ۱۰۷ | فقراء مسلمین کی فضیلت کے بیان میں | ۵۱۳ |
| باب نمبر ۱۰۸ | تتمہ باب سابق کے بیان میں | ۵۱۵ |
| باب نمبر ۱۰۹ | قلبِ انسانی میں دو کان ہونے کے بیان میں | ۵۱۶ |
| باب نمبر ۱۱۰ | جس روح سے مومن کی مدد کی جاتی ہے اس کے بیان | ۵۱۷ |
| باب نمبر ۱۱۱ | گناہوں کے بیان میں | ۵۱۷ |
| باب نمبر ۱۱۲ | گناہانِ کبیرہ کے بیان میں | ۵۲۰ |
| باب نمبر ۱۱۳ | گناہ کو چھوٹا سمجھنے کے بیان میں | ۵۲۳ |
| باب نمبر ۱۱۴ | گناہ پر اصرار کے بیان میں | ۵۲۵ |
| باب نمبر ۱۱۵ | کفر کے اصول اور اس کے ارکان کے بیان میں | ۵۲۵ |
| باب نمبر ۱۱۶ | ریا (دکھاوے) اور سمعہ (سناوے) کے بیان میں | ۵۲۷ |


https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب العقل والجہل

چونکہ مبتدا و معاد کے لوازم و عواقب اور تکلیف بشری کا دارومدار عقل پر ہے اسی لیے ثقۃ الاسلام علامہ کلینیؒ نے اپنی کتاب اصول کافی کی ابتداء، کتاب العقل والجہل سے کر کے اس کا پہلا باب باب العقل قرار دیا ہے اور عقل کے ساتھ جہل کا تذکرہ اس لیے کیا ہے تاکہ مقصد و مفہوم عقل زیادہ اجاگر ہو سکے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادھا تمام چیزیں اپنی ضد سے صحیح طور پر پہچانی جاتی ہیں، اگر کفر نہ ہوتا تو ایمان کی عظمت ظاہر نہ ہوتی، اگر رات نہ ہوتی تو دن کی قدر و قیمت نہ ہوتی اگر جہالت نہ ہوتی تو عقل و علم کا شکوہ نمایاں نہ ہوتا۔

عقل کے لغوی معنی تعقل اشیاء اور اس کے فہم کے ہیں یعنی چیزوں کے فہم و ادراک کی قدرتی صلاحیت کو کہتے ہیں، آئمہ معصومینؑ کے ارشاد کے مطابق عقل ایسے نور کو کہتے ہیں جسکے ذریعے سے نفس انسانی علوم ضروریہ و نظریہ کا ادراک کرتا ہے حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں" العقل شرع من داخل والشرع عقل من خارج والعقل نور روحانی تدرک النفس به العلوم الضروریۃ والنظریۃ"

عقل اندرونی شریعت کو کہتے ہیں اور شرع بیرونی عقل کا نام ہے اسی لیے شریعت اسلامیہ کا مسلمہ ہے کہ کلما حکم به العقل حکم به الشرع وکلما حکم به الشرع حکم به العقل"

عقل جس چیز کا حکم کرتی ہے شریعت بھی وہی حکم دیتی ہے اور جس چیز کا فیصلہ شریعت کرتی ہے وہی فیصلہ عقل کا ہوتا ہے یعنی عقل اور شرع کے فیصلے میں تضاد نہیں ہوتا پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ عقل اس روحانی نور کا نام ہے جس کے ذریعے سے نفس علوم ضروریہ و بدیہیہ و نظریہ کا ادراک کرتا ہے (مجمع البحرین ص۵۳۲ والمنجد ص۵۳۲)

https://www.shiabookspdf.com/

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ عقل کے اصطلاحی معنی کا اطلاق چند امور پر ہوتا ہے۔
(۱) عقل اوس قوت ادراک کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے اچھائی اور برائی کو سمجھا جا سکے اور خیر و شر میں تمیز کی جا سکے اور ان کے اسباب و وجوہ تک پہنچا جا سکے اور کونسی چیز شرعاً مفید یا مضر ہے اسے جانا جا سکے، ایسی صورت میں عقل ہی پر تکلیف شرعی اور ثواب و عذاب کا دار و مدار ہوگا۔
(۲) عقل اس ملکہ کو کہتے ہیں اور ایسی حالت نفس کا نام ہے جو اچھائیوں اور نفع بخش چیزوں کو اختیار کرنے اور بُری باتوں اور نقصان رساں چیزوں سے اجتناب کرنے کی دعوت دیتی ہے۔
(۳) عقل اس قوت کا نام ہے جس کے ذریعہ سے لوگ امور معاش کے نظام کی درستگی میں کامیاب ہوتے ہیں اب یہ ذریعہ اگر مطابق شرع ہے تو اُسے عقل سلیم کا نتیجہ کہا جائے گا جو یقیناً ممدوح ہوگا اور اگر مطابق شرع نہیں ہے تو اُسے مکر و فریب اور شیطنت سمجھا جائے گا جس کا عقل سلیم سے تعلق نہیں کیونکہ عقل سلیم وہی ہے جو مطابق عمل پیرا ہو، (۴) عقل ان مراتب استعداد نفس کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ سے نظریات کا ادراک کیا جاتا ہے دریں صورت مدارج عمر کے لحاظ سے ان کی چار صورتیں ہونگیں۔
(۱) عقل ہیولانی (۲) عقل بالملکہ (۳) عقل بالفعل (۴) عقل مستفاد (۵) عقل اس نفس ناطقۂ انسانی کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان تمام بہائم سے ممتاز ہو جاتا ہے (۶) فلاسفہ کے نظریہ کے مطابق اس جوہر مجرد قدیم کو کہتے ہیں جس کا تعلق ذاتاً اور فعلاً مادہ سے نہیں ہوتا، اُن کے اس بیان سے ضروریات دین پر ضرب پڑتی ہے جیسے حدوث عالم بنابریں ہمارے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں ہے" (مرآۃ العقول ج ۱ ص ، طبع ایران)

غرضکہ عقل انسانی کو بڑی وقعت حاصل ہے اور اسی پر ثواب و عقاب کا دار و مدار ہے اسی لیے حدیث میں ہے کہ" رفع القلم عن الصبی و المجنون بچوں اور پاگلوں سے ان کے کردار کی باز پرس نہ ہوگی وہ مرفوع القلم ہیں ان سے سوال و جواب اور ثواب و عذاب کا کوئی تعلق نہیں ہے

یعنی تکلیف شرعی اور ثواب و عذاب انہیں سے متعلق ہوگا جو عقل سلیم رکھنے کی وجہ سے اشرف مخلوقات قرار دیئے گئے ہیں۔

علامہ کلینیؒ نے عنوان کتاب ہذا میں عقل کے ساتھ جہل کا تذکرہ فرمایا ہے یعنی جہل کو عقل کا مقابل قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جاہل، عاقل نہ ہوگا یعنی وہ اس عقل سے محروم ہوگا، جو مطلوب شریعت ہے، شریعت اسی عقل کو عقل سمجھتی ہے جو گناہوں سے بچا سکے اور نجات اُخروی کی طرف راہنمائی کر سکے اور جو زیرکی اور سوجھ بوجھ اس مقصد کے کام نہ آئے وہ جہالت ہے اجتمعت الصابۃ علی ان کلما عصی اللہ فھو جھالۃ و کل من عصی اللہ فھو جاھل" صحابہ کا اس پر اجماع ہے کہ جس عمل میں خدا کا گناہ ہو وہ جہالت ہے

https://www.shiabookspdf.com/

اور جو خدا کا گناہ گار ہے وہ جاہل ہے (مجمع البحرین ص۵۱۴) میرے نزدیک علم کے مقابلہ میں جہل ہے لیکن عقل اور علم دونوں وہی عند الشریعت مُسلّم ہیں جو گناہ سے بچا سکیں اور آخرت میں نجات دلا سکیں یعنی دونوں کا مقصد ایک ہے حدیث میں ہے" یطلق العقل علی نفس العلم النافع الموروث للنجات المستلزم لحصول السعادات" عقل کا اطلاق اس علم پر ہوتا ہے جو آخرت کے لیے نافع ہو اور نجات کا ضامن ہو جس سے سعادات اخروی (جنت) کا حاصل ہو جانا یقینی ہو (مرآۃ العقول ج ۱ ص ۷)

اسی لیے علامہ کلینی نے دیباچہ کتاب میں تحریر فرمایا ہے" واول ما ابلابہ وافتتح کتابی ھذا العقل وفضائل العلم وانتفاع دراجۃ اھلہ وعلوّ قدرھم ونقص الجھل وخاستہ اھلہ وسقوط منزلتھم" میں اپنے اس کتاب کی ابتداء اور اس کا افتتاح کتاب العقل اور فضائل اور عالم کے بلند درجے اور ان کی قدر و منزلت سے اور جہل کے عیب و نقص اور جاہل کی دنائت اور اس کے پست مقام سے کرتا ہوں۔

(دیباچہ اصول کافی ص۳)

حقیقت یہ ہے کہ عقل اور علم انتہائی بلند مقام کے مالک ہیں اور جہالت انسانیت کا بدترین عیب ہے اور عاقل و عالم ہونا نہایت ہی ممدوح اور جاہل ہونا قطعاً مذموم اور غیر ممدوح ہے، حدیث میں ہے کہ" نوم العاقل افضل من سھر الجاھل عاقل کا سونا جاہل کے جاگنے سے بہتر ہے (مجمع البحرین ص۵۲۲) کیا خوب کسی شاعر نے شبِ ہجرت سے متعلق کہا ہے۔ ؎

جاگنے والے کو محروم دو عالم رکھا
سونے والے سے کہا ساری خدائی تیری

ثقۃ الاسلام علامہ کلینی رحمۃ اللہ نے اس کتاب العقل والجھل" کو ۲۳، ابواب پر مشتمل فرمایا ہے جس کا پہلا باب باب العقل ہے۔

# ① باب العقل

اس باب میں ۳۴ حدیثیں ہیں جو مختلف راویوں سے مختلف الفاظ و عبارات میں ائمہ معصومینؑ سے مروی ہیں، ان تمام احادیث کا تقریباً مقصد و مفہوم ایک ہی ہے، اس مقام پر اُن میں سے تین حدیثیں پہلی، دسویں اور اٹھارھویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

(۱) اخبرنا ابو جعفر محمد بن یعقوب، قال حدثنی عدۃ من اصحابنا منھم محمد بن یحیی العطار عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن العلاء بن رزین عن محمد بن مسلم عن ابی جعفرؑ قال لما خلق اللہ العقل استنطقہ ثم قال اقبل فاقبل ثم قال لہ ادبر فادبر ثم قال وعزتی و جلالی ما خلقت خلقا ھو احب الی منک ولا اکملتک الا فیمن احب اما انی ایاک امر وایاک انھی وایاک اعاقب وایاک اثیب،

ہمیں ابو جعفر محمد بن یعقوب نے خبر دی (اور) کہا کہ مجھ سے ہمارے چند معتبر اصحاب نے جن میں محمد بن محمد بن یحیی العطار شامل ہیں، بیان کیا، ان لوگوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب خلاق عالم نے عقل کو پیدا کیا تو اسے گویائی دی پھر اس سے فرمایا کہ آگے بڑھ اور وہ فورا آگے بڑھی پھر اسے حکم دیا کہ پیچھے ہٹ وہ فورا پیچھے ہٹی، پھر ارشاد فرمایا کہ میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو تجھ سے زیادہ مجھے محبوب ہو، اور میں تجھے اس کے علاوہ کسی میں کامل نہیں کروں گا جسے میں دوست رکھوں گا۔ سن! میں تجھی کو حکم دوں گا اور تجھی کو عتاب کروں گا۔ تجھی کو ثواب دوں گا۔

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن عبد اللہ بن سنان قال ذکرت لابی عبد اللہ رجلا مبتلی بالوضوء والصلوۃ وقلت ھو رجل عاقل فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام واتی عقل لہ وھو یطیع الشیطان فقلت لہ و کیف یطیع الشیطان فقال لہ ھذا الذی یاتیہ من این شئی ھو فانہ یقول لک من عمل الشیطان۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں ابن محبوب سے انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے ایک ایسے شخص کا ذکر جو وضو اور نماز میں (وسوسہ کا شکار اور شک میں) مبتلا تھا کیا اور کہا کہ وہ شخص بڑا زیرک اور عقلمند ہے (یہ سن کر) حضرت صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ اس کے عقل کہاں ہے، وہ تو شیطان کی پیروی کرتا ہے، میں نے عرض کی (مولا وہ تو بڑا عابد ہے) شیطان کی پیروی کیونکر کر سکتا ہے، حضرت نے فرمایا کہ جب تم اس سے پوچھو گے کہ یہ وساوس جو تیرے دل میں پیدا ہوتے ہیں، کہاں سے آتے ہیں تو وہ جواب دے گا کہ یہ شیطان کی حرکت کا نتیجہ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۳) علی بن ابراھیم عن ابی ھاشم الجعفری قال کنا عند الرضا فتذاکرنا العقل والادب فقال یا اباھاشم۔ العقل حباہ من اللہ والادب کلفۃ فمن تکلف الادب قدر علیہ ومن تکلف العقل لم یزدد بذالک الا جھلا"

علی بن ابراہیم نے ابو ہاشم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ عقل اور ادب کا ذکر آگیا، انہوں نے فرمایا کہ اے ابو ہاشم عقل عطیہ باری تعالیٰ ہے (جو ظرف کے مطابق ہر ایک کو دی گئی ہے) اور ادب (و اخلاق کسبی ہے) مشقت سے حاصل ہوتا ہے جو محنت و مشقت سے ادب و اخلاق حاصل کرنا چاہے گا حاصل کرلے گا (لیکن) جو شخص اپنی عقل میں اضافہ کی کوشش کرے گا تو اس میں عقل کے بجائے جہالت بڑھے گی۔

## توضیح

حدیث اول میں "اخبرنا" کے قائل کے بارے میں اختلاف ہے علامہ مجلسیؒ کا بیان ہے کہ اس سے یا تو اصول کافی کے راویوں میں سے نعمانی اور صفوانی مراد ہیں یا پھر خود مصنف سے اس کا تعلق ہے، کما ھو داب القدماء جیسا کہ پرانے لوگوں کا طریقہ ہے میرے نزدیک اول الذکر کو ترجیح ہے۔

اس حدیث میں نیز اصول کافی کے اکثر مقامات پر "عدۃ من اصحابنا" تحریر فرمایا گیا ہے اس کی وضاحت خود علامہ کلینی رحمۃ اللہ نے فرمادی ہے ان کا بیان ہے کہ جب میں اپنی کتاب کافی میں یہ کہوں کہ "عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن عیسی، تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے۔

(۱) محمد بن یحییٰ العطار (۲) محمد بن موسیٰ الکندانی (۳) داؤد بن کورہ (۴) احمد بن ادریس (۵) علی بن ابراہیم بن ہاشم، اور جب یہ کہوں، عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے (۱) علی بن ابراہیم بن ہاشم (۲) محمد بن عبداللہ بن اذینہ (۳) احمد بن عبداللہ بن امیہ (۴) علی بن الحسن اور جب کہوں، عدۃ من اصحابنا عن سہل بن زیاد، تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے (۱) علی بن محمد بن علان (۲) محمد بن ابی عبداللہ (۳) محمد بن الحسن (۴) محمد بن عقیل کلینی۔

اس حدیث میں "خلق اللہ العقل" فرمایا گیا، لفظ خلق کا تعلق مادیات سے ہے اور عقل ہے مجرد لہٰذا میرے نزدیک یہاں پر خلق سے مراد خلق تقدیری ہے خلق تکوینی اور تدبیری نہیں ہے جس میں تدریج ملحوظ ہوتی ہے، خلق تقدیری کا تعلق لوح محفوظ پر لکھے جانے سے ہے اور خلق تکوینی کا تعلق ظہور اشیاء سے خلق تقدیری خلقت امری کے مترادف ہے جو مجردات کے لیے مخصوص ہے علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں، الخلق بمعنی التقدیر کما ورد فی اللغۃ یہاں خلق بمعنی تقدیر ہے جیسا کہ لغت میں بھی ہے، علامہ طریحی

https://www.shiabookspdf.com/

مجمع البحرین میں آیۃ قرآنی، ھو اللہ الخالق البارئ الخ کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں، فاللہ تعالےٰ خالق من حیث ھو مقدر، اللہ تعالیٰ یعنی مقدر ہے، المنجد میں خلق کے معنی فطرت کے بھی مرقوم ہیں مطلب یہ ہے کہ عقل جو کہ مجرد ہے اس کی تقدیری خلقت اور فطرت میں اُسے قوت کلام دیکر تکلم فرمایا گیا تھا۔

---

حدیث دوم، کے ذیل میں عرض ہے کہ وضو اور نماز بلکہ جملہ عبادات میں شیطان خلل ڈالنے کی جدوجہد کرتا رہتا ہے، وضو نماز یا دیگر عبادات میں جو وسوسے اور شکوک پیدا ہوتے ہیں وہ اسی کی طرف سے ہوا کرتے ہیں، وہ اپنے اعلان کے مطابق جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے بندوں کو بہکانے کی سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے، شیطان کی پیروی عقلاء کا شیوہ نہیں ہے اور وسوسہ عمل شیطان ہوتا ہے یعنی دل میں وسوسہ کا پیدا ہونا اسی کی حرکتوں سے ہوتا ہے، امام علیہ السلام نے اسی کی وضاحت فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ جو شخص شیطان کی پیروی کرے گا اور اس کے وسوسے کو وقعت دے گا اس کا شمار عقلا میں نہ ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ وسوسہ شیطانی کو نظر انداز کرنا چاہیئے اور اُسے اپنے عزم و ارادہ کی طاقت سے رد کر دینا چاہیئے لیکن اگر ارادے کی طاقت سے اُسے ٹھکرا نہ سکے تو اس کا عملاً علاج کرنا چاہیئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

## وسوسہ شیطانی کا علاج

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب شیطانی وسوسہ دل میں پیدا ہو تو" اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ کر آمنت باللہ و برسولہ مخلصاً لہ الدین، کہنا چاہیئے .... دعائے حضرت عیسیٰ میں ہے کہ جب وسوسہ پیدا ہو تو یہ پڑھے، سبحان ملاء سمواتہ و ارضہ و مداد کلماتہ و زنۃ عرشہ و رضا نفسہ .... جب وسوسہ پیدا ہو تو یہ پڑھے اعوذ با اللہ القوی من الشیطان الغوی و اعوذ بمحمد الرضی من شر ما قدر و قضی و آعوذ باللہ الناس من شر الجنۃ و الناس اجمعین .... حدیث میں ہے کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنے سے وسوسہ شیطانی سے نجات ہو جائے گی .... راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ، مولا میں جب تہجد کے لیے اٹھتا ہوں تو وسوسے پیدا ہوتے ہیں، انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب رات کو اٹھا کرو تو یہ کہا کرو الحمد للہ رب العالمین و آلہ المرسلین و الحمد للہ الذی یحیی الموتی و یبعث من فی القبور ..... ایک روایت میں ہے کہ انار کھانے .... خضاب کرنے .... آب نیساں پیئے .... بیری کے پتے سے سر دھونے مسواک کرنے .... اور اہلبیت کرام کا ذکر کرنے سے وساوس شیطانی سے نجات رہتی ہے۔ سفینۃ البحار ص ۶۵۵ ج ۲

حدیث سوئم میں فرمایا گیا ہے کہ عقل عطیہ باری تعالیٰ ہے اس نے اپنی مصلحت کے مطابق ہر ایک کو اس سے نوازا ہے اور ادب و اخلاق اپنا ذاتی اور کسبی عمل ہے، عقل میں اضافے کا امکان نہیں اس نے جتنی عقل جسے دیدی ہے وہی اس کے پاس رہے گی یہ اور بات ہے کہ حالات کی روشنی میں اس پر جلاء ہو جائے، ایک روایت میں ہے کہ "اصل العقل موھبی وتکمل بالعلم والعمل، عقل وھبی ہے اور اس کی کارکردگی کی تکمیل علم اور عمل سے ہوتی ہے یعنی علم و عمل کو جلا دیتے ہیں۔ اور ادب و اخلاق کا تعلق اپنی توجہ اور صلاحیت سے ہے یہ وھبی نہیں ہے انسان جس درجہ نفس سے کام لے گا اور فروتنی اختیار کرے گا اس کا اخلاق بلند ہوگا اور اسکی انسانیت فروغ پائے گی، وہ نہ صرف دنیا میں باعزت ہوگا بلکہ آخرت میں بھی اُسے بلند مقام ملے گا کیونکہ نگاہ قدرت میں ادب و اخلاق کی بڑی قدر ہے عزیز لکھنوی کہتے ہیں ؎

بہائم سے بھی کم رتبے میں تھا یہ خاک کا پُتلا
مگر اخلاق نے انسان کو انسان بنایا ہے

## حُسن خلق کی عظمت

اخلاق کے حُسن اور اس کی خوبی پر تمام عقلاء کا اتفاق ہے اور سب کا یہ فیصلہ ہے کہ صاحب اخلاق حسنہ ہے اس کی قدر و منزلت کرنی چاہیئے حسنِ خلق، نفس میں اعتدال پیدا کرنے اور اس اعتدال کے مظاہرے کو کہتے ہیں، جس کا نفس خوبی کی طرف اعتدال سے بڑھا ہو اس کی قدر و منزلت کی کوئی حد نہیں ہے، سرکار دو عالم کو خلاقِ عالم نے خلق عظیم سے متصف فرمایا ہے۔ انہیں مکارم اخلاق اس درجہ پسند تھے کہ وہ بارگاہ احدیت میں لوگوں کی تعلیم کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے اللھم حسن خلقی وخُلقی الخ ایک روایت میں ہے کہ مکارم اخلاق کو خدا نے اپنے انبیاء کے لیے مخصوص فرمایا ہے اس بندے کا کیا کہنا جو اپنے کمال نفس سے اسے حاصل کر لے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ ان اکمل المؤمنین ایمانًا احسنھم خُلقًا، ایمان کے لحاظ سے مومنوں میں وہ شخص کامل ہوگا جس کا اخلاق اچھا ہوگا ایک روایت میں ہے کہ "ان العبد لیدرک بحسن خلقہ درجۃ الصائم القائم" بندہ اپنے اچھے اخلاق کے ذریعہ سے اس درجہ کا ثواب حاصل کر سکتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے کا ہے (سفینۃ البحار ج ۱ ص ۳۱۰)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۲

# علم اور اس کے طلب کرنے کی تاکید کے بیان میں

اس باب میں ۹ حدیثیں ہیں جو مختلف راویوں سے مروی ہیں ان تمام حدیثوں میں علم کے فرض ہونے اور اس کے طلب کرنے کی تاکید کو مختلف الفاظ و عبادات اور انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث میں ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم الا ان اللہ یحب بغاۃ العلم" صادق آل محمدؐ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اللہ علم کے طلب کرنے والے کو بے انتہا چاہتا ہے، دیگر احادیث میں بھی اسی مقصد کو بیان فرمایا گیا ہے ایک حدیث میں تفقہ فی الدین کا ذکر ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علم حلال و حرام سے بہرہ ور ہو اور دینی مسائل سے آگاہی حاصل کرو ایک حدیث میں ہے کہ جو علم دین حاصل نہ کرے گا۔ وہ قیامت میں نظر رحمت باری سے محروم رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

## توضیح

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ وہ علم جس کا حاصل کرنا واجب اور جس کے حاصل کرنے کی جدوجہد کرنا ضروری ہے۔ "علم دین" ہے یعنی اس علم کا حاصل کرنا ضروری ہے جس سے معرفت باری تعالےٰ حاصل ہو سکے اور جس سے حلال و حرام کے حدود معلوم ہو سکیں اور جس کے ذریعہ سے شکوک و شبہات دور ہو سکیں اور جو عبادات اور ان کے طریقوں کی وضاحت کر سکے، میرے نزدیک ہر اس علم کا حاصل کرنا ممدوح ہے جو عقل کو جلا اور منازل ترقی کو

فروغ دے سکے اور کوائف مخلوقات باری سے آگاہ کر سکے بشرطیکہ وہ معرفت کی راہ میں حائل نہ ہو اور شارع علیہ السلام نے اس کی ممانعت نہ فرمائی ہو، حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں، العلم کثیر فخذ وا من کل شئی احسنہ، علوم بے شمار ہیں ان میں سے جو تمہارے مطلب اور کام کے ہوں انہیں حاصل کرو (سفینۃ البحار ج ۲ ص ۲۱۹)

# باب ۳

# علم اور علماء کے صفات اور ان کے فضائل کے بیان میں

اس باب میں ۹ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن ابي عمير و محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابن ابي عمير عن سيف بن عميرة عن ابي حمزة عن ابي جعفر قال عالم ينتفع بعلمه افضل من سبعين الف عابد۔

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر اور محمد بن یحیٰی سے، انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے ابو حمزہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ عالم جس کے علم سے نفع حاصل کیا جائے وہ ستر ہزار عابد سے افضل ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

## توضیح

اس حدیث صحیح سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ علم کا درجہ کیا ہے اور علماء کا مقام کیا ہے اور پھر علماء میں وہ جن کے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہو، حضرت نے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ ایسا عالم جو لوگوں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچا رہا ہو وہ ستر ہزار عابد سے افضل اور بہتر ہے اس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ عابد وہ چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اپنی عبادت سے صرف اپنے کو فائدہ پہنچاتا ہے اس کی عبادت سے مخلوق خدا کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور عالم سے نہ

صرف اسی کو بلکہ مخلوقات خدا کو فائدہ پہنچتا ہے، اسی لیے ایک حدیث میں ہے کہ "مداد العلماء افضل من دماء الشہداء" عالم کی دوات کی روشنائی اور سیاہی شہداء راہ خدا کے خون سے افضل ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ شہید جان دیکر تنہا اپنی زندگی بنا جاتا ہے لیکن علماء کی روشنائی سے لکھی ہوئی کتابیں قیامت تک دینی فائدہ پہنچاتی رہیں گی، ایک حدیث میں ہے "ان العلماء ورثۃ الانبیاء" علماء حق انبیاء کرام کے وارث ہیں، ایک روایت میں ہے۔ کہ جو عالم اپنے بستر پر تکیہ لگا کر بیٹھے اور علمی غور و فکر کرے تو اس کی ایک ساعت خیر من عبادۃ العابدین سبعین عاما عابدوں کے ستر مہینوں سے بہتر ہے ایک روایت میں ہے کہ عالم کے پاس ایک گھنٹہ علمی مذاکرہ کرنا ختم قرآن سے بہتر ہے ایک روایت میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں، عالم کی تکذیب نہ کرو اس کی بات رد نہ کرو اس سے بغض نہ رکھو اس کی توہین نہ کرو" من اھان عالما فقد اھانی "جس نے عالم کی توہین کی اس نے میری توہین کی (جامع الاخبار ص۴۸ طبع لکھنؤ

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۴

# لوگوں کے اصناف واقسام کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے

علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن جمیل عن ابی عبد اللہ ع قال سمعتہ یقول یغدو الناس علی ثلاثۃ اصناف عالم ومتعلم وغثاء فنحن العلماء وشیعتنا المتعلمون وسائر الناس غثاء۔

علی بن ابراہیم نے محمد عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ دنیا میں لوگ تین قسم کے ہیں (۱) عالم (۲) متعلم (۳) غثاء، علماء ہم لوگ ہیں اور متعلمین ہمارے ماننے والے ہیں اور ہم دونوں کے علاوہ تمام لوگ بے حقیقت ہیں۔

**توضیح** امام علیہ السّلام نے انسانوں کی تین قسمیں بنائی ہیں (۱) عالم (۲) متعلم (۳) غثاء اور ان اقسام میں اپنے کو عالم فرمایا ہے اور جمع کا صیغہ استعمال کر کے کہا ہے، "نحن العلماء" ہم لوگ علماء ہیں بظاہر اس سے جنس مراد ہے یعنی ان کے جنس کی جتنی مخلوق ہے وہ سب اس کے ذیل میں آتی ہے اسی طرح ان کے ماننے والوں کے لئے بھی ہے جنہیں متعلم فرمایا گیا ہے یعنی ان کے کل ماننے والے وہ چاہے جس عہد میں ہوں اس کے بعد عوام الناس کو غثاء، فرمایا ہے جس کے معنی ان خس وخاشاک کے ہیں جو سیلاب کے موقع پر پانی کی سطح پر بہتے ہیں۔ جن کی کوئی وقعت نہیں ہوئی۔

مطلب یہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ ع کے مقابلہ میں عنداللہ دیگر مخلوق کی کوئی حیثیت نہیں ہے اسی طرح سچے مسلمانوں کے مقابلہ میں دنیا کے تمام انسان جن میں عام مسلمان بھی شامل ہیں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، سچے مسلمان سے مراد وہ ہیں جو اسلام کو بشرطہ مانتے ہیں۔ جس کا لازمہ محبت محمد و آل محمد ہے جیسے سلمان ابوذر۔ مقداد۔ عمار وغیرہم

http://www.shiabookspdf.com

امام علیہ السّلام نے عوام کی تشبیہ جو "غثاء" سے دی ہے کہ جس طرح سطح آب پر خس وخاشاک بہتے ہیں وہ نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کی طرف کوئی اعتنا کرتا ہے، اسی طرح عنداللہ عوام ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح غثاء اپنے اعمال وافعال سے بے خبر ہوتا ہے نہیں جانتا کہ کیوں بہہ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے اسی طرح عوام ہیں کہ وہ جی رہے ہیں اور زندگی کے ایام گذار رہے ہیں مگر انہیں یہ نہیں معلوم کہ کیوں پیدا کئے گئے ہیں اور کیوں زندہ ہیں اور آخرت بھی کوئی چیز ہے یا نہیں اور سفر حیات کیوں جاری ہے، شاد عظیم آبادی کہتے ہیں ؎

سفر ضرور ہے اور عذر کی مجال نہیں
مزا تو یہ ہے کہ منزل نہ راستہ معلوم

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جس طرح خس وخاشاک پانی کے دھارے پر بے قابو بہتے ہیں اسی طرح عوام اپنے نفس امارہ کے دھارے پر جا رہے ہیں۔ انھیں یہ نہیں معلوم کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور ہماری زندگی کا نتیجہ کیا ہوگا نہ وہ مبداء سے واقف ہیں نہ معاد کو جانتے ہیں نہ مآل سے باخبر ہیں۔

# باب ۵

# عالم بننے اور طلب علم کرنے کے ثواب کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری (۲) چوتھی نقل کی جاتی ہیں

(۱) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن جمیل بن صالح عن محمد بن مسلم عن ابی جعفرؑ قال ان الذی یعلم العلم منکم لہٗ اجر مثل اجر المتعلم وله الفضل علیه فتعلموا العلم من حملة العلم وعلموه اخوانکم کما علمکموه العلماء۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے جمیل بن صالح سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو کسی کو علم سکھاتا ہے تو اسے اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا سیکھنے والے کو ملتا ہے اور تعلیم دینے کی فضیلت اس کے لیے علیحدہ ہے لہٰذا علم صاحبان علم (علماء) سے حاصل کرو اور اپنے دینی بھائیوں کو اسی طرح تعلیم دو۔ جس طرح تم کو علماء نے تعلیم دی ہے۔

(۲) عن محمد بن عبد الحمید عن العلاء بن رزین عن ابی عبیدۃ الحذاء عن ابی جعفر علیه السلام قال من علم باب هدی فله مثل اجر من عمل به ولا ینقص اولئك من اجورهم شیئًا ومن علم باب ضلال

(علی بن ابراہیم نے) محمد بن عبد الحمید سے انہوں علا بن رزین سے انہوں نے ابو عبیدۃ الحذاء سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کو کوئی ہدایت کی بات سکھائے (اور وہ اس پر عمل کرے) تو سکھانے والے کو اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا عمل کرنے والے کو ملے گا

https://www.shiabookspdf.com/

كان عليه مثل اوزار من عمل به ولا ينقص اولئك من اوزارهم شيئًا۔

اور عمل کرنے والے کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی (اسی طرح) جو شخص کسی کو گمراہی کی بات سکھائے اور وہ اس پر عمل کرے - تو سکھانے والے کو برابر کا گناہ ملے گا۔ اور عمل کرنے والے کے گناہ میں کمی نہ ہوگی -

# باب ۶

# علماء کے صفات کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے ابتدائی چار نقل کی جاتی ہیں -

(۱) محمد بن یحیی العطار عن احمد بن محمد بن عیسی عن الحسن بن محبوب عن معاویه بن وهب قال سمعت اباعبد الله علیه السلام یقول اطلبوا العلم وتزینوا معه بالحلم وتواضعوا لمن طلبتم منه العلم ولا تکونوا علماء جبارین فیذهب باطلکم بحقکم۔

محمد ابن یحیی عطار نے احمد ابن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے معاویہ ابن وہب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علم حاصل کرو اور اس کے ساتھ اپنے کو حلم اور وقار سے آراستہ کرو، اور جس کو علم سکھاؤ اس کے ساتھ ہی نہایت تواضع فروتنی اور نرمی سے پیش آؤ اور اس کے ساتھ پورے احترام کا برتاؤ کرو جس سے علم سیکھا ہے (وہ چاہے سامنے موجود ہو یا نہ ہو) اور دیکھو عالم جابر نہ بنو ورنہ تمہارا تکبر تمہارے علم یا ثواب علم کو زائل کر دے گا -

(۲) علی بن ابراهیم عن

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے

محمد بن عیسی عن یونس عن حماد بن عثمان عن الحارث بن مغیرۃ النصری عن ابی عبد اللہؑ فی قول اللہ عز وجل اِنّما یخشی اللہ من عبادہ العلماء قال یعنی بالعلماء من صدق فعلہ قولہ و من لم یصدق فعلہ قولہ فلیس بعالم۔

یونس سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں حارث بن مغیرہ نصری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" (اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں) کے بارے میں روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے علماء سے ان لوگوں کو مراد لیا ہے۔ جن کا فعل و عمل ان کے قول و بیان کے مطابق ہو (یاد رکھو) کہ جس کا فعل اس کے قول کی تصدیق نہ کرے وہ عالم نہیں ہے۔

(۳) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد ابرقی عن اسمٰعیل بن مہران عن ابی سعید القماط عن الجلبی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال امیر المومنینؑ الا اخبرکم بالفقیہ حق الفقیہ من لم یقنط الناس من رحمۃ اللہ ولم یومنہم من عذاب اللہ ولم یرخص لہم فی معاصی اللہ ولم یترک القرآن رغبۃ عنہ الی غیرہ الا لا خیر فی علم لیس فیہ تفہم الا لا خیر فی قراۃ لیس فیہا تدبر الا لا خیر فی عبادۃ لیس فیہا تفکر۔

ہمارے چند اصحاب (احباب) نے احمد بن محمد ابرقی سے انہوں نے اسمٰعیل مہران سے انہوں نے ابو سعید القماط سے انہوں نے جلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آگاہ ہو کہ میں تمہیں سچے فقیہ کی نشاندھی کرتا ہوں، سچا فقیہ (اور عالم دین) وہ ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس نہ کرے اور عذاب خدا سے بے خوف نہ بنائے اور اللہ کی نافرمانی اور گناہ کرنے کی کھلی چھٹی نہ بیٹھے، آگاہ ہو کہ جس علم (کی تہ میں) فہم و فراست نہ ہو وہ بے کار ہے اور جس چیز کے پڑھنے میں تدبر نہ ہو وہ بے معنی ہے اور جس عبادت میں تفکر (غور و فکر) نہ ہو وہ بے فائدہ ہے۔

(۴) احمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن عیسٰی اور محمد بن اسمٰعیل

https://www.shiabookspdf.com/

عیسٰی و محمد بن اسمٰعیل عن الفضل بن شاذان النیشاپوری جمیعاً عن صفوان بن یحییٰ عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال ان من علامات الفقیہ الحلم والصمت

سے اور ان دونوں نے فضل بن شاذان نیشاپوری سے اور ان سب نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ فقیہ کی علامات میں سے دو یہ ہیں (۱) حلم و بردباری (۲) خاموشی۔

# باب

# عالم کے حق کے بیان میں

https://www.shiabookspot.com/

اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے اس حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بحوالہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا ہے کہ عالم بے انتہا عزت کے قابل ہیں، انہیں کثرت سوال سے زچ نہ کرو، جب تم ان کے پاس جاؤ اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوں تو اولاً مجموعی طور پر سب کو سلام کرو پھر عالم کو خصوصیت کے ساتھ دوبارہ سلام کرو اور ان کے سامنے زانوئے ادب تہ کر کے بیٹھو، اور کسی قسم کی اشارہ بازی نہ کرو، اور اس قسم کی باتوں سے دل تنگ نہ کرو کہ فلاں شخص نے آپ کی بات نہیں مانی۔ اور بلا ضرورت ان کے پاس دیر تک بیٹھ کر انہیں پریشان نہ کرو، سنو، العالم اعظم اجراً من الصائم القائم الغازی فی سبیل اللہ، عالم کا اجر و ثواب روزہ دار، نماز گزار اور فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے سے زیادہ ہے۔

# باب ۸

# علماء کی موت کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ بن ابن محبوب عن ابی ایوب الخزاز عن سلیمان بن خالد عن ابی عبد اللہ قال ما من احد یموت من المومنین احب الی ابلیس من موت فقیہ ۔ (صحیح)

محمد بن یحییٰ نے ابن محبوب سے انہوں نے ابوایوب خزاز سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ شیطان کو مومنین میں سے فقیہ (عالم دین) کی موت محبوب ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۹

# علماء کی صحبت میں رہنے اور ان کے پاس بیٹھنے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں علماء کرام کی صحبت اختیار کرنے اور ان کی خدمت میں حاضری دینے اور ان کے پاس بیٹھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث میں حضرت لقمان کا اپنے بیٹے کو اہل اللہ سے مجالست کی ہدایت مذکور ہے، دوسری حدیث میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ فرمان مرقوم ہے کہ "مزبلوں پر بیٹھ کر عالم کے بات چیت کرنا مسندوں پر بیٹھ کر جاہل سے باتیں کرنے سے بہتر ہے" تیسری حدیث میں حضرت رسول خدا صلعم کا یہ ارشاد مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ سے حواریین نے پوچھا کہ ہم کس کی ہم نشینی اختیار کریں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جس کی گفتگو سے تمہارا علم بڑھے

اور جس کے عمل سے تمہیں آخرت کی طرف رغبت ہو۔ چوتھی حدیث میں ہے۔ عن ابی عبد اللہ قال قال رسول اللہ مجالسۃ اھل الدین شرف الدنیا والاخرۃ "حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اہل دین کی ہم نشینی دنیا و آخرت کا شرف ہے پانچویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ دینی اشخاص کے پاس بیٹھ کر دین کی باتیں سیکھنا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے

# باب ۱۰

# علماء سے سوال کی اہمیّت کے بیان میں

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو، دوسری اور چوتھی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن عیسٰی عن حماد بن عیسٰی عن حریز عن زرارۃ ومحمد بن مسلم وبرید العجلی قالوا قال ابو عبد اللہ لحمران بن اعین فی شئی مسئلہ انما یھلک الناس لانھم لا یسئلون۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے انہوں نے حماد بن عیسٰی سے انہوں نے حریز سے انہوں نے زرارہ اور محمد بن مسلم اور برید العجلی سے روایت کی ہے وہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے حمران بن اعین سے کسی سوال کا جواب دیتے ہوئے جو انہوں نے پوچھا تھا، فرمایا کہ سوال نہ کرنے کی وجہ سے لوگ ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں (جو پوچھنے کی بات ہے اسے پوچھ نہیں لیتے)

(۲) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسٰی بن عبید عن یونس بن عبد الرحمٰن عن ابی جعفر الاحول عن ابی عبد اللہ قال لا یسع الناس حتی یسئلوا

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسٰی بن عبید سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے انہوں نے ابو جعفر احول سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ

https://www.shiabookspdf.com/

ویتفقھوا ویعرفوا امامھم ویسعھم ان یاخذوا بما یقول وان کانت تقیۃ۔

پوچھیں اور معلومات فراہم کریں اور اپنے امام کو صحیح طرح پہچانیں اور ان کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ جو بھی فرمائیں اسے محفوظ کرلیں وہ چاہے تقیہ ہی کے عالم میں کیوں نہ فرمایا ہو۔

## توضیح

دینی معلومات فراہم کرنے کی بے انتہا تاکید ہے، حکم ہے کہ جو نہ آتا ہو اسے بلا تکلف جاننے والوں سے پوچھ لو ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کو چیچک نکلی تھی پھر اسے نہلانے کی ضرورت پڑ گئی، لوگوں نے اسے غسل کرا دیا۔ اور وہ مر گیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے اسے مار ڈالا ہے کیونکہ انہوں نے جاننے والوں سے یہ نہیں پوچھا کہ ایسی حالت میں شرعاً کیا کرنا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ علم مقفل ہے اور اس کی کنجی سوال ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۱۱

# علم کے پھیلانے میں فراخدلی کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جو مختلف راویوں سے مروی ہیں جن میں تقریباً ایک ہی مفہوم کو مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے پہلی حدیث میں بحوالہ کتاب علی بن اطالب فرمایا گیا ہے کہ علم اپنے وجود و ظہور میں جہل سے مقدم ہے، خدا نے عالموں سے علم سکھانے کا پہلے عہد لیا ہے پھر جاہلوں کو سیکھنے کی ہدایت کی ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ جب تم تعلیم دینے لگو تو سب کو ایک نظر سے دیکھو اور یکساں توجہ سے تعلیم دو۔ تیسری حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ زکوٰۃ العلم ان تعلمہ عباد اللہ "علم کی زکوٰۃ یہ ہے کہ لوگوں کو تعلیم دو اور سکھاؤ پڑھاؤ چوتھی حدیث میں حضرت عیسیٰ کے حوالے سے مرقوم ہے کہ انہوں نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ اس جاہل غیر عاقل سے جو علم سے رغبت نہ رکھتا ہوں اس سے حکمت کی باتیں نہ کرو ورنہ حکمت پر ظلم ہوگا

اور جو علم و حکمت حاصل کرنے کا اہل ہو اسے حکمت کی باتیں بتانے ہیں بخل نہ کرو ورنہ اس پر ظلم ہوگا

# باب ۱۲

# علم کے بغیر بات کہنے کی ممانعت کے بیان میں

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) دوسری (۲) تیسری (۳) چھٹی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسیٰ بن عبید عن یونس بن عبد الرحمٰن عن عبد الرحمٰن بن الحجاج قال لی ابو عبد الله علیه السلام ایاك من خصلتین ففیهما هلك من هلك ایاك ان تفتی الناس برایك او تدین بما لا تعلم۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمٰن سے انہوں نے عبد الرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو باتوں اور عادتوں سے بچو کیونکہ جو بھی (اپنی عاقبت کو خراب کر کے) تباہ ہوا ہے وہ انہیں دو باتوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ (۱) لوگوں کو اپنی رائے سے فتویٰ دینے (۲) اور اس چیز کو دینی قرار دینے سے بچو جس کے دینی ہونے کو تم جانتے نہیں ہو۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسن بن محبوب عن علی بن رئاب عن ابی عبیدة الخذاء عن ابی جعفر علیه السلام قال من افتی الناس بغیر علم ولا هدی لعنه ملائکة

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن ایاب سے انہوں نے ابو عبیدہ خذاء سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کو (خدا اور رسول و آئمہ سے) علم حاصل کئے بغیر اور (علماء کاملین سے)

الرحمة وملائكة العذاب ولحقه وزر من عمل بفتياه۔

ہدایت حاصل کئے بغیر فتویٰ دے گا تو اس پر ملائکہ رحمت و عذاب لعنت کریں گے اور جو لوگ اس کے فتویٰ پر عمل کریں گے ان کا بھی بار گناہ اسی مفتی کی گردن پر ہوگا۔

(۳) علی بن ابراهیم عن احمد بن محمد بن خالد عن حماد بن عیسیٰ عن حریز بن عبد الله عن محمد بن مسلم عن ابی عبد الله علیه السلام قال اذا سئل الرجل منکم عما لا یعلم فلیقل لا ادری ولا یقول "الله اعلم" فیوقع فی قلب صاحبه شکا واذا قال لا ادری فلا یتهمه السائل۔

علی بن ابراہیم نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں اگر تم میں سے کسی شخص سے وہ بات پوچھی جائے جس (کے جواب) کا علم نہ ہو تو چاہئے کہ (صاف صاف) یہ کہہ دو کہ "میں نہیں جانتا" اور (گول مول) یہ نہ کہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ ورنہ سائل کے دل میں تمہاری طرف سے (تمہارے عالم ہونے یا علم میں بخل کرنے کا) شک پیدا ہوگا، اور جب یہ کہہ دو گے کہ میں نہیں جانتا تو سائل کو (شک کرنے یا) اتہام لگانے کی گنجائش نہ رہے گی۔

https://www.shiabooksndf.com/

# باب ۱۳

# علم کے بغیر عمل کرنے والے کے نقصان کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ جن میں علم کے بغیر عمل کرنے کے مفاسد کی وضاحت کی گئی ہے پہلی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ عمل و فہم کے بغیر عمل کرنے والا اس کے مثل ہے جو صحیح راستہ چھوڑ

کہ راہ چل رہا ہو وہ جتنا تیز چلے گا۔ راہ صواب سے دور ہو جائے گا۔ دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ کہ خدا معرفت کے بغیر کوئی عمل قبول نہ کرے گا۔ تیسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص علم کے بغیر عمل کرے گا اس کے عمل میں خرابی کا پہلو غالب رہے گا۔

**توضیح** مطلب یہ ہے کہ اعمال کے لیے علم کی سعی ضروری ہے ہر شخص کا فرض ہے کہ معرفت باری تعالیٰ حاصل کرے اور اصول و فروع سے واقف ہو اور امام زمانہ کو پہچانے اور اعمال و عبادات کے طریقوں سے آگاہ ہو۔ ورنہ اس کے اعمال قبول نہ ہوں گے۔

# باب ۱۴

# علم کے استعمال کرنے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں سات حدیثیں ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے پہلی حدیث میں ہے کہ عالم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس نے اپنے علم پر عمل کیا دوسرا وہ جس نے اپنے علم پر عمل نہ کیا پہلا نجات پائے گا۔ دوسرا نتیجہ میں تباہ ہوگا دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ کہ صحیح عالم وہی ہے جو اپنے علم پر عامل ہو، تیسری حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا اس کا موعظہ بے اثر ہو جاتا ہے۔ چوتھی حدیث میں بحوالہ انجیل فرمایا گیا ہے کہ اگر علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ جائے تو لم یزدد من اللہ الا بعداً "اللہ سے دوری ہوتی جائے گی۔ پانچویں حدیث میں ہے کہ نجات پانے والے عالم کی پہچان یہ ہے کہ اس کا قول و فعل ایک ہو۔ چھٹی حدیث میں ہے کہ وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو اس جاہل سے بدتر ہے جو اپنی جہالت میں مدہوش ہو حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں "قد رایت ان الحجۃ علیہ اعظم والحرت اندوم" معلوم ہے کہ عالم بے عمل پر خدا کی حجت عظیم ہے اور اس کے لیے حسرت و ندامت دائمی ہے ساتویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب علم حاصل کرو تو اس پر عمل بھی کرو (علم بڑی نعمت ہے صحیح) عالم پر شیطان قابو نہیں پا سکتا۔

# باب ۱۵

## علم دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنانے اور اس پر فخر کرنے کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے (۱) دنیا میں دو حریص کبھی سیر نہیں ہوئے طالب دنیا اور طالب علم جو طالب دنیا حلال روزی پر اکتفا کرے گا نجات پائے گا۔ اسی طرح جو علم کو اس کے اہل سے حاصل کر کے اس پر عمل کرے گا نجات پائے گا۔ یعنی جو غلط راستے سے روزی کمائے گا یا جو علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ کرے گا آخرت میں تباہ ہوگا۔ (۲۔۳) جو علم حدیث کو منفعت دنیا کے لیے حاصل کرے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ (۴) جب عالم دنیا سے بھرپور محبت کرنے لگے تو اسے دین کے بارے میں متہم سمجھو (۵) فقہاء پیغمبروں کے امین ہیں لیکن جب وہ سلطان جابر کی پیروی کرنے لگیں تو دین کے بارے میں ان سے مطمئن نہ ہو (۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، من طلب العلم لیباهی به العلماء او یماری به السفهاء او یصرف به وجوه الناس الیه فلیتبوء مقعده من النار، جو شخص علماء پر افتخار ظاہر کرنے کے لیے یا احمقوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے یا علماء حق کی طرف سے لوگوں کے رُخ کو اپنی طرف پھیرنے کے لئے علم حاصل کرے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۱۶

## جاہل کے مقابلہ میں عالم سے باز پرس میں سختی کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے (۱) جاہل کے ستر گناہ عالم کے ایک گناہ سے پہلے معاف کر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ جاہل کا گناہ نادانستگی میں ہوتا ہے۔ اور عالم جان بوجھ کر گناہ کرتا ہے

(۲) بحوالہ حضرت عیسٰی فرمایا گیا ہے کہ "علماء سو" برے عالم پر جہنم کے شعلے بری طرح بھڑکیں گے۔(۳) زندگی کے آخری لمحات کے وقت علماء کی توبہ قبول نہ ہوگی (۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جو زبان سے عدل کی باتیں کرتے ہیں۔اور عمل سے اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔اور جہنم ان کا مقام ہے۔

---

# باب ۱۷

https://www.shiabookspdf.com/

# نادر باتوں کے بیان میں

اس باب میں پندرہ حدیثیں ہے جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن عیسٰی عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن حماد بن عثمان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعم وزیر الایمان العلم ونعم وزیر العلم الحلم ونعم وزیر الحلم الرفق ونعم وزیر الرفق العبرۃ۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان کا بہترین وزیر علم ہے اور علم کا بہترین وزیر حلم (بردباری) ہے اور حلم کا بہترین وزیر رفق (نرمی) ہے اور رفق کا بہترین وزیر عبرت ہے۔

# باب ۱۸

# کتابوں، حدیثوں اور کتابت کی فضیلت کے بیان میں

اس باب میں پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری (۲) تیرھویں نقل کی جاتی ہیں

(۱) محمد بن یحییٰ عن محمد بن الحسین عن ابن ابی عمیر عن ابن اذینۃ عن محمد بن مسلم قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام فاسمع الحدیث منک فازید و انقص قال ان کنت ترید معانیہ فلا باس۔

محمد بن یحییٰ نے محمد بن الحسین سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ مولا میں آپ کی حدیث سنتا ہوں (تو لوگوں سے بیان کرتے وقت) اس میں کچھ کمی بیشی ہو جاتی ہے (کیا یہ ٹھیک ہے) فرمایا کہ اگر معنی میں کوئی کمی زیادتی نہیں ہوتی اور ہمارا مفہوم نہیں بدلتا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن احمد بن محمد ابن ابی نصر عن جمیل بن دراج قال قال ابو عبد اللہ ع اعربوا حدیثنا فانا قوم فصحاء

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے جمیل بن دراج سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا ہے کہ ہماری حدیثوں پر (لکھنے کے وقت) اعراب لگایا کرو (اور انہیں بیان کرتے وقت صحیح عبارت میں بیان کیا کرو) کیونکہ ہم خانوادہ رسالت فصیح ترین عالم ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۱۹

# تقلید کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں پہلی حدیث میں احبار اور رہبان کا ذکر ہے۔ اور ان کی تقلید کا تذکرہ ہے۔ دوسری حدیث میں مرجیئہ کا ذکر ہے اور اس کی وضاحت ہے کہ انہوں نے ایسے شخص کو مقرر کیا جس کی اطاعت فرض نہ تھی۔ اور اس کی بھرپور تقلید کی اور مسلمان وہ ہیں جنھوں نے اس کی بھی پرواہ نہ کی جس کی اطاعت واجب قرار دی گئی ہے۔ تیسری حدیث میں ایک آیت کی تفسیر میں بتایا گیا ہے کہ نصاریٰ کے عالموں نے ان کے لیے حلال کو حرام اور حرام حلال کر دیا اس کے باوجود وہ ان کی تقلید کرتے ہیں

# باب ۲۰

https://www.shiabookspdf.com/

# بدعت، امور دین میں خود رائی اور قیاس کے بیان میں

اس باب میں اکیس ۲۱ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پانچویں (۲) انیسویں (۳) بیسویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسن بن محبوب عن معاویۃ بن وھب قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول قال رسول اللہ ان عند کل بدعۃ تکون من بعدی یکاد بھا الایمان

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے معاویہ بن وہب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول خدا نے یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد (بہت سی بدعتیں ہوں گی) ہر بدعت

ولیا من اھلبیتی موکلاً بہ یذب عنہ ینطق باھامہ من اللہ ویعلن الحق وینورہ ویرد کید الکائدین یعبر عن الضعفاء فاعتبروا یا اولی الابصاب وتوکلوا علی اللہ

پر ایمان کے ساتھ ہی مکر و فریب کیا جائے گا۔ اس موقعہ پر) میرے اہلبیت میں کا ولی (اولی بالتصرف) ہوگا جو خدا کی طرف سے معین ہوگا وہ اس بدعت کو دور کرنے کی سعی کرے گا اور الہام خداوندی سے بولے گا اور حق کا اعلان کرے گا اور اسے نور بخشے گا۔ اور مکاروں کے مکر کو دور کرے گا اور ضعفاء پر جو اعتراضات کئے جائیں گے ان کا جواب دیگا اے اہل بصیرت اس وقت عبرت حاصل کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا۔

(۲) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسٰی بن عبید عن یونس عن حریز عن زرارۃ قال سئلت اباجعفر علیہ السلام عن الحلال والحرام فقال حلال محمد حلال ابداً الی یوم القیامۃ وحرام محمد حرام ابداً الی یوم القیامۃ لا یکون غیرہ ولا یجیئ غیرہ وقال قال علی علیہ السلام ما احد ابتدع بدعۃ الا ترک بھا سنۃ۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسٰی بن عبید سے انہوں نے یونس سے انہوں نے حریز سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حلال و حرام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ شریعت محمدیہ کا حلال کیا ہوا قیامت تک کے لیے حلال رہے گا۔ اور اس کا حرام کیا ہوا قیامت تک حرام رہے گا اس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی دوسرا حکم و فرمان آسکتا ہے حضرت علی فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی ایک بدعت کرے وہ یقیناً ایک سنت ترک کرے گا۔

(۳) علی بن ابراھیم عن ابیہ عن احمد بن عبد اللہ العقیلی عن عیسٰی بن عبد اللہ القرشی قال دخل ابوحنیفہ علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فقال

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے احمد بن عبد اللہ عقیلی سے انہوں نے عیسٰی بن عبد اللہ قرشی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ابو حنیفہ (نعمان بن ثابت) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے

https://www.shiabooks.pdf.com/

له یا ابا حنیفة بلغنی انك تقیس
قال نعم قال لا تقس فان اول
من قاس ابلیس حسین قال
خلقتنی من نار وخلقته من
طین فقال ما بین النار والطین
ولو قاس نوریة آدم بنوریة النار
عرف فضل ما بین النورین
وصفا احدهما علی الاخر۔

تو امام علیہ السّلام نے انہیں فرمایا کہ اے ابوحنیفہ
اطلاع ملی ہے کہ تم قیاس کے ذریعہ سے احکام
صادر کرتے ہو انہوں نے کہا کہ مولا یہ درست
ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب قیاس نہ کرنا
کیونکہ یہ عمل شیطان ہے، سب سے پہلا قیاس
کرنے والا ابلیس ہے۔ (تم نے قرآن میں پڑھا ہوگا)
کہ اس نے خدا کے مقابلہ میں یہ کہا تھا۔ کہ تو نے
آدم کو مٹی سے اور مجھے آگ سے پیدا کیا ہے (ہم
سے آدم افضل کیسے ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم ان کا سجدہ
کریں) (سنو) اس نے آگ اور مٹی کے درمیان
قیاس کیا (اور ہلاک ہو گیا) اگر اس نے نورانیت
آدم اور روشن نار پر غور کیا ہوتا تو اسے معلوم
ہو جاتا کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے اور ایک کو
دوسرے پر کیا فضیلت ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

## باب ۲۱۔

# کتاب وسنّت میں تمام مسائل کے ہونے کے بیان میں

اس باب میں دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) چوتھی (۲) نویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) علی بن محمد بن عیسیٰ
عن یونس عن حماد عن ابی
عبد اللہ علیہ السلام قال
سمعتہ یقول ما من شئی

علی نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے
انہوں نے حماد سے انہوں نے حضرت امام جعفر
صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں
کہ میں نے امام علیہ السّلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے

الادینہ کتاب او سنۃ۔

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن النعمان عن اسماعیل بن جابر عن ابی عبد اللہ قال کتاب اللہ فیہ نباء ما قبلکم وخبر مابعدکم وفصل مابینکم ونحن نعلمہ

کہ دنیا کی کوئی شئی ایسی نہیں ہے جس کا ذکر قرآن یا حدیث میں نہ ہو۔

ہمارے چند اصحاب (احباب) نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن نعمان سے انہوں نے اسمٰعیل بن جابر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی کتاب (قرآن مجید ایسی جامع کتاب ہے جس میں) تمہارے قبل اور تمہارے بعد کی سب خبریں نیز تمہارے نزاعات کے جملہ فیصلے موجود ہیں (یعنی ازل سے ابد تک کی تمام باتوں کا اس میں ذکر ہے) اور ہم لوگ انہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۲۲

# اختلاف حدیث کے بیان میں

اس باب میں دس حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ دو وجہوں سے لکھا جاتا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ خاتم المحدثین حضرت علامہ مجلسیؒ نے اس کے مندرجات پر بحوالہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی اعتماد ظاہر فرمایا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث تقریباً تمام دیگر احادیث کے مضامین کی جامع ہے۔

علی بن ابراہیم بن ہاشم نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابان بن ابی عباس سے انہوں نے سلیم ابن قیس ہلالی المتوفی ۷۰ھ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ مولا تفسیر قرآن اور احادیث پیغمبر علیہ السلام کے

بارے میں بعض وہ چیزیں جو سلمان مقداد ابوذر سے سن چکا تھا اور آپ اس کی تصدیق فرما چکے تھے۔
اب ان کے متعلق لوگوں میں بالکل اس کے برعکس سن رہا ہوں اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ حضرات
ان لوگوں کے بیانات کی تکذیب فرما رہے ہیں۔ یعنی اسے تسلیم نہیں فرماتے، کیا ایسا ہے کہ یہ لوگ
حضرت رسول خدا صلعم پر جھوٹ اور بہتان باندھتے ہیں اور اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہیں؟
یہ سن کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے سلیم اب
جب کہ تم نے یہ سوال کر دیا ہے تو اس کا جواب سنو اور اچھی طرح سمجھو۔
اے سلیم اس میں کوئی شک نہیں کہ امت محمدیہ کے دست اقتدار میں حق بھی ہے اور باطل
بھی۔ سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی۔ ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی۔ عام بھی ہے اور خاص بھی۔ محکم بھی ہے
اور متشابہ بھی۔ محفوظ بھی ہے اور وہمی بھی۔ سنو رسول خدا کی طرف ان کی زندگی میں جھوٹ منسوب
کیا گیا یہاں تک آپ نے اس کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "ایھا الناس
قد کثرت علی الکذابۃ فمن کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار
اے لوگو میری طرف جھوٹ منسوب کرنے والے بہت ہو گئے ہیں جو جان بوجھ کر میرے بارے میں
ایسا کرے گا اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ پھر ان کی وفات کے بعد جھوٹ کا تانتا باندھ
دیا گیا اور دلیری سے ان کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنے لگے یعنی ان کی طرف غلط حدیثیں منسوب
کی جانے لگیں اور ان کے حوالے سے غلط تفسیر قرآن بیان کی جانے لگیں۔

اے سلیم سنو، لوگوں تک حدیثیں چار طریقوں سے پہنچی ہیں۔ پانچواں کوئی طریقہ نہیں ہے۔
مرد منافق کے ذریعہ سے جو ایمان کو ظاہر کرتا تھا۔ اور اپنے کو مسلمان بتاتا تھا۔ نہ وہ گناہ سے پرہیز
کرتا تھا۔ اور نہ قصداً پیغمبر اسلام علیہ السلام سے جھوٹ کو منسوب کرنے اور ان پر بہتان باندھنے
میں کوئی مضائقہ سمجھتا تھا اور یہ باتیں بڑے تدبر اور ہوشیاری سے کرتا تھا اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا
کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے تو نہ اس سے حدیث قبول کرتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے، وہ اس خیال
میں تھے۔ کہ یہ شخص رسول کریمؐ کی صحبت میں رہا ہے اور ان کو اچھی طرح قریب سے دیکھا ہے اور ان
کا فرمان و ارشاد باقاعدہ سنا ہے لہٰذا اس سے حدیث لی حالانکہ اس کے صحیح حال سے واقف نہ تھے۔
اگرچہ خداوند عالم نے منافقوں کی پہچان بتا دی ہے ارشاد ہے۔ واذا رأیتھم تعجبک اجسامھم
وان تقولوا تسمع لقولھم الخ، مگر وہ لوگ ان منافقوں کو پہچان نہ سکے۔
پھر منافقین آنحضرتؐ کے بعد باقی رہے اور ضلالت و گمراہی کے پیشواؤں اور جہنم کی طرف بلانے

https://www.sirabooks.com/

والوں کے دربار میں اپنی فریب کاری اور کذب و بہتان کی وجہ سے مقرب ہو گئے اور اپنے سربراہوں کو اقتدار فراہم کرا کے انہیں لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دیا اور ان سربراہوں اور پیشواؤں کے ذریعہ خوب دنیا حاصل کی اور عوام تو بادشاہوں اور دنیا داروں ہی کے ساتھ ہوتے ہیں البتہ اس سے صرف وہ بچتے ہیں جن پر خدا کا کرم ہوتا ہے۔ (۲) وہ شخص ہے جس نے رسول اکرم سے کوئی ارشاد سنا اور اسے پوری طرح محفوظ نہ رکھ سکا اور وہم سے دوچار ہو گیا اور قصداً اس نے کوتاہی نہیں اور کذب بیانی کا تصور نہیں کیا، نتیجۃً وہ مسئلہ اور وہ روایت اس کے پاس رہ گئی وہ اس کا قائل بھی ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کی روایت بھی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ انا سمعتہٗ من رسول اللہ "اسے رسول خدا سے سنا ہے" اگر مسلمانوں کو معلوم ہوتا کہ اس راوی کو وہم ہو گیا ہے تو وہ اس کی روایت قبول نہ کرتے اور وہ بھی اگر جانتا کہ مجھے وہم ہوا ہے تو وہ اس روایت کو ترک کر دیتا اور ذمہ دارانہ طور پر اسے لوگوں سے بیان نہ کرتا۔ (۳) وہ شخص ہے جس نے رسول اکرم صلعم سے ایک حکم سنا جس کے متعلق آپ نے امر فرمایا پھر حضرت نے اس سے منع فرما دیا اور اس ممانعت کی اس کو خبر نہ ہوئی یا اس نے رسول اکرمؐ کو کسی شے سے منع کرتے سنا بعد کو حضرت نے اس کا حکم دے دیا اور اسے اطلاع نہ ہوئی چنانچہ اس نے منسوخ کو یاد رکھا اور ناسخ کو فراموش کر دیا اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ تو وہ اسے چھوڑ دیتا، اسی طرح اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ یہ شخص منسوخ کی روایت کرتا ہے تو اسے ترک کر دیتے (۴) وہ شخص ہے کہ لم یکذب علی رسول مبغض لکذب خوفاً من اللہ وتعظیماً لرسول اللہ "جس نے رسول خدا پر جھوٹ اور بہتان نہیں باندھا اور خوف خدا اور تعظیم رسول کی وجہ سے جھوٹ سے دشمنی کرتا رہا۔ حکم رسول کو اچھی طرح یاد رکھا یعنی جیسا سنا تھا ویسا ہی یاد رکھا اور ویسا ہی اس کو روایت کیا نہ اس میں کچھ زیادتی کی نہ کمی۔ ناسخ اور منسوخ پر خاص نگاہ رکھی۔ ناسخ پر عمل کیا منسوخ کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ امر پیغمبر قرآن کی طرح ناسخ اور منسوخ، خاص اور عام، محکم اور متشابہ ہے۔ رسول خدا کے کلام کی دو قسمیں ہوتی تھیں (۱) کلام عام (۲) کلام خاص جیسے قرآن۔ اور قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ "ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا" رسول جو حکم دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں۔ اس سے باز رہو) لہٰذا جو شخص معرفت نہیں رکھتا اور نہیں جانتا کہ خدا و رسول نے کیا مراد لیا ہے اس پر امر مشتبہ رہتا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ رسول خداؐ کا ہر صحابی جو آپ سے سوال کرتا تھا۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ جواب کو اچھی طرح سمجھ بھی لے، ان میں سے بعض ایسے تھے کہ رسول اکرم سے سوال تو کرتے

تھے مگر اسے ان جناب سے خود پوچھ کر سمجھتے نہ تھے بلکہ چاہتے تھے کہ کوئی اعرابی یا نووارد آکر رسول سے پوچھے تو ہم سنکر سمجھ لیں" وقد کنت ادخل علی رسول اللہ کل یوم دخلۃ وکل لیلۃ دخلۃ فیخلینی فیھا۔ ادور معہ حیث دار وقد علم اصحاب رسول اللہ انہ لم یصنع ذالک باحد من الناس غیری الخ" اور میں ہر روز اور ہر شب پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا وہ مجھے تنہائی میں علوم و معارف کی طرف رہنمائی کرتے، اور میں ان کے ہمراہ رہتا تھا۔ وہ جہاں بھی جاتے تھے اور اصحاب پیغمبر کو معلوم ہے۔ کہ انہوں نے میرے کو کسی اور کے ساتھ یہ برتاؤ نہیں کیا اور اکثر وہ میرے گھر تشریف لاتے تھے اور اکثر مجھے اپنے گھر میں تعلیم دیتے تھے اور جب میں آپ کے کسی حجرہ میں جاتا تھا تو اسے بالکل خالی کرا دیتے تھے۔ اور اپنی ازواج کو اپنے پاس سے اٹھا دیتے تھے اور میں آپ کے پاس تنہا رہ جاتا تھا اس وقت جو کچھ تعلیم دینا ہوتا تھا۔ تعلیم دیتے تھے اور جب میرے گھر میں تنہائی میں بات کرنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ تو فاطمہ اور میرے بچے پاس بیٹھے رہتے تھے، جب میں سوال کرتا وہ جواب دیتے تھے اور جب میں چپ ہو جاتا تھا۔ خود ارشاد فرماتے تھے چنانچہ قرآن کی ہر وہ آیت جو آنحضرت پر نازل ہوئی انہوں نے اسے پڑھ کر مجھے بتا دیا اور میں نے اسے لکھ لیا اور انہوں نے ہر آیت کی تاویل اور تفسیر اس کے ناسخ اور منسوخ اس کے محکم اور متشابہ اور اس کے خاص و عام کو مجھے بتا دیا اور خدا سے دعا کی کہ مجھے اس کا مزید فہم عطا فرمائے اور یاد رکھنے کی صلاحیت بخشے چنانچہ میں نہ کتاب خدا کی کوئی آیت بھولا ہوں نہ اس علم کو فراموش کیا ہے جسے پیغمبرؐ نے مجھے بتلایا تھا۔ اور لکھوا دیا تھا میں نے یقیناً سب کچھ لکھ لیا ہے اور جو چیز بھی خدا نے ان جناب کو تعلیم کی ہے۔ چاہے وہ حلال ہو یا حرام امر ہو یا نہی گذشتہ ہو یا آئندہ یا آپ سے قبل کے لوگوں پر کوئی فرض بھی ہو خواہ طاعت کے ضمن میں یا معصیت کے عنوان میں اس میں سے ان جناب نے کچھ بھی نہ چھوڑا اور سب کا سب مجھے تعلیم فرما دیا اور میں نے یاد کر لیا اور ایک حرف بھی ان میں سے فراموش نہ کیا، پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھ کر میرے لیے دعا فرمائی۔

**توضیح** اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ تفسیر قرآن اور احادیث و روایات میں اختلاف کیوں ہوتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ قرآن و حدیث کے صحیح سمجھنے والے صرف خدا و آل محمد ہیں، حضرت علی اور دیگر آئمہ طاہرینؑ اسی طرح علم لدنی رکھتے تھے۔ جس طرح رسول کریم کو تھا یہ حضرات علم ماکان و علم مایکون سے منجانب اللہ واقف تھے اسی لیے حضرت علی نے خطبہ دیتے

ہوئے بار بار فرمایا تھا کہ "سلونی قبل ان تفقدونی" میرے اٹھ جانے سے پہلے جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھ لو، وہ فرمایا کرتے تھے "زقنی رسول اللہ زقا" مجھے رسولؐ نے اس طرح علم بھرا ہے جس طرح کبوتر اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے مطلب یہ ہے کہ میں تو خود ہی علم لدنی رکھتا ہوں لیکن رسولؐ نے اپنے علم لدنی سے بھی مجھے سارا کا سارا دے کر مجھے علم سے بھرپور کر دیا یعنی علم امامت و علم نبوت دونوں کا میں مالک ہوں، حضرت علی کا یہ ارشاد فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے کہا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ کونسی آیت کب نازل ہوئی دن میں نازل ہوئی یا رات میں، سہل میں نازل ہوئی یا جبل پر، بحر میں نازل ہوئی یا بر میں یعنی کتاب خدا سے مجھ سے زیادہ رسول کے بعد دنیا میں کوئی بھی واقف نہیں ہے، رسول نے مجھے علم کے ایک ہزار باب تعلیم فرمائے تھے اور میں نے اپنی قابلیت و صلاحیت سے ہر باب سے ایک ایک ہزار باب پیدا کئے ہیں، رسول کریم کا یہ مشہور ارشاد بھی قابل فراموش کہ "انا مدینۃ العلم وعلی بابھا" میں شہر علم ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں جو شہر میں داخل ہونا چاہے اسے چاہیئے کہ دروازے سے داخل ہو یعنی جو رسولؐ تک پہنچنا چاہے۔ اور ان کی معرفت حاصل کرنا چاہے یا ان سے حدیث لینا چاہے یا حدیث کا صحیح مفہوم سمجھنا چاہے اسے چاہیئے کہ وہ آل محمدؐ کی طرف رجوع کرے ورنہ وہ مقصد سے دور رہے گا۔ اور مقصود باری و ارشاد نبویؐ کو سمجھ نہ سکے گا، مذکورہ حدیث سے یہ بالکل واضح ہے کہ جو قرآنی تفسیر یا جو حدیثیں آل محمد سے بسند صحیح مروی ہیں وہی بس درست ہیں ان کے علاوہ کسی بھی ذریعہ سے احادیث کی روایت یقیناً مشتبہ ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی تفسیر جو آل محمد سے نہیں لی گئی اس کی صحت مشکوک ہے۔ شبلی نعمانی نے، سیرت نعمان میں لکھا ہے کہ اہلبیت رسولؐ قرآن کے اصل عارف ہیں۔ کیونکہ قرآن انہیں کے گھر میں نازل ہوا ہے" واھل البیت ادری بما فی البیت" گھر والے ہی گھر کی باتوں سے زیادہ واقف ہوتے ہیں۔

واضح ہو کہ حضرت معصومینؑ سے جو روایت مروی ہو اس کا درجہ وہی ہے جو سرکار دو عالم سے مروی روایت کا ہے۔ کیونکہ یہ حضرات وارث علم نبوت ہیں اور یہ وہی کچھ کہتے ہیں جو حضرت رسول کریم کا فرمان و ارشاد ہے۔

---

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۲۳

# کتاب وسنّت سے اخذ وتمسک کے بیان میں

اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) تیسری (۲) آٹھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن ابیہ عن النضر بن سوید عن یحیٰی الحلبی عن ایوب بن الحر قال سمعت اباعبد اللہؑ یقول کل شئی مردود الی الکتاب والسنۃ وکل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحیی حلبی سے انہوں نے ایوب بن حر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر دینی چیز کتاب اور سنّت سے ماخوذ ہوگی اور جو حدیث کتاب خدا کے موافق نہ ہو وہ حسین جھوٹ ہے۔

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن اسمٰعیل بن مھران عن ابی سعید القماط وصالح بن سعید عن ابان بن تغلب عن ابی جعفر علیہ السلام انہ سئل عن مسئلتہ فاجاب فیھا قال فقال الرجل ان الفقھاء لا یقولون ھذا فقال یا ویحک وراٰیت فقیھا قط ان الفقیہ حق الفقیہ الزاھد

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اسمٰعیل بن مہران سے انہوں نے ابو سعید القماط اور صالح بن سعید سے انہوں نے ابان بن تغلب سے انہوں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے امام علیہ السّلام سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے اس کا جواب دے دیا راوی کا بیان ہے کہ اس سائل نے حضرت سے عرض کی مولا، فقہاء تو یہ بات نہیں کہتے، (جو آپ نے فرمائی) آپ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو نے کبھی کسی صحیح فقیہ کو دیکھا بھی ہے (سن)

https://www.shiabooks.pdf.com/

فی الدنیا الراغب فی الاخرۃ المتمسک بسنتہ النبی۔

حقیقۃ اصلی فقیہ وہ ہے جو دنیا سے بے نیاز ہو آخرت کی طرف پوری طرح راغب ہو اور سنت نبی اکرم سے پورا پورا تمسک رکھتا ہو۔

## توضیح

حدیث نمبر ۲ کا مطلب یہ ہے فقیہ وہ ہے جو محمد و آل محمد سے بلا واسطہ یا بالواسطہ علم اور فقہ حاصل کر کے فقیہ قرار پایا ہو۔ وہ یقیناً وہی کچھ بیان کرے گا جو اہلبیت کا ارشاد ہو گا حدیث میں مذکورہ صفات کا ہونا ضروری ہے۔ علامہ مجلسیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حاصل حدیث یہ ہے کہ، من استقر العلم فی قلبہ کان عاملاً بمقتضیٰ علمہ والعلم یقتضی الزھد فی الدنیا والرغبۃ فی الاخرۃ والتمسک بسنۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواء کان بلا واسطۃ او بھا جس کے دل میں علم راسخ ہو گا وہ یقیناً اپنے مقتضائے علم پر عمل کرے گا اور علم ہو دنیا میں زہد کا اور آخرت کی طرف رغبت کا اور سنت نبیؐ سے تمسک کا متقاضی ہے وہ چاہے اس کا عمل بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ (مراۃ العقول ج ۱ ص ۴۶)

۱۲۔ لفظ "ویحک" کا ترجمہ تقریباً تمام مترجمین نے "وائے ہو تجھ پر" کیا ہے لیکن میرے نزدیک یہ ترجمہ مناسب نہیں ہے اس لیے میں نے مذکورہ ترجمہ کیا ہے۔ یہ اسم فعل ہے بمعنی الترحم "مجمع البحرین" میں ہے۔ فویح کلمۃ رحمتہ کما ان ویل کلمہ عذاب، جس طرح لفظ ویل کلمہ عذاب ہے اسی طرح لفظ، ویح، کلمہ رحمت ہے، مراۃ العقول میں ہے، ویح کلمۃ ترحم ویح ترجم کا حکمہ ۱۲۔

# کتاب التوحید

لفظ توحید، مشتق ہے "وحد" سے جس کے معنی "المنفرد بنفسہ" کے ہیں یہ لفظ اسی طرح تثنیہ و جمع سے مستثنیٰ ہے جس طرح لفظ "اللہ" ہے۔ اسی لفظ "وحد" سے "احد" بنا ہے "بدلت الواؤ همزة" حسب قاعدہ واؤ کو ھمزہ سے بدل دیا گیا ہے۔ (المنجد ص ۹۸۴) اسی سے لفظ واحد ظہور میں آیا ہے جس کے معنی اس وقت جب کہ اسے اسماء باری تعالیٰ میں ہونے کی حیثیت سے دیکھا جائے، یہ ہوں گے، الفرد الذی لم یزل وحدہ ولم یکن معہ آخر" وہ ذات جو ہمیشہ سے یکتا ہے اس کے ساتھ دوسرا کوئی نہ رہا ہے نہ رہے گا نہ رہ سکتا ہے (نہایہ ابن اثیر ص ۲۷۶) واحد سے احد کا مقام محل استعمال میں بلند ہے، واحد عاقل و غیر عاقل سب کے لیے مستعمل ہے" ولا یطلق الاحد الا من یعقل" اور احد صرف ذوی العقول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، واحد جمع اور تثنیہ رکھتا ہے، اور احد کی کوئی جمع اور تثنیہ نہیں ہے، واحد کی جمع وُحدان اور اَحدان، اسی سے توحید بنا ہے جس کے معنی "اعتقاد وحدانیتہ تعالیٰ" خدا کی وحدانیت کا اس کے لوازم سمیت اعتقاد کرنا، اس اعتقاد کرنے والے کو "موحد" کہتے ہیں، سئل الرضا عن التوحید قال کل من قراء قل ھو اللہ احد وآمن بھا فقد عرف التوحید" حضرت امام رضا علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہے اور ہم کیونکر موحد بن سکتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورہ قل ھو اللہ کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر پڑھ لے اور اس کے تمام مفاہیم پر ایمان لے آئے تو جان لو کہ اس نے

https://www.shiabookspdf.com/

توحید کو سمجھ لیا ہے اور موحد ہو گیا ہے (مجمع البحرین ص) توحید کو اسلام میں نہایت بلند مقام حاصل ہے اسی لئے کلمہ اسلام، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ، میں کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کو اصولی طور پر اولیت دی گئی ہے کیونکہ اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے یہ کلمہ جس میں، وحدانیت کی شان اور نبوت و ولایت کی آن بان ہے مسلمانوں کا لازمۂ زندگی ہے، مسلمان جب دنیا کا رخ کرتا ہے اور پیدا ہوتا ہے تو اسے یہی کلمہ اذان و اقامت میں سنایا جاتا ہے اور جب رخت سفر باندھ کر جانے لگتا ہے تو اسی کو پڑھ کر دنیا سے منہ موڑتا ہے۔ جب کلمہ توحید کی عظمت واضح ہو گئی تو سوچنا پڑے گا کہ خدا کے وہ بندے کتنے بلند مقام کے مالک ہیں۔ جن کے چہرے پر نظر پڑنے سے زبان پر بے ساختہ کلمہ توحید جاری ہو جایا کرتا تھا، علامہ ابن اثیر" بحوالہ عمران بن یحصین لکھتے ہیں۔ قال قال رسول صلعم النظر الی وجہ علیؑ عبادۃ "، قیل معناہ ان علیا کان اذا برز قال الناس لا الہ الا اللہ ما انشرف ھذا الفتی، لا الہ الا اللہ ما اعلم ھذا الفتی، لا الہ الا اللہ ما اتبع ھذا الفتی فکانت رویتہ تحملھم علی کلمتہ التوحید، کہ انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اکرمؐ نے جب یہ حدیث فرمائی کہ علیؑ کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے تو اس کی یہ توجیہ کی گئی کہ چونکہ ان کے چہرے پر نظر کرنے سے بے ساختہ کلمہ توحید زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور کلمہ توحید کا زبان پر جاری ہونا عبادت ہے لہذا علی کے چہرے پر نظر کرنا بھی عبادت ہوا وہ لکھتے ہیں کہ علی بن ابی طالب گھر سے باہر نکلتے تھے۔ تو لوگ بے ساختہ کہنے لگتے تھے لا الہ الا اللہ، یہ کتنا شریف جوان ہے۔ لا الہ الا اللہ یہ کتنا بڑا عالم جوان ہے۔ لا الہ الا اللہ یہ کتنا بہادر جوان ہے۔ (نہایہ ابن اثیر ص ۳۶۱)

غرضیکہ اسلام میں توحید کو نہایت بلند اور بنیادی مقام حاصل ہے۔ اسی لیے ثقۃ الاسلام حضرت آقائے کلینی رحم اللہ نے اپنی کتاب میں کتاب العقل کے بعد، کتاب التوحید، کو اولیت کا درجہ دیا ہے۔

امام المحدثین حضرت علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ توحید کا چند معانی پر اطلاق ہوتا ہے (۱) الوہیت باری میں کسی طرح کا شریک نہ ماننا (۲) تخلیق کائنات اختراع مصنوعات اور ابتداع مخلوقات میں اسے یکتا ماننا اور کسی کو شریک نہ قرار دینا (۳) ان دونوں مذکورہ معنوں سمیت یہ کہ باری تعالےٰ کو ان تمام باتوں سے ہر طرح منزہ ماننا جو اس کی ذات

https://www.shiabookspdf.com/

وصفات کے لائق نہیں ہیں۔ (۴) ان تمام امور کے ساتھ اسے ان تمام اعمال وافعال سے پاک و پاکیزہ ماننا جو اس کی ذات کے لیے نقص و عیب ہیں جیسے ظلم وغیرہ، مقصد یہ ہے کہ توحید کہتے ہیں خالق کائنات کو ہر عیب ونقص سے مکمل طور پر پاک و پاکیزہ جاننے۔ سمجھنے اور ماننے کو وہ چاہے خلاق عالم کی ذات سے متعلق ہو یا صفات سے، نفی سے متعلق ہو یا اثبات سے، افعال سے متعلق ہو یا اعمال سے، جلال سے متعلق ہو یا جمال سے۔

ثقۃ الاسلام آقائے کلینی طرح نے اپنی اس "کتاب التوحید" کو ۳ ابواب پر مشتمل فرمایا ہے جس کا پہلا باب "حدوث العالم واثبات المحدث ہے۔ عالم ماسوائے اللہ کو اور حدوث مسبوق بالعدم کو کہتے ہیں یعنی جو پہلے نہ تھا پھر عالم وجود میں آیا۔

# باب (۱)

## عالم کے حادث ہونے اور محدث کے اثبات کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چھٹی حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے عباس بن عمرو الفقیمی سے انہوں نے ھشام بن حکم سے اس زندیق سے متعلق حدیث کی روایت کی ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اور اس نے خدا کا شریک قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ خدا دو ہیں وہ کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس زندیق (کافر) کے جواب میں حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا یہ کہنا کہ خدا دو ہے تین حال سے خالی نہیں یا دونوں قدیم اور قوی ہیں یا دونوں ضعیف اور کمزور ہیں یا ایک قوی اور دوسرا ضعیف ہے، اگر دونوں قوی ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک دوسرے پر تفوق اور غلبہ حاصل کر کے تنہا مدبر عالم نہیں بن جاتا اور اگر تیرا گمان یہ ہے کہ ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف تو مدبر قوی ہوا۔ ضعیف کا کسی میں شمار نہیں کیونکہ وہ عاجز ہے اور عاجز خدا ہو نہیں سکتا۔ اور اسے یوں بھی سمجھ لے کہ اگر وہ دو ہیں تو دو حال سے خالی نہیں یا دونوں ہر طرح سے متفق ہیں (تو دو کی ضرورت کیا ہے) یا دونوں ہر طرح سے آپس میں

ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ (تو نظام عالم چل کیسے سکتا ہے) حالانکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ نظام عالم نہایت منتظم ہے، فلک ایک روش و رفتار پر ہے، تدبیر نظام ایک ہے، شمس و قمر نہایت پر سلیقہ تدبیر کے ساتھ کام کر رہے ہیں، (سن) یہی دلیل ہے کہ مدبر عالم ایک ہے۔ (اگر اب بھی نہیں سمجھا تو یوں سمجھ کہ) اگر خدا دو مانے جائیں تو ان دونوں کے درمیان ایک فرجہ (خلاء) اور ممیز ماننا پڑے گا جس سے یہ ثابت ہوگا کہ یہ ایک نہیں دو ہیں ایسی صورت میں تین قدیم ماننا ہونگے دو قدیم دو خدا اور ایک قدیم ان کا ممیز، اس طرح پھر تین قدیم کو تین ظاہر کرنے کے لیے ایک اور خدا ماننا پڑے گا اس طرح ہر فرض کی بنا پر قدیم پر قدیم مانتے جانا ہوگا اور یہ سلسلہ لامتناہی قائم ہو جائے گا۔ (جسے کوئی عقل تسلیم نہیں کر سکتی)۔

ہشام کہتے ہیں کہ یہ سن کر اس زندیق نے کہا کہ پھر فرمائیے خدا کے واحد یکتا ہونے پر کیا دلیل ہے، حضرت نے فرمایا کہ کائنات عالم کا موجود ہونا اس بات کی دلیل محکم ہے کہ اس کا صانع ضرور ہے، کیا تو جب کسی بڑی عمارت کو دیکھتا ہے تو تیری عقل یہ نہیں کہتی کہ اس عمارت کا بنانے والا کوئی ہے۔ اگرچہ تو اس بنانے والے کو اس وقت دیکھ نہیں رہا ہوتا "قال فما هو"، اس زندیق نے کہا کہ اچھا وہ ہے کیا؟ قال شیئ بخلاف الاشیاء" وہ تمام اشیاء کے خلاف ایک وجود اور ہستی ہے"، لاجسم ولا صورۃ ولا یحس ولا یدرک بالحواس الحس لا تدرکہ الاوھام ولا تنقصہ الدھور ولا تغیرہ الازمان"، نہ وہ جسم ہے نہ صورت نہ اس کو مس کیا جا سکتا ہے نہ حواس خمسہ اس کا ادراک کر سکتے ہیں نہ وہم اس کو پا سکتے ہیں نہ دہر اس میں نقص پیدا کر سکتا ہے۔ نہ زمانہ اس میں تغیر لا سکتا ہے وہ ان سب سے علیحدہ ہے اور ان سب کا خالق ہے۔

---

# باب (۲)

# خدا کو شئے کہنے کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) چوتھی نقل کی جاتی ہیں

(۱) محمد بن یعقوب عن علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن عبد الرحمن ابن ابی نجران قال سئلت ابا جعفر علیہ السلام عن التوحید فقلت اتوھم شیأ فقال نعم غیر معقول ولا محدود فما وقع وھمک علیہ من شئی ولا تدرکہ الاوھام کیف تدرکہ وھو خلاف ما یعقل وخلاف ما یتصور فی الاوھام انما یتوھم شئی غیر معقول ولا محدود

محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کرتے ہوئے عرض کی کہ کیا میں خدا کو کوئی شئی گمان کر سکتا ہوں، فرمایا ہاں ایسی شئی گمان کر سکتے ہو جو عقل میں نہ آئے اور محدود نہ ہو کیونکہ جس شئی پر تمہارا وہم ٹھہرے گا۔ خدا اس کے علاوہ ہوگا، نہ اس کے مشابہ کوئی چیز ہے اور نہ اوہام اسے پاتے ہیں اور کیونکر اسے پا سکتے ہیں۔ جب کہ وہ اس چیز کے خلاف ہے جو عقل میں آسکے اور اوہام کے تصور میں محدود ہو سکے بے شک اسے ایسی شئی گمان کر سکتے ہو جو عقل میں نہ آسکے اور محدود نہ ہو سکے۔

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد البرقی عن ابیہ عن النضر بن

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے

سوید عن یحیی الحلبی عن ابن مکان عن زرارہ بن اعین قال سمعت ابا عبد اللہ یقول ان اللہ خلو من خلقہ و خلقہ خلو منہ وکلما وقع علیہ اسم شئ ماخلا اللہ فھو مخلوق واللہ خالق کل شئ تبارک اللہ الذی لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر۔

یحییٰ حلبی سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خدا اپنی مخلوقات سے (بہر حیثیت) الگ ہے اور اس کی مخلوقات اس سے (بہر نہج) جدا ہے، اور خدا کے سوا جس چیز پر بھی لفظ شئ بولا جائے گا وہ سب کی سب مخلوق ہوگی اور اللہ سب کا خالق ہے، پاک ہے وہ خدا کہ جس کے مثل کوئی شئ نہیں ہے۔ اور وہ سمیع و بصیر ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳)

# خدا کی معرفت کا ذریعہ خدا ہی کے ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ خداوند عالم نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے جن میں ارواح و اجسام و جواہر وغیرہ سب ہی شامل ہیں لیکن ان سب مخلوقات میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو باری تعالےٰ کے مشابہ ہو یہ مخلوق ہیں اور وہ خالق ہے لہذا وہ اپنی ذات کی ہمہ جہت برتری سے پہچانا جاتا ہے، حضرت علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ "بما عرفت ربک قال بما عرفنی نفسہ" آپ نے خدا کو کیسے پہچانا، ارشاد فرمایا کہ جس طرح اس نے اپنے نفس کو پہچنوایا۔

(قول) مطلب یہ ہے کہ یہ باب نہایت گنجلک ہے اس میں مندرج احادیث نیز اس کے عنوان سے مقصد واضح نہیں ہوتا۔ اسی لیے علامہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید

میں اس کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ القول الصواب فی ھذا الباب ھو ان یقال عرفنا اللہ باللہ الخ بہتر یہ ہے کہ اس باب میں یہ کہا جائے کہ ہم نے اللہ کو اللہ کے ذریعہ سے پہچانا ہے کیونکہ اگر ہم نے اسے عقل کے ذریعہ سے پہچانا ہے۔ تو عقل کا دینے والا خدا ہے۔ اور اگر انبیاء و اوصیاء کے ذریعہ سے پہچانا ہے تو ان کا بھیجنے والا خدا ہے اور اگر اپنے نفس کے ذریعہ سے پہچانا ہے تو اسے پیدا کرنے والا خدا ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ "لولا اللہ ما عرفنا ولولا نحن ما عرف اللہ" اگر خدا کی ہماری طرف توجہ نہ ہوتی تو ہم پہچانے نہ جاتے اور اگر ہم نہ ہوتے تو خدا پہچانا نہ جاتا، مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم نے ایسی چیزیں پیدا کی ہیں اور ایسی ذوات خلق کی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ پہچانا گیا، یعنی وہ خود اپنے تعارف کا ذریعہ بنا۔

# باب (۴)

https://www.shiabookspdf.com/

## کم سے کم معرفت کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ عن محمد بن الحسین عن الحسین بن علی بن یوسف بن لفاح عن سیف بن عمیرۃ عن ابراھیم بن عمر قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول ان امر اللہ کلہ عجیب الا انہ قد احتج علیکم بما عرفکم من نفسہ۔

محمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے انہوں نے حسین بن علی بن یوسف بن لفاح سے انہوں نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے ابراہیم بن عمر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا سارا امر عجیب اور راز ہی راز ہے مگر یہ کہ اس نے تم پر اتنی حجت تمام کی ہے جتنی سے اپنے نفس کو تمہیں پہچنوا دیا ہے۔

**توضیح** مطلب یہ ہے کہ خلاق عالم نے اپنے تمام امور کو راز دارانہ رکھا ہے۔ یعنی امور الٰہیہ واضح نہیں ہیں۔ اور قدرت نے انہیں مخفی حیثیت دے رکھی ہے۔ ان عجیب وغریب اور اہم کوائف خداوندی میں سے خلاق عالم نے بس اتنا واضح کر دیا ہے۔ جتنے سے اپنی معرفت کے لیے کام لینا تھا اور انسانوں پر حجت و دلیل پیش کرنا تھی۔ تاکہ انسان جوابدہی کے موقع پر لاعلمی کا بہانہ نہ کر سکے۔ علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں، فلا ینبغی لاحد ان یتعرض لمعرفتہ مالم یکلف بہ من امرہ سبحانہ، کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان چیزوں کو جاننا چاہے جن کے جاننے کی خدا کی طرف سے اسے تکلیف نہیں دی گئی۔ میرے نزدیک اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسرار خداوندی اتنے غامض ہیں کہ ان کا سمجھنا عقول انسانی کی طاقت سے باہر ہے لہذا انسان کو چاہیئے کہ معرفت کے بارے میں۔ جس قدر اس کی رہبری انبیاء و اوصیاء کے ذریعے سے کی گئی ہے اسی پر اکتفا کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ عقلی گھوڑے لگانے سے گمراہ ہو جاوے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# المعبود کے اسم و مسمی کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہیں

عبادت اسم کی جائے یا مسمی کی اور اس کے دلائل

علی بن ابراھیم عن العباس بن معروف عن عبد الرحمن بن ابی نجران قال کتبت الی ابی جعفرؑ او قلت لہ جعلنی اللہ فداک نعبد الرحمن الرحیم الواحد الاحد الصمد قال فقال ان من عبد الاسم دون المسمی

علی بن ابراہیم نے عباس بن معروف سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مولا خدا مجھے آپ پر قربان کرے، ہم لوگ اسماء باری تعالیٰ رحمٰن۔ رحیم۔ واحد۔ احد۔ صمد (وغیرہ) کی عبادت کرتے ہیں (آیا یہ درست ہے؟)

بالاسماء فقد اشرك وكفر وجحد ولم يعبد شيئاً بل اعبد الله الواحد الاحد الصمد المسمى بهذه الاسماء دون الاسماء ان الاسماء صفات وصف بها نفسه تعالى۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ "سنو، جس نے مسمّٰی کو چھوڑ کر اس کے اسم کی پرستش کی اس نے شرک کیا، کفر اختیار کیا اور حقیقت کا منکر ہو گیا (تم لوگ ایسا نہ کرو) بلکہ اس اللہ کی عبادت کرو۔ جو واحد احد اور صمد ہے یعنی ان اسماء سے موسوم ہے (اس کی ذات) ان اسماء کے علاوہ ہے (سنو) یہ اسماء تو اس کے (تعارفی) صفات ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اسنے اپنے کو پہچنوایا ہے۔

# باب (۶)

## خدا کی ابتداء اور اس کے لئے مکان کی نفی کے بیان میں

https://www.shiabooks.net

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن ابي حمزة قال سئل نافع بن ازرق ابا جعفر عليه السلام فقال اخبرني عن الله متى كان فقال متى لم يكن حتى اخبرك متى كان سبحان لم يزل ولا يزال فرداً صمداً لم يتخذ صاحبة ولا ولداً۔

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے ابو حمزہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نافع بن ازرق نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ (مولا) مجھے بتایئے کہ خدا کب سے ہے۔ پاک و منزہ ہے وہ (تمام عوارض و حوادث سے) وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یکتا ہے، بے نیاز ہے نہ بیوی رکھتا ہے نہ بچّہ (کیونکہ ان چیزوں کا تعلق حوادث و ممکنات سے ہے اور وہ واجب الموجود ہے)

خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

(۲) عدة من اصحابنا عن احمد

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن

خدا نے این کو این اور کیف کو کیف بنایا ہے اور خود ان سے بے نیاز ہے

بن محمد بن خالد عن احمد بن محمد بن ابی نصر قال جاء رجل الی ابی الحسن الرضا علیہ السلام من وراء نھر بلخ فقال انی اسئلک عن مسئلۃ فان اجتبنی فیھا بما عندی قلت بامامتک فقال ابوالحسن الرضا علیہ السلام سل عما شئت قال اخبرنی عن ربک متی کان وکیف کان وعلی ای شیئ کان اعتمادہ فقال ابوالحسن ان اللہ تعالی این الاین بلا این وکیف الکیف بلا کیف وکان اعتمادہ علی قدرتہ فقام الیہ الرجل فقبل راسہ وقال اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ وان علیاً وصی رسول اللہ والقیم بعدہ بما اقام بہ رسول اللہ وانکم الائمۃ الصادقون وانک الخلف من بعدھم۔

خالد سے انھوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں نہر بلخ کے اس پار سے آیا اور اس نے عرض کی کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں اگر آپ نے اس کا وہی جواب دیا جو میرے دل میں ہے تو میں آپ کی امامت کا قائل ہو جاؤنگا، آپ نے فرمایا کہ جو جی چاہے پوچھ، اس نے کہا کہ آپ بتائیے کہ آپ کا پروردگار کب سے ہے؟ اور کب تک ہے؟ اور کس چیز پر ٹکا ہوا ہے (یعنی کس چیز پر اعتماد و بھروسہ کئے ہوئے ہے) یہ (سن کر) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا (سن) خدائے تعالیٰ نے این کو این بنایا اور خود اس سے بے نیاز ہے اور کیف کو کیف بنایا اور خود بے کیف ہے، اس کا اعتماد اپنی قدرت پر ہے۔ یہ سن کر وہ شخص فوراً اٹھا اور حضرت کے قریب آکر آپ کے سر مبارک کا بوسہ لیا اور کہنا لگا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلعم اس کے رسول ہیں اور علی مرتضیٰ رسول خدا کے وصی اور ان کے بعد کے جملہ ان امور کے قیم اور ذمہ ہیں جن کے ذمہ دار رسول خدا تھے اور آپ لوگ سچے آئمہ ہیں اور آپ اس وقت ان کے قائمقام ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

# باب

# خدا سے بندوں کی نسبت کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) تیسری نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحیٰی عن ابی ایوب عن محمد بن مسلم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان الیھود سالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا انسب لنا ربک فلبث ثلاثا لا یجیبھم ثم نزلت قل ھو اللہ احد الی آخرھا۔ ورواہ محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم

احمد بن ادریس نے محمد بن عبد الجبار سے انھوں نے صفوان بن یحیٰی سے انھوں نے ابو ایوب سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن یہودیوں کے ایک گروہ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے کہا، کہ ہمارے لئے اپنے پروردگار کی نسبت بیان کیجئے، آپ نے (انتظار وحی میں) تین دن تک اس کا جواب نہ دیا پھر جب سورہ توحید قل ھو اللہ احد؟ نازل ہوا تو آپ نے انھیں سنا کر (واضح کر دیا کہ اس کی نسبت

(یہودیوں کا ایک سوال اور سورہ توحید کا نزول)

https://www.shiabookspdf.com/

عن ابی ایوب -

بندوں سے صرف عبد و معبود کی ہے کیونکہ وہ احد - صمد - لم یلد ولم یولد "ہے) اس حدیث کی روایت محمد بن یحییٰ نے بھی احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابو ایوب سے کی ہے -

(۲) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن عاصم بن حمید قال قال سئل علی بن الحسین علیہ السلام عن التوحید فقال ان اللہ عز وجل علم انہ یکون فی اخر الزمان اقوام متعمقون فانزل اللہ تعالیٰ قل ھو اللہ احد والایات من سورۃ الحدید الی قولہ تعالیٰ واللہ علیم بذات الصدور فمن رام وراء ذالک فقد ھلک -

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انھوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انھوں نے عاصم بن حمید سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے توحید کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم کو علم تھا کہ آخر زمانہ میں کچھ قومیں ایسی پیدا ہوں گی۔ جو غور و فکر تدبر و تفحص کرنے والی ہوں گی لہذا اس نے سورہ قل ہو اللہ احد اور سورہ حدید کی چند آیتوں کو "بذات الصدور" تک نازل فرما دیا (تاکہ لوگ توحید کے بارے میں مطمئن ہو سکیں اور اپنی تسلی کر سکیں) (اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سنو) جو توحید کے بارے میں ان حدود سے آگے بڑھے گا یا تلاش و حدت کی کوئی اور راہ نکالنے کی سعی کرے گا وہ ہلاک (گمراہ) ہو جائے گا۔

توحید کو سورہ اخلاص اور سورہ حدید کے ذریعہ سمجھو

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۸)

## خدا کیسا ہے؟ ایسا کلام کرنے کی ممانعت کے بیان میں

اس باب میں دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری (۲) ساتویں نقل کی جاتی ہیں

(خدا کے بارے میں بحث و مباحثہ میں احتیاط برتو)

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن ابی عمیر عن عبد الرحمن بن الحجاج عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام، ان اللہ عز وجل یقول وان الی ربك المنتهی، فاذا انتهی الکلام الی اللہ تعالی، فامسکوا

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے عبد الرحمن بن حجاج سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے، "وان الی ربك المنتهی" تمہارے رب تک انتہا ہے (سنو) جب تمہاری گفتگو بڑھتے بڑھتے خدا تک پہنچ جائے تو رک جاؤ (یعنی بحث کو ختم کر دو ورنہ فہم کی کمی کی وجہ سے گمراہ ہو جاؤ گے)

(تفکر فی اللہ سے اجتناب کی ہدایت)

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن محمد بن عبد الحمید عن العلاء بن رزین عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام قال ایاکم والتفکر فی اللہ ولکن

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے محمد بن عبد الحمید سے انہوں نے علاء بن رزین سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ "خبردار خدا کے بارے میں تفکر نہ کرنا لیکن جب تم یہ چاہنا کہ اس کی عظمت کو دیکھو تو اس کی

https://www.shiabookspdf.com/

اذا اردتم ان تنظروا الی عظمته فانظروا الی عظیم خلقه -

عظیم مخلوقات پر (بصیرت خیز) نظر ڈالنا (یہی تمہارے لیے فہم باری تعالیٰ کے واسطے کافی ہوگا)

# باب (۹)

# خدا کی رویت کے باطل ہونے کے بیان میں

اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری (۳) چوتھی (۴) آٹھویں (۵) نویں (۶) دسویں نقل کی جاتی ہیں -

(۱) محمد بن ابی عبد اللہ عن علی بن ابی القاسم عن یعقوب بن اسحاق قال کتبت الی ابی محمد علیه السلام اسئله کیف یعبد العبد ربه وهو لا یراه فوقع علیه السلام یا ابا یوسف جل سیدی ومولای والمنعم علیّ وعلی آبائی ان یُری قال وسئلته هل رای رسول اللہ صلی اللہ علیه واله ربه فوقع علیه السلام ان اللہ تبارک وتعالیٰ اری رسوله بقلبه من نور عظمته ما احب -

رسول خدا نے چشم قلب سے نور عظمت باری کو دیکھا ہے

محمد بن ابی عبد اللہ نے علی بن ابی القاسم سے انہوں نے یعقوب بن اسحاق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر سوال کیا کہ بندہ اپنے خدا کی عبادت کیونکر کر سکتا ہے جب کہ اسے دیکھتا نہیں، حضرت علی نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اے ابو یوسف میرا مالک و مولا اور مجھ پر اور میرے آباء و اجداد پر انعام و اکرام کرنے والا اس سے بالاتر ہے کہ دیکھا جا سکے (دیکھی جاتی ہیں وہ چیزیں جو حادث اور ممکن ہوں - میرا خدا واجب الوجود اور قدیم ہے) راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ آیا رسول خدا نے خدا کو دیکھا تھا اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ خداوند

https://www.shiabookspdf.com/

عالم نے اپنے نور عظمت سے جتنا چاہا رسول کے چشم قلب کو دکھلا دیا تھا۔

(۲) احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحیٰی قال سئلنی ابو قرۃ المحدث ان ادخلہ علی ابی الحسن الرضا علیہ السلام فاستاذنتہ فی ذالک فاذن لہ فدخل علیہ فسالہ عن الحلال والحرام حتی بلغ سوالہ الی التوحید فقال ابو قرۃ انا روینا ان اللہ قسم الرویۃ والکلام بین النبیین فقسم الکلام لموسیٰ ولمحمد الرویۃ فقال ابو الحسن علیہ السلام فمن المبلغ عن اللہ الی الثقلین من الجن والانس لا تدرکہ الابصار ولا یحیطون بہ علما ولیس کمثلہ شیئ الیس محمد قال بلیٰ فقال کیف یجیٔ رجل الی الخلق جمیعا فیخبرھم انہ جاء من عند اللہ وانہ یدعوھم الی اللہ بامر اللہ فیقول لا تدرکہ الابصار ولا یحیطون بہ علما ولیس کمثلہ شیئ

## امام رضا علیہ السلام کا ارشاد

احمد بن ادریس نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے صفوان بن یحیٰی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجید سے ابو قرہ محدث نے خواہش کی کہ میں اسے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دوں۔ میں نے ان جناب سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی۔ وہ خدمت امام علیہ السلام میں حاضر ہوا۔ اور اس نے حلال وحرام اور دوسرے بہت سے احکام پوچھے۔ اور سوال کرتے کرتے توحید کے مسئلہ تک جا پہنچا اور کہنے لگا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ خدا نے رویت اور کلام کو دو پیغمبروں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ کلام موسیٰؑ کو دیا اور محمد کو رویت بخشی، یہ سن کر حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو قرہ یہ بتا کہ جن وانس تک خدا کی جانب سے یہ آیت "لا تدرکہ الابصار (اور) لا یحیطون بہ علما (اور) لیس کمثلہ شیئ" پہنچانے والا کون ہے؟ کیا حضرت محمد مصطفیٰؐ نہیں ہیں؟ ابو قرہ نے کہا کیوں نہیں؟ وہی مبلغ ہیں، آپ نے فرمایا کہ کیونکر ایسا شخص ساری مخلوقات کی ہدایت کے لئے آسکتا ہے جو خدا کی جانب سے احکام بھی پہنچائے، انہیں حکم خدا سے اس کی جانب دعوت بھی دے اور یہ کہے کہ "اسے آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اور مخلوقات کا علم اس کے

https://www.shiabookspdf.com/

ثم یقول انا رایتہ بعینی
واحطت بہ علمًا وھو علی
صورۃ البشر اما تستحیون
ما قدرت الزنادقۃ ان
ترمیہ علیہ السلام بھذا
ان یکون یاتی من عند اللہ
بشئ ثم یاتی بخلافہ من
وجہ آخر ثم قال ابو قرۃ
فانہ یقول لقد رآہ نزلۃ
اخری، فقال ابو الحسن علیہ
السلام ان بعد ھذہ الآیۃ
ما یدل علی ما رای حیث
قال ما کذب الفواد ما رای
یقول ما کذب فواد محمد
ما رات عیناہ ثم اخبر بما
رای فقال لقد رای من ایات
ربہ الکبری فایات اللہ،
غیر اللہ وقد قال اللہ ولا
یحیطون بہ علمًا فاذا رأتہ
الابصار فقد احاطت
بہ العلم ووقعت
المعرفۃ فقال ابو قرۃ
فتکذب بالروایات
فقال ابو الحسن اذا کانت
الروایات مخالفۃ للقرآن

وجود کا احاطہ نہیں کر سکتا، اور اس کے مثل کوئی
شئی نہیں ہے" پھر وہی یہ بھی کہے کہ میں نے خدا
کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اپنے علم سے
اس کا احاطہ کر لیا ہے اور وہ انسان کی شکل و شباہت
پر ہے (یعنی ایسا شخص نہ قابل اعتبار ہو سکتا
ہے اور نہ نبی بنایا جا سکتا ہے) اے ابو قرہ
تمہیں شرم آنی چاہیے (دیکھو تو بات ہے کہ
زندیق اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ آنحضرتؐ
پر اس بات سے تہمت لگائیں کہ آپ خدا
کی جانب سے ایک امر لائے پھر آپ نے
دوسرے طریقے سے اس کے خلاف پیش کیا
پھر ابو قرہ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے۔ ولقد رآہ
نزلۃ اخری" اور رسول خدا نے اس کو
دوسری بار دیکھا، امام علیہ السلام نے فرمایا کہ
اس آیت کے بعد کی آیت بتاتی ہے کہ آپ
نے کیا دیکھا، فرماتا ہے" ما کذب الفواد ما رای"
یعنی محمدؐ کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں، جسے
ان کی آنکھوں نے دیکھا تھا، اس کے بعد خبر
دے دی کہ کیا دیکھا تھا ارشاد ہوتا ہے "لقد
رای من آیات ربہ الکبری" یقیناً
ان جناب نے خدا کی بڑی آیتوں میں سے ایک
آیت دیکھی اور یہ بالکل تبھی ہے کہ خدا کی آیتیں
خدا کے علاوہ ہیں۔ (لہٰذا واضح ہو گیا کہ خدا کو
نہیں دیکھا) اور یہ بھی ہے کہ خدا فرماتا ہے ولا
یحیطون بہ علمًا، بندے علم کے ذریعہ

https://www.shiabooksndf.com/

(نفی رویت باری کے متعلق امام علی نقی علیہ السلام کا ارشاد)

کذبتها وما اجمع المسلمون علیه انه لا یحاط به علما ولا تدرکه الابصار ولیس کمثله شئ۔

سے خدا کا احاطہ نہیں کر سکتے اور جب آنکھیں دیکھ لیں گی تو علم احاطہ بھی کرے گا اور اس کی معرفت بھی ہو جائے گی (حالانکہ یہ سب کچھ ناممکن ہے) ابو قرہ نے کہا کہ پھر آپ روایات کی تکذیب کر رہے ہیں، امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کہ روایات قرآن مجید کے مخالف ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ میں اسے نہ جھٹلاؤں اور سنو، (یہ روایات) اسلامی مسلمات کے بھی خلاف ہیں کیونکہ یہ فیصلہ شدہ ہے کہ خدا کا احاطہ علم نہیں کر سکتا اور اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ (بالآخر وہ خاموش ہو گیا)۔

(۳) وعنه عن احمد بن اسحاق قال کتبت الی ابی الحسن الثالث اسالهٗ عن الرویته وما اختلف فیه الناس فکتب لا تجوز الرویته مالم تکن بین الرائی والمرئی هواء ینفذ الابصر فاذا انقطع الهواء عن الرائی والمرئی لم تصح الرویته وکان فی ذالک الاشتباه لان الرائی متی ساوی المرئی فی السبب الموجب بینهما فی الرویته وجب الاشتباه وکان

اور احمد بن ادریس نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر رویت باری تعالیٰ کے متعلق سوال کیا۔ اور لوگوں کے اختلافات کے بارے میں بھی پوچھا آپ نے تحریر فرمایا کہ رویت ممکن نہیں جب تک رائی (دیکھنے والے) اور مرئی (دیکھے جانے والے) کے درمیان ہوا کا واسطہ نہ ہو جو شعاع چشم کو اس تک پہنچائے اگر دیکھنے والے اور دیکھے جانے والے کے درمیان ہوا کا واسطہ نہ ہو تو دیکھنا ممکن نہ ہوگا (اور بوقت رویت ہوا کے نہ ہونے سے کسی ایک طرف یا دونوں طرف سے رکاوٹ) شبہات پیدا ہوں گے اس لیے کہ جب رائی مرئی کے برابر ہوگا اس سبب میں جو ان کے درمیان رویت میں ہے تو لازماً اشتباہ ہوگا کیونکہ اسباب کا مسببات سے اتصال ضروری

https://www.shiabookspdf.com/

ذالك التشبيه لان الاسباب لا بد من اتصالها بالمسببات۔

ہے (یعنی رویت کے لئے، سمت، رنگ، اتصال ہوا کا ہونا لابدی ہے اور یہ چیزیں حدوث و امکان کی دلیل ہیں۔ اور خدا واجب الوجود ہے ان عوارض سے پاک اور بری ہے لہٰذا اس کی رویت کا کوئی امکان نہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد

(۴) محمد بن یحیی وغیرہ عن احمد بن محمد بن عیسی عن ابن ابی نصر عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء بلغ بی جبرئیل مکانا لم یطأہ قط جبرئیل فکشف لہ فارانی اللہ من نور عظمتہ ما احب فی قولہ۔

محمد بن یحییٰ وغیرہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی نصر سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شب معراج جب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا۔ اور میں جبریل کے ساتھ مسافت طے کر رہا تھا۔ تو جبریل ایسی دور ان مجھے ایک مقام پر لے گئے جہاں وہ خود بھی اس سے قبل کبھی نہ پہنچے تھے۔ تو کشف حجاب کیا گیا اور خدائے تعالیٰ نے اپنے نور عظمت سے جتنی مقدار دکھانا چاہی، دکھادی،

نفی رویت باری کے متعلق امام جعفر صادقؑ کا ارشاد

(۵) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن ابن ابی نجران عن عبداللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار قال احاطتہ الوھم الا ترٰی الی قولہ قد جاءکم

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی نجران سے انہوں نے عبداللہ ابن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے آیت لا تدرکہ الابصار کے متعلق روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابصار کے ادراک سے وہم و عقل کا احاطہ کرنا مراد ہے (یعنی اوہام اور عقول اس ذات کا احاطہ نہیں کر سکتے) کیا تم خدا کے اس قول پر نظر نہیں

https://www.shiabookspdf.com/

بصائر من ربکم
لیس لعین بصر العیون
فمن ابصر فلنفسه
لیس یعنی من البصر
بعینه ومن عمی فعلیها
لیس یعنی عمی العیون
انما عنی اخاطته الوهم
کما یقال فلان بصیر
بالشعر وفلان بصیر
بالفقه وفلان بصیر
بالدراهم وفلان بصیر
بالثیاب الله اعظم من
ان یری بالعین۔

کرتے، "قد جاءکم بصائر من ربکم" تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرتیں آگئی ہیں اس سے آنکھوں کی روشنی مراد نہیں ہے، اسی طرح "من ابصر فلنفسه" جو شخص دیکھے وہ اپنے نفس کے فائدے کے لیے دیکھے گا۔ یہاں بھی "ابصر" آنکھوں سے دیکھنے کے معنی میں نہیں ہے "ومن عمی فعلیها" اور جو اندھا بنے تو اسی کے نفس کا ضرر ہے، یہاں اندھا بننے سے آنکھوں کی روشنی زائل ہونا مراد نہیں ہے، بلکہ یہاں "بصر" سے عقل کا احاطہ اور اس کا ادراک کرنا مراد ہے، جیسے کہا جاتا ہے فلاں شخص شعر میں بصیرت رکھتا ہے، فلاں شخص فقہ میں بصیرت رکھتا ہے فلاں درہم و دینار کی پہچان میں بصیرت رکھتا ہے فلاں کپڑے کے متعلق بصیرت رکھتا ہے۔ خداوند لطیف وخبیر اس سے بالاتر ہے کہ دنیا یا آخرت میں کسی بھی نہج سے دیکھا جا سکے۔ (یعنی جب اسے اوہام و عقول نہیں دیکھ سکتے تو آنکھیں کیا دیکھ سکیں گی)۔

(۶) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابی هاشم الجعفری عن ابی الحسن الرضا علیه السلام قال سئلته عن الله هل یوصف فقال اما تقرء القرآن قلت بلی اما تقرء قوله تعالی لا تدرکه الابصار

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابو ہاشم جعفری سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا، کہ کیا خدا کا وصف کیا جا سکتا ہے آپ نے فرمایا، کیا تم قرآن نہیں پڑھتے میں نے عرض کی ضرور پڑھتا ہوں، فرمایا تم قرآن میں کیا خدا کا یہ قول نہیں پڑھتے کہ "لا تدرکه الابصار وهو

(جب اسے اوہام و عقول اور ادراک نہیں کر)

https://www.dhabooks.pdf.com/

وھو یدرک الابصار قلت بلیٰ قال فتعرفون الابصار قلت بلیٰ قال ماھی قلت ابصار العیون فقال ان اوھام القلوب اکبر من ابصار العیون فھو لا تدرکہ الاوھام وھو یدرک الاوھام۔

(کیا تو نہیں دیکھ سکتی)

یدرک الابصار" میں نے عرض کی بیشک پڑھتا ہوں آپ نے پوچھا، ابصار" کو سمجھتے ہو، میں نے عرض کی، جی ہاں" فرمایا اس سے کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کی ان آنکھوں کا دیکھنا آپ نے فرمایا کہ دلوں کا تصور آنکھوں کے دیکھنے سے زیادہ اہم ہے، خدا کو دلوں کا تصور یعنی عقلیں ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ عقول و اوہام کا ادراک کرتا ہے۔ (تو اسے آنکھیں کیا دیکھ سکیں گی)

# باب (۱۰)

https://www.shiabookspdf.com/

## اللہ کو قرآنی صفات کے علاوہ متصف کرنے کی نہی کے بیان میں

اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں جن میں ایک ہی مضمون ہے بعض حدیثوں میں تو راویوں کے علاوہ عبارت تک ایک ہی ہے، ہم اس مقام پر ان میں سے دسویں حدیث کا ترجمہ لکھتے ہیں

"راوی حدیث، سہل، کہتے ہیں کہ میں نے ۲۵۵ھ ہجری میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر کیا کہ میرے آقا و مولا، ہمارے نئے دوستوں میں توحید کے بارے میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خدا جسم رکھتا ہے بعض کا خیال ہے کہ وہ صورت والا ہے۔ اگر حضور کو زحمت نہ ہو اور مناسب خیال فرمائیں تو بہتر یہ ہوگا کہ میرے جواب میں توحید کی حد قائم فرما دیں۔ تاکہ میں لوگوں کو سمجھا سکوں اور خود بھی اسی پر قائم رہوں، حضور اگر میرے عریضہ کا جواب تحریر فرما کر مجھے اطمینان بخشیں گے تو یہ حضور کا بہت بڑا کرم ہوگا۔ سہل کہتے ہیں کہ جب میرا عریضہ خدمت امام علیہ السلام میں پہنچا "فوقع بخطہ" کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ اے

سہل تم نے توحید کے بارے میں سوال کیا ہے میرے نزدیک تمہیں سوال کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ تم اس سے واقف ہو اور تمہارا جو عقیدہ ہے وہ کافی ہے تمہیں مزید تفحص کی تکلیف شرعاً نہیں ہے۔ بہر حال جواب یہ ہے کہ اللہ واحد احد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد الخ اللہ ایک ہے، یکتا ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ اسے کسی نے جنا، اور نہ اس کا کوئی کسی حیثیت سے ہمسر ہے، خالق ولیس بمخلوق، وہ خالق کائنات ہے مخلوق نہیں ہے اس نے سب کو پیدا کیا ہے اور اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا وہ پاک و پاکیزہ خدا اجسام کو جس انداز سے چاہتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے پیدا کرتا ہے لیکن خود جسم نہیں رکھتا وہ ہر انداز کی بے شمار صورتیں پیدا کرتا ہے اور خود صورت سے منزہ ہے وہ بڑی تعریفوں والا ہے اور اس کے مقدس اسماء پاکیزہ ہیں وہ اس چیز سے بے نیاز ہے کہ اس کا کوئی مشابہ اور مثیل ہو، لیس کمثلہ شئی، اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے سننے والا اور دیکھنے والا ہے اور رہے گا۔ اسی باب کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ صفات باری تعالیٰ کے بارے میں لا تجاوز ما ذکر القرآن، جو کچھ قرآن میں ہے اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۱)

# خدا سے جسم و صورت کی نفی کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں، جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے

"محمد بن حسن نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن اسمٰعیل بن بزیع سے انہوں نے محمد بن زید سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں توحید کے متعلق سوال کرنے کے لئے حاضر ہوا، اور ان کی خدمت میں اپنا مقصد پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ "لکھو" میں نے کہنا شروع کیا، الحمد اللہ: اطرا الاشیاء انشاؤھا و مبتدعھا ابتداعا بقدرتہ وحکمتہ الخ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں۔ جو تمام

چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور انہیں اپنی قدرت و حکمت سے مثال کے بغیر خلق کرنے والا ہے، اس نے کسی شے کو مثال کے ذریعہ سے پیدا نہیں کیا تاکہ اختراع غلط نہ قرار پائے اور علت کے ذریعہ نہیں خلق کیا تاکہ ابتداع صحیح رہے، اس نے جو چاہا اور جس طرح چاہا پیدا کیا کوئی دوسرا روک ٹوک کرنے والا نہیں تھا۔ پیدا کرنے میں تنہا تھا، یکتا تھا، مخلوقات اس لئے پیدا کی کہ اس کی حکمت و ربوبیت ظاہر ہو، لا تضبطہ العقول ولا تبلغہ الاوہام ولا تدرکہ الابصار "عقلیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں، اوہام اس تک پہنچ نہیں سکتے، نگاہیں اسے پا نہیں سکتیں۔ اور کسی نہج سے اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا، مقررین کی جادو بیانی اس کے سامنے گنگ ہے اور اس کے سامنے ہر نگاہ بے نور ہے، صفت و ثنا کی گردشیں ان کے سامنے گم ہو گئی ہیں، وہ چھپا ہوا ہے پردے کے بغیر۔ پوشیدہ ہے کسی چھپانے والی چیز کے بغیر۔ وہ عیاں ہے دیکھے بغیر۔ اس کے خد و خال وجود نمایاں ہیں صورت و شکل کے بغیر۔ کائنات عالم میں اس کے چرچے ہیں جسم و جسمانیت کے بغیر، وہ بس ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت بڑا ہے اور عقل انسانی سے بہت بلند ہے

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۲)

# باری تعالےٰ کے صفات ذات کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری (۲) چوتھی نقل کی جاتی ہیں

(۱) محمد بن یحیٰی عن محمد بن الحسین عن ابن ابی عمیر عن ہشام بن سالم عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام قال سمعتہ

محمد بن یحیٰی نے محمد بن حسین سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ ہمیشہ

یقول کان اللہ ولا شئی غیرہ ولم یزل عالمًا بما یکون فعلمہ بہ قبل کونہ بعلمہ بہ بعد کونہ۔

(۲) محمد بن یحیٰی عن سعد بن عبد اللہ عن محمد بن عیسٰی عن ایوب بن نوح انہ کتب الی ابی الحسن علیہ السلام یسئلہ عن اللہ عزوجل اکان یعلم الاشیاء قبل ان خلق الاشیاء وکوّنھا اولم یعلم ذالک حتی خلقھا واراد خلقھا وتکوینھا فعلم ما خلق عند ما خلق وما کوّن عند ما کوّن فوقع بخطہ لم یزل اللہ عالمًا بالاشیاء قبل ان یخلق الاشیاء کعلمہ بالاشیاء بعد ما خلق الاشیاء۔

ہے۔ (اس کی کوئی ابتداء نہیں) اور اس کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی۔ اور وہ ہر پیدا ہونے والی شئے کا ہمیشہ سے عالم ہے یعنی اس کا علم اشیاء کے پیدا ہونے سے پہلے بھی اسی طرح تھا جس طرح پیدا ہونے کے بعد بھی ہے۔

محمد بن یحیٰی نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن عیسٰی سے انہوں نے ایوب بن نوح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر سوال کیا کہ آیا خداوند عالم اشیاء کو پیدا کرنے کے پہلے سے جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا۔ اور اس وقت جانا جب کہ اسے پیدا کرنے کا ارادہ کیا یا اسے پیدا کیا (یعنی پہلے نہیں جانتا تھا) پھر جب پیدا کیا تو ان اشیاء کو جانا اور جب انہیں وجود بخشا تو اسے ان کا علم ہوا، امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا کہ، خداوند عالم ہمیشہ سے اشیاء کو جانتا ہے یعنی اسے علم اشیاء جس طرح بعد میں ہے اسی طرح پہلے بھی تھا۔ (علم باری تعالٰے عین ذات ہے اس کے لئے قبل و بعد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)

خدا کا علم اشیاء خلقت اشیاء کا تابع نہیں ہے

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۳)

## باب سابق کے تتمہ کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن عبید عن حماد عن حریز عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیه السلام انه قال فی صفه القدیم انه واحد صمد احدی المعنی لیس معانی کثیرة مختلفة قال قلت جعلت فداك یزعم قوم من اهل العراق انه یسمع بغیر الذی یبصر قال فقال کذبوا والحدوا وشبهوا تعالی الله عن ذالك انه سمیع بصیر یسمع بما یبصر ویبصر بما یسمع قال قلت انه بصیر علی یعقلونه قال فقال تعالی الله انما

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبید سے انھوں نے حماد سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے بے نیاز ہے ایک معنی میں بہت سے معانی نہیں (کہ الگ الگ ذات سمجھی جائے) راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ حضور والا میں آپ پر فدا ہو جاؤں (معاملہ یہ ہے) کہ عراق کے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سنتا ہے اس چیز کے بغیر جس سے دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے اس چیز کے بغیر جس سے سنتا ہے یعنی (عام لوگوں کی طرح آلہ صوت سے سنتا ہے اور آلہ بصارت سے دیکھتا ہے) یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں ملحد ہیں، خدا کو انسانوں سے مشابہ قرار دینے والے ہیں۔ خدائے بے نیاز احتیاج سے پاک اور تبری وہ (کسی آلہ کے بغیر) سمیع و بصیر ہے جس قدرت سے وہ سنتا ہے

https://www.shiabookspdf.com/

یعقل ماکان بصفة المخلوق لیس الله کذالك۔

اسی قدرت سے دیکھتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ حضور والا وہ لوگ سمجھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ جو ان کی عقل میں آتا ہے وہ مخلوق کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے (جیسا وہ سمجھتے ہیں)۔

# باب (۱۴)

## ارادہ باری کے صفات فعل میں ہونے نیز دیگر صفات فعل کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) تیسری (۳) ساتویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) محمد بن یحیی العطار عن احمد بن محمد بن عیسی الاشعری عن الحسین بن سعید الاهوازی عن النضر بن سوید عن عاصم بن حمید عن ابی عبد الله علیه السلام قال قلت لم یزل الله مریدًا؟ قال ان المرید لا یکون الا لمراد معه لم یزل (الله) عالمًا قادرًا ثم اراد۔

خدا کا مرید ہونا ایقاع فعل سے متعلق ہے

محمد بن یحیی العطار نے احمد بن محمد بن عیسی اشعری سے انہوں نے حسین بن سعید اہوازی سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا اللہ ہمیشہ سے مرید ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مرید اس وقت ہوتا ہے جب کہ مراد اس کے ساتھ مقصود ہو، (یعنی) وہ عالم و قادر تو ہمیشہ سے ہے (کیونکہ یہ دونوں صفتیں عین ذات ہیں) لیکن ارادہ میں ترانی ہے) ارادہ کا تعلق مجھ سے ہے (کیونکہ یہ صفت فعل ہے)۔

## اللہ کے ارادہ اور فعل میں فرق نہیں ہے۔

(۲) احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحییٰ قال قلت لابی الحسنؑ اخبرنی عن الارادۃ من اللہ ومن الخلق ؟ قال فقال الارادۃ من الخلق "الضمیر" ومایبدو لھم بعد ذالک من الفعل واما من اللہ تعالے فارادتہ احداثہ لاغیر ذالک لانہ لا یروی ولا یھمّ ولا یتفکر وھذہ الصفات منفیۃ عنہ وھی صفات الخلق فارادۃ اللہ الفعل لاغیر ذالک، یقول لہٗ کن فیکون بلا لفظ ولا تفکر کیف کذالک کما انہ لا کیف لہٗ۔

احمد بن ادریس نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے درخواست کی کہ حضور مجھے ارادۂ خدا اور ارادۂ مخلوق سے آگاہ فرمائیے (اور بتائیے کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے) حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ارادۂ خلق اس کے ضمیر کا خطور (اور سوچ بچار) ہے جس کے بعد فعل کا ظہور ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ احداث اور ایجاد و عمل کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق، تعمق و فکر اور غور و تامل سے نہیں ہے یہ چیزیں اس سے دور ہیں، یہ سب مخلوقات کے صفات ہیں (سنو) اللہ کا ارادہ ایقاع فعل کے سوا کچھ نہیں ہے وہ کہتا ہے ہو جا وہ چیز ہو جاتی ہے اور بلا تاخیر ہوتی ہے اور اس (کن) کہنے کا تعلق نہ لفظ سے ہوتا ہے نہ زبان کی گویائی سے نہ سوچ بچار سے نہ غور و فکر سے (یعنی) کن کے لیے کوئی کیفیت اسی طرح نہیں ہے۔ جس طرح اس کی ذات کے لئے کیفیت نہیں ہے۔

## مشیت باری حادث ہے

(۳) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن ابن اذینۃ عن محمد بن مسلم عن ابی

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینۃ انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں

https://www.shiabooks.pdf.com/

عبد اللہ علیہ السلام قال المشیئۃ محدثۃ۔ نے فرمایا ہے کہ مشیت باری (یعنی ذریعہ خلقت کائنات) حادث ہے۔

# باب ۱۵

# حدوث اسماء کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ خلاق عالم جس کی ذات کا پہنچاننا عقول واوہام اور تصورت وافہام کے حدود سے بالاتر ہے، اس نے اپنے لئے کچھ نام معین فرمائے ہیں تاکہ لوگ ان کے ذریعہ سے اپنے پانے والے کو پکار سکیں، اسی باب کی ایک روایت میں ہے کہ اس نے سب سے پہلے اپنا نام "العلی العظیم" رکھا تھا۔ چونکہ اسماء خدائے تعالےٰ ذات باری جو عین علم وقدرت ہے کے علاوہ ہیں لہذا حادث ہیں۔

**اقول** اس باب کی حدیث اوّل کے متعلق امام المحدثین حضرت علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، ھو من متشابھات الاخبار وغوامض الاسرار التی لا یعلم تاویلھا الا اللہ والراسخون فی العلم والسکوت عن تفسیرہ والاقرار بالعجز عن فھمہ اصوب واولیٰ واحوط واحریٰ" کہ یہ حدیث جو اسمائے باری تعالےٰ کی بحث سے متعلق ہے، یہ حدیثوں کے متشابھات اور رموز واسرار کی ایسی گہرائی سے تعلق رکھتی ہے کہ جس کی تاویل اللہ اور راسخون فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا، اس کی تشریح وتصریح وتفسیر کے بارے میں خاموشی اور اس کے سمجھنے سے عاجزی کا اقرار کر لینا نہایت صحیح وبہتر اور احوط اور افضل ہے۔ چونکہ اس حدیث کا ایسا ترجمہ

کر امام علیہ السلام کے صحیح مقصد کو واضح کر سکے دشوار تھا۔ اس لیے میں نے ترک کر کے بلا حدیثوں کا حاصل لکھ دیا ہے۔

# باب ۱۶

## اسماء باری تعالےٰ کے معانی اور ان کے اشتقاق کے بیان میں

اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پانچویں (۲) دسویں (۳) بارہویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحیی عن فضیل بن عثمان عن ابن ابی یعفور قال سالت اباعبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ عز وجل، ھو الاول والاخر" وقلت اما الاول فقد عرفناہ واما الاخر فبیّن لنا تفسیرہٗ فقال انہ لیس شیئ الا یبین او یتغیّر او یدخلہ التغیر والزوال او ینتقل من لون الی لون ومن ھیئۃ الی ھیئۃ ومن صفۃ الی صفۃ ومن زیادۃ الی

(حدیث اول و آخر کی تفسیر)

احمد بن ادریس نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے صفوان بن یحیٰی سے انہوں نے فضیل بن عثمان سے انہوں نے ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "ھو الاوّل والاخر" وہ اوّل ہے اور آخر ہے" کے متعلق سوال کیا اور کہا کہ حضور میں نے اس کے اوّل ہونے کو تو سمجھ لیا ہے۔ (کہ سب سے پہلا موجود ہے اس سے پہلے کوئی نہ تھا) لیکن آخر کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا مولا، میرے لئے اس کی تفسیر بیان فرمائیے، آپ نے فرمایا "سنو" دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو فنا نہ ہو یا متغیر نہ ہو یا اس میں تفسیر اور زوال کا دخل نہ ہو، یا ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف اور ایک ہیئت کی طرف، ایک صفت

https://www.shiabookspdf.com/

نقصان ومن نقصان الی زیادۃ الا رب العالمین فانہ لم یزل ولا یزال بحالۃ واحدۃ ھو الاول قبل کل شیئ وھو الاخر علی ما لم یزل ولا تختلف علیہ الصفات والاسماء کما تختلف علی غیرہ مثل الانسان الذی یکون ترابا مرۃ وموۃ لحما ودما ومرۃ رفاتا ورمیما وکالبسر الذی یکون مرۃ بلحا ومرۃ بسرا ومرۃ رطبا ومرۃ تمرا فتتبدل علیہ الاسماء والصفات واللہ جل وعز بخلاف ذالک۔

سے دوسری صفت کی طرف، زیادتی سے کمی کی طرف، کمی سے زیادتی کی طرف منتقل نہ ہو، سوا پروردگار عالم کے، لاریب وہ ہمیشہ سے ایک ہی حالت پر ہے اور ہمیشہ ایک حال میں رہے گا، وہ مطلق وجود سے اول ہے اور آخر بھی ہے اسی حالت پر جس پر ہمیشہ سے ہے نہ اس کے صفات بدلتے ہیں (نہ حالات کے بدلنے سے) نام بدلتے ہیں جس طرح مخلوقات کے بدلا کرتے ہیں، مثلاً انسان (اگرچہ ایک ہوتا ہے) لیکن کبھی مٹی کہا جاتا ہے کبھی گوشت اور خون کا اس پر اعلان ہوتا ہے کبھی وہ بوسیدہ ہڈی کا چورا ہوتا ہے (تفسیر وجود اور تفسیر اسماء کی دوسری مثال یہ ہے) مثلاً خرمہ اس کے پیدا ہونے کی (پہلی منزل میں اسے طلع کہتے ہیں۔ پھر خلال) پھر بلح پھر بسر پھر رطب پھر تمر، جیسے جیسے حالات بدلتے جاتے ہیں اسماء اور صفات بھی بدلتے جاتے ہیں، اور خدائے بے نیاز ان تمام امور سے منزہ اور پاک ہے۔

(۲) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسی بن عبید عن یونس عن ھشام بن حکم قال سالت اباعبد اللہ عن "سبحان اللہ فقال انفۃ للہ۔

(لفظ "سبحان اللہ" کے معنی)

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسی بن عبید سے انہوں نے یونس سے انہوں نے ہشام بن حکم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے "سبحان اللہ" کے معنی دریافت کئے تو انہوں نے فرمایا کہ "خدا ہر اس چیز سے پاک اور منزہ ہے، جو اس کے لئے سزاوار نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(الواحد کے معنی)

(۳) علی بن محمد ومحمد بن الحسن عن سهل بن زیاد ومحمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن عیسٰی جمیعًا عن ابی هاشم الجعفری قال سالت ابا جعفر الثانی علیه السلام ما معنی الواحد فقال اجماع الالسن علیه بالوحدانیة کقوله تعالیٰ ولئن سألتهم من خلقهم لیقولن الله۔

علی بن محمد اور محمد بن حسن نے سہل بن زیاد سے اور محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے اور ان سب نے ابو ہاشم جعفری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ، مولا (لفظ) واحد کے کیا معنی ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ واحد اس یکتائے مطلق کو کہتے ہیں جس کی وحدانیت پر تمام دنیا کی زبانوں کا اجماع و اتفاق ہو، ارشاد باری ہے کہ اگر تم (غیر مسلم) مخالفوں سے یہ پوچھو گے کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو وہ سب کے سب یقیناً یہی کہیں گے کہ "اللہ" نے ہمیں پیدا کیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۷)

# اسمائے خالق و مخلوق کے معانی کے فرق کے بیان میں

## (تتمہ باب سابق)

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا خلاصہ و ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن محمد نے بطور مرسل حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اوند عالم قدیم ہے اور "قدیم" اس کی وہ صفت ہے جو عاقل پر یہ بات واضح کرتی ہے کہ خداوند عالم سے قبل کوئی چیز نہ تھی اور نہ دائم ہونے میں کوئی چیز اس کے ساتھ تھی۔ اور عقلاء کا یہ اعتراف وضاحت کرتا ہے کہ وہ بالکل ہمیشہ سے یکتا ہے اس سے قبل کوئی شئے نہ تھی

اور نہ کوئی شئے اس کی بقا میں اس کے ہمراہ تھی۔ اور وہ شخص جو یہ کہتا ہے "کہ خدا کے ہمراہ کوئی تھا یا اس سے قبل کوئی تھا۔ تو اس کو باطل کرنے کے لئے صرف یہ کافی ہے کہ جو شخص یا جو ذات اللہ کے ہمراہ ہوگی وہ اس کا خالق نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ جو برابر سے ہمراہ ہو وہ اپنے ساتھی کا مخلوق ہو اسی طرح وہ جو خدا سے قبل ہوگا وہی اوّل ہوگا اور خدا کی اولیت ختم ہو جائے گی یعنی جو اس سے قبل ہوگا وہی خالق ہوگا، ثم وصف نفسہٗ باسماء الخ" پھر خداوند عالم نے اپنے لئے چند نام معین فرمائے تاکہ اس کی مخلوق بندگی کے موقع پر اور اپنی مصیبتوں کی منزلوں میں ان ناموں کے ذریعہ سے اپنے مالک و خالق کو پکارے چنانچہ اس نے اپنا نام، سمیع، بصیر، قادر۔ قائم۔ ناطق، ظاہر، باطن، لطیف۔ خبیر۔ قوی۔ عزیز۔ حکیم علیم وغیرہ رکھا پھر جب دشمنان خدا اور انبیاء کو جھٹلانے والے لوگوں نے اسماء خدا کو دیکھا اور ہماری زبانی یہ سنا کہ خدا بے مثل و بے نظیر ہے مخلوقات میں کوئی شئے اس کے مشابہ نہیں ہے تو کہنے لگے کہ ایک طرف تو تم لوگ خدا کو بے مثل و بے نظیر کہتے ہو دوسری طرف اس کے نام کو اپنے لیے استعمال کر کے اس کے شریک بنتے ہو، تم نے اس کے نام اپنے لئے رکھے ہیں، یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ تم اس کے حالات میں خواہ کلی ہیں۔ یا بعض میں اس کے مثل ہو کیونکہ تم نے اس کے اسماء طیبہ اپنے میں جمع کر لئے ہیں۔ ان کو جواب دیا گیا ہے کہ خدا تبارک و تعالیٰ نے اپنے ناموں میں سے چند نام اپنے بندوں کے لئے جائز قرار دیئے ہیں مگر مراد میں اختلاف رکھا ہے، ہر ایک نام کے دو معنی ہوتے ہیں (حقیقی اور مجازی) اور اس دلیل لوگوں کی وہ بات چیت ہے جو ان کے درمیان رائج ہے، اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا اپنی اُمت سے اس طرح کہ وہ اس کو سمجھیں تاکہ ان پر حجت ہو اس مفہوم کے متعلق جو انھوں نے اپنی غلط تاویل کی وجہ سے ضائع کیا ہے، انسان کے لئے عام طور پر بولا جاتا ہے۔ شیر ہے۔ کتا ہے، بیل ہے، گدھا ہے یہ سکرہ ہے یہ علقمہ ہے۔ یعنی میٹھا اور کڑوا ہے۔ یہ سب الفاظ انسان کے خلاف اور اس کے حالات کے غیر ہیں، جن معانی کے لیے یہ الفاظ وضع ہوئے ہیں ان میں استعمال نہیں ہوتے یہ ان کے مجازی معنی ہیں کیونکہ انسان نہ شیر ہے نہ کتا، خدا تم پر رحم کرے اس بات کو سمجھو کہ خدا نے اپنا نام عالم رکھا ہے جو "علم" سے مشتق ہے مگر نہ وہ جو حادث ہو کہ اس کے ذریعہ سے اشیا کو جانا ہو یا آئندہ کے لیے نفاذ امر کے سلسلہ میں اس سے مدد لی ہو، اور جو پیدا کرتا ہے اس میں اسے ذریعہ غور و فکر قرار دیا ہو، اس کا علم عین ذات

https://www.shiabooks.pdf.com

ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ جاہل اور ضعیف قرار پاتا جس طرح علماء خلق کو دیکھتے ہیں، وہ علم حادث کے ذریعہ عالم بنے ہیں کیونکہ پہلے جاہل تھے اور بعض اوقات وہ علم ان سے زائل ہو جاتا ہے اور وہ پھر جاہل ہو جاتے ہیں اور خدا جو عالم ہے وہ اس معنی سے کہ کبھی جاہل نہ تھا، لفظ عالم، خالق و مخلوق دونوں کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ لیکن دونوں کے لئے معنی الگ الگ قرار پائے ہیں اسی طرح اس نے اپنا نام "سمیع" رکھا ہے وہ سنتا ہے لیکن آلۂ سماعت کا محتاج نہیں جس طرح انسان محتاج ہوتا ہے اور پھر کان سے صرف سماعت کا کام لے سکتا ہے۔ اور کوئی کام نہیں لے سکتا، پروردگار عالم کے سمیع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کسی قسم کی آواز پوشیدہ نہیں رہتی، اسی طرح یہ کہ اس نے اپنا نام "بصیر" رکھا ہے وہ جس طرح ہم دیکھتے ہیں۔ آنکھ سے وہ نہیں دیکھتا کیونکہ اس کے آنکھیں نہیں ہیں وہ دیکھتا ہے اور ساری کائنات کو دیکھتا ہے تو لفظ بصیر دونوں کے لئے مستعمل ہوا ہے لیکن معنی بدلے ہوئے ہیں، اسی طرح وہ "قائم" ہے مگر اس طرح نہیں جس طرح دنیا کی چیزیں قائم ہوتی ہیں اور انسان اپنے پاؤں پر قائم اور کھڑا ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ مخلوقات کا نگران ہے اسی طرح اس نے اپنا نام لطیف رکھا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خود باریک اور لاغر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خلاق عالم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور اس کے سامنے تمام چیزیں ہیں، مطلب یہ ہے کہ وہ بزرگ و برتر ہے کہ تعریف کے ذریعہ سے اس کا ادراک کیا جائے یا کسی وصف میں محدود ہو سکے اور ہم بندوں میں لطافت کے معنی کوتاہی اور کمی کے ہیں لہٰذا لفظ دونوں لطیف ہوئے اور معناً خدا کی لطافت اور ہے اور مخلوق کی لطافت اور۔ اب خبیر کو سمجھو، خبیر کا مطلب یہ ہے کہ خلاق عالم کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے وہ ہر چیز کو ہمیشہ سے جانتا ہے اور سب سے باخبر ہے، بخلاف انسانوں کے کہ یہ پہلے جاہل ہوتے ہیں پھر تجربہ حاصل کرتے ہیں پھر چیزوں سے باخبر ہوتے ہیں، خدا کے لئے ایسا نہیں ہے اسی طرح خدا کے لیے جو لفظ "ظاہر" بولا جاتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ سب پر نمایاں طور سے چھایا ہوا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سب اسی کے تحت قدرت ہیں اور اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم اپنے آثار کے ذریعہ سے سب پر ظاہر ہے، اسی طرح خلاق عالم "باطن" ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے علم و تدبیر کی وجہ سے ہر شئے کے باطن پر مطلع ہے، انسانوں کے لیے اس لفظ کے معنی اور ہیں اور خدا کے لئے اور۔ اسی طرح "قاہر" ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ وہ اپنے ظلم و جور سے سب پر قہر و غلبہ

https://www.shiabookspdf.com/

کئے ہوئے ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سامنے ساری مخلوقات سرنگوں ہے اور اس سے سرتابی نہیں کر سکتی حاصل یہ ہے کہ لفظ ظاہر خدا اور بندہ دونوں کے لئے مستعمل ہے مگر معنی ایک نہیں ہیں، اسی طرح خدا کے سارے اسماء ہیں اگرچہ ہم نے اس جگہ تمام اسماء کا ذکر نہیں کیا لیکن جتنا بیان کیا گیا ہے وہ سمجھنے کے لئے کافی ہے،

# باب (۱۸)

# لفظ "صمد" کی تاویل کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری کا ترجمہ یہ ہے۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حسن بن سری سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد باقر علیہ السلام سے توحید کے چند مسئلے پوچھے انہوں نے فرمایا کہ خداوند عالم کے اسماء بابرکت ہیں جن کے ذریعہ سے اسے پکارا جاتا ہے اور وہ اپنی حقیقت الٰہیہ میں بہت بلند ہے، وہ ایک ہے اور اپنی توحید میں یکتا ہے (اس کا کوئی شریک نہیں ہے) پھر اس نے خلقت کائنات کے بعد اپنی توحید کو ان پر جاری، ساری اور عائد کیا تاکہ اسے یکتا مانیں (سنو) وہ واحد ہے صمد ہے قدوس (پاک) ہے، ہر شے اس کی عبادت کرتی ہے اور ہر شئے اس کی جانب رجوع کرتی ہے اور ہر شئے پر اپنے علم سے چھایا ہوا ہے، آقائے کلینی فرماتے ہیں کہ، صمد، کے یہی بہترین معنی ہیں۔

# باب (۱۹)

# حرکت وانتقال اور معنی استوی کے بیان میں

اس باب میں دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پانچویں (۲) ساتویں (۳) آٹھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عنہ عن عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن یعقوب بن یزید عن ابن ابی عمیر عن ابن اذینۃ عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم فقال ھو واحد واحدی الذات بائن من خلقہ وبذالک وصف نفسہ "وھو بکل شئ محیط" بالاشراف والاحاطۃ والقدرۃ" ولا یغرب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض

انہیں (علی بن محمد) نے ہمارے چند اصحاب سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "جہاں تین سرگوشی کرتے ہیں وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور جہاں پانچ ہوتے ہیں وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے" کے بارے میں روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ خدا، واحد، یگانہ بالذات اور دانا یکتا ہے، (وہ) اپنی مخلوقات سے ہر طرح جدا اور الگ ہے اسی لئے اس نے اپنا وصف یہ بیان کیا ہے "وہ ہر شئے کو محیط اور گھیرے ہوئے ہے" (لیکن حرکت جسمانی اور انتقال مکانی کے ساتھ نہیں بلکہ) علم وقدرت کے ساتھ (یعنی وہ ہر شئے کو) بزرگی علم وقدرت کے ساتھ احاطہ کئے ہوئے ہے، آسمانوں اور زمین کا کوئی ذرہ اس کے علم سے باہر نہیں ہے اور نہ ذرہ

(خدا کا حرکت وانتقال سے تعلق نہیں نیز یہ کہ وہ ہر چیز پر محیط ہے)

https://www.shiabooks.pdf.com/

ولا اصغر من ذالك ولا اكبر" بالاحاطة والعلم ولا بالذات ان المكان محدود تحويها حدود" اربعته فاذا كان بالذات لزمها الحوايه -

سے چھوٹی چیز نہ بڑی چیز باہر ہے، اور اس کا احاطہ علم و قدرت کے ذریعہ سے ہے ذاتی حیثیت سے نہیں ہے (یعنی جس طرح اجسام ایک دوسرے کو محیط ہوتے ہیں اس طرح نہیں ہے) کیونکہ مکانات حدود اربعہ میں محدود ہوتے ہیں۔ اگر خدا اپنی ذات سے احاطہ کیے تو تمام اشیاء پر اس کا جسمانی حیثیت سے حاوی ہونا لازم آئے گا (جس سے ذات باری تعالیٰ بری ہے)

(العرش بمعنی علم کے بیان میں)

(۲) وبهذا الاسناد عن سهل عن الحسن بن محبوب عن محمد بن مارد ان ابا عبد الله عليه السلام سئل عن قول الله عز وجل "الرحمن على العرش استوى" فقال استوى من كل شئ فليس شئ اقرب اليه من شئ -

اور انھیں اسناد کے ساتھ سہل سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے محمد بن مارد سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے قول خدا "الرحمن علی العرش استوی" کی تفسیر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ہر شے سے مستوی ہے نہ کوئی چیز اس کے قریب ہے نہ بعید اس کا علم اور غلبہ عام ہے

(تفسیر قول العرش استوی)

(۳) وعنه عن محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن صفوان بن يحيى عن عبد الرحمن بن الحجاج قال سئلت اباعبد الله عليه السلام عن قول الله "الرحمن على العرش استوى" فقال استوى فى كل شئ فليس شئ اقرب اليه من شئ لم يبعد منه بعيد ولم يقرب منه قريب،

اور مذکورہ راوی نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن الحسین سے انھوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبد الرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا، الرحمن علی العرش استوی) کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا علم برابر ہے ہر چیز میں نہ اس سے کوئی چیز قریب ہے۔ نہ بعید وہ ہر شئے کا برابر علم رکھتا ہے (یعنی) جو چیز قریب ہے اس میں اور جو بعید ہے اس میں

https://www.shiabookspdf.com/

استوی فی کل شئ ۔ اس کے علم میں کوئی فرق نہیں وہ سب کو برابر سنتا جانتا ہے ۔

# باب (۲۰)

# عرش اور کرسی کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری (۲) چوتھی نقل کی جاتی ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحیٰی قال سئلنی ابو قرۃ المحدث ان ادخلہ علی ابی الحسن الرضا علیہ السلام فاستاذنتہ فاذن لی فدخل فسالہ عن الحلال والحرام ثم قال لہ اقتقرن اللہ محمول ؟ فقال ابو الحسن علیہ السلام کل محمول مفعول بہ مضاف الی غیرہ محتاج والحمول اسم نقص فی اللفظ والحامل فاعل وھو فی اللفظ

ابو قرۃ کا سوال اور اس کا جواب

احمد بن ادریس نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے صفوان بن یحیٰی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو القرہ محدث نے خواہش کی کہ میں اسے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں باریابی کا ذریعہ فراہم کروں۔ چنانچہ میں نے امام علیہ السلام سے اس کے لیے اذن حضوری حاصل کر لیا اور وہ حاضر خدمت ہو گیا۔ پھر اس نے آنجناب سے کچھ مسائل حلال و حرام سے متعلق دریافت کئے اس کے بعد کہنے لگا کہ حضرت یہ بتائیے کہ کیا آپ (یہ عقیدہ رکھتے اور) اس کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمول ہے (یعنی اسے کوئی شے اٹھائے ہوئے ہے) امام علیؑ نے فرمایا کہ ہر محمول وہ ہوتا ہے جس پر

مدحة وكذالك قول القائل
فوق وتحت واعلا واسفل
وقد قال الله "ولله الاسماء
الحسنى فادعوه بها" ولم
يقل فى كتبه انه المحمول
بل قال انه الحامل فى البر و
البحر ولممسك السموات
والارض ان تزولا والمحمول
ماسوى الله ولم يسمع احد
آمن بالله وعظمته قط قال
فى دعائه "يا محمول" قال
ابو قرة فانه قال" ويحمل
عرش ربك فوقهم
يومئذ ثمانية" وقال
الذين يحملون العرش"
فقال ابو الحسن ع
العرش ليس هو الله
والعرش اسم
علم وقدرة وعرش
فيه كل شئ ثم
اضاف الحمل الى غيره،
خلق من خلقه لانه
استعبد خلقه
بحمل عرشه وهم
حملة علمه وخلقا

فعل کا اثر واقع ہو اور جو اپنے غیر کی طرف
مضاف ہو وہ محتاج ہوتا ہے اور محمول ہونا
بلحاظ لفظ باعث نقص ہے اور حامل فاعل
ہوتا ہے اور بلحاظ لفظ وہ باعث مدح ہوتا
ہے جیسے کہ لفظ فوق وتحت واعلی واسفل
سے اظہار نقص ومدح ہوتا ہے (یعنی یہ کہنا
کہ خدا فوق میں ہے تحت میں ہے، اعلی
ہے اسفل ہے یہ سب نقص کی منزل میں ہیں)
حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ اس کے لئے اسماء
حسنی ہیں اسے انہیں اسماء کے ذریعہ یاد کیا کرو"
اس نے اپنی کتاب میں کہیں بھی اپنا نام "محمول"
نہیں بتایا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ وہ بحر و بر میں ہر شئے
کا حامل ہے اور آسمان وزمین کو فنا سے روکنے
والا ہے لہذا ماسوی اللہ محمول ہے اور کوئی
شخص بھی جو خدا پر اور اس کی عظمت پر ایمان
رکھتا ہو اپنی دعا میں یہ کہتے کبھی نہیں سنا گیا
کہ "یا محمول" (اے اٹھایا ہوا) یہ سن کر
ابو قرۃ نے کہا کہ وہ تو فرما رہا ہے "ویحمل
عرش ربك فوقهم يومئذ
ثمانية" نیز یہ بھی کہا ہے "الذين
يحملون العرش" امام علیہ السلام
نے فرمایا کہ عرش خدا نہیں ہے، عرش علم و
قدرت کا نام ہے اور عرش میں ہر شئے ہے
پھر خدا نے حمل کی نسبت اپنے مخلوق میں
سے ایک کی طرف دی ہے جو اس کا غیر ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

یسبحون حول عرشه وهم یعملون بعله وملائکة یکتبون اعمال عباده؟ واستعبد اهل الارض بالطواف حول بیته والله علی العرش استوی لما قال والعرش ومن یحمله ومن حول العرش والله الحامل لهم، الحافظ لهم الممسک القائم علی کل نفس وفوق کل شئ وعلی کل شئ ولا یقال لمحمول ولا اسفل، قولا مفردا لا یوصل بشئ فیفسد اللفظ والمعنی قال ابو قرة فتکذب بالروایته التی جاءت ان الله اذا غضب انما یعرف غضبه ان الملائکة الذین یحملون العرش یجدون ثقله علی کواهلهم فیخرون سجدا الی مواقفهم فقال ابو الحسن علیه السلام

اس لئے کہ اس نے اپنے عرش کو اٹھوا کر اس مخلوق سے بندگی کرائی ہے اور یہ لوگ خدا کے علم کے حامل ہیں، اور وہ مخلوق ہے جو عرش کے گرد تسبیح کرتے ہیں اور اس کے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں اور کچھ ملائکہ ہیں خدا کے بندوں کے اعمال لکھتے ہیں اور خدا نے اہل ارض سے اپنے گھر کے طواف سے بندگی کرائی ہے اور خدا عرش پر محیط ہے جیسا کہ فرمایا ہے (الرحمن علی العرش استوی) اور عرش اور جو لوگ عرش کے حامل ہیں اور جو عرش کے گرد اگرد ہیں۔ ان سب کا خدا حامل ہے یعنی ان کی حفاظت کرتا ہے اور ان کو روکے ہوئے ہے۔ اور ہر نفس کی درستی کرتا ہے۔ اور ہر شئے کے فوق اور ہر شے پر ہے پھر بھی اسے محمول نہیں کہہ سکتے اور نہ اس کے لئے اسفل کا لفظ بولا جا سکتا ہے جس کے (مصداق کے لحاظ سے کوئی معنی نہیں ہیں اور لفظ و معنی دونوں وہاں پہونچ کر بیکار ہو جاتے ہیں۔

(اس کے بعد) ابو قرۃ نے کہا کہ آپ نے اپنے بیان سے اس روایت کی تکذیب کر دی۔ جو اس طرح مروی ہے کہ "جب خدا غضبناک ہوتا ہے تو اس کا غضب یوں محسوس ہوتا ہے کہ جو ملائکہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اپنے کندھوں پر اس کا بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ اور

https://www.shiabookspdf.com/

اخبرنی عن الله تبارك وتعالیٰ متی لعن ابلیس الی یومك هذا هو غضبان علیه فمتی رضی؟ وهو فی صفتك لم یزل غضبان علیه وعلی اولیائه وعلی اتباعه کیف تجتری ان تصف ربك بالتغیر من حال الی حال وانه یجری علیه ما یجری علی المخلوقین؟ سبحانه وتعالیٰ لم یزل مع الزائلین ولم یتغیر مع المتغیرین ولم تتبدل مع المتبدلین ومن دونه فی یدہ وتدبیرہ وکلهم الیه محتاج وهو غنی عمن سواہ۔

سجدے میں گر پڑتے ہیں اور جب خدا کا غصہ فرد ہوتا ہے تو وہ ہلکا ہو جاتا ہے اور پھر حاملان عرش اپنے مواقف پر قائم ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ذرا مجھے یہ تو بتا کہ خداوند عالم نے جب سے ابلیس پر لعنت کی ہے اور اس سے ناراض ہے، "فمتی رضی" راضی کب ہوا، اور تیرے کہنے کے مطابق وہ ہمیشہ سے اس پر غضبناک ہے اور اس کے ماننے والوں سے ناراض ہے اور اس کے چاہنے والوں سے خفا ہے درین صورت جب فرشتے سجدے میں خدا کی ناراضی کی وجہ سے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ اب تک سجدے ہی میں پڑے ہوئے ہیں، اے ابوقرہ مجھے حیرت ہے کہ تجھے اس امر کی کیسے جرأت ہوئی کہ تو نے خداوند عالم کو تغیر سے متصف قرار دیا اور اس کی حالت کے بدلتے رہنے کا حوالہ دیا اور مخلوق کی سی باتیں اس کی طرف منسوب کر دیں، اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے ان تمام باتوں سے وہ نہ زوال سے متاثر ہوتا ہے نہ تغیر اس کے قریب جا سکتا ہے اے ابوقرہ سن اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، تدبیر کا وہ مالک ہے اور ساری مخلوقات اسی کی طرف محتاج ہے اور وہ اپنے ماسوا سے مستغنی ہے۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے

https://www.shiabookspdf.com/

(آسمان وزمین کو کرسی محیط ہے)

احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحجال عن ثعلبہ (بن میمون) عن زرارہ بن اعین قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ عز وجل "وسع کرسیہ السموات والارض" السماوات والارض وسعو الکرسی ام الکرسی وسع السموات والارض؟ فقال بل الکرسی وسع السموات والارض والعرش وکل شیء وسع الکرسی۔

انھوں نے حجال سے انہوں نے ثعلبہ سے انہوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے یہ سوال کیا کہ اس قول خدا "وسع کرسیہ السموات والارض" کا کیا مطلب ہے آیا سماوات وارض میں کرسی سمائی ہوئی ہے یا کرسی میں آسمان وزمین سمائے ہوئے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کرسی آسمان وزمین کو گھیرے ہوئے ہے اور عرش کو بھی اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے (بلکہ یوں سمجھو کہ) ہر شے پر کرسی محیط ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۲۱)

# رُوح کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن ابن ابی عمیر

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینہ سے انہوں نے احول سے روایت

عن ابن اذینہ عن الاحول قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الروح التی فی آدم علیہ السلام قولہ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی قال ھذا روح مخلوقۃ والروح التی فی عیسی مخلوقۃ۔

کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس روح کے متعلق دریافت کیا جو حضرت آدم میں تھی جس کے متعلق خدا کا یہ قول ہے "کہ جب میں اسے سڈول کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں" آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ روح مخلوق تھی۔ اور وہ روح بھی مخلوق تھی۔ جو حضرت عیسیٰ بن مریم میں تھی۔

# باب (۲۲)

# توحید کے مسائل کے بیان میں

https://www.shiabooks.net/

اس باب میں سات حدیثیں ہیں۔ جن میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے توحید کے بارے میں عظیم افادات موجود ہیں اور خیر العقول خطبے مرقوم ہیں۔ جن میں امیر المومنینؑ کے بعض ان مشہور خطبوں کے اقتباسات بھی مندرج ہیں جن کی فصاحت و بلاغت اور بلندی فکر کا جواب ناممکن ہے، ہم اس مقام پر بنظر اختصار حدیث چہارم کے ذیل میں حضرت ابو الائمہؑ کا جو خطبہ مرقوم ہے اسی کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

"محمد بن ابی عبد اللہ نے بطور مرفوع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام منبر کوفہ پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص درمیان سے اٹھ کھڑا ہوا جس کا نام "ذعلب، بکسر ذال وسکون عین وکسر لام وسکون باء ہے جیسا کہ "قواعد" شہید علیہ الرحمہ میں ہے"۔ تھا جو بڑا فصیح و بلیغ سمجھا جاتا تھا اور بہادر جانا جاتا تھا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین، آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا

کہ اسے ذعلب بڑے افسوس کی بات ہے تو نے کیا سوال کیا ہے، ارے میں اس کی عبادت کیونکر کر سکتا ہوں جسے دیکھا نہ ہو، سن، میں نے اپنے رب کو اچھی طرح دیکھا ہے لیکن ان آنکھوں سے نہیں بلکہ ایمان کی حقیقتوں کے ساتھ دل کی آنکھوں سے تجھے معلوم ہونا چاہیئے اے ذعلب ہمارا پروردگار ایسا لطیف در لطیف ہے کہ طاقت سے موصوف نہیں کیا جا سکتا، وہ عظیم در عظیم ہے لیکن جسامت کی بزرگی سے اس کی توصیف نہیں ہو سکتی وہ کبریائی سے بھی بزرگ تر ہے کبر جسد سے اس کا وصف نہیں کیا جا سکتا جلالت سے بھی جلیل تر ہے۔ لیکن جسمانی توانائی کے ساتھ اس کی توصیف نہیں ہو سکتی، وہ ہر شئے سے پہلے ہے کوئی شئے اس کے قبل نہیں تھی۔ وہ ہر شئے کے بعد رہے گا اس کے بعد کوئی شئے نہیں ہوگی۔ اس نے شئے کو شئے بنایا لیکن بلا سوچ بچار کے وہ ہر شئے کو پالیتا ہے۔ مگر قرب کا محتاج نہیں، وہ ساری چیزوں میں ہے مگر ان میں ممزوج اور گھلا ملا نہیں ہے اور نہ ان سے الگ تھلگ ہے، وہ ظاہر ہے مگر نہ اس معنی سے کہ اس کی جلد چھوئی جا سکے، وہ جلوہ گر ہے۔ مگر نہ باین معنی کہ اسے آنکھیں دیکھ لیں وہ دور ہے مگر مسافت کے ساتھ نہیں، وہ قریب ہے مگر اتصال کے ساتھ نہیں، وہ لطیف ہے مگر جسامت کے ساتھ نہیں، وہ موجود ہے مگر عدم کے بعد نہیں، وہ فاعل ہے مگر اضطراری صورت میں نہیں، وہ کرنے والا ہے مگر حرکت کے بغیر۔ وہ ارادہ کرتا ہے۔ مگر سوچتا نہیں، وہ سمیع ہے مگر کان نہیں رکھتا، وہ بصیر ہے مگر آنکھیں نہیں رکھتا، اُسے مکانات احاطہ نہیں کر سکتے، اوقات کا اس سے تعلق نہیں ہے، صفتیں اس کی تحدید نہیں کر سکتیں، اس پر غنودگی طاری نہیں ہوتی تمام زمانوں سے اس کا وجود مقدم ہے اور وہ عدم سے بھی سابق ہے اور اس کا ازل ہر شروع سے سابق ہے، اس کے قوت شعور پیدا کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ شعور کا محتاج نہیں، اس کے جواہر کو جواہر قرار دینے سے جانا گیا کہ وہ جوہر نہیں، نزدیکی اور مقارنت قرار دینے سے پتہ چلا کہ اس کا کوئی قرین نہیں، اس نے نور کی ضد ظلمت کو قرار دیا، خشکی کی ضد تری کو بنایا، کھردرے کی ضد نرمی، سردی کی ضد گرمی کو وہ متضاد قوتوں کو ایک دوسرے سے ملانے والا ہے اور ملی ہوئی کو جدا کرنے والا ہے، ان کا الگ ہونا اس کی دلیل ہے کہ کوئی ان کو جدا کرنے والا ہے اور ان کا ملانا اس کی دلیل ہے کہ کوئی ان کا ملانے والا ہے، ارشاد فرماتا ہے "ومن کل شئی خلقنا زوجین" میں نے ہر شئے سے جوڑا پیدا کیا ہے۔ پھر میں نے ان میں قبل و بعد کا فرق رکھا ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ اس کی ذات کے لیے نہ قبل ہے نہ بعد۔ وہ چیزیں اپنی فطرت کے ذریعہ

https://www.shiabookspdf.com/

کہ اس کے زمانی بنانے والے کو زمانے کی احتیاج نہیں ہے، اور بعض چیزوں کا بعض کے لئے حجاب بننا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے اور مخلوقات کے درمیان کوئی حجاب حائل نہیں، وہ اس وقت بھی رب تھا۔ جب کوئی مربوب نہ تھا، وہ اِلٰہ اور معبود تھا اس وقت بھی جب کہ کوئی عبادت کرنے والا نہ تھا اس وقت بھی وہ عالم تھا جب کوئی معلوم نہ تھا، اور اس وقت بھی سننے والا تھا جب کہ کوئی آواز ہی نہ تھی۔

# باب (۲۳)

# نادر مسئلوں کے بیان میں

اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن صفوان الجمال عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عز وجل کل شئ ھالک الا وجھہ "قال من اتی اللہ بما امر بہ من طاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ فھو الوجہ الذی لا یھلک وکذلک قال "ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ"

(وجہ الشئی وفاحتہ)

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن خالد سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے صفوان الجمال سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "کل شئ ھالک الا وجھہ" کے بارے میں روایت کی ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی بارگاہ میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے ذریعہ حاضر ہو جس کا خدا نے حکم دیا ہے تو یہ خدا کی طرف کا وہ رخ ہے جو کبھی برباد و فنا اور ناکارہ و بیکار نہ ہوگا اسی مقصد کے تحت خدا فرماتا ہے جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔

# باب (۲۴)

# بداء کے بیان میں

اس باب میں سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) دسویں (۳) بارھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحجال عن ابی اسحاق ثعلبة عن زرارة بن اعین عن احدھما علیھا السلام قال ما عبد اللہ بشئی مثل البداء وفی روایة ابن ابی عمیر عن ھشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ما عظم اللہ مثل البداء

(عقیدۂ بداء کی اہمیت)

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے حجال سے انہوں نے ابو اسحاق ثعلبۃ سے انہوں نے زرارہ بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خدا کی بندگی اقرار بداء کے ساتھ جیسی ہوتی ہے کسی اور عقیدہ سے نہیں ہوتی، اور ایک اور روایت میں ہے کہ ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "عظمت الٰہی کا بداء کے برابر کسی اور چیز سے اظہار نہیں ہوا۔

(بداء سے علم ازلی پر کوئی

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن الحسین بن السعید عن الحسن

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں

https://www.shiabookspdf.com/

(اعتراض نہیں ہوتا)

بن محبوب عن عبد الله بن سنان عن ابی عبد الله علیه السلام قال ما بداء لله فی شئی الا کان فی علمه قبل ان یبدو له۔

(۳) علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن یونس عن منصور بن حازم، قال سئلت ابا عبد الله هل یکون الیوم شئی لم یکن فی علم الله بالا ممن قال لا من قال هذا فاخزاه الله، قلت ارائیت ما کان وما هو کائن الی یوم القیامة الیس فی علم الله قال بلی قبل ان یخلق الخلق۔

(خدا کا علم پیدائش اشیاء کے قبل و بعد برابر جاری ہے)

نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس چیز میں اللہ کے لیے بداء واقع ہوا اس کا علم خدا کو پہلے سے تھا۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آج ایسی شئے پیدا ہو سکتی ہے جو کل خدا کے علم میں نہ تھی فرمایا ہرگز نہیں، جو ایسا خیال رکھتا ہے خدا اسے رسوا کرے گا، میں نے عرض کی کہ کیا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے علم خدا میں نہیں ہے؟ فرمایا بے شک ہے وہ دنیا کو پیدا کرنے سے قبل سے سب کچھ جانتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۲۵)

## آسمان و زمین کی تمام چیزوں کی پیدائش کے ساتھ چیزوں سے متعلق ہونے کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے بالکل ملی جلی ہیں اس لیے پورے

باب کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن خالد سے انہوں نے اپنے باپ سے اور محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن علی سے انہوں نے حسین بن سعید اور محمد بن خالد سے اور ان سب نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے محمد بن عمارۃ سے انہوں نے حریز بن عبد اللہ بن مسکین سے اور ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں" لا یکون شئی فی الارض ولا فی السماء الا بھذہ الخصال السبع، بمشیۃ وارادۃ وقدر وقضاء واذن وکتاب واجل، کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی ان سات چیزوں کے بغیر عالم وجود میں نہیں آتی (۱) مشیت (۲) ارادہ (۳) قضا (۴) قدر (۵) اذن (۶) کتاب (۷) اجل" پھر فرماتے ہیں کہ جس شخص کو یہ گمان ہو کہ وہ ان میں سے ایک کو بھی توڑ سکتا ہے اس نے کفر کیا۔ اسی حدیث کو علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن جعفر سے انہوں نے محمد بن عمارہ سے انہوں نے حریز بن عبد اللہ اور ابن مسکان سے انہیں الفاظ میں روایت کی ہے، اور یہی حدیث علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن خالد سے انہوں نے زکریا بن عمران سے انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس عبارت میں روایت کی ہے" قال لا یکون شئی فی السموات ولا فی الارض الا بسبع، بقضاء وقدر وارادۃ ومشیئۃ وکتاب واجل واذن فمن زعم غیر ھذا فقد کذب علی اللہ ورد علی اللہ عز وجل" آپ نے فرمایا کہ کوئی شئے آسمانوں اور زمین میں نہیں پیدا ہوتی مگر سات اسباب کے ذریعہ، قضا۔ قدر۔ ارادہ۔ مشیت، کتاب۔ اجل اور اذن، جس شخص کا یہ گمان ہو کہ اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ تو وہ خدا پر جھوٹ عائد کرتا ہے یا اس کے ارشاد کی رد کرتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۲۶)

# مشیت اور ارادہ کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چھٹی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

(مشیت کے متعلق حدیث قدسی کا حوالہ)

محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن ابی نصر، قال قال ابو الحسن الرضا علیہ السلام قال اللہ یا بن آدم بمشیئتی کنت انت الذی تشاء لنفسک ما تشاء وبقوتی ادیت فرائضی وبنعمتی قویت علی معصیتی جعلتک سمیعا بصیرا قویا ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک وذاک انی اولی بحسناتک منک وانت اولی بسیئاتک منی وذاک انی لا اسئل عما افعل وھم یسئلون۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم نے (حدیث قدسی میں) ارشاد فرمایا ہے کہ اے اولاد آدم تو میری مشیئت سے اس لائق ہوا کہ اپنے لیے جو چاہتا ہے کر لیتا ہے اور میرے قوت دینے سے اس قابل ہوا کہ میرے فرائض ادا کرتا ہے اور میری ہی نعمتوں کی وجہ سے میری معصیت پر قادر ہوا، میں نے تجھے سمیع و بصیر اور قوی و بہادر بنایا یہ سمجھ لے کہ جو اچھائیاں اور نیکیاں تجھ کو حاصل ہوئی ہیں وہ میری طرف سے ہیں اور جو برائیاں تجھ میں ہیں۔ وہ تیری اپنی کا نتیجہ ہیں، اسی سبب سے میں تیری نیکیوں کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں۔ اور تو اپنی برائیوں کے نتائج کا میری طرف سے پورا حقدار ہے، جن میں جو کرتا ہوں اس کے متعلق کوئی پوچھ گچھ نہیں کر سکتا اور لوگوں سے باز پرس ہوگی۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۲۷)

# امتحان اور آزمائش کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ہمارے بعض اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے حمزہ بن محمد الطیار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حکم خدا اور نہی پروردگار میں بستگی و گرفتگی اور کشائش و کشادگی جب ہوتی ہے تو وہ مشیت و مصلحت قضا و قدر اور امتحان و ابتلا کی وجہ سے ہوتی ہے۔

https://www.freebooks.pdf.com/

**اقول** | مطلب یہ ہے کہ انسان کے حالات جو بدلتے رہتے ہیں اس کی بنیاد مصلحت باری تعالیٰ ہے

# باب (۲۸)

# سعادت اور شقاوت کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن کا ماحصل میری فہم کے مطابق یہ ہے کہ "سعادت اور شقاوت خدا کی پیدا کی ہوئی کیفیتیں ہیں انسان (جو فاعل مختار ہے) وہ جسے اختیار کر لیتا ہے اسی سے متصف ہو جاتا ہے اگر سعادت اختیار کی تو سعید بن جاتا ہے، اگر شقاوت اختیار کی تو شقی ہو جاتا ہے۔ اور اپنی اختیار کی ہوئی کیفیت کے وسیلے سے جنت یا جہنم میں جاتا ہے۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ سعید راہ شقی پر گامزن نظر آتا ہے لیکن آخر میں راہ سعادت پر آجاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شقی راہ سعادت پر چل پڑتا ہے یہاں تک کہ لوگ اسے سعید کہنے اور جاننے لگتے ہیں لیکن نتیجہ میں وہ سعید ثابت نہیں ہوتا۔

## باب (۲۹)

# خیر اور شر کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

(خیر کی مدح اور شر کی مذمت)

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن ابن محبوب وعلی بن الحکم عن معاویۃ بن وھب قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول ان مما اوحی اللہ الی موسیٰ علیہ السلام وانزل علیہ فی التورات، انی انا اللہ لا الہ الا انا، خلقت الخلق وخلقت الخیر واجریتہ علی یدی من احب فطوبی لمن اجریتہ علی یدیہ وانا اللہ لا الہ الا انا خلقت الخلق وخلقت

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے ابن محبوب اور علی بن حکم سے انہوں نے معاویہ ابن وہب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ان چیزوں میں سے خدا نے جن کی حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی ہے اور تورات ان پر نازل کیا ہے۔ (ایک یہ ہے کہ) انی انا اللہ الخ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے مخلوقات کو خلق کیا ہے اور اسے ان لوگوں کے ہاتھوں پر جاری کیا ہے (جو اس کے خواہشمند ہیں اور) میں بھی انہیں چاہتا ہوں پھر ان کا کیا کہنا جن کے ہاتھوں میں خیر جاری ہو، اور میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے ساری خلقت پیدا کی ہے اور شر کو خلق کیا ہے اور اسے اس پر قدرت

https://www.shiabookspdf.com/

البشر واجبریتہ علی یدای من ارید ولا فویل لمن اجبریتہ علی یدیہ۔

دی ہے جو (فطری طور پر اسے چاہتا ہے) اور میں بھی اس کے لئے یہی کچھ چاہتا ہوں۔ ولائے ہو اس پر جس کے ہاتھوں پر مجھے شر جاری کرنا پڑے۔

**توضیح** | انسان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی گئی۔

# باب (۳۰)

## جبر اور قدر، اور "امر بین الامرین" کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں چودہ ۱۴ حدیثیں ہیں جن میں سے چودھویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد البرقی عن علی بن الحکم عن ھشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اللہ اکرم من ان یکلف الناس ما لا یطیقون واللہ اعز من ان یکون فی سلطانہ ما لا یریدون۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد برقی سے انہوں نے علی بن الحکم سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ "خدا اس بات سے بزرگ تر ہے کہ انسانوں کو ان کی طاقت و قوت سے زیادہ تکلیف دے اور اس بات سے بہت بلند ہے کہ اس کی سلطنت و مملکت میں کوئی ایسی بات ہو جسے وہ نہ چاہتا ہو۔

**توضیح**

# باب (۳۱)

# استطاعتِ "فعل" کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام علی الرضاؑ سے پوچھا گیا کہ استطاعت کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان چار خصلتوں اور حالتوں سے متصف ہو پہلی یہ کہ انسان کی راہ عمل مزاحمت سے خالی ہو یعنی کوئی روک ٹوک اور کوئی خوف نہ ہو دوسری یہ کہ اس کا جسم و بدن بے عیب ہو یعنی وہ تندرست ہو اس میں کوئی بیماری نہ ہو وہ عمل نیک یا بد کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو تیسری یہ کہ اسباب و آلات میں کمی یا خرابی نہ ہو چوتھی یہ کہ اس کے اور اس کے ارادے کے درمیان قدرتی طور پر کوئی حائل نہ ہو جیسے حضرت یوسف کے درمیان برہان رب اور فضل خدا حائل ہو گیا تھا، ایسا شخص مستطیع قرار پائے گا اور وہ چونکہ فعل اور ترک فعل دونوں پر قادر ہوتا ہے لہٰذا جیسا کرے گا ویسا اس کا بدلہ پائے گا۔ یعنی ایسی حالت میں اگر اپنے کو گناہ سے بچائے گا تو نجات پائے گا اور اگر نہ بچائے گا اور ارتکاب کرے گا۔ تو سزا پائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۲)

# معرفت اور اس کے بارے میں لزوم محبّت کا بیان

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

محمد بن یحییٰ وغیرہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے ابن

ابی عمیر سے انہوں نے جمیل بن دراج سے انہوں نے ابن الطیار سے انہوں نے حضرت جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں "ان اللہ احتج علی الناس بما اقاھم وعرفھم" خداوند عالم نے ان چیزوں کے ذریعہ سے لوگوں پر حجت قائم کر دی ہے جو چیزیں اس نے انہیں دی ہیں اور جن چیزوں سے انہیں متعارف کرا دیا ہے۔

**اقول** مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم نے انسانوں کو عقل دے کر ان پر حجت قائم کر دی ہے نیز انبیاءؑ و اوصیاءؑ کے ذریعہ سے تمام اصول و فروع اور جملہ دینی لوازم سے باخبر کر کے ان کے لیے ایسا موقع نہیں چھوڑا کہ وہ کسی وقت بھی یہ کہہ سکیں کہ ہم فلاں چیز سے لاعلم اور بے خبر ہیں۔

## باب (۳۳)

https://www.shiabookspdf.com/

# تتمۂ باب سابق کے بیان میں

اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"محمد بن ابی عبداللہ نے سہل بن زیاد سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے حسین بن زید سے انہوں نے داست بن ابی منصور سے انہوں نے حدیث بیان کرنے والے راوی نے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ چھ باتیں ایسی ہیں کہ جن میں بندوں کی تدبیر کو کوئی دخل ہے (۱) معرفت (۲) جہالت (۳) رضا (۴) غضب (۵) سونا (۶) جاگنا

**اقول** امام المحدثین حضرت علامہ مجلسیؒ مرآۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا اس کی اہمیت کی وجہ سے علیحدہ ذکر کیا ہے اور اسے بلا عنوان باب قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس کا ذکر اکثر کتب میں نہیں ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ۔

# باب (۳۴)

# مخلوقات پر خدا کی حجتوں کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے محمد بن الحسین سے انہوں نے ابو شعیب محامل سے انہوں نے داست بن ابی منصور سے انہوں نے یزید بن معاویہ (شیعی) سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں، کہ مخلوقات پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ خدا کو از خود پہچانے بلکہ خدا پر لازم ہے کہ وہ اپنی معرفت بندوں سے کرائے البتہ بندوں پر یہ واجب و لازم ہے کہ جب خدا ان کے لیے معرفت کی راہ ہموار کرے تو یہ بے چون وچرا اس پر چل پڑیں اور بے تامل و تکلف اسے قبول کر لیں۔

https://www.shiabookspdf.com

# باب (۳۵)

# ہدایت کے خدا کی طرف سے ہونے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن فضال سے انہوں نے علی بن عقبہ سے انہوں نے اپنے باپ عقبہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کو یہ ہدایت فرماتے ہوئے سنا ہے کہ" اجعلوا امرکم للہ ولا تجعلوہ للناس الخ تم لوگ اپنے امور اور اپنے کاموں کو خدا کے لیے مخصوص کرو انسانوں

کی خوشنودی کے لیے نہ کرو۔ کیونکہ جو عمل خدا کے لیے ہوتا ہے وہ خدا تک پہنچتا ہے۔ اور جو لوگوں کے لیے ہوتا ہے۔ وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا، اور" دیکھو" لوگوں سے اپنے دین کے بارے میں جھگڑا فساد نہ کرو۔ بلکہ بڑی نرمی سے بات کو دل میں اتارنے اور اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرو۔ کیونکہ جھگڑا فساد دل کو مردہ کر دیتا ہے، تم راستہ دکھا دو منزل مقصود تک پہنچانے کی کوشش نہ کرو، یہ کام رسولؐ کا بھی نہیں ہے صرف خدا کا ہے" وہ فرماتا ہے کہ اے نبیؐ تم جسے مطلوب تک پہنچانا چاہتے ہو نہیں، پہنچا سکتے لیکن اللہ جسے پہنچانا چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے، ایک آیت میں اس نے تبلیغ میں سختی سے روکا ہے وہ فرماتا ہے" افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین" کیا تم لوگوں کو جبراً مومن بنانا چاہتے ہو، یہ کسی طرح درست نہیں ہے" سنو" تم لوگوں کو چھوڑ دو۔ وہ ایک دوسرے سے حاصل کرتے ہیں اور تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ السلام سے سب دینی باتیں حاصل کی ہیں۔ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا ہے۔ کہ جب خدا اپنی توفیق کسی کے شامل حال کر دیتا ہے تو وہ اس طرح مذہب حق کی طرف دوڑتا ہے جس طرح طائر نہایت تیزی سے اپنے گھونسلے میں گھستا ہے۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

# کتاب الحجت

حجت - سیدھے مقصد کے لئے واضح دلیل - مفردات راغب اصفہانی ص۹۰
(قول فلہ الحجۃ البالغۃ)

الحجت - الدلیل والبرھان (نہایہ ابن اثیر ص۷)
ج الذی ھو رھم الائمہ وفی الحدیث لم یخل اللہ خلقہ من نبی مرسل او کتاب منزل او حجۃ اللہ نولہ وحجتہ قائمتہ ..... وقیہ الحجۃ قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق قیل قیہ لعل المراد قیل خلق الاجاد فی عالم الذر والارواح المرسلین فی الرجل الذی ادعی انہ یتولاہ ومارائبتک فی عالم الارواح
(مجمع البحرین ص۱۸۴ البرھان ہمجد)

https://www.shiabookspdf.com/

## (تمہید)

حجت کے لغوی معنی دلیل اور برہان کے ہیں - نہایہ ابن اللہ ص۷ و مجمع البحرین میں ہے - الحجۃ الدلیل والبرھان اور المنجد ص۱۱۳ میں ہے - الحجۃ البرھان، ترجمہ مفردات راغب اصفہانی ص۹۰ میں ہے - حجت سیدھے مقصد کے لئے واضح دلیل، اور اصطلاحی نقطہ نظر سے حجت اس ذات اور ہستی کو کہتے ہیں - جو وجود خدا کی دلیل قرار پائے - یعنی اس کا وجود اس کی وضاحت کرے کہ اس کا پہنچنے والا کوئی ہے - اور وہ خود یونٹ ضرورت وجود و معرفت کے لئے حجت و دلیل قائم کر کے بڑے بڑے منکرین کو سرنگوں کر دے - ایسی ہستی کے لئے ضروری ہے کہ وہ منصر معصوم عن الخطاء اعلم عصر اور افضل کائنات ہو اور ایسا وجود محدود ہے -

انبیاء اور آئمہ میں ان کے علاوہ کوئی بھی حجت خدا نہیں قرار پا سکتا، اسی حجت کے لئے اسلامی مسلمہ ہے کہ اس سے زمین خالی نہیں رہ سکتی - کیونکہ وہی امام زمانہ ہوگا اور اسی سے مخلوقات کے لئے سوال کیا جائے گا - اور قیامت سا اسی کے ساتھ اس

عہد کی مخلوقات ارضی کو طلب کیا جائے گا۔ اور سوال و جواب ہوگا، ارشاد خداوندی ہے۔ "یوم ندعوا کل اناس بامامھم" ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے اسلئے امام زمانہ کی معرفت کو واجب قرار دیدیا گیا ہے۔ حضرت رسول کریم فرماتے ہیں کہ من مات ولم یعرف امام زمانھم "مات میتۃ جاھلیۃ" جو امام زمانہ کو پہچانے بغیر مرجائے اس کی موت کفر کی موت ہوگی۔ شعبۃ البحار ج ۱ ص ۱۶۷ و شرح عقائد نفی ص، اور یہ مسلم ہے۔ کہ وہ حجت خدا اور مخلوقات کے درمیان سفیر اور واسطہ کی حیثیت رکھے گی کیونکہ خدائے عوام براہ راست رابطہ قائم ہونے کی امکان نہیں ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے۔ کہ دینا نہ صرف معرفت باری اور اس کے احکام کی حصولی میں اس کی محتاج ہوگی۔ بلکہ معاد و معاش کے تمام امور میں اس کی طرف احتیاج لازمی ہوگی، انبیاء کرام اپنے اپنے عہد حجت خدا تھے۔ جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ جن میں ۳۱۳ رسول اور باقی نبی تھے، رسول صاحب شریعت و کتاب ہوتا ہے۔ اور نبی تابع رسول ہوا کرتا ہے۔ انبیاء اور رسل کی آخری کڑی حضرت محمد مصطفی کی ہے۔ وہ اپنے عہد حیات میں حجتِ خدا تھے۔ ان کے بعد ان کے جانشین "ائمہ اثنا عشر" یکے بعد دیگرے حجت خدا رہے جنہیں حجج الدہور" سارے زمانے کی حجتیں کہتے ہیں۔ (مجمع البحرین ص ۱۸۴) یہاں تک حضرت امام حسن عسکری کے بعد بقیۃ اللہ حضرت امام مہدی کو خدا زمان حجۃ اللہ جنہیں خداوند عالم نے طویل عمر عطا فرما کر قیامت تک کے لیے حجت خدا قرار دے دیا ہے، وہ زندہ و باقی ہیں اور قیامت تک زندہ و باقی رہیں گے۔ حضرت رسول کریم نے بطور شبتنگوئی ارشاد فرماتا ہے کہ اگر ان کا وجود نہ ہوگا" لماجت الارض باھلھا" تو زمین اپنے ساکنوں سمیت پانی میں ڈوب جائیگی (تفسیر صافی) اس سے ثابت ہوا کہ زمین پر حجت خدا کا ہونا نفسیا لازمی ہے

---

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے اس کتاب الحجت کو ۱۲۹، ابواب پر مشتمل فرمایا ہے۔ جس کا پہلا باب "الاضطرار الی الحجۃ" ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ زمین پر حجت خدا کا ہونا ضروری ہے۔ اور وہ کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور وہ حجت خدا انبیاء کرام اور آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

# باب (۱)

# زمین پر حجت خدا کے لازماً موجود ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے دو حدیثوں (۱) پہلی (۲) تیسری کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے، انہوں نے عباس بن عمر فقیمی سے انہوں نے ہشام بن حکم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ایک دھریہ کے اس سوال پر کہ "آپ بعثت انبیاء کس سے ثابت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جب یہ امر ثابت ہے۔ کہ ہمارا ایک خالق ہے۔ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ جس کی ذات ہم سے اور تمام مخلوقات سے بلند و برتر ہے۔ اور وہ خالق حکیم اور ایسا ارفع و اعلیٰ ہے کہ مخلوقات نہ اس کا مشاہدہ کر سکتی ہے اور نہ اس کو چھو سکتی ہے اور نہ اس کے ساتھ معاشرت کر سکتی ہے۔ کہ ایک دوسرے کے سامنے دلیل اور حجت پیش کر سکے۔ تو پھر ضروری ہوا کہ اس کے سفیر بندوں اور اس کے درمیان ہوں۔ جو اس کے منشاء کی ترجمانی کریں۔ اور اس کے مقصد کو ان تک پہنچائیں اور بندوں کو ان کے تمام مصالح اور منافع اور ان کے ان اسباب بقاء کی طرف رہنمائی کریں جن کا ترک کرنا ان کے لیے باعث ہلاکت ہو اور نہ مخلوقات ہدایت سے محروم رہ

جائے گی۔ جس کے نتیجہ میں انجام بخیر نہ ہوگا۔ اس عقلی دلیل سے یہ ثابت ہوا کہ خدا کی طرف سے مخلوقات کے درمیان ایسے بندوں کا ہونا ضروری ہے۔ جو اچھائیوں کی طرف دعوت دینے والے، برائیوں سے روکنے والے اور منشاء الٰہی کی ترجمانی کرنے والے ہوں، یہی لوگ انبیاء اور اس کے دیگر برگزیدہ بندے (آئمہ معصومینؑ) ہیں۔ جنہیں بھرپور تعلیم دے کر بھیجا گیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلقت ترکیبی اور شکل و شباہت کے علاوہ کسی چیز میں مخلوقات سے اشتراک و مشابہت نہیں رکھتے (ان کی نوع عام مخلوقات کی نوع سے الگ ہے) خدائے بزرگ و برتر نے حکمت خیز طریقے سے ان کی تائید فرمائی ہے۔ اس طرح خداوند عالم ہر دور اور ہر زمانے میں انبیاء اور مرسلین وغیرہم کو دلائل و براہین کے ساتھ برابر بھیجتا رہا تاکہ زمین حجت خدا سے خالی نہ رہے اور ان کو ایسی نشانیاں یعنی معجزات بھی عطا کئے جو ان کی سچائی اور عدالت کی دلیل قرار پائیں۔

(۲) علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے حسن بن ابراہیم سے، انہوں نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں آپ کے اصحاب کی ایک جماعت حاضر تھی۔ جس میں عمران بن عین، محمد بن نعمان، ہشام بن سالم اور طیار بھی موجود تھے اور ایک دوسری جماعت بھی جس میں ہشام بن حکم بھی موجود تھے۔ جو نوجوان تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہشام بن حکم سے ارشاد فرمایا کہ اے ہشام ذرا بتاؤ تو سہی کہ تمہاری گفتگو (رئیس معتزلہ) عمرو بن عبید سے کس انداز کی ہوئی اور تم نے اس سے کیا سوالات کئے؟ ہشام نے عرض کی مولا آپ کے سامنے میں کیونکر بیان کر سکتا ہوں اور کس طرح میری زبان کھل سکتی ہے۔ آپ کی عظمت و جلالت کی وجہ سے مجھے بڑی جھجک محسوس ہوتی ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ہشام جب میں خود تم سے کہہ رہا ہوں اور تم کو حکم دے رہا ہوں تو پھر تمہیں تامل کیا ہو سکتا ہے۔ یہ سنکر ہشام نے بیان کرنا شروع کیا، کہ جب مجھے خبر ملی کہ عمرو بن عبید نے مسجد بصرہ میں تبلیغ کا اڈہ بنا رکھا ہے اور وہ وہاں عالمانہ جلوس کرتا ہے اور لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے تو یہ بات مجھے بہت گراں محسوس ہوئی اور میں اس کی ملاقات کے لیے روانہ

https://www.shiabookspdf.com/

ہو کر شہر بصرہ بروز جمعہ وارد ہوا۔ جس وقت میں بصرہ میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کے ایک بہت بڑے حلقے میں عمر بن عبید بیٹھا ہے۔ وہ بالوں کی ایک سیاہ چادر کمر سے باندھے ہے۔ اور دوسری چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ اور لوگ اس سے مسائل دریافت کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں آگے بڑھا اور لوگوں سے اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ چاہی، ان لوگوں نے مجھ کو بھی جگہ دیدی اور میں اپنے گھٹنوں کے بل سب سے آخر میں بیٹھ گیا، پھر میں نے عمرو بن عبید سے کہا کہ میں ایک پردیسی ہوں۔ کیا مجھے بھی اجازت ہے۔ کہ میں کچھ دریافت کروں، اس نے جواب دیا کہ ہاں پوچھ سکتے ہو۔

میں نے سوال کیا کہ، کیا تمہارے آنکھیں ہیں؟ اس نے کہا میاں صاحبزادے یہ بھی کوئی سوال ہے، جس شے کو تم خود دیکھ رہے ہو اس بارے میں سوال کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ یہ سوال تو احمقانہ ہے، میں نے کہا کہ جیسا بھی سوال ہے آپ جواب دیں۔ اس نے کہا کہ اچھا پھر سوال کرو۔ میں نے پھر کہا تمہارے آنکھیں ہیں، اس نے کہا، ہاں، ہیں، میں نے پوچھا کہ بتاؤ تم اپنی آنکھوں سے کیا کام لیتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں ان آنکھوں سے مختلف رنگوں، مختلف اشخاص اور مختلف چیزوں کو دیکھتا اور سب میں تمیز کرتا ہوں، میں نے پھر کہا کہ تمہارے ناک ہے؟ کہنے لگا کہ ہے میں نے پوچھا کہ تم اس ناک سے کیا کام لیتے ہو؟ کہنے لگا کہ اس سے میں ہر قسم کی بو سونگھتا ہوں، میں نے سوال کیا کہ کیا تمہارے منہ ہے، اس نے جواب دیا کہ ہاں ہے میں نے پوچھا کہ بتاؤ کہ تم اس منہ سے کیا کام لیتے ہو، اس نے کہا کہ میں اس سے ہر قسم کا مزہ چکھتا ہوں، میں نے سوال کیا کہ کیا تمہارے کان ہیں؟ اس نے کہا کہ "ہیں" میں نے پوچھا کان سے تم کیا کام لیتے ہو؟ اس نے کہا کہ کان سے میں آواز سنتا ہوں۔ میں نے سوال کیا کہ کیا تمہارے دل ہے اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے پوچھا تم دل سے کیا کام لیتے ہو، کہنے لگا کہ میں اس دل سے تمیز کرتا ہوں۔ ان چیزوں میں جن سے اعضاء جوارح کو سابقہ پڑتا ہے۔ پھر میں نے سوال کیا کہ تمہارے اعضاء جوارح تمہارے دل سے بے نیاز تو نہیں ہیں، کہنے لگا، ہرگز نہیں"، میں نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اعضاء و جوارح دل سے بے نیاز نہ ہوں جب کہ وہ صحیح و سالم ہوتے ہیں یعنی اعضاء و جوارح

https://www.sirat-e-mustaqeem.net

کو دل کی کیا ضرورت ہے۔ کہنے لگا کہ اے فرزند، بات یہ ہے کہ جب اعضاء وجوارح کو کبھی کسی شئے میں شک ہوتا ہے، سونگھنے یا دیکھنے یا چکھنے یا سننے میں تو وہ متعلقہ معاملہ کو دل کے سامنے پیش کرتا ہے اور دل اس کے شک کو دور کر کے یقین باقی رکھتا ہے اور شک کو دُور کر دیتا ہے، ہشام کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خداوند عالم نے دل کو اس لیے قرار دیا ہے کہ وہ اعضاء وجوارح کے شک کو دور کرتا رہے، اس نے کہا، بے شک خداوند عالم نے قلب کو ایسی مصلحت سے رکھا ہے، میں نے کہا کہ بات طے ہو گئی کہ دل کا وجود ضروری ہے۔ کیونکہ اگر دل کا وجود نہ ہو تو اعضاء وجوارح کو کسی بات کا یقین نہیں ہو سکتا، اس نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ اے "ابو مروان عمرو بن عبید" یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

کہ خداوند عالم انسان کے اعضاء وجوارح کو تو بغیر کسی ایسے امام کے نہ چھوڑے جو ان کے لیے اچھے کو بُرے سے اور بُرے کو اچھے سے تمیز دے اور ان سے شک کو دُور کرے لیکن اس تمام خلق کو حیرت وشک اور اختلاف رائے کی حالت میں چھوڑ دے اور ان کے لیے کوئی ایسا امام، پیشوا، اور حجت قرار نہ دے جس کی طرف رجوع کر کے یہ لوگ اپنے حیرت وشک کو دور کر سکیں، ہشام کہتے ہیں کہ وہ میری گفتگو سُن کر بالکل خاموش ہو گیا اور مجھ سے کچھ نہ کہا۔ پھر چند لمحوں بعد میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ، کیا تم ہی ہشام بن حکم ہو؟ میں نے گول مول جواب دیا، کہنے لگا کہ تم ہشام کے ہم نشینوں میں سے ہو میں نے کہا نہیں پھر اس نے پوچھا کہ فرزند اچھا یہ بتاؤ کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو، میں نے کہا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں،

کہنے لگا کہ تم بتاؤ یا نہ بتاؤ میں سمجھ گیا ہوں کہ تم ہی "ھشام بن حکم" ہو، اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور مجھے گلے لگایا، اور مجھے اپنی جگہ پر بٹھا دیا، پھر جب تک میں بیٹھا رہا وہ بالکل خاموش رہا۔

ہشام بن حکم کہتے ہیں یہ سن کر امام علیہ السلام نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے ہشام یہ باتیں تم نے کہاں سے حاصل کیں، میں نے عرض کی کہ اے حجت خدا، یہ سب کچھ

https://www.shiabookspdf.com/

حضور ہی سے استفادہ کیا ہے۔ فقال ھذا واللہ مکتوب فی صحف ابراھیم وموسیٰ" امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ہشام خدا کی قسم (زمین پر رہتی دنیا تک حجت خدا کے ہونے کی) یہ دلیل ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔

# باب (۲)

## انبیاء و رسل اور آئمہؑ کے طبقات کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خشعمی سے انہوں نے ہشام سے انہوں نے ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء اور مرسلین کے سردار پانچ رسول ہیں جن کو خدا نے "اولوا العزم" قرار دیا ہے۔ اور انہیں پر نبوت و رسالت (دین اور شریعت) کی چکی گردش کرتی ہے وہ پانچ رسول یہ ہیں (۱) نوحؑ (۲) ابراہیمؑ (۳) موسیٰؑ (۴) عیسیٰ (۵) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

**اقول** انبیاء اور مرسلین کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن قول راجح یہ ہے کہ ان کی مجموعی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ اس تعداد میں ۳۱۳ رسول ہے اور باقی نبی، اور ان رسولوں میں مذکورہ پانچ بزرگ اولوالعزم تھے" وسائر الانبیاء تابعون لھم اور تمام انبیاء انہیں رسولوں کے تابع تھے، اسی طرح حضرت آئمہ معصومینؑ کی تعداد بارہ ہے، جو منصوص من اللہ معصوم عن الخطاء، اعلم زمانہ اور افضل کائنات اور مفروض الطاعۃ ہونے میں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ابو الائمہ ہونے کی حیثیت سے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو سب پر فوقیت حاصل ہے۔

https://www.shiabooks.net

# باب (۳)

## نبی، رسول اور محدّث کے فرق کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) تیسری نقل کی جاتی ہیں

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن ثعلبۃ بن میمون عن زرارۃ قال یسئلک ابا جعفر علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل "وکان رسولا نبیا" ما الرسول ومن نبی قال النبی الذی یری فی منامہ ویسمع الصوت ولا یعاین الملک والرسول الذی یسمع الصوت ویری فی المنام ویعاین الملک قلت الامام ما منزلتہ، قال یسمع الصوت ولا یری ولا یعاین الملک ثم تلی ھذہ الایۃ "وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث"

رسول نبی اور امام میں فرق:

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انھوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انھوں نے ثعلبہ بن میمون سے انھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا "وکان رسولا نبیا" کے بارے میں پوچھا کہ رسول کسے کہتے ہیں اور نبی کون ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبی وہ ہے جو فرشتے کو خواب میں دیکھتا ہے اس کی آواز سنتا ہے لیکن کھلم کھلا اسے دیکھ نہیں سکتا، اور رسول وہ ہے۔ جو فرشتے کی آواز سنتا ہے اور اسے خواب میں دیکھتا ہے اور آنکھوں سے بھی دیکھتا ہے، میں نے پوچھا کہ امام کی کیا منزل ہے فرمایا کہ امام (موقعہ حصول احکام میں اصول کے تحت) صرف آواز سنتا ہے مگر کھلم کھلا نہیں دیکھتا، اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "وما ارسلنا

https://www.shiabooks.pdf.com/

رسول، نبی اور محدث میں فرق

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن الاحول قال سالت اباجعفرؑ عن الرسول والنبی والمحدث قال الرسول الذی یاتیہ جبریل قبلاً فیراہ ویکلمہ فھذا الرسول واما النبی فھو الذی یری فی منامہ نحو ریا ابراھیم ونحو ما کان یری رسول اللہ من اسباب النبوت قبل الوحی حتی اتاہ جبرئیل علیہ السلام من عند اللہ بالرسالۃ وکان محمد صلعم حین جمع لہ النبوت وجاءتہ الرسالۃ من عند اللہ یجیئہ بھا جبرئیل ویکلمہ بھا قبلاً ومن الانبیاء من جمع لہ النبوت ویری فی منامہ ویاتیہ الروح ویکلمہ ویحدثہ من غیر ان یکون یری فی الیقظۃ واما المحدث فھو الذی یحدث فیسمع ولا یعائن ولا یری فی منامہ۔

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے (ابوجعفر) احول سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ رسول، نبی اور محدث میں کیا فرق ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول وہ ہے جس کے پاس جبرئیل کھلم کھلا آتے ہیں اور وہ ان کو دیکھتا ہے اور ان سے باتیں کرتا ہے اور نبی وہ ہے جو خواب میں دیکھتا ہے جیسے حضرت ابراہیم (قبل رسالت) دیکھتے تھے۔ اور سرکار دو عالم اسباب نبوت قبل وحی دیکھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جبرئیل آئے خدا کی طرف سے رسالت لیکر یعنی انھیں مبعوث برسالت ہونے کی خوشخبری سنائی اور نبوت و رسالت ایک جا جمع ہوئیں اس کے بعد جبرئیل کھلم کھلا سامنے آئے اور انھوں نے انسے بالمشافہ باتیں کیں، اور بعض نبی ایسے ہیں جنکو جب نبوت ملی تو انہوں نے فرشتے کو خواب میں دیکھا اور روح الامین ان کے پاس آئے اور ان سے کلام کیا اور بات کی بغیر اس کے کہ انھیں بیداری کی حالت میں دیکھیں اور محدّث وہ ہے جو بات کرتا ہے۔ اور سنتا ہے۔ لیکن خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں سے

https://www.rizabooks.com/

فرشتے کو دیکھتا نہیں ہے۔

**توضیح** حدیث ۱ میں جو امام کے فرشتے کو دیکھنے کی نفی کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ جبرئیل کو حکم و احکام لانے کے موقعہ پر رسول کے علاوہ کسی کے سامنے آنے کی اجازت نہ تھی۔ اس لئے وہ غیر رسول کے سامنے نہیں آیا کرتے تھے۔ لیکن اس موقعہ حکم و احکام کے علاوہ ان کا سامنے آنا غیر ممنوع تھا جیسا کہ حضرت مریم کے سامنے آئے، ان سے باتیں کیں۔ اور انھیں ولادت عیسیٰ کی بشارت دی۔ اسی اصول کی بنا پر وہ حضرت آئمہ معصومین علیہم السلام کے سامنے موقعہ حکم و احکام میں نہیں آیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں اسی محل و مقام کا تذکرہ ہے۔ ورنہ ان کا ان حضرات کی خدمت میں آنا جانا، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا بلکہ ان کی خدمت کرنا احادیث سے ثابت اور واقعات سے واضح ہے۔ امام المحدثین حضرت علامہ مجلسیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ و الامام علیہم السلام لا یریانہ فی تلک الحال و ان رایاہ فی سائر الاحوال، حضرات آئمہ علیہم السلام حضرت جبرئیل کو حکم شرعی کے موقعہ پر نہیں دیکھتے تھے۔ لیکن دیگر حالات و احوال میں دیکھا کرتے تھے۔ (مراۃ العقول ج ۲ ص ۲۵)

# باب (۴)

## بندوں پر امام کے بغیر خدا کی حجت قائم نہ ہونے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) چوتھی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحییٰ العطار عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن ابن ابی عمیر عن الحسن بن محبوب عن داؤد

محمد بن یحییٰ عطار نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے داؤد درقی سے انھوں نے حضرت

(۱) البرقی عن العبد الصالح علیہ السلام قال ان الحجۃ لا تقوم للہ علی خلقہ الا بامام حتی یعرف۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خدا کے لئے (رسول خدا کے بعد) مخلوقات پر ایسے امام معصوم کے بغیر جو پہچنوایا گیا ہو حجت قائم اور تمام نہیں ہوتی۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن البرقی عن خلف بن حماد عن ابان بن تغلب قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام الحجۃ قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق۔

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے برقی سے انھوں نے حماد سے انہوں نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حجت کا وجود خلقت کائنات سے پہلے بھی تھا۔ اور تخلیق کے وقت (میثاق کی منزل میں) بھی تھا اور (اختتام) خلقت کے بعد (قیامت میں) بھی رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

**توضیح** حدیث ۱ کا مطلب یہ ہے کہ رسول خدا کے بعد امام معصوم کے بغیر خدا کی حجت مخلوقات پر تمام نہیں ہوتی اسی لئے اس نے رسول کے بعد کا انتظام عہد حیات رسول خدا میں بموقعہ غدیر خم فرما دیا تھا۔ اور حدیث ۲ میں یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی عہد حجت خدا سے خالی نہ تھا۔ وہ چاہے خلقت آدم سے پہلے کی منزل ہو یعنی عالم نور ہو یا خلقت آدم کے بعد عالم ذر ہو یا عالم میثاق ہو یا عالم ارواح ہو یا خلقت ارضی ہو علامہ طریحی لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مولا میں آپ کے ماننے والوں میں سے ہوں۔ حضرت نے فرمایا "وما رایتک فی عالم الارواح" میں نے تو تجھے عالم ارواح میں اپنا محب نہیں پایا (مجمع البحرین ص ۱۸۴) معلوم ہوا کہ یہ حضرات (ائمہ) عالم ارواح میں بھی حجت خدا تھے اور مخلوقات کی نقل و حرکت اور ان کی نیت و عمل سے اسی طرح واقف تھے جس طرح اس عہد ارضی میں ہوتے ہیں۔

# باب (۵)

## زمین کے حجت خدا سے خالی نہ ہونے کے بیان میں

اس باب میں تیرہ[۱۳] حدیثیں ہیں جن میں سے پانچویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسٰی عن یونس عن ابن مسکان عن ابی بصیر عن احدھما علیھا السّلام قال قال ان اللہ لم یدع الارض بغیر امام او لو کذالک لم یعرف الحق من الباطل،

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسٰی سے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے زمین کو (کبھی) بغیر (حجت اور امام کے نہیں چھوڑا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حق اور باطل میں فرق ظاہر نہ ہوتا۔

(زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی)

https://www.shiabooks.pdf.com/

# باب (۶)

## اگر زمین پر دو آدمی رہ جائیں تو ان میں سے ایک کے حجت ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابن الطیار سے

روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ"

اگر ایسا عہد آجائے کہ زمین پر دو آدمیوں سے زیادہ کوئی باقی نہ رہے تو یقیناً ان دونوں میں سے ایک حجت یعنی امام ہوگا۔

**اقول** مطلب یہ ہے کہ زمین کسی حال میں امام زمانہ سے خالی نہیں رہ سکتی۔

# باب ۷

## امام کی معرفت اور اس کی طرف رجوع کے بیان میں

اس باب میں چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں ۱- تیسری ۲- آٹھویں ۳- گیارھویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن هشام بن سالم عن زرارة قال قلت لابی جعفر اخبرنی عن معرفة الامام منکم واجبة علی جمیع الخلق فقال ان اللہ عز وجل بعث محمداً الی الناس اجمعین رسولاً وحجة للہ علی جمیع خلقه فی ارضه فمن آمن باللہ وبمحمد رسول اللہ واتبعه وصدقه

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور بتایئے، کیا آپ حضرات کی معرفت تمام خلق پر واجب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "سنو" خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں پر مبعوث فرمایا اور انہیں رسول اور حجت تمام مخلوقات ارضی (وسماوی) پر قرار دیا ہے، تو جو بھی اللہ اور رسول پر ایمان

(جو مکلف ہے اس پر معرفت امام واجب ہے)

فان معرفة الامام منا واجبة
علیه ومن لم یومن بالله
وبرسوله ولم تنتجه
ولم یصدقه ویعرف
حقهما فکیف یجب علیه
معرفة الامام وهو لا یومن
بالله ورسوله ویعرف
حقهما؟ قال قلت " فما
تقول فیمن یومن بالله
ورسوله ویصدق رسوله
فی جمیع ما انزل الله یجب
علی امامتک حق معرفتکم؟
قال نعم لیس هولاء
یعرفون فلانا وفلانا
قلت بلی قال اتری
ان الله هو الذی
اوقع فی قلوبهم
معرفة هولاء؟
والله ما اوقع ذالک
فی قلوبهم الا الشیطان
لا والله ما الهم
مومنین حقنا الا الله
عز وجل۔

رکھتا ہے اور ان کا اتباع و تصدیق کرتا ہو
اس پر ہم اماموں کی معرفت واجب
ہے اور جو شخص خدا پر ایمان نہیں رکھتا
اور اس کے رسول کی پیروی اور
ان کی تصدیق نہیں کرتا ان کے حقوق
نہیں جانتا تو پھر ایسے شخص پر امام کی
معرفت کیسے واجب ہو سکتی ہے۔ حالانکہ
ان کے لئے ضروری تھا کہ یہ اللہ و رسول
کے حقوق سے واقف ہوتے، راوی
کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ حضور
ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے
ہیں کہ جو اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہو
اور تمام منزل چیزوں کی تصدیق کرتا ہے۔
کیا اس پر آپ کی معرفت واجب ہے؟
امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بے شک
ایسے شخص پر ہماری معرفت حاصل
کرنا واجب ہے کیا دنیا میں ایسے لوگ
نہیں ہیں؟ جو فلاں فلاں (دشمنان اہلبیت)
کو پہچانتے ہوں، راوی کہتا ہے کہ میں
نے کہا کہ بے شک ہیں، آپ نے فرمایا
کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان لوگوں کے دل میں
ان دشمنان آل محمد کی معرفت خدا نے
ڈالی ہے؟ (سنو) خدا کی قسم ان گمراہ
عوام کے دل میں ان لوگوں کی محبت و
معرفت شیطان نے ڈالی اور پیدا کی ہے

https://www.shiabooks.pdf.com/

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دلوں میں ہمارے حقوق (معرفت و اطاعت کا) الہام کیا ہے۔

(۲) محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن صفوان بن یحیی عن العلاء بن رزین عن محمد بن مسلم، قال سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول کل من دان اللہ عزوجل بعبادۃ یجھد فیھا نفسہ ولا امام لہ من اللہ فسعیہ غیر مقبول وھو مثال متحیر واللہ شاق لاعمالہ ومثلہ کمثل شاۃ ضلت عن راعیھا وقطیعھا فبجست ذاھبۃ وجائیۃ یومھا، فلما جنھا اللیل بصرت بقطیع غنم مع راعیھا، فحنت الیھا واغترت

محمد بن یحیی نے محمد بن الحسین سے انہوں نے صفوان بن یحیی سے انہوں نے علاء بن رزین سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی اطاعت میں اپنے خیال کے مطابق لگا رہے اور اس کی بے پناہ عبادت کرے لیکن اس کے پاس کوئی ایسا امام نہ ہو جو منصوص من اللہ ہو، تو اس کی تمام عبادت اور ہر قسم کی اطاعتی سعی بیکار، رائگاں اور غیر مقبول ہوگی اور وہ شخص گمراہ اور متحیر (اور نتیجہ میں) تباہ و برباد ہوگا اور اللہ ایسے شخص کے اعمال کا دشمن ہوگا۔

(انجام ان منصوص کا مطیع نہیں وہ گمراہ ہے)

، ایسے شخص کی مثال ایسی بکری کی ہے جو اپنے چرواہے سے الگ اور اپنے گلہ سے بھٹک گئی ہو اور ادھر اُدھر ماری ماری پھر رہی ہو، پھر جب رات آجائے اور وہ کسی چرواہے کے ساتھ کسی جگہ کو دیکھے اور دوڑ کر اس میں شامل ہو جائے اور رات بھر وہیں

https://www.shiabookspdf.com/

بها فباتت معها
فی مربضها فلما
ان ساق الراعی
فطیعه انکرت
راعیها وقطیعها
فهجمت متحیرة
تطلب راعیها
وقطیعها فبصرت
بغنم مع راعیها
فحنت الیها واغترت
بها فصاح بها الراعی الحقی
براعیک وقطیعک
فانت تائهة متحیرة
عن راعیك وقطیعك
فهجمت ذعرة متحیرة
تائهة لا راعی لها
یرشدها الی مرعاها
او یردها فبیناهی
کذالك اذا اغتنم
الذئب ضیعتها
فاکلها، وکذالك
واللہ یا محمد من اصبح
من هذه الامة لا امام
له من اللہ عز وجل
ظاهر عادل اصبح

رہے اور انہیں جگہ کے جانوروں میں
رات گذارے اور انہیں کے جائے قیام
پر ٹھہری رہے، پھر جب صبح ہو اور چرواہا
آئے اور اسے دیکھے کہ یہ ہماری بکری
نہیں ہے اور کسی اور جگہ سے اس میں
آکر شامل ہو گئی ہے تو وہ چرواہا اس
بکری کو اپنے گلے سے مار کر نکال دے
اور اپنے گلہ کو لے کر چلا جائے، پھر وہ
بکری سخت حیرانی اور پریشانی میں اپنے
چرواہے کو ڈھونڈھنے لگے یہاں تک
کہ وہ ایک اور بکری کو اپنے چرواہے
کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھے اور دوڑ
کر اس کے ساتھ ہو جائے مگر چرواہا
کو تلاش کرے، بے شک تو اپنے گلہ اور چرواہے
سے بھٹک کر گمراہ پھر رہی ہے تیرا ہمارے
پاس ٹھکانا نہیں ہے، یہ بکری ادھر
سے دھتکاری گئی اور اب پھر ماری ماری
پھرنے لگی اور اپنے چرواہے اور گلہ
کو حیرانی کی حالت میں تلاش کرنے لگی
اُسے کوئی ایسا نہ ملا جو اسے منزلِ مقصود
تک پہونچا دے، بالآخر ایک بھیڑیئے
نے اسے دبوچ لیا اور اسے پھاڑ کھایا۔
اے محمد (راوی) خدا کی قسم اس امت
میں جو بھی ایسا ہے جس کا اللہ کی طرف
سے معین کیا ہوا کوئی (معصوم) ظاہر

https://www.shiabooksrdf.com/

ضالاً تائهاً، وان مات
علی هذه الحالة مات
میتة کفر ونفاق
واعلم یا محمد
ان آئمة الجور و
اتباعهم لمعزولون
عن دین الله قد ضلوا
واضلوا فاعمالهم
یعملونها کرمادٍ
اشتدت به الریح
فی یوم عاصف
لا یقدرون مما کسبوا
علی شیئ ذالک
هو الضلال البعید۔

(الجست) امام عادل نہیں ہے۔ وہ یقیناً،
گمراہ، حیران (اور نتیجہ میں تباہ و برباد
ہوگا) اور اگر اسی حالت میں مرجائے
گا تو کفر اور نفاق کی موت مرے گا
(اور جہنم کے علاوہ اس کا کوئی ٹھکانا نہ ہوگا)
اے محمد اچھی طرح جان لو کہ ظلم وجود
کے سربراہ اور ان کے ماننے والے
دین خدا سے معزول اور دھتکارے
ہوئے تیہ (وہ چاہے محسوس کریں
یا نہ کریں) بے شک وہ گمراہ ہیں اور
لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور ان کے
وہ اعمال جو وہ کر رہے ہیں ان کی
مثال اس راکھ جیسی ہے جو تیز ہوا کے
جھونکے سے اڑ کر گم ہو جائے اور وہ اس
تیہ سے کچھ نہ بچا سکیں۔ یہی کھلی ہوئی
گمراہی ہے۔

(۳) علی بن ابراهیم
عن محمد بن عیسی
عن یونس عن ایوب
بن الحر عن ابی بصیر
عن ابی عبد الله علیه
السلام فی قول الله
عز وجل "ومن یوت
الحکمة فقد اوتی خیراً
کثیراً" فقال طاعة الله ومعرفة الامام

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے
انہوں نے یونس سے انہوں نے ایوب
بن حر سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں
نے حضرت امام جعفر صادق سے اس
قول خدا "ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیراً
کثیراً" (جنہیں حکمت دی گئی انہیں
خیر کثیر مل گیا) کے بارے میں روایت
کی ہے، امام علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ اس آیت سبق حکمت سے اس کی

(خیر کثیر سے اللہ کی اطاعت خدا اور معرفت امام مراد ہے)

https://www.sirat-e-mustaqeem.net

# باب (۸)

## حضرات ائمہ علیہم السّلام کی اطاعت کے فرض ہونے کے بیان میں

(۱) احمد بن محمد عن محمد بن ابی عمیر عن سیف بن عمیرۃ عن ابی الصباح الکنانی قال، قال ابو عبد اللہ علیہ السلام نحن قوم فرض اللہ عزوجل طاعتنا، لنا الانفال ولنا صفو المال ونحن الراسخون فی العلم ونحن المحسودون الذین قال اللہ "ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ" (النساء ۵۴)

احمد بن محمد نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے ابو الصباح کنانی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم ہی (آل محمد) وہ ہیں کہ جن کی اطاعت تمام مسلمانوں پر خدا نے واجب کی ہے۔ ہمارے ہی لئے مال غنیمت ہے اور ہمارے ہی واسطے پاک و پاکیزہ مال ہے اور ہم ہی راسخین فی العلم ہیں اور ہم ہی وہ محسود ہیں جن کے متعلق خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "لوگ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جن کو اللہ نے بے پناہ فضیلت دی ہے۔

(۲) وبھذا الاسناد عن احمد بن محمد عن معمر بن خلاد قال سال رجل فارسی ابا الحسن علیہ السلام

اسی سند کے ذریعہ سے، احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرد فارسی نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے

(آئمہ ہی مفروض الطاعۃ صاحب الانفال، راسخین فی العلم اور محسود ہیں)

https://www.shiabookspdf.com/

فقال طاعتك مفترضة؟ فقال نعم، قال مثل طاعة علی بن ابی طالب علیہ السلام فقال نعم۔

دریافت کیا کہ آپ کی اطاعت واجب ہے؟ آپ نے فرمایا بے شک واجب ہے، اس نے پوچھا کہ کیا اسی طرح واجب ہے جس طرح علی بن ابی طالبؑ کی اطاعت (بذریعہ نص) واجب ہے آپ نے فرمایا، ہاں اسی طرح واجب ہے۔

(جملہ آئمہ کی اطاعت واجب ہے)

# باب (۹)

# خدا کی مخلوق پر آئمہؑ کے گواہ ہونے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچویں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابراہیم بن عمر الیمانی سے انہوں نے سلیم بن قیس ھلالی المتوفی ۹۰ھ سے انہوں نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے اہلبیت کو تمام قسم کے عیبوب سے پاک اور محفوظ رکھا ہے اور ہمیں معصوم قرار دیا ہے اور ہمیں اپنی مخلوقات پر گواہ بنایا ہے۔ اور زمین میں اپنی حجت قرار دیا ہے اور ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ کیا ہے نہ ہم اسے چھوڑ سکتے ہیں اور نہ وہ ہمیں چھوڑ سکتا ہے۔

# باب (۱۰)

## آئمہ علیہم السلام کے ہادی اور رہبر ہونے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے "علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینہ سے انہوں نے برید العجلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا" انما انت منذر ولکل قوم ھاد" بے شک تم منذر ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ھادی ہوتا رہے گا" کے متعلق روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا منذر ہیں اور ہم میں سے ہر زمانے میں ایک ھادی رہے گا جو ان چیزوں کی تشریح و ہدایت کرتا رہے گا جو رسول کریم پر نازل ہوئی ہیں۔ (سنو) رسول خدا کے بعد ھادی عصر اور رہبر خلق حضرت علی تھے ان کے بعد دیگرے اوصیاء ہوتے رہے اور یہ سلسلہ یکے بعد دیگرے قیامت تک جاری رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۱)

## آئمہ علیہم السلام کے والیان امر خدا اور خزینہ دار علم الٰہی ہونیکے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ۲ حدیثیں (۱) پانچویں (۲) چھٹی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) احمد بن ادریس عن محمد — احمد بن اور یس نے محمد بن عبد الجبار سے

(آئمہ طاہرین اللہ کی حجت اور اس کے علم کے خزینہ دار ہیں) (آئمہ طاہرین پیدا نہ کئے جاتے تو اللہ بیچا نہ جاتا)

بن عبد الجبار عن محمد بن خالد عن فضالة بن ایوب عن عبد الله بن ابی یعفور قال قال ابو عبد الله علیه السلام یا ابن ابی یعفور ان الله واحدٌ متوحد بالوحدانیة متفرد بامره فخلق خلقاً فقدرهم لذالك الامر نحن هم یا ابن ابی یعفور نحن حجج الله فی عباده وخزانه علی علمه والقائمون بذالك۔

انہوں نے محمد بن خالد سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے عبداللہ ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابن ابی یفعور اللہ واحد دیکھتا ہے، وہ تنہا ہے اپنی وحدانیت کی وجہ سے (خلق و تدبیر میں) منفرد ہے اپنے امر نصب خلافت) میں اس نے ایک (نوع) کی مخلوق کو اسی لئے پیدا کیا اور ان کے لئے اس امر (خلافت) کو متعین و مقدر کر دیا۔ ابن ابی یعفور (سنو) وہ خصوصی مخلوق ہم ہیں، ہم ہی اللہ کے بندوں میں اس کی حجتیں ہیں اور اس کے علم کے خزینہ دار ہیں اور اس امر خلافت پر قیامت تک کے لئے قائم ہیں۔

(۲) علی بن محمد عن سهل بن زیاد عن موسیٰ بن القاسم بن معاویة ومحمد بن یحییٰ عن العمرکی بن علی جمیعاً عن علی بن جعفر عن ابی الحسن موسیٰ علیه السلام قال قال ابو عبد الله علیه السلام ان الله عز وجل خلقنا

علی بن محمد نے سہل بن زیاد سے انہوں نے موسیٰ بن القاسم بن معاویہ سے اور محمد بن یحییٰ نے عمر بن علی سے اور ان سب نے علی بن جعفر سے انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے ہمیں پیدا کیا اور بہترین خلقت قرار دیا اور ہمیں بنایا اور بہترین

https://www.shiabookspdf.com/

فاحسن خلقنا وصورنا فاحسن صورنا وجعلنا خزانه فی سمائه وارضه ولنا نطقت الشجرة وبعبادتنا عبد الله عز وجل ولولانا ما عبد الله عز وجل۔

شکل وصورت دی، اور اس نے ہمیں آسمان وزمین میں اپنا خزینہ دار علم بنایا اور ہمارے لئے (قرار دیا ہے کہ ہم جب چاہیں) درختوں کو بلوا دیں۔ (سنو) ہماری عبادت کے ذریعے اللہ کی پرستش کی گئی، اگر خدا نے ہمیں پیدا نہ کیا ہوتا تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی

# باب (۱۲)

## حضرات آئمہؑ کے خلفاء اللہ اور ابواب اللہ ہونے کے بیان میں

https://www.shiabooks.pdf.com/

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے:

"حسین بن محمد الاشعری نے معلی بن محمد سے انہوں نے محمد بن جمہور سے انہوں نے سلیمان بن سماعۃ سے انہوں نے عبداللہ ابن قاسم ہے انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء معرفت خداوندی کے دروازے ہیں جن کے ذریعے سے اس کی قربت حاصل کی جاتی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے "ما عرف اللہ" تو اللہ پہچانا نہ جاتا، اور لوگوں کو اس کی معرفت نہ ہوتی انہیں کے ذریعہ خداوند عالم اپنی مخلوق پر حجت قائم کرے گا۔

اسی باب کی دوسری حدیث میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے،

آئمہ اہلبیت زمین میں اللہ کے

خلیفہ ہیں۔

**اقول** امام المحدثین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے:۔ غاء اللہ کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے ان کی اطاعت بندوں پر واجب قرار دی ہے اور ان کے حکم کو اپنا حکم ان کی نہی کو اپنی نہی، ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت ان کی معصیت کو اپنی معصیت قرار دیا ہے۔ (مرآۃ العقول ج ۱ ص ۱۴۶)

# باب (۱۳)

## حضرات آئمہ طاہرین کے نور خدا ہونے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ "علی بن ابراہیم نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت" والذین یتبعون الرسول النبی الامی ..... النور فی ھذا الموضع علی امیر المومنین والائمۃ" کہ اس آیت میں نور سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور آئمہ طاہرین ہیں۔ اسی باب کی حدیث اوّل ہیں ایک آیت کے ذیل میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے وہم واللہ نور اللہ الذی انزل وھم واللہ نور اللہ فی السموات والارض" خدا کی قسم آئمہ اہلبیت اللہ کے نازل کئے ہوئے نور اور خدا کی قسم یہ اللہ کے نور ہیں آسمانوں اور زمین میں" یعنی گمراہ دنیا انہیں کی روشنی سے ہدایت پا سکتی ہے"

# باب (۱۴)

## حضرات آئمہ طاہرین کے "ارکان الارض" ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔
"علی بن محمد اور محمد بن حسن نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن ولید شباب الصیرفی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں" کہ مجھ سے سعید الاعرجی نے بیان کیا کہ میں اور سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور بات چیت شروع ہوئی، امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سلیمان جو کچھ علی بن ابیطالب علیہ السلام سے معلوم ہوا اسے قبول کرنا چاہیئے اور جس چیز کی انہوں نے نہی کی ہو اس سے باز رہنا چاہیئے (سنو) جو فضیلت رسول کریم کو حاصل ہے اسی سے ملتی جلتی حیثیت حضرت علیؑ کو بھی حاصل ہے، رسول کریم صلعم کو تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے، حضرت علی پر کسی امر میں عیب لگانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے خدا اور رسول پر عیب لگایا جائے اور ان کی چھوٹی یا بڑی بات کو رد کرنا شرک کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اللہ تک پہونچنے کے دروازہ ہیں بغیر ان کے کوئی خدا تک نہیں پہونچ سکتا، اور وہ اللہ تک پہونچنے کے راستہ ہیں ان کے بغیر اگر کوئی خدا تک پہونچنا چاہے تو ہلاک ہو جائے گا۔ یعنی نہ پہونچ سکے گا۔

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔
اور یہی حال تمام آئمہ اطہار کا ہے۔

"خدا نے ان حضرات کو زمین کا ایسا رکن قرار دیا ہے کہ ان کے بغیر زمین قائم نہیں رہ سکتی (یعنی ان میں کا اگر کوئی ایک موجود نہ ہو تو زمین فنا ہو جائے گی) وہ اللہ

https://www.shiabookspdf.com/

بن الحسین عن یزید بن شعر عن هارون بن حمزة عن ابی عبد الله علیه السلام قال سمعته یقول "بل هو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" قال هم الائمة خاصة"

یزید بن شعر سے انہوں نے ہارون بن حمزہ سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قول خدا "بل ہو آیات بینات" مگر جن لوگوں کو خدا کی طرف سے علم عطا ہوا ہے ان کے دل میں یہ قرآن واضح اور روشن آیتیں ہیں" کے بارے میں وہ فرماتے تھے کہ جن کو خدا کی طرف سے مکمل علم دیا گیا ہے وہم آئمہ اہلبیت ہی ہیں۔

**توضیح** علم سے مراد کل قرآن کا علم ہے جن میں اس کا ظاہر، باطن، محکم متشابہ سب شامل ہیں نیز نزول قرآن کے منازل ومواقع اور آیات کی تنزیل کے مراحل داخل ہیں نیز مفاہیم اصلی اور منشاء باری شامل ہیں ان کے علاوہ علوم جمیع عوالم داخل ہیں، علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اس سے یہ استدلال تبایا ہے کہ" ان القران کا یفصمہ غیر الائمۃ" قرآن کو رسول کریم کے بعد آئمہ اہلبیت کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا" اسی مقصد کے لئے خداوند عالم نے نص فرمائی ہے کہ لا یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم" قرآن کی صحیح تاویل اللہ اور راسخین فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا اور یہ مسلم ہے کہ راسخین فی العلم حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اور ان کے اہلبیت کے علاوہ کوئی نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۲۴)

## آئمہ کے منتخب بندے اور وارث کتاب ہونے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحیی عن احمد — محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے

بن محمد عن ابن محبوب عن ابی ولاد، قال سالت ابا عبد الله عن قول الله عز وجل "الذین آتیناهم الکتاب یتلونه حق تلاوته اولئك یومنون به" قال هم الائمة علیهم السلام۔

ابن محبوب سے انہوں نے ولاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول خدا "الذین اتینا ہم الکتاب الخ" وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی (صحیح مفہوم کو سمجھ کر) تلاوت کرتے ہیں وہی لوگ اس پر صحیح ایمان رکھتے ہیں" کے بارے میں سوال کیا کہ (اس سے کون لوگ مراد ہیں) انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اس سے آئمہ اہلبیت مراد ہیں۔

(پ ۲ رکوع ۱۴)

**نوٹ** اسی باب کی پہلی حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالے سے آیہ "ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات باذن الله" کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ "ظالم لنفسه" سے وہ لوگ مراد ہیں جو امام کو نہیں جانتے اور "مقتصد" سے وہ مراد ہیں، جو امام کو کچھ نہ کچھ پہچانتے ہیں اور "سابق بالخیرات" سے "آئمہ مراد ہیں۔

اس پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے "پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے خاص ان کو قرآن کا وارث بنایا (جنہیں اہل سمجھ کر) منتخب کیا، کیونکہ بندوں میں سے کچھ تو (نافرمانی کر کے) اپنی جان پر ستم ڈھاتے ہیں اور کچھ ان میں سے (نیکی بدی کے) درمیان ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ خدا کے (اختیار سے) نیکیوں میں (اوروں سے) گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ یہی (انتخاب و سبقت) تو خدا کا بڑا فضل ہے (پ ۲۲ رکوع ۱۶)

میں کہتا ہوں کہ اس آیت میں وراثت کتاب اور اصطفا کا تعلق صرف آئمہ اہلبیت سے ہے۔ خدا نے انہیں کو چنا ہے اور وارث کتاب بنایا ہے جیسا کہ حضرت آئمہ معصومین علیہم السلام کے کثیر ارشادات سے واضح ہے، اسے علمائے اہل سنت بھی تسلیم کرتے

https://www.sniabookspdf.com/

ہیں چنانچہ علامہ حافظ ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصفہانی المتوفی ۴۱۰ھ نے لکھا ہے کہ "انما نزلت فی علیؑ" یہ آیت علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
(روائح القرآن شمس العلماء مفتی محمد عباس لکھنوی ص ۴۲۱ طبع لکھنؤ ۱۲۷۸ھ)

# باب ۲۵

## حضرات اہلبیت طاہرین کے امام حق اور ہادی برحق ہونے کے بیان میں

اس باب میں دس حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد، عن الحسین بن محبوب عن عبد اللہ بن غالب عن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال لما نزلت ھذا الایۃ "یوم ندعوا کل اناس بامامھم" قال المسلمون یا رسول اللہ الست امام الناس کلھم اجمعینی ؟ قال فقال رسول اللہ صلعم انا رسول اللہ الی الناس اجمعین ولکن سیکون من بعدی آئمۃ علی

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے، عبد اللہ بن غالب سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہ آیت یوم ندعوا الخ اس دن (کو یاد کرو) جب ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے) نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ تمام لوگوں کے امام نہیں ہیں؟ (کہ یہ فرمایا گیا ہے) اس کے جواب میں حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ (سنو) میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف لیکن (جب میں دنیا سے بظاہر چلا جاؤں گا تو) اللہ کی طرف سے میرے اہلبیت میں



https://www.shiabookspdf.com/

الناس من اللہ من اھلبیتی یقومون فی الناس فیکذبون ویظلمھم آئمۃ الکفر والضلال واشیاعھم فمن والاھم واتبعھم وصدقھم فھو منی ومعی وسیلقانی۔ الا ومن ظلمھم وکذبھم فلیس منی ولا معی وانا منہ بریٔ۔

سے لوگوں کے لئے امام میرے بعد (رہبری ورہنمائی کے لئے ایک بعد دیگرے قیامت تک) ہوں گے (سنو پھر ایسا ہوگا کہ) جو کفر اور گمراہی کے پیشوا ہوں گے اور ان کے ماننے والے خدائی پیشواؤں کی تکذیب کریں گے اور ان پر ظلم ڈھائیں گے (اے لوگو غور سے سنو کہ اس وقت) جو بھی میرے اہلبیت اور امام وقت کو دوست رکھے گا اور ان کی پیروی اور تصدیق کرے گا وہ میرے گروہ میں شامل ہوگا اور آخرت میں میرے ساتھ ہوگا اور عنقریب ہی مجھ سے ملے گا۔ آگاہ ہو کہ جو ہمارے اہلبیت پر ظلم کریگا اور ان کی تکذیب کریگا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور نہ وہ آخرت میں میرے ساتھ ہوگا اور میں اس سے بالکل بیزار اور بری ہوں گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۲۶

## قرآن کے امام کی طرف ہدایت کرنیکے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسین بن محبوب قال سالت

محمد بن یحییٰ نے احمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام

ابا الحسن الرضا علیہ السلام عن قولہ عز وجل "ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون والذین عقدت ایمانکم" قال انما عنی بذالک الائمۃ بھم عقد اللہ ایمانکم۔

سے قول خدا "ولکل جعلنا موالی الخ" (اور ہاں باپ دیا) اور قرابتدار (فرض) جو شخص جو ترکہ چھوڑ جائے ہم نے ہر ایک کا (والی) وارث مقرر کر دیا ہے اور جن لوگوں سے تم نے مستحکم عہد کیا ہے ان کا حق (دیدو) کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے خدا نے ہم آئمہ کو مراد لیا ہے انہیں کا خدا نے تم سے عہد لیا ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں آیۃ "ان القرآن یھدی للتی ھی اقوم" یہ قرآن اس راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے" کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اس سے امام زمانہ مراد ہیں یعنی قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور امام جنت کی طرف رہبری کرتے ہیں۔

**توضیح** پہلی حدیث کے بارے میں علامہ مجلسیؒ تحریر فرماتے ہیں اس سے میراث معاہدہ و معاقدہ کی طرف اشارہ ہے جسے "ضمان جریرہ" کہتے ہیں اس قسم کی میراث شافعی کے نزدیک نزول آیہ "اولوا الارحام بعضھم اولی ببعض" کے بعد غیر معمول بہ اور آیت مذکورہ "ولکل جعلنا" یوم میثاق گیا تھا۔ ایسی صورت میں جب کہ کسی شخص کا کوئی نسبی اور سببی وارث نہ ہو تو امام زمانہ اس کے وارث ہوں گے اسی کی طرف حدیث مذکورہ میں واضح اشارہ فرمایا گیا ہے (مراۃ العقول ج ۱ ص ۱۶۵)

# باب (۲۷)

# قرآن مجید میں نعمت خداوندی سے آئمہ طاہرین

## کے مراد ہونے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے انہوں نے بطام بن مرہ سے انہوں نے اسلیح بن جان سے انہوں نے ہیثم بن واقد سے انہوں نے علی بن حسین عبدی سے انہوں نے سعد الاسکاف سے انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ" خدایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ جنہوں نے سنت رسول خدا کو بدلا ہے اور وہ ان کے وصی برحق سے پھر گئے ہیں وہ بالکل اس چیز سے نہیں ڈرتے کہ ان کی انہیں حرکتوں سے ان پر عذاب نازل ہوگا۔ (یہ فرمانے کے بعد انہوں نے) اس آیت کی تلاوت فرمائی" الم تری الی الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا واحلوا قومھم دار البوار جھنم اے رسول کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور وہ اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر (یعنی) جہنم میں لے گئے جو بدترین ٹھکانا ہے (پ ۱۳ رکوع ۱۴) پھر آپ نے ارشاد فرمایا" نحن النعمۃ التی انعم اللہ بھا علی عبادہ بنا یفوز من فاز یوم القیامۃ ہم ہی وہ نعمت ہیں جس کے ذریعہ سے خدا نے اپنے بندوں پر انعام و اکرام فرمایا ہے، اور قیامت میں جو بھی کامیاب ہوگا بس ہمارے ہی ذریعہ سے ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

## باب (۲۸)

# قرآن مجید میں "متوسمین" سے آئمہؑ کے مراد ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔

محمد بن یحییٰ نے حسین بن علی کوفی سے انہوں نے عبیس بن ہشام سے انہوں نے عبد اللہ ابن سلیمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا" ان فی ذالک لایات للمتوسمین" اس میں شک نہیں کہ اس میں تاڑ جانے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں (پ ۱۴ رکوع ۵) کے بارے میں روایت کی ہے کہ متوسمین (یعنی) الہامی فراست رکھنے والے یا گہری نگاہ رکھنے والے یا خط پیشانی پہچان نے والے) ہم آئمہ اہلبیت ہیں۔ اور یہ چیز ہمیشہ ہم میں رہے گی۔

**اقول** مطلب یہ ہے کہ یہ صفت حضرت رسول کریمؐ اور حضرات آئمہ طاہرین کے لئے مخصوص ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا، ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت امام عصر علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو ہر شخص کو اس علامت کے ذریعہ سے جو خدا نے مقرر کی ہے پہچان لیں گے کہ نیک ہے یا بد ہے مومن ہے یا کافر۔

# باب ۲۹

# اعمال عباد کے رسولؐ اور آئمہؑ کے سامنے پیش ہونے کے بیان میں

https://www.shiabooks.pdf.com/

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن الوشاء قال سمعت الرضا علیہ السلام یقول ان الاعمال تعرض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابرارھا وفجارھا۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے وشاء سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمام لوگوں کے اعمال وہ چاہے اچھے ہوں یا برے حضرت رسول خداؐ کے سامنے روز پیش ہوتے ہیں۔

**(نوٹ)** اسی باب کی حدیث نمبر ۲ میں بحوالہ قول خدا "اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون" فرمایا گیا ہے کہ بندوں کے اعمال روزانہ رسول خدا اور آئمہ طاہرین کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

# باب ۳۰

## حضرت علیؑ کی ولایت کی راہ پر قائم رہنے

## کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"احمد بن مہران نے عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی سے انہوں نے موسیٰ بن محمد سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے ایک راوی سے اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا" وان لو استقاموا علی الطریقۃ لاسقیناھم ماء غدقا" (اگر یہ لوگ سیدھی راہ پر قائم رہے تو ہم ان کو الغاروں پانی سے سیراب کریں گے) (پ ۲۹ رکوع ۱۱) کے بارے میں روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ولایت علی بن ابی طالب اور ان کے اوصیاء پر قائم رہے اور ان کی اطاعت کرتے رہے اور ان کی نہی سے باز رہے تو ہم ان کے دلوں کو آب ایمان سے بھرپور سیراب کریں گے پھر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "الطریقۃ" سے مراد ولایت علی اور ان کے اوصیاء پر ایمان لانا ہے۔

# باب ۳۱

## حضرات آئمہ طاہرین کے معدن العلم، شجرۃ النبوۃ

## اور مختلف الملائکہ وغیرہ ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"احمد بن محمد نے محمد بن الحسین سے انہوں نے عبداللہ بن محمد سے انہوں نے خشاب سے

روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہمارے بعض اصحاب نے جیشمہ کے حوالے سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جیشمہ، نحن شجرۃ النبوت ہم نبوت کے شجر ہیں (ہم سے بے شمار فائدہ حاصل کئے جاسکتے ہیں "وبیت الرحمۃ" ہم رحمت کے (مرکزی) گھر ہیں (ہمارے ہی ذریعہ سے رحمت خداوندی عوام کائنات تک بھیجی جاتی ہے) ومفاتیح الحکمۃ" اور ہم ہی حکمت خداوندی کی کنجیاں ہیں (ہمارے ہی ذریعہ سے علوم وحکمت خلاق عالم کے خزینہ کھلتے ہیں" ومعادن العلم" "اور ہم ہی جواہرات علمیہ کے اگنے کی جگہ اور اس کے معدن ہیں ومواضع الرسالۃ" اور ہم ہی محل نزول رسالت ہیں (ہم ہی سے رسالت کے اسرار کھلتے ہیں اور ہم ہی پر شب قدر میں فرشتے احکام لے کر نازل ہوتے ہیں" ومختلف الملائکۃ" اور ہم ہی وہ ہیں جن کے پاس ملائکہ کی آمد ورفت رہتی ہے۔ ومواضع سر اللہ" اور ہم ہی اللہ کے رموز کے محل ومقام ہیں (ہم ان امور کو سمجھتے ہیں جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے) ونحن ودیعۃ اللہ فی عبادہ" اور ہم ہی اللہ کی ودیعت اور امانت ہیں اس کے بندوں میں ہماری حفاظت ورعایت کا حکم دیا گیا ہے)

" ونحن حرم اللہ الاکبر اور ہم ہی اللہ کی وہ عظیم مخلوق ہیں جن کی حرمت وعزت لوگوں پر واجب قرار دے گئی" ونحن ذمۃ اللہ" ہم ہی اللہ کے وہ بندے ہیں جن کے امن اور ضمانت کا حکم دیا گیا ہے" ونحن عہد اللہ اور ہم ہی اللہ کے عہد ہیں (یعنی ہم صاحبان عہد ہیں ہمارے لئے خدا نے یوم میثاق عہد لیا ہے۔ فمن وفی بعہدنا فقد وفی بعہد اللہ" جس نے ہمارے عہد کی وفا کی اس نے خدا سے وفا کی" ومن خفرہا فقد خفر ذمۃ اللہ وعہدہ" اور جس نے ہمارا عہد توڑا اس نے عہد خدا توڑا۔

---

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۲)

# آئمہ طاہرینؑ کے یکے بعد دیگرے وارثان علم ہونے کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار حدیثیں۔
(۱) پہلی (۲) دوسری (۳) پانچویں (۴) ساتویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا، عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن یحیی الحلبی عن برید بن معاویۃ عن محمد بن مسلم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان علیاً کان عالماً والعلم یتوارث ولن یھلک عالم ابقی من بعدہ من یعلم علمہ او ما شاء اللہ۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحیی حلبی سے انہوں نے برید بن معاویہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام عالم (علم لدنی) تھے اور اس کا سلسلہ جاری رہا ہے بطور وراثت، اور نہیں اٹھا ہم میں سے کوئی عالم لیکن یہ کہ اس کے بعد اس جیسا عالم موجود رہا ہے۔ یا جتنا خدا نے علم دے دیا ہو۔

(۲) علی بن ابراھیم عن ابیہ عن حماد بن عیسی عن حریز عن زرارۃ والفضیل

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسی سے انہوں نے حریز سے انہوں نے زرارہ اور فضیل سے

https://www.shiabookspdf.com/

عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان العلم الذی نزل مع آدم علیہ السلام لم یرفع والعلم یتوارث وکان علی علیہ السلام عالم ھذہ الامۃ وانہ لم یھلک منا عالم قط الا خلفہ من اھلہ من علم مثل علمہ او ما شاء اللہ۔

انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ علم جو حضرت آدمؑ کے ساتھ آیا تھا وہ کہیں گیا نہیں ہے بلکہ وراثت کے طور پر (ہمارے پاس موجود ہے)

اور علی بن ابی طالب اس امت کے سب سے بڑے عالم تھے (ہمارے لئے خدائی اصول یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی عالم کبھی نہیں اٹھتا لیکن کہ اسی کے اہل سے دوسرا عالم اسی کے مثل موجود ہوتا ہے یا جتنا خدا علم دے دے۔

(۳) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن فضالۃ بن ایوب عن عمر بن ابان قال سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول ان العلم الذی نزل مع آدم علیہ السلام لم یرفع وما مات عالم فذھب۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے عمر بن امان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ علم جو (ملائکہ کے مقابلہ میں) آدم کو سکھایا گیا تھا اور وہ ان کے ساتھ یہاں آیا تھا وہ کہیں گیا نہیں ہے (سنو ہم میں جمیع علم موجود ہے ہم میں سے) کوئی عالم اس طرح نہیں جاتا کہ اس کا علم بھی چلا جائے (ہمارے پاس بطور وراثت سارا علم موجود ہے)

(۴) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن البرقی

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحیٰی حلبی

https://www.shiabookspdf.com/

عن النضر بن سوید عن یحیٰی الحلبی عن عبد الحمید الطائی عن محمد بن مسلم قال قال ابوجعفر علیہ السلام ان العلم یتوارث فلا یموت عالم الا ترک من یعلم مثل علمہ او ماشاء اللہ

سے انہوں نے عبدالحمید طائی سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بطور وراثت بھی علم ہم میں چلا آیا ہے، ہم میں کا کوئی عالم اس دنیا سے نہیں جاتا لیکن یہ کہ وہ ایسا عالم چھوڑ جاتا ہے جو اسی کے مثل ہو۔

**توضیح** مطلب یہ ہے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام حضرت رسول کریم ہی کی طرح علم لدنی لے کر آتے ہیں اور جس وقت پیدا ہوتے ہیں وہ مکمل علم کے مالک ہوتے ہیں لیکن اس کے علاوہ بھی ہر بزرگ جب دنیا سے جاتا ہے تو اپنا وہ علم جو وہ خود اپنی ذہانت سے پیدا کرتا ہے وہ اپنے جانشین کو دے جاتا ہے، ذہانت سے علم پیدا کرنے کا ثبوت امیر المومنین علیہ السلام کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ "علمنی رسول اللہ الف باب الخ رسول خدا نے مجھے علم کے ہزار ابواب تعلیم کئے ہیں اور میں نے ہر باب سے ہزار ابواب پیدا کئے ہیں اور یہ کہ ہر جانے والا اپنا علم دے جاتا ہے امیر المومنینؑ کے اس قول سے واضح ہے وہ فرماتے ہیں۔ فرقنی رسول اللہ فرقار قا" رسول خدا نے مجھے اس طرح بھرایا ہے جس طرح کبوتر اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے، اسی مثال سے واضح ہے کہ رسول خدا نے سارے کا سارا علم علی کو دے دیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ آدم سے لے کر آخری عہد تک کا سارا علم ائمہؑ کے پاس تھا، یہ جامع ترین ہستیاں تھیں، رسول خدا فرماتے تھے کہ "من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ الخ جو آدم کا علم اور نوح کی ہیبت وغیرہ دیکھنا چاہے اسے چاہیئے کہ علی کو دیکھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۳)

## آئمہ طاہرین کے، نبی کریم اور کل انبیاء واوصیاء کے وارث علوم ہونے کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) چوتھی (۲) پانچویں (۳) چھٹی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحییٰ عن شعیب الحداد عن خریس الکناسی قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام وعندہ ابو بصیر فقال ابو عبد اللہ ان داؤد ورث علم الانبیاء علیہ السلام وان سلیمان ورث داؤد وان محمداً ورث سلیمان وانا ورثنا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم وان عندنا صحف ابراھیم والواح موسیٰ

احمد بن ادریس نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے شعیب الحداد سے انہوں نے خریس الکناسی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں (ایک دن) حاضر ہوا تو ان کے پاس اس وقت ابو بصیر بھی تھے، اس وقت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علم انبیاء کے وارث تھے (ان کے بعد) داؤد کے وارث علم سلیمان ہوئے پھر حضرت محمد مصطفےٰ سلیمان کے وارث علم ہوئے اور ہم لوگ محمد مصطفےٰ صلعم کے وارث علم ہیں۔ بے شک ہمارے پاس صحف ابراہیم اور الواح موسیٰ ہیں، (یہ سن کر) ابو بصیر نے عرض کی تو کیا مولا یہ وہی علم ہے جس کا

https://www.shiabookspdf.com/

فقال ابو بصیر ان هذا هو العلم فقال یا ابا محمد لیس هذا هو العلم انما العلم ما یحدث باللیل والنهار یوما بیوم وساعة بساعة۔

(۲) محمد بن یحیٰی عن محمد بن عبد الجبار عن محمد بن اسماعیل عن علی بن النعمان عن ابن مسکان عن ابی بصیر عن ابی عبد الله علیه السلام قال قال لی یا ابا محمد ان الله عزوجل لم یعط الانبیاء شیأ الا وقد اعطاه محمداً جمیع ما اعطی الانبیاء وعندنا الصحف التی قال الله عزوجل" صحف ابراهیم وموسٰی" قلت جعلت فداک هی الالواح قال نعم۔

آپ نے ذکر فرمایا، حضرت نے فرمایا اے ابو محمد ہم میں بس دھی علم نہیں ہے بلکہ ہمارا علم رات دن۔ دن بدن اور گھڑی بہ گھڑی بڑھتا ہے۔ (یعنی ہم اسی علم میں محدود نہیں ہیں)

محمد بن یحیٰی نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن نعمان سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو محمد خداوند عالم نے (علوم و معجزات میں سے کوئی چیز انبیاء کو نہیں دی لیکن یہ کہ وہ محمد مصطفٰے ﷺ کو عطا کیا ہے۔ اور (سنو) اس نے محمد مصطفٰے ﷺ کو وہ سب کچھ دیا ہے جو تمام انبیاء کو عطا کیا ہے۔ اور یہ بھی جان لو) کہ ہمارے پاس وہ تمام صحیفے ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے "ابراہیم اور موسٰی کے صحیفے" (سورہ اعلیٰ ۱۹)

وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی مولا یہی الواح (موسٰی) فرمایا ہاں "

https://www.shiabookspdf.com/

(۳) محمد عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ سالہ عن قول اللہ عز وجل" ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر" مالزبور وما الذکر قال الذکر عند اللہ والزبور الذی انزل علی داؤد وکل کتاب نزل فھو عند اھل العلم ونحن ھم۔

محمد نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، انہوں نے امام علیہ السلام سے اس قوم خدا،، ولقد کتبنا الخ (سورۃ انبیاء ۱۰۵) کے بارے میں سوال کیا کہ زبور سے کیا مراد ہے اور ذکر سے کیا مراد ہے۔

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "ذکر" اللہ کے نزدیک (رسول اللہ) اور زبور وہ ہے جو داؤدؑ پر نازل ہوا تھا، (سنو) صرف زبور ہی نہیں بلکہ) جتنی کتابیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں وہ سب اہل علم کے پاس ہیں اور اہل علم ہم اہلبیتؑ ہیں۔

**توضیح** تیسری حدیث کے متعلق عرض ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ ذکر سے لوح محفوظ مراد ہے، علامہ مجلسی بعض حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ذکر سے مراد رسول خدا ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے زبور میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول خدا کے بعد زمین کے وارث آئمہ اہلبیتؑ ہوں گے (مرآۃ العقول ج ۱ ص ۱۶۹)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۴)

## تمام منزل من اللہ کتابوں کے آئمہؑ کے پاس ہونے اور ان سے انکے اچھی طرح واقف ہونے کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے حسن بن ابراہیم سے انہوں نے یونس سے انہوں نے ہشام بن حکم سے" حدیث بریہ (ابراہیم عالم نصاریٰ) کے بارے میں روایت کی ہے کہ وہ یعنی ہشام اس کو لئے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مل گئے، ہشام نے ان کو اس عالم کے واقعات بتائے اور ان سے عرض کی کہ میں انہیں حضرت صادق آل محمدؐ کے پاس لئے جا رہا ہوں، یہ سن کر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے، بریہ سے فرمایا کہ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں، تمہاری کتاب (انجیل) کے بارے میں کیسا علم ہے اس نے کہا مجھے بہت اچھا علم ہے اور میں اس کا عالم ہوں حضرت نے پوچھا کہ تم کو کیسے اس پر اعتماد ہے کہ جو تاویل (انجیل) کی تم بیان کرتے ہو تو یہ وہی تاویل ہے جو حضرت عیسیٰ نے بیان کی ہے، اس نے کہا کہ میں اپنے کمالِ علم پر اعتماد رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میں جو کچھ بیان کرتا ہوں وہ بالکل صحیح ہے، یہ سنکر" فابتدا ابو الحسن یقرء الانجیل" امام علیہ السلام نے انجیل پڑھنا شروع کر دیا" اس نے، حیرت کے ساتھ... پوچھا کہ کیا آپ انہیں میں سے جن کو میں پچاس سال سے تلاش کر رہا تھا۔ (اس کے بعد اور باتیں ہوئیں) فآمن بریہ" بالآخر بریہ ایمان لایا اور اس کے ساتھ وہ عورت بھی ایمان لائی جو اس کے ہمراہ تھی،

اس کے بعد ہشام بن الحکم اور بریہ اور وہ عورت، یہ تینوں حضرت امام جعفر صادقؑ

https://www.shiabookspdf.com/

کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہشام نے تقدیم ماوجب کے بعد وہ تمام واقعہ دھرایا جو امام موسیٰ کاظم اور بریھ کے درمیان پیش آیا تھا، یہ سن کر حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے اس آیت "ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم" بعض اولاد (ذریت) محض سے ہے اور اللہ سمیع و علیہ ہے" کی تلاوت فرمائی" اس کے بعد بریھ نے پوچھا کہ توریت اور انجیل اور دیگر کتب انبیاء (اور ان کا علم) آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہوا، امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب کچھ وراثتاً ملا ہے، ہم اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح وہ انبیاء پڑھتے تھے اور ہم وہی کہتے ہیں جو وہ کہتے تھے (ہمارا اور ان کا دین ایک ہے) اے بریھ سنو) خدا نے اپنی زمین پر حجت مقرر کیا ہے۔ اور وہ ہم ہیں، اور ہم ہی سب چیزوں کے عالم ہیں) ان اللہ لا یجعل حجۃ فی ارضہ یسال عن شئی فیقول لا (دری خدا ایسے کو اپنی حجت نہیں قرار دیتا جس سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ یہ کہدے کہ میں نہیں جانتا۔

**اقول** اس حدیث کے پس منظر میں وہ واقعہ قابل تذکرہ ہے جس کا ذکر شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب التوحید میں اور علامہ مجلسی نے اپنی کتاب مرآۃ العقول میں فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ بریھ جو کہ مطابق قاموس ابراہیم کا محقف ہے یہ شخص قوم نصاریٰ کا بہت بڑا عالم تھا اور ستر سال اس نے اسی دین پر گذارا تھا لیکن اس کے دل میں اسلام کی تڑپ تھی تقریباً پچاس سال سے وہ ایسا عالم ڈھونڈ رہا تھا جو اس سے مناظرہ کرکے اسے اسلام کا قائل کردے لیکن ایسا کوئی شخص نہ ملا تھا اور وہ اعلان عام کیا کرتا تھا کہ مجھ سے کوئی مناظرہ کرے، اس اعلان کی اطلاع تمام فرقوں کو تھی جن میں یہود مجوس اور مسلمان شامل تھے مگر کوئی اس سے گفتگو نہیں کرتا تھا یا اگر گفتگو کی نوبت آئی ہو تو وہ کامیاب نہیں ہوتا تھا، اس کے ساتھ ایک عورت تھی جو اس کی خدمت کیا کرتی تھی، بریھ، اس عورت سے نصرانیت کی کمزوریاں بیان کیا کرتا تھا اس کا خیال تھا کہ نصرانیت کے دلائل کمزور ہیں مگر ایسا شخص دستیاب نہیں ہوتا تھا جو اسلام کے دلائل اس کے سامنے پیش کرے اور وہ جن طریقوں سے اسلام کو سمجھنا چاہتا تھا، سمجھائے، ایک دن اس عورت نے اس سے کہا کہ تم تمام مسلمانوں کے بزرگوں سے بات کر چکے ہو اور مطمئن نہیں ہوئے"

"سنو" ایک فرقہ اور ہے جسے "شیعہ" کہتے ہیں بہتر ہوگا کہ اس کے کسی عالم سے بھی گفتگو کرو" اسی سلسلہ میں اس نے "ہشام بن حکم" کا حوالہ دیا، یہ سن کر اس نے ان سے ملنے کا پروگرام بنایا اور ایک دن سنو آدمیوں کو لے کر ان کی دوکان پر پہونچ گیا جو کہ محلہ "کرخ" بغداد میں واقع ہے، جب یہ پہونچا تو اس وقت ہشام لوگوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے اس کے پہونچتے ہی اس کے لئے ایک کرسی ڈالدی گئی وہ اس پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اے ہشام میں تمہارے پاس اسلام اور نصرانیت کے سلسلہ میں مناظرہ کرنا چاہتا ہوں اور سنو میں تمام بڑے بڑے علمائے اسلام سے مناظرہ کر چکا ہوں اور کوئی علم کلام میں میرا مقابلہ نہیں کر سکا، اب تم سے مناظرہ کرونگا، یہ سن کر ہشام بن حکم، ہنس پڑے اور انہوں نے کہا کہ اے "عالم نصاریٰ" اگر تو مجھ سے یہ ارادہ رکھتا ہے کہ میں حضرت عیسیٰ کی طرح آیت ثابت کروں اور ان جیسا اپنے کو پیش کروں تو یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ پاک روح رکھتے تھے ان کی آیات روشن و ظاہر اور ان کے علامات قائم اور نمایاں تھے، اس کے علاوہ جو پوچھنا چاہے "پوچھ" پھر بریھہ نے کچھ سوالات کئے جن کے جوابات ہشام نے نہایت مکمل دیئے، پھر ہشام نے نصرانیت کے بارے میں کچھ سوالات کئے جن کے جواب سے وہ عاجز رہا، جس کے نتیجے میں وہ نصرانی جو اس کے ساتھ آئے تھے سخت شرمندہ ہوئے بالآخر وہ اپنے گھر واپس چلا گیا لیکن نادم شرمندہ اور غمگین تھا، یہ دیکھکر اس کی عورت نے پوچھا، کیا بات ہے؟ تو اتنا رنجیدہ کیوں ہے اس نے سارا واقعہ بیان کیا یہ سنکر وہ عورت بولی، پریشانی کی کیا بات ہے، یہ تو تیرے لئے دعوت خیر ہے، یہ بتا کہ تو حق چاہتا ہے یا باطل اس نے کہا کہ "حق" عورت بولی کہ پھر حق جہاں ملے اسے حاصل کر اور کسی بات کا خیال نہ کر، برابر کو اس کی بات ہے، یہ تیرے لئے دعوت خیر ہے، یہ بات پسند آئی اور وہ ہشام سے پھر ملنے کا عازم ہو گیا" چنانچہ دوسرے دن پھر ہشام کے پاس گیا اور بالکل تنہا گیا اور ان سے کہا کہ اے ہشام تمہارا مرکز کون ہے اور تمہارا مرجع و ماویٰ کون ہے؟ ہشام نے کہا کہ "وہ سید" ہے اولاد آدم میں اس وقت سب سے اعلیٰ و ارفع ہے، معصوم ہے کبھی گناہ نہیں کیا، سخی ہے کبھی بخل نہیں کیا۔ بہادر ہے کبھی بزدلی نہیں کی۔ علم سے بھرپور ہے، جہل اس کے قریب نہیں جا سکتا۔ وہ دین کا حافظ ہے، فرائض پر عامل ہے، علم انبیاء کا جامع ہے غصہ کے وقت حلم کرتا ہے۔

https://www.sirabookspdf.com/

دوست اور دشمن دونوں کے ساتھ انصاف کرتا ہے، وہ کتاب کا عامل ہے عجائبات کی باتیں کرتا ہے۔ وہ حجت ہے۔ ہر سوال کا جواب شافی دیتا ہے وغیرہ وغیرہ، بریہہ نے کہا کہ اے ہشام تم نے تو حضرت عیسٰی کی تعریف کر دی، سنو، جب ایسا ہے تو میں ان پر ضرور ایمان لاؤں گا، ہشام نے کہا کہ اگر ایمان لاؤ گے تو یقیناً نجات پاؤ گے۔ اس کے بعد پروگرام بنا اور ہشام بریہہ اور اس کی عورت مدینہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملنے کے لئے روانہ ہو گئے، وہاں پہونچکر امام جعفر صادقؑ سے پہلے ان کے فرزند امام موسٰی کاظم علیہ السلام مل گئے اور انہوں نے اسے مطمئن کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا" ہشام کا بیان ہے کہ جب امام موسٰی کاظمؑ نے انجیل پڑھی، قال بریہہ لقد کان المسیح یقرؤھا ھکذا الخ بریہہ نے کہا کہ حضرت عیسٰی اسی طرح انجیل پڑھتے تھے اور ان کے علاوہ کوئی بھی نہیں پڑھ سکا، سوائے آپ کے۔ (باقی خبر مذکورہ حدیث میں ہے) علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ پھر بریہہ ان کی خدمت میں رہا یہاں تک کہ امام جعفر صادقؑ نے وفات پائی۔ ان کے بعد وہ امام موسٰی کاظم کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کے مرنے کے بعد امام علیہ السلام نے خود غسل دیا خود کفن پہنایا، خود لحد میں اتارا اور خود دفن فرمایا۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۵)

# علی بن ابی طالب کے ترتیب نزولی پر جمع قرآن

## کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے عمرو بن مقدام سے انہوں نے جابر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ" کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے کل قرآن کو ترتیب نزولی پر جمع کیا ہے، اگر کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے تو وہ دعویٰ یقیناً غلط

اور کذب پر محمول ہوگا، قرآن مجید کو صرف علی بن ابی طالب نے ترتیب نزولی پر جمع کیا تھا اور وہ اس کے حافظ تھے ان کے بعد دیگر آئمہ طاہرین اس کے حافظ اور محافظ ہیں۔

**اقول** نہ صرف علماء اہلِ تشیع بلکہ علمائے اہل تسنن کا اس پر اتفاق ہے کہ موجودہ قرآن ترتیب نزولی کے مطابق نہیں ہے۔ یعنی جس ترتیب سے قرآن نازل ہوا اس ترتیب سے جمع نہیں کیا گیا، مولانا اشرف علی تھانوی مترجم قرآن مجید، مقدمہ قرآن مجید میں کہتے ہیں کہ "آنحضرت نے پر سب سے پہلے سورہ" اقرا باسم ربک" اور سب سے آخر میں سورہ" اذا جاء نصر اللہ..... الخ نازل ہوا ہے اس وقت میرے زیر نظر ایک قرآن مجید ہے جو مطبع بابی حلبی مصر میں ۱۳۴۲ھ میں چھپا ہے اس کے ٹائیٹل پر لکھا ہے" ھذا القران موافق فی الرسم لمصحف سیدنا عثمان، اس قرآن مجید کے ص۵۱۴ پر سورہ اقراء کے ذیل میں مرقوم ہے" وھی اول ما نزل من القران اور ص۵۲۲ پر سورہ" اذا جاء نصر اللہ کے ذیل میں لکھا ہے" وھی آخر ما نزل من السور" یعنی سورہ اقراء سب سے پہلے اور سورہ" اذا جاء" سب کے بعد میں نازل ہوا ہے، اسی طرح تقریباً تمام سورتوں کے متعلق تحریر ہے کہ یہ سورہ فلاں سورہ کے بعد نازل ہوا ہے جو یقیناً موجودہ قرآن کی ترتیب کے بالکل خلاف ہے۔

بیسویں صدی کے مفکر علامہ عنایت اللہ المشرقی" سربراہ خاکسار تحریک" اپنی جدید تصنیف" تکملہ" میں تحریر فرماتے ہیں" چودہ سو برس میں مسلمانوں نے قرآن کو جس طرح پڑھا اور جس انداز سے سمجھا اور اس کی مذہبی دُھن میں جو بالکل پیچھو اور بے معنی باتیں پیش کر کے دنیا کو قرآن جیسی عظیم الشان کتاب سے بیزار کر گئے ہیں وہ انداز غلط اور گمراہ کن تھا، اور اسی وجہ سے خود مسلمانوں میں وہ عزم و یقین جو قرن اوّل میں چند صد مسلمانوں کے دلوں میں وحی کے برحق ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے، آج مفسرین قرآن کی خود رائی اور غلط بینی کے باعث دلوں سے محو ہو گئے ہیں (ص۶)..... مکی اور مدنی سورتوں میں تخصیص اگرچہ مسلمانوں نے علی الحساب کی ہے اور کئی جگہ اختلاف ہے لیکن شان نزول کے اعتبار سے ان کی ترتیب غیر تاریخی بلکہ اکثر غیر منطقی بھی ہے، جس ترتیب کو میں نے اختیار کیا ہے اس میں یہ

نقائص حتی الوسع نہیں ہوں گے (ص۳) قرآن کی موجودہ ترتیب علی الحساب اور بے منطق ومعنی ہے لیکن قرآن اپنی اس موجودہ ترتیب میں جو قطعی طور پر علی الحساب اور بے منطق ہے ایک نہایت پریشان دفتر نظر آتا ہے جس کا کوئی سرا کسی دوسرے سے نہیں ملتا، جس کی کائنات خیالات پریشان سے زیادہ معلوم نہیں دیتی، جس میں تکلیف دہ انتشار اور پریشان کن اعادات ہیں جو ذہن پر ناگوار گذرتے ہیں جس میں ایک ہی مضمون کو تکلیف دہ طور پر بار بار دہرانے کی منطق نظر نہیں آتی، جس کی ہر سورت سباق و سیاق اور احوال وقت سے الگ ہو کر تبرکاً پڑھی جاتی ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ کن حالات کے تحت نازل ہوئی تھی اور کس ضرورت کے ماتحت کس واقعہ کو دہرایا گیا، جس میں ربط نہیں، دلیل نہیں، صغریٰ کبریٰ نہیں تجویز و تدبیر نہیں، کوئی چونکا دینے والا پیغام نہیں، کچھ وہ نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ رسول خدا نے کیونکر ایسے سرفروش اور جانباز انسان پیدا کر دیئے جو کفار عرب کو پچھاڑ کر رہے، وہ کچھ نہیں جو قیامت تک دنیا کو دم بخود کر دے (ص۳۱) اور خدا کے پیغام کو سمجھے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے انسان کو گرما گرم کر دے۔ میرے نزدیک اور ہر سلیم الذہن انسان کے نزدیک یہ خدا کے پیغام کے ساتھ بڑی بے انصافی ہے کہ جس ترتیب و ترکیب کے ساتھ وہ انسان کے پاس آکر دنیا کو تہ و بالا کرنے والی جماعت کا ماحول دنیا سے ختم ہو جائے تو آنے والے لوگوں کو وہ وحی گڈمڈ کر کے علی الحساب پڑھنے کے لئے دیدی جائے کہ جاؤ اس چیستان کو حل کرتے پھرو کہ عرب کے رسول نے کیونکہ وہ ایمان والے لوگ پیدا کر دیئے تھے الخ

"تمدن عرب" کے مصنف مسٹر لیبان نے ترتیب قرآن کے متعلق لکھا ہے کہ "عبارت تو اس کی حیرت انگیز ہے لیکن سلسلہ مضامین اور دلائل منطقی اس میں اکثر مفقود ہیں اور اس کے اجزاء میں بہت کم تناسب ہے۔ قرآن بلحاظ ترتیب ایک اس قسم کی کتاب ہے کہ اس کے اوراق کو لکھ کر بلا ترتیب آپس میں ملا دیا گیا ہو (تمدن عرب لیبان مترجمہ بلگرامی) انہیں نے یہ لکھا ہے کہ رسول عربی کے امی محض ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ (نعوذ باللہ من ذالک) اگر وہ امی نہ ہوتے تو قرآن کی ترتیب بہتر ہوتی (تاریخ مذاہب رشید احمد ص۴۲۱ طبع البرٹ پریس کوئٹہ ۱۹۶۴ء)

https://www.shiabookspdf.com/

بہر حال جو قرآن مجید حضرت علیؑ نے جمع کیا تھا وہ ترتیب نزول کے مطابق تھا علامہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ اس میں سب سے پہلے سورہ اقراء۔ پھر سورہ مدثر، پھر سورہ نون، پھر سورہ مزمل، پھر سورہ تبت یدا پھر سورۃ تکویر تا آخر قرآن تھا۔ اسی طرح مکی پھر مدنی سورے تھے (اتقان ج ۱ ص ۶۲ طبع مصر)

اس قرآن مجید کے متعلق محمد بن سیرین کا کہنا ہے کہ اگر وہ ہم تک پہونچتا تو ہم علم کے بہت بڑے ذخیرے سے بہرہ مند ہو جاتے الخ (تاریخ الخلفاء ص ۱۹۷ طبع دہلی)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ، احد من جمع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ، حضرت علی وہ شخص ہیں جنہوں قرآن جمع کر کے رسول مقبول کی خدمت میں برائے ملاحظہ پیش کیا تھا (تاریخ الخلفاء ص ۱۷۶)

اس مقصد کو محدث دہلوی شاہ ولی اللہ نے ان لفظوں میں واضح کیا ہے، نصیب اوازاجیاد علوم دینیہ آں است کہ جمع کردہ قرآن را بحضور آں حضرت ترتیب دادہ بود، یعنی مولا علیؑ نے جس قدر علوم دینیہ میں روح پیدا کی اس کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ آپ نے قرآن مجید کو آنحضرت کی موجودگی اور نگرانی میں جمع اور مرتب کیا (ازالۃ الخفا مقصد نمبر ۲ ص ۲۷۳) اسی مقصد کو حدیث مذکورہ میں واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید کو ترتیب نزولی کے مطابق صرف حضرت علیؑ نے جمع کیا تھا یعنی عہد حضرت ابوبکر میں جو قرآن جمع کیا گیا جس کے تمام نسخے حضرت عثمان نے جلوا کر خود مرتب کرایا تھا یہ دونوں قرآن ترتیب نزولی کے مطابق نہ تھے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ ہمیں موجودہ قرآن ہی پر ایمان رکھنے اور عمل کرنے کا حکم آئمہ طاہرین علیہ السلام نے دیا ہے اور ہم اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں اور اس کا یقین کامل رکھتے ہیں کہ اس قرآن میں تحریف نہیں ہوئی اور یہ سارا کا سارا قرآن ہے نہ اس میں کمی ہوئی ہے نہ زیادتی ہوئی ہے البتہ یہ ترتیب نزولی کے مطابق نہیں ہے لیکن اس سے احکام واعمال، امر ونہی پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ حضرت رسول کریم صلعم قرآن کے ساتھ ساتھ اس کے مفسر اور مبین بھی چھوڑ گئے ہیں جو ہماری رہنمائی کے لئے رہتی دنیا تک زندہ و باقی، قائم و دائم رہیں گے۔

# باب (۳۶)

# حضرات آئمہ طاہرین ؑ کے پاس اسم اعظم ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

۱ محمد بن یحییٰ وغیرہ نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن فضیل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شریس الوابشی نے جابر کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے اسمائے اعظم کے ۷۲ حروف ہیں جن میں سے صرف ایک حرف آصف بن برخیا (وصی حضرت سلیمان) کو معلوم تھا جس کی وجہ سے زمین سمٹ گئی تھی اور انہوں نے تخت بلقیس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا تھا، پھر زمین اپنی جگہ پلٹ گئی تھی (یہ سب کچھ) چشم زدن میں ہو گیا تھا (سنو) ہمارے پاس اسم اعظم کے ۷۲ حروف ہیں ایک حرف اللہ کے پاس علم غیب میں ہے (اور سنو ہم سب کچھ کر سکتے ہیں) اور نہیں ہے کوئی طاقت و قوت لیکن خدائے بزرگ و برتر کی (یعنی ہم جو کچھ کر سکتے ہیں اسی کی قوت و طاقت سے کر سکتے ہیں)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۳۷

# آئمہ طاہرین کے پاس انبیاء کرام کی نشانیوں کے ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

۲ احمد بن ادریس نے عمران بن موسیٰ سے انہوں نے موسیٰ بن جعفر البغدادی سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے ابو حمزہ ثمالی سے انہوں

نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "الواح موسیٰ عندنا وعصا موسیٰ عندنا ونحن ورثۃ النبیین الواح موسیٰ ہمارے پاس ہیں اور عصائے موسیٰ ہمارے پاس ہے اور ہم انبیاء کرام کے وارث ہیں،

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں حجر موسیٰ کا اور چوتھی حدیث میں قمیص آدم اور خاتم سلیمان کا اور پانچویں حدیث میں قمیص یوسف کا ذکر ہے اور آخر میں مرقوم ہے۔ قال کل نبی ورث علماً او غیرہ فقد انتھیٰ الی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو نبی بھی علم یا کسی چیز کا وارث ہوا ہے اس کی انتہا آل محمدؐ پر ہوئی ہے (یعنی وہ تمام انبیاء کے وارث ہیں۔

## باب (۳۸)

## حضرات ائمہ طاہرین کے پاس سلاح رسول اور انکی پونجی ہونے کے بیان میں

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں۔ (۱) تیسری (۲) پانچویں (۳) آٹھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن یحییٰ الحلبی عن ابن مسکان عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال ترک رسول اللہ فی المتاع سیفاً ودرعاً وعنزۃ ورحلاً وبغلتہ

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحییٰ حلبی سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ رسول خدا نے اپنی پونجی میں، تلوار۔ زرہ، چھوٹا نیزہ کا لٹھی

الشهداء فورث ذالك كله علی بن ابی طالبؑ۔

اور ایک چتکبرا خچر چھوڑا تھا، ان سب کے مالک علی بن ابی طالب ہوئے۔

(۲) احمد بن محمد و محمد بن یحیی عن محمد بن الحسن عن محمد بن عیسی عن احمد بن ابی عبد اللہ عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال سالتہ عن ذی الفقار سیف رسول اللہ صلعم من این ھو، قال ھبط بہ جبرئیلؑ من السماء وکانت حلیتہ من فضۃ وھو عندی۔

احمد بن محمد اور محمد بن یحیی نے محمد بن حسن سے انہوں نے محمد بن عیسی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ذوالفقار جو رسول خدا صلی اللہ علیہ کی تلوار تھی یہ کہاں سے دستیاب ہوئی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے جبرئیل آسمان سے لائے تھے اس کی مٹھیا چاندی کی ہے" اور وہ اب ہمارے پاس موجود ہے۔

(۳) محمد عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن فضالۃ عن عمر بن ابان قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عما یتحدث الناس انہ دفع الی ام سلمی صحیفۃ مختوم فقال ان رسول اللہؐ لما قبض ورث علیؑ علمہ وسلاحہ وما ھنیاك ثم صار الی الحسن ثم صار الی الحسینؑ قال قلت ثم صار الی علی بن الحسین ثم صار الی ابنہ ثم انتھی الیك فقال نعم۔

محمد نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے عمر بن ابان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے اپنی وفات کے قریب ام سلمیٰ کو ایک مہر شدہ صحیفہ دیا تھا (اس کی اصلیت کیا ہے؟) حضرت نے فرمایا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ان کے علم اور صلاح اور ان چیزوں کے وارث علی بن طالب ہوئے جو کچھ ان کے پاس (تبرکات انبیاء وغیرہ سے تھا) پھر وہ چیزیں امام حسنؑ تک پہونچیں ان

کے بعد امام حسین کو ملیں، راوی کہتا ہے
پھر میں نے عرض کیا کہ ان کے بعد امام زین العابدین
کو پھر امام محمد باقر کو ملیں یہاں تک کہ آپ کو
پہونچیں، فرمایا، ہاں

**توضیح** حدیث نمبر ۱ کے سلسلہ میں عرض ہے کہ اس میں متروکہ رسول خدا کے سلسلہ میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ اسی باب کی دیگر احادیث میں اور بھی کئی چیزوں کا تذکرہ ہے، روایت، مخفر۔ دوفچر۔ دلدل۔ دو گھوڑے ایک گدھا تین ٹوپیاں، عمامے وغیرہ۔

حدیث نمبر ۳ کے بارے میں عرض ہے کہ یہ حدیث اس باب کی آٹھویں حدیث ہے اسی باب کی ساتویں حدیث میں یہی کچھ فرمایا گیا ہے جو آٹھویں حدیث میں ہے لیکن اس میں سائل کے سوال کا جواب واضح ہو جاتا ہے۔ سائل نے یہ دریافت کیا ہے کہ ام سلمہ کو رسول خدا نے ہر شدہ صحیفہ دیا تھا یا نہیں، آٹھویں حدیث میں جواب کی وضاحت نہیں ہے البتہ ساتویں میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ ام سلمہ کو وہ صحیفہ رسول خدا سے نہیں بلکہ امام حسین سے ملا تھا، رسول خدا نے سب کچھ علی بن ابی طالب کو دیا تھا ان کے بعد امام حسن کو ملا پھر امام حسین تک پہونچا امام حسین علیہ السلام نے عراق جاتے وقت وہ صحیفہ ام سلمہ کو دیا تھا، واقعہ کربلا کے بعد جب امام زین العابدین مدینہ واپس آئے تو ام سلمی نے وہ امانت امام زین العابدین کے حوالے کر دی۔

# باب (۳۹)

## سلاح رسول ؐ کے بیت بنی اسرائیل کے مانند ہونے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) تیسری (۲) چوتھی نقل کی جاتی ہیں:

(۱) محمد بن یحیٰی عن محمد بن الحسین عن صفوان

محمد بن یحیٰی نے محمد بن الحسین سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال کان ابو جعفر علیہ السلام یقول انما مثل السلاح فینا مثل التابوت فی بنی اسرائیل حیثما دار التابوت او توالنبوۃ وحیث ما دار السلاح فینا فثم الامر قلت فیکون السلاح مزایلاً للعلم قال لا۔

کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم میں سلاح (تبرکات رسول) کی وہی حیثیت ہے جو بنی اسرائیل میں تابوت کی تھی (ان کے یہاں یہ تھا کہ) جہاں سلاح رسول ہیں وہیں امامت ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ (کیا یہ ممکن ہے کہ) سلاح مفارق علم یعنی (امامت) ہو فرمایا نہیں (یعنی امامت اور سلاح رسول لازم وملزم نہیں)

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال قال ابو جعفر علیہ السلام انما مثل السلاح فینا کمثل التابوت دار الملک وانما دارت السلاح فینا دار العلم۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن ابی نصر سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم میں سلاح رسول کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسی بنی اسرائیل میں تابوت کی تھی۔ (ان کے عہد میں یہ تھا) کہ جہاں تابوت ہوتا تھا وہیں حکومت وسلطنت بھی ہوتی تھی (ہمارے یہاں یہ ہے) کہ جہاں سلاح رسول ہیں وہیں علم (یعنی امامت) ہے۔

**توضیح** اس کا مطلب یہ ہے کہ تابوت بنی اسرائیل اور نبوت وحکومت لازم وملزوم تھی جہاں تابوت ہوتا تھا وہاں نبوت وسلطنت ہوتی تھی بشرطیکہ تابوت چھینا نہ گیا ہو یعنی اگر جبراً چھین لیا جائے جیسا کہ جالوت نے چھین لیا تھا اور تابوت اس کے وہاں چلا گیا تھا، تو لزوم باقی نہ رہے گا بلکہ اس کے صورت یہ ہوگی کہ درصورت جبر وقہر نبوت بدستور رہے گی، یہی صورت آئمہ اہلبیت علیہ السلام کے متعلق ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۴۰)

# صحیفہ، جفر و جامعہ اور مصحف فاطمہ کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن سے دو حدیثیں۔
(۱) پہلی (۲) پانچویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن عبداللہ بن الجبال عن احمد بن عمر الحلبی عن ابی بصیر، قال دخلت علی ابی عبداللہ علیہ السلام فقلت له جعلت فداك انی اسألك عن مسئلة، ههنا احد یسمع کلامی ؟ قال فرفع ابو عبداللہ ستراً بینه وبین بیت آخر فاطلع فیه ثم قال یا ابا محمد سل عما بدا لك قال، فقلت جعلت فداك ان شیعتك یتحدثون ان رسول اللہ صلعم علم علیاً ع بابا یفتح له منه الف باب ؟ قال فقال، یا ابا محمد علم

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے عبداللہ جبال سے انہوں نے احمد بن عمر حلبی سے انہوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو، میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں (حضور) یہاں کوئی موجود تو نہیں ہے جو میری گفتگو سنے، ابوبصیر کہتے ہیں کہ حضرت نے (علم ماکان ومایکون کے باوجود، رسم دنیا کے مطابق) پردہ اٹھا کے دوسری طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اے ابومحمد جو چاہو، پوچھ سکتے ہو (اس جگہ کوئی غیر موجود نہیں ہے) ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو،

"لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو علم کا

رسول الله صلى الله عليه وسلم
علياً ع الف باب يفتح من
كل باب الف باب، تمت
هذا والله العلم، فنكت
ساعة في الارض ثم
قال انه لعلم وما هو
بذالك۔
قال ثم قال يا ابا محمد
وان عندنا الجامعة وما
يدريهم ما الجامعة؟
قال قلت جعلت
فداك وما الجامعة؟
قال، صحيفة [illegible]
ذراعا بذراع رسول الله ص
واملائه من خلق فيه
وخط علي بيمينه فيها
كل حلال وحرام وكل
شيئ يحتاج الناس
اليه حتى الارش
في الخدش، وضرب
بيده الي فقال تاذن
لي يا ابا محمد؟
قال قلت، جعلت
فداك انما انا لك
فاصنع ما شئت قال

ایسا باب تعلیم فرمایا کہ جس سے ایک ہزار باب علم کے کشادہ ہوئے، ابو بصیر کہتے ہیں، کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (سنو) حضرت رسول خدا ص نے امیر المومنین علی بن ابی طالب ع کو علم کے ایک ہزار باب تعلیم فرمائے اور ہر باب سے حضرت کے لئے ایک ہزار باب کشادہ ہوئے میں نے عرض کی کہ خدا کی قسم یہ علم ہے (یہ سنکر حضرت (بانتظار والہام تفکر کے عالم میں) زمین پر لکیریں کھینچنے لگے، پھر فرمایا، اے ابو بصیر بے شک یہ علم ہے، لیکن سارا علم نہیں ہے، ابو بصیر کہتے ہیں کہ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو محمد، ہمارے پاس "جامعہ" بھی ہے اور لوگ کیا جانیں کہ جامعہ، کیا ہے، میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو، مجھے بتایئے کہ "جامعہ" کیا چیز ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول رسول اللہ کے ہاتھ کے حساب سے ستر ہاتھ کا ہے" اس میں وہ کچھ ہے جو رسول اللہ اپنی زبان مبارک سے بولتے گئے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام لکھتے گئے، اس صحیفہ میں تمام حلال وحرام اور ہر اس شئے کا ذکر موجود ہے کہ جس کی طرف لوگوں کو (قیامت تک) احتیاج ہو سکتی ہے حتیٰ کہ ذرا سی، کھرونچ لگا دینے کا تاوان اور اس کی دیت کا ذکر بھی

https://www.shiabookspdf.com/

فغرني بيده وقال حتى
اراثين هذا كانه مغضب
قال - قلت هذا والله
العلم ، قال انه لعلم
وليس بذالك -
ثم سكت ساعة
ثم قال ، وان عندنا
الجفر وما يدريهم
ما الجفر ؟ قال قلت
وما الجفر ؟ قال
وعاءٌ من آدم فيه
علم النبيين والوصيين
وعلم العلماء
الذين مضوا من
بني اسرائيل ، قال
قلت ان هذا هو
العلم ، قال انه لعلم
وليس بذالك -
ثم سكت ساعة
ثم قال وان عندنا
لمصحف فاطمة وما
يدريهم ما مصحف
فاطمة عليه السلام
قال قلت وما مصحف
فاطمة صلى الله عليه السلام؟

بھی موجود ہے ، پھر حضرت نے مجھ سے اپنا
دست مبارک رکھکر ارشاد فرمایا کہ اے ابوبصیر
کیا تم مجھ کو اجازت دو گے (کہ میں سمجھانے
کے لئے تمہیں ذرا سی تکلیف دوں؟) میں
نے عرض کی ، یا حضرت میری جان آپ پر
فدا ہو ، میں آپ کا غلام ہوں جو چاہیں
آپ کریں ، پھر حضرت نے اپنے ہاتھ سے
مجھ کو زور کے ساتھ دبایا کہ بھی ذکر اس میں
ہے ، میں نے عرض کی ، خدا کی قسم یہ علم ہے ،
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بے شک یہ علم
سارا کا سارا نہیں ہے ، پھر حضرت (بانتظار
الہام) دیر تک خاموش رہے اس کے بعد
ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کے پاس جفر بھی
اور کیا جانیں ، میں نے عرض کی یا حضرت
یہ "جفر" کیا چیز ہے ، حضرت نے ارشاد
فرمایا کہ یہ ایک کھال کا ظرف ، جس میں
تمام انبیاء و اولیا اور علماء بنی اسرائیل
کے علوم (کے آثار) ہیں ، میں نے عرض
کی کہ بے شک یہ علم ہے ، حضرت نے ارشاد
فرمایا کہ ہاں یہ علم ہے لیکن تمام علم نہیں ہے
وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت
پھر (بانتظار الہام) تھوڑی دیر کے لئے
خاموش ہو گئے ، پھر ارشاد فرمایا کہ ہمارے
پاس مصحف فاطمہ بھی ہے اور یہ لوگ کیا
جانیں کہ وہ مصحف کیا ہے ، پھر ارشاد ہوا کہ

https://www.shiabookspdf.com/

قال مصحف فیه مثل قرانکم هذا ثلاث مرات، واللّٰه ما فیه من قرانکم حرف واحد، قال، قلت هذا واللّٰه العلم، قال انه لعلم وما هو بذالك۔

ثم سکت ساعة، ثم قال ان عندنا علم ما کان وعلم ما هو کائن الی ان تقوم الساعة، قال قلت جعلت فداك هذا واللّٰه هو العلم قال انه لعلم ولیس بذالك قال قلت، جعلت فداك فای شئ العلم قال یحدث باللیل والنهار، الامر من بعد الامر والشئ بعد الشئ الی یوم القیامة۔

کہ اس مصحف میں تمہارے قرآن موجودہ سے تین گنا زیادہ باتیں ہیں اور جو تمہارے قرآن میں موجود ہے اس میں سے ایک حرف بھی اس مصحف میں موجود نہیں ہے۔ (یعنی قرآن میں جو چیزیں ہیں ان کے علاوہ اس مصحف میں چیزیں موجود ہیں۔ جن احکام و اخبار غیب کا ذکر اس مصحف میں ہے اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور جن احکام اور اخبار غیب کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے ان کا ذکر اس مصحف میں نہیں ہے لیکن مجموعی حیثیت سے جو چیزیں اس میں ذکر کی گئی ہیں وہ اس قرآن سے تین گنا زائد ہیں) ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ خدا کی قسم یہ علم ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بے شک یہ علم ہے لیکن یہی سارا علم نہیں ہے۔

پھر حضرت (بہ انتظار الہام) تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ (سنو) تمام وہ باتیں جو ہو چکی ہیں اور جو ہونے والی ہیں سب کا علم ہمارے پاس موجود ہے، میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو، خدا کی قسم یہ علم ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ علم ہے لیکن یہی سارا علم نہیں ہے، میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو، بتایئے کہ پھر علم دکی منزل کیا ہے، حضرت نے ارشاد

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا کہ (ان علوم کے علاوہ وہ علم بھی ہے جو) رات دن بڑھتا رہتا ہے اور ایک امر کے بعد دوسرا امر اور ایک شے کے بعد دوسری شے ظاہر ہوتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ قائم تک قائم رہے گا۔

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن ابی عبیدۃ قال سال ابا عبد اللہؑ بعض اصحابنا عن الجفر فقال ھو جلد ثور مملوء علما، قال لہ ما الجامعۃ؟ قال تلک صحیفۃ لھا سبعون ذراعا فی عرض الادیم مثل فخذ الفالج فیھا کل ما یحتاج الناس الیہ ولیس من قضیۃ الا وھی فیھا حتی ارش الخدش۔ قال فمصحف فاطمہؑ؟ قال فسکت طویلا ثم قال انکم لتبحثون عما تریدون وعما لا تریدون

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے

انہوں نے ابن رئاب سے انہوں نے ابو عبیدہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب (یعنی اصحاب ائمہ میں سے کسی شخص نے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، جعفر (ہونے) کے متعلق سوال کیا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جعفر، بیل کی کھال کا ایک ظرف ہے جس میں تمام علوم کے آثار و اشارات) موجود ہیں پھر اس شخص نے سوال کیا کہ "جامعہ" کیا ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ "جامعہ" ایک صحیفہ ہے جس کا طول ستر ہاتھ ہے اور اس کی چوڑائی اتنی ہے جتنی اونٹ کی ران چوڑی ہوتی ہے۔ اس صحیفے میں ان تمام باتوں کا ذکر ہے جن کی طرف لوگوں کو احتیاج ہو سکتی ہے اور کوئی قضیہ اور معاملہ ایسا نہیں ہے کہ جو اس میں موجود نہ ہو، یہاں تک کہ کھرونچ لگانے کا تاوان جو ہے اس کا بھی اس میں ذکر موجود ہے، پھر اس شخص

https://www.shiabookspdf.com/

ان فاطمة مکثت بعد رسول اللہ خمسة وسبعین یومًا وکان دخلها حزن شدید علی ابیها وکان جبرئیل یاتیها فیحسن عزاءها علی ابیها ویطیب نفسها ویخبرها عن ابیها ومکانه ویخبرها بما یکون بعدها فی ذریتها وکان علی علیه السلام یکتب ذالك فهذا مصحف فاطمة علیه السلام۔

نے سوال کیا کہ "مصحف فاطمہؑ" کیا ہے (یہ سنکر) حضرت (بہ انتظار الہام) دیر تک خاموش رہے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ (تم کو کیا ہو گیا ہے) کہ تم لوگ ہر بات کے متعلق سوال کرتے ہو چاہے اس کا تمہارے اعمال و عقائد سے تعلق ہو یا نہ ہو (ہر چیز تو بتائے جانے کے قابل نہیں ہوتی) تاہم سنو، بات یہ ہے کہ جدہ نامدار حضرت فاطمہ زہرا رسول اللہ کی وفات (شہادت) کے بعد صرف ۷۵ روز تک زندہ رہیں اور آپ کو وفات پدر نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد رنج و صدمہ پہونچا اور آپ بے حد غمگین رہتی تھیں، اسی دوران میں آپ کے پاس جناب جبرئیلؑ آتے تھے اور آپ کو تسکین و تسلی دیتے تھے اور آپ کے پدر بزرگوار کے بارے میں خبر دیتے تھے کہ وہ کس حال میں ہیں اور انہیں خداوند عالم نے کیا بلند درجات عطا فرمائے ہیں اور فاطمہ زہراؑ کو (منجانب اللہ) اس کی بھی خبر دیتے تھے کہ ان کے بعد ان کی ذریت پر کیا (اچھی بری) گذرے گی اور حضرت امیر المومنینؑ ان تمام باتوں کو لکھتے جاتے تھے (اسی کے مجموعہ کو) "مصحف فاطمہ" کہتے ہیں۔

https://www.sniabookspdf.com/

# باب ۱۴۱

## سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" کی شان اور اس کی تفسیر کے بیان میں

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچویں حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ایک تیمی (ابوبکر بن ابی قحافہ) اور ایک عدوی (عمر بن الخطاب) حضرت محمد مصطفےٰ کی خدمت میں اس وقت پہونچے جب کہ وہ "انا انزلنا" کا سورہ پڑھ کر نہایت خشوع کی حالت میں بچشم تر تھے، ان لوگوں نے کہا کہ یا حضرت آپ اس سورے کو پڑھ کر اس درجہ گریہ کیوں فرما رہے ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ رونے کی وجہ میرا اپنی آنکھوں سے ملائکہ وغیرہ کو نازل ہوتے ہوئے اس شب دیکھنا ہے اور ان امور کو جو خدا نے بھیجا ہے دل سے قبول کرنے اور ان پر عمل کرانے کی طرف توجہ ہے اور (سنو) جو چیز شب قدر میں میرے دل میں سے میری زندگی میں متعلق ہے وہی بعینہٖ علی بن ابی طالب سے متعلق ہے، فرشتوں کا نزول میرے بعد ان پر شب قدر میں ہوگا (پھر یہ سلسلہ قیامت تک میری اولاد میں قائم رہے گا) پھر ان لوگوں نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں اور یہ کیا دیکھتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا (کہ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا) اس کے فوراً بعد بقدرت خدا زمین پر "تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر" لکھا گیا، پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا خدا کے "کل امر" کہنے کے بعد بھی کوئی بات رہ گئی تو انہوں نے کہا "نہیں" پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کل امر کس پر نازل ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ حضور آپ پر نازل ہوتے ہیں، پھر حضرت نے فرمایا کہ شب قدر میری زندگی میں ختم ہو جائے گی یا بعد میں بھی ہوگی انہوں نے کہا کہ یقیناً بعد میں بھی ہوگی، حضرت نے فرمایا کہ یہ امر بھی نازل ہوگا (اور اوصیاء کے احکام بھی) یقیناً پہونچائے جائیں گے انہوں نے کہا ہاں ضرور ایسا ہوگا، حضرت نے فرمایا کہ

یہ بتاؤ کہ میرے بعد یہ "کل امر" کس پر نازل ہوں گے انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمیں معلوم نہیں حضرت نے ان میں سے ایک کے سر کو پکڑ کر فرمایا نہیں جانتے تو اب جان لو، میرے بعد ملائکہ روح اور کل امر کے نزول کی منزل علی بن ابی طالب ہوں گے۔

نوٹ! اسی باب کی آٹھویں حدیث میں ماہ رمضان کی تیئسویں شب کو شب قدر فرمایا گیا ہے۔

# باب (۴۲)

# شب جمعہ میں علوم آئمہ کے ازدیاد کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا خاص ترجمہ درجہ ذیل ہے۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

احمد بن ادریس قمی اور محمد بن یحییٰ نے حسن بن علی کوفی سے انہوں نے موسیٰ بن سعدان سے انہوں نے عبداللہ بن ایوب سے انہوں نے ابو یحییٰ صنعانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو یحییٰ، "ان لنا فی لیالی الجمعۃ لشانا من الشان" ہمارے لئے شب جمعہ میں بڑی شان ہوتی ہے اور شب جمعہ ہمارے لئے بڑی شاندار رات ہے، میں نے پوچھا کہ وہ کیا خاص شان کی بات ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس رات کو ارواح انبیاء اور ہماری روحوں کا خاص تعلق ملاء اعلیٰ (عالم بالا) سے ہوتا ہے اور یہی علاقہ ہمارے علوم ما کان و مایکون میں جلا اور اضافہ کا کام کرتا ہے۔

# باب (۴۳)

## حضرات آئمہ علیہم السلام کے لئے دیادِ علوم کی اہمیت کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری (۲) تفسیری نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن النضر علی یحییٰ الحلبی عن ذریح المحاربی قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ذریح لولا انا نزداد لانفدنا۔

فرمایا صادق آل محمدؐ نے کہ اگر ہمارا علم بڑھتا نہ رہتا تو ہم اسے ختم کر دیتے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابن ابی نصر عن ثعلبۃ عن زرارۃ قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول لولا انا نزداد لانفدنا قال قلت تزادون شیئاً لا یعلمہ رسول اللہؐ قال امانہ اذا کان ذالک عرض علی رسول اللہ ثم علی الائمۃ ثم انتھی الامر الینا۔

راوی کہتا ہے۔ میں نے ابو جعفرؑ کو کہتے سُنا اگر ہمارا علم زیادہ نہ ہوتا رہتا تو ہم اسے ختم کر دیتے میں نے کہا کیا ایسا علم بھی آپ کو حاصل ہوتا ہے۔ جو رسول اللہؐ کو نہ ہو۔ فرمایا صورت یہ ہے کہ پہلے رسول اللہؐ پر پیش ہوتا ہے پھر آئمہ پر اور منتہی ہوتا ہے ہماری طرف۔

# باب (۴۴)

## جمیع علوم ملائکہ وانبیاء ومرسلین سے آئمہ طاہرین کے واقف وعالم ہونے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی نقل کی جاتی ہے۔

ابو علی الاشعری عن محمد بن عبد الجبار عن محمد بن اسماعیل عن علی بن النعمان عن سوید القلاء عن ابی ایوب عن ابی بصیر عن ابی جعفرؑ قال: ان للہ علمین، علم لا یعلمہ الا ھو وعلم علمہ ملائکتہ ورسلہ فما علمہ ملائکتہ ورسلہ علیھم السلام فنحن نعلمہ۔

ابو علی اشعری نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے محمد بن اسمعیل سے انہوں نے علی بن نعمان سے انہوں نے سوید القلاء سے انہوں نے ابو ایوب سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم کے لئے دو علم ہیں ایک وہ جس کا وہ تنہا عالم ہے اسے کوئی نہیں جانتا دوسرے وہ جسے اس نے اپنے ملائکہ اور اپنے رسولوں کو بتایا ہے (سنو) وہ تمام علوم جو خدا نے اپنے ملائکہ اور رسولوں کو بتایا ہے، ان سب کے ہم عالم ہیں۔ (ہمیں سب کا علم بتایا و سکھایا گیا ہے)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۴۵)

## علم غیب کے (نوادر) بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن معمر بن خلاد قال سأل ابا الحسنؑ رجل من اهل فارس فقال له اتعلمون الغیب؟ فقال: قال ابو جعفر علیه السلام یبسط لنا العلم فنعلم ویقبض عنا فلا نعلم وقال سر الله عزوجل اسره الی جبرئیل علیه السلام واسره جبرئیل علیه السلام الی محمد صلعم واسره محمدؐ الی من شاء۔

ہمارے بعض اصحاب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اہل فارس سے ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا، آپ حضرات علم غیب جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہمارے لئے علم غیب (کا دروازہ) کھول دیا جاتا ہے ہم جان لیتے ہیں اور جب (مصلحت باری) بند رہتا ہے، نہیں جانتے، پھر فرمایا کہ خدا نے اپنے راز جبرئیل کے اور انہوں نے محمد مصطفےٰ کے اور انہوں نے ہم اہلبیت کے سپرد کر دیئے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۴۶)

## ہر وہ چیز جسے آئمہ جاننا چاہتے ہیں، خدا بتا دیتا ہے اس کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے عمران بن موسیٰ سے انہوں نے موسیٰ بن جعفر سے انہوں نے عمرو بن سعید المدائنی سے انہوں ابو عبیدہ مدائنی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں، اذا اراد الامام ان یعلم شیئًا اعلمہ اللہ ذالک

امام جب بھی کسی چیز کے جاننے کا ارادہ کرتے ہیں خداوند عالم انہیں فوراً بذریعہ الہام یا القاء آگاہ کر دیتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۴۷)

## آئمہ طاہرین کے اپنی موت سے واقف ہونے اور با اختیار خود وفات پانے کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے سلمہ بن خطاب سے انہوں نے سلیمان بن سماعہ اور عبداللہ بن محمد سے انہوں نے عبداللہ بن قاسم البطل سے انہوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے" ای امام لا یعلم ما یصیبہ والی ما یصیر فلیس ذالک بحجۃ للہ علی خلقہ" جو امام یہ نہیں جانتا کہ اس پر کیا کیا مصیبتیں نازل

ہوں گی اور کیا انجام کار ہوگا وہ مخلوق خدا پر اللہ کی طرف سے حجت نہیں قرار پا سکتا (اور امام چونکہ حجت ہیں لہٰذا سب کچھ جانتے ہیں)

نوٹ! اسی باب کی آٹھویں حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کربلا پہونچے تھے تو اس وقت خدا کی طرف سے نصرت کا بندوبست کیا گیا تھا اور آسمان سے زمین تک بے شمار فرشتے ٹھہرائے ہوئے تھے۔ ثم خیر النصر و لقاء اللہ فاختار لقاء اللہ" پھر ان کے سامنے نصرت کے قبول کرنے اور بارگاہ احدیت میں پہونچنے کے درمیان اختیار دیا گیا، انہوں نے لقاء باری (شہادت) کو قبول کر لیا اور نصرت واپس کر دی)

# باب ۴۸

## آئمہ طاہرین علیہم السلام کے علم ماکان و مایکون کو جاننے اور ان سے کسی چیز کے پوشیدہ نہ ہونے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن فردیس الکناسی قال سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول وعندہ اناس من اصحابہ عجبت من قوم یتولونا ویجعلونا آئمۃ ویصفون ان طاعتنا مفترضۃ علیھم

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے ابن رئاب سے انہوں نے فردیس کناسی سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی مجلس میں آپ کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے سنا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ہمیں امام مانتے ہیں اور

كطاعة رسول الله صلى الله
عليه وسلم ثم
يكسرون حجتهم ويخصمون
انفسهم بضعف
قلوبهم فيقصرون حقنا
ويعيبون ذالك على
من اعطاه الله برهان
حق معرفتنا والتسليم
لامرنا اترون ان الله
تبارك وتعالى
افترض طاعة
اوليائه على عباده،
ثم يخفى عنهم
اخبار السموت
والارض ويقطع
عنهم مواد العلم
فيما يرد عليهم
مما فيه قوام
دينهم؟
فقال له حمران
جعلت فداك
ارأيت ماكان
من امر قيام
علي بن ابي طالب
والحسن عليه السلام

اس کے بھی قائل ہیں کہ ہماری اطاعت ان
لوگوں پر رسول خدا صلعم کی اطاعت کی طرح
واجب ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ
اپنی ہی حجت و دلیل کو (امام کی طرف نادانستگی
کی نسبت دیکر) توڑ ڈالتے ہیں (یعنی ان کی
دلیل ہماری امامت کے اثبات میں یہ ہوتی
ہے کہ امام کو اعلم زمانہ ہونا چاہیئے اور جمیع
صفات کمال پر حاوی ہونا چاہیئے اور یہ لوگ
چونکہ ان امور سے متصف ہیں لہٰذا امام ہیں)
اور اپنے ضعیف و کمزور اعتقاد کی وجہ سے یہ
لوگ اپنے کو خود مغلوب کرنے کی کوشش کرتے
ہیں اور ہمارے حق اور مرتبے کو (نا سمجھی سے)
گھٹاتے ہیں اور جن لوگوں کو خداوند عالم نے
ہمارای معرفت عطا فرمائی ہے اور جو لوگ
ہمارے امر کی اطاعت کرتے ہیں ان پر یہ
لوگ اس بات کا عیب لگاتے ہیں کہ وہ
ہمارے حق کو ادا کرتے ہیں اور ہمارے
مرتبے کو پہچانتے ہیں اور "دیکھو، کیا یہ
ممکن ہے کہ خداوند عالم اپنے اولیاء کی
اطاعت کو اپنے بندوں پر واجب قرار
دے اور پھر اپنے اولیاء سے آسمان و
زمین کی خبروں کو پوشیدہ رکھے اور علم کے
تمام ان خزانوں کو ان سے روک دے جن کی
دینی اور دنیاوی مسائل میں نوع بشر کو
ضرورت پڑتی ہے"، یہ سن کر، حمران نے

https://www.shiabookspdf.com/

والحسين عليه السلام
وخروجهم وقيامهم
بدين الله عز ذكره
وما اصيبوا من
قتل الطواغيت
اياهم والظفر بهم
حتى قتلوا
وغلبوا؟
فقال ابو جعفر عليه السلام
ياحمران ان الله
تبارك وتعالى
قد كان قدر ذلك
عليهم وقضاه
وامضاه على سبيل
الاختيار ثم اجراه
فيتقدم علم اليهم
من رسول الله صلعم
قام علي والحسن
والحسين عليه السلام
ويعلم صمت
من صمت منا
ولو انهم ياحمران
حيث نزل بهم
ما نزل من امر الله
عزوجل واظهار

حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ میری جان
آپ پر فدا ہو، بتایئے، کہ حضرت امیر المومنین
اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ
اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں دین کی حفاظت
کے لیے اٹھنا اور پھر دشمنوں کا ان حضرات
کو شہید کرنا اور ان پر غلبہ حاصل کرنا یہ سب
کیا ہے؟ (آیا ان حضرات کو نتائج کا علم نہ تھا
یا علم تھا لیکن ان حضرات نے جان بوجھ کر اپنے
کو ہلاکت میں ڈالا) حضرت نے ارشاد فرمایا کہ
اے حمران یہ تمام باتیں ان حضرات کے لیے
مقدر ہو چکی تھیں لیکن خداوند عالم نے ان
حضرات کو اختیار دیا تھا کہ چاہے یہ حضرات
زندہ رہنا چاہیں یا درجہ شہادت قبول کر کے
اپنے رب کی ملاقات کریں (ان حضرات نے
درجہ شہادت کو قبول کر لیا) اور جب ان
حضرات نے قبول کر لیا اس وقت خداوند عالم
نے اپنے قضا و قدر کو جاری فرمایا،
حضرت علی، حضرت حسن حضرت حسین علیہم السلام
دشمنوں کے مقابلہ میں جو اٹھے تو ان
حضرات کو رسول اللہؐ کے ذریعہ سے تمام
باتوں کا علم پہلے سے ہو چکا تھا، اسی طرح
سے ہم اہلبیت میں سے جو خاموش رہا
اس کو بھی تمام باتوں کا علم تھا (ایسی صورت
میں نہ جہل لازم آتا ہے اور نہ ہلاکت کا
اقدام کیونکہ علم کے بعد انہوں نے باختیار

https://www.shiabookspdf.com/

الطواغيت عليهم
سالوا الله عز وجل
ان يدفع عنهم ذالك
والحوا عليه فی طلب
ان الله ملك الطواغيت
وذهاب ملكهم اذا لاجابهم
ودفع ذالك عنهم ثم
كان القضاء مدة الطواغيت
وذهاب ملكهم اسرع
من سلك منظوم انقطع
فتبدد وما كان ذالك الذی
اصابهم يا حمران
لذنب اقترفوه ولا
لعقوبة معصية
خالفوا الله فيها ولكن
لما نزل وكرامة من الله
اراد ان يبلغوها فلا
تذهبن بك المذاهب
فيهم۔

خود فی سبیل اللہ موت کا خیر مقدم کیا، اس کے
بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حمران جو کچھ بھی
ان حضرات پر مصیبتیں پڑیں اور سرکش بادشاہوں
کا ان حضرات پر تسلط ہوا، اگر یہ حضرات چاہتے
اور خدا سے ان مصیبتوں کے دفع ہونے اور
ظالم بادشاہوں کی سلطنت کے زائل و ختم
ہونے کی دعا کرتے تو خداوند یقیناً ان حضرات
کی دعا کو قبول کرتا اور ان تمام مصیبتوں کو
ان سے دفع کرتا اور ظالم بادشاہوں کی
سلطنت اس سے بھی جلد مدت میں ختم
اور فنا و برباد ہو جاتی جتنی جلدی ایک موتیوں
کی لڑی ٹوٹ کر منتشر و پراگندہ ہو جاتی ہے
اور اے حمران، آئمہ طاہرین پر جو مصائب
گذرے ہیں تو وہ کسی ایسے گناہ کے سبب
سے نہیں کہ جس کا ان حضرات نے معاذ اللہ
ارتکاب کیا ہو اور نہ یہ کسی ایسی معصیت
کی سزا تھی کہ جس کا ارتکاب کر کے ان حضرات
نے خدا کی مخالفت کی ہو بلکہ یہ مصائب ان
حضرات پر اس لئے گذرے تا کہ پیش خدا ان
کا مرتبہ زیادہ اور درجات بلند ہوں، اے
حمران میں نے تمام باتیں تمہیں بتا دیں
اور صحیح حالات سے تمہیں آگاہ کر دیا، اب
میرے اس بیان کے بعد تمکو ادھر اُدھر
بھٹکنے کی ضرورت نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۴۹)

## رسول خدا کے علم میں امیر المومنینؑ کے شریک ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے محمد بن حسن سے انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے منصور بن یونس سے انہوں نے ابن اذینہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک دن) جبرئیل امین حضرت رسول خدا کی خدمت میں جنت سے دو انار لے کر آئے، اسی وقت حضرت علی علیہ السلام بھی پہونچ گئے حضرت علی نے پوچھا، یا حضرتؐ آپ کے ہاتھ میں یہ کیسے انار ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک انار سے نبوت کی طرف اشارہ ہے جس میں تمہارا حصہ نہیں ہے اور اس دوسرے انار سے علم کی طرف اشارہ ہے، یہ فرما کر آنحضرتؐ نے دوسرے انار کو چاک کر کے اس کے دو حصے بنا دئے، ایک خود نوش فرمایا اور دوسرا علی بن ابی طالب کو دے دیا، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ علم میں تم میرے اور میں تمہارا شریک ہوں (اس کے بعد) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا فلم یعلم واللہ رسول اللہؐ حرفا مما علمہ اللہ عزوجل الا وقد علمہ علیاً ثم انتھی العلم الینا" "خدا کی قسم خداوند عالم نے رسول خدا کو جتنا علم بھی دیا تھا انہوں نے وہ سب علی بن ابی طالب کو دیدیا تھا۔ یہاں تک وہ سارا علم (یکے بعد دیگے) ہم تک پہونچا، ثم وضع یدہ علی صدرہ" پھر انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر (فرمایا کہ وہ سارا علم ہمارے سینے میں ہے)

https://www.shiabooks.net/

# باب (۵۰)

## حضرات آئمہ طاہرین کے جہات علوم کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن محمد بن اسمٰعیل عن عمه حمزه بن بزیع عن علی الساباطی عن ابو الحسنؑ الاول موسٰی علیه السلام قال قال مبلغ علمنا علی ثلاثة وجوه ماض وغابر وحادث ، فاما الماضی نفسر واما الغابر فمسند یورد واما الحادث فقذف فی القلوب وقذف فی الاسماع وهو افضل علمنا ولا نبی بعد نبینا۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن اسمٰعیل سے انہوں نے اپنے چچا حمزہ بن بزیع سے انہوں نے علی الساباطی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے علم کی تین قسمیں ہیں ایک علم وہ ہے جس کا تعلق گذشتہ باتوں سے ہوتا ہے۔ دوسرا علم وہ ہے جس کا تعلق آئندہ ہونے والے امور سے ہوتا ہے، تیسرا علم وہ ہے جو وقت بوقت اور ساعت بہ ساعت حادث ہوتا رہتا ہے، تو وہ علم کہ جس کا تعلق گذشتہ امور سے ہے تو وہ مفسر ہے (یعنی آنحضرتؐ نے اس کی تفسیر بیان فرما دی ہے) اور وہ علم کہ جس کا تعلق آئندہ ہونے والے امور سے ہے تو وہ ہمارے پاس (جامعہ اور مصحف فاطمہؑ میں موجود ہے اور وہ علم جو حادث ہوتا رہتا ہے تو وہ یا الہام کے ذریعہ سے) ہمارے دلوں میں ڈال دیا جاتا ہے) یا ملک

https://www.shiabookspdf.com/

کے ذریعہ سے) ہمارے کانوں تک پہونچایا
جاتا ہے، اور ہمارے علوم کی یہ تیسری قسم
سب سے افضل ہے (اس کے بعد اس شبہ
کو دور کرنے کے لئے کہ کہیں کسی کو ہم پر
نبوت کا دھوکا نہ ہو یہ فرمایا کہ) ہمارے
نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

## باب (۵۱)

# آئمہ طاہرین کے تمام لوگوں کے حالات سے واقف ہونے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے عبدالواحد بن مختار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم لوگوں کی زبانیں بند ہوتیں (یعنی تم لوگوں میں اسرار کے چھپانے اور محفوظ رکھنے کی صلاحیت ہوتی) تو میں تم کو (گھر بیٹھے) بتا دیتا کہ کل امری بماله وعلیه" تو میں ہر شخص کے تمام اچھے اور برے حالات

## باب (۵۲)

# رسول خدا اور آئمہ کے سپرد امور دین (ودینا) کر دیئے جانے کے بیان میں

اس باب میں دس حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن الحجال عن ثعلبة عن زرارة قال سمعت ابا جعفر و ابا عبد اللہ یقولان ان اللہ عزوجل فوض الی نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر خلقہ لینظر کیف طاعتھم ثم تلا ھذہ الآیۃ "ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا"

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے حجال سے انہوں نے ثعلبہ سے انہوں نے ازارہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "خداوند عالم نے اپنے بندوں کے امور کو اپنے نبی صلعم کے سپرد اور متعلق کر دیا تھا تاکہ وہ دیکھے کہ لوگ اس کے بندے کس طرح سے اس کی اطاعت کرتے ہیں"۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "ہمارے نبی جو تمہارے پاس لائیں اسے لے لو اور جس سے روکیں، اس سے باز رہو" (سورہ حشر ۸)

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیۂ مذکورہ کے بعد فرمایا ہے۔ "نحن فوض الی رسول اللہ فقد فوضہ الینا" خداوند عالم نے جو کچھ اپنے نبی سے متعلق قرار دیا ہے وہ سب کچھ ہم سے بھی متعلق فرمایا ہے۔

# باب ۵۳

## آئمہ طاہرین کے نبی نہ ہونے اور بعض عظیم شخصیتوں سے مشابہ ہونے کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

ہ محمد بن یحیی الاشعری
عن احمد بن محمد عن ابن فضال
عن الحسین بن سویید عن یحیی بن
عمران الحلبی عن ایوب
بن الحر قال سمعت ابا عبد اللہ
یقول ان اللہ عز ذکرہ
ختم نبیکم النبیین فلا نبی
بعدہ ابدا وختم کتابکم الکتب
فلا کتاب بعدہ ابدا
وانزل فیہ تبیان کل
شئی وخلقکم وخلق السموات
والارض وما تاکلکم فصل
ما نبیکم وخبر ما بعدکم
وامر الجنۃ والنار و
ما انتم صائرون الیہ۔

محمد ابن یحیی اشعری نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے حسین بن سویید سے انہوں نے یحیی بن عمران حلبی سے انہوں نے ایوب بن حر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خداوند عالم نے تمہارے نبی پر نبوت کو ختم کر دیا اب ان کے بعد کوئی نبی (قیامت تک) نہیں آئے گا اور تمہاری کتاب (قرآن) پر آسمانی کتابوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا ہے اب قرآن کے بعد (قیامت تک) کوئی کتاب نازل نہ ہوگی اس (الہامی اور آخری) کتاب میں خداوند عالم نے ہر شئے کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے، تمہاری خلقت، زمین و آسمان کی تخلیق، گذشتہ امتوں کی خبریں، تم لوگوں کے لئے احکام و قوانین، آئندہ آنے والی امتوں کے متعلق اخبار، جنت و دوزخ کا تذکرہ جنت اور جہنم میں جانے والے لوگوں کا ذکر (غرضیکہ) اس میں سب کچھ موجود ہے۔

نوٹ! اسی باب کی پانچویں حدیث میں آئمہ طاہرین کی یوشع بن نون اور ذوالقرنین سے (بعض امور میں) مشابہت کا ذکر کیا گیا ہے اور ساتویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ "الائمۃ بمنزلۃ رسول اللہ الا انھم لیسوا بانبیاء ولا یحل لھم من النساء ما یحل للنبی فاما ما خلا ذالک فھو فیہ بمنزلۃ رسول اللہ" آئمہ طاہرین رسول کریم سے (بعض چیزوں میں) منزلت رکھتے ہیں لیکن (ہرگز) نبی نہیں ہیں اور نہ ان کے لئے اتنی عورتیں حلال ہیں جتنی ان کے لئے نبی (یعنی ہر پیغمبر کی تعداد کے پابند ہیں)

ان خصوصیات کے علاوہ (خلقت نوریہ، عصمت، افضل کائنات، عالم علم لدنی ہونے کی حیثیت سے تقریباً) بمنزلۂ رسول ہیں، (ان کی حدیثیں بمنزلہ احادیث رسول ہیں)

# باب (۵۴)

## آئمہ طاہرین علیہم السلام کے محدّث اور مُفہَّم ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

احمد بن محمد و محمد بن یحیٰی عن محمد بن الحسن عن یعقوب بن یزید عن محمد بن اسمعیل قال سمعت ابا الحسن علیہ السلام یقول الائمۃ علماء صادقون، مفہمون، محدثون۔

احمد بن محمد اور محمد بن یحیٰی نے محمد بن حسن سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن اسمٰعیل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی الرضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آئمہ اہلبیت، عالم، سچے (اور اللہ و رسول کی طرف سے تفسیر قرآن اور دیگر امور میں) سمجھائے ہوئے ہیں (اور ملک ان سے) بات چیت کرتے رہتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۵۵

## جو روحیں آئمہ طاہرین میں ہوتی ہیں ان کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن الحسین بن

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسٰی

سعید عن حماد بن عیسیٰ
عن ابراهیم بن عمر الیمانی
عن جابر الجعفی قال قال
ابو عبد الله علیه السلام
یاجابر ان الله تبارك وتعالیٰ
خلق الخلق ثلاثة اصناف
وهو قول الله عز وجل
وکنتم ازواجا ثلاثة
فاصحاب المیمنة ما اصحاب
المیمنة واصحاب المشئمة
ما اصحاب المشئمة والسابقون
السابقون اولئك
المقربون " فالسابقون
هم رسل الله علیهم السلام
وخاصة الله من خلقه
جعل فیهم خمسة ارواح
ایدهم بروح القدس
فبه عرفوا الاشیاء
وایدهم بروح الایمان
فبه خافوا الله عز وجل
وایدهم بروح القوت
فبه قدروا علی طاعة الله
وایدهم بروح الشهوة
فبه اشتهوا طاعة الله
عز وجل وکرهوا معصیته

سے انہوں نے ابراہیم بن عمر یمانی سے انہوں
نے جابر جعفی سے روایت کی ہے وہ
کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے ارشاد فرمایا " اے جابر خداوند عالم نے
اپنے بندوں کو تین قسموں پر خلق فرمایا ہے
جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے " کہ تم
لوگ (حشر کے موقعہ پر) تین قسموں پر ہو
گے کچھ لوگ تو ایسے ہوں گے جن کو داہنے
ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائیگا اور ان کا کیا
کہنا جو ایسے ہوں گے اور کچھ لوگ ایسے ہوں
گے کہ جن کو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال
دیئے جائیں گے اور کیا برا ہوگا ان لوگوں
کا۔ اور کچھ لوگ (بے دھڑک) آگے بڑھنے
والے ہوں گے اور یہی لوگ خدا کے
مقرب بندے ہوں گے (سورہ واقعہ)
(اے جابر سنو) وہ لوگ جو آگے بڑھنے
والے ہوں گے وہ اللہ کے رسول اور
اس کے خاص بندے (آئمہ علیہم السلام) ہوں
گے (اے جابر) رسولوں اور آئمہ میں خداوند
عالم نے پانچ روحیں قرار دی ہیں اور ان
کی انہیں روحوں سے تائید کی ہے۔ (۱)
روح القدس، اس کے ذریعہ سے وہ اشیاء
کو پہچانتے ہیں (۲) "روح الایمان" اس
کے ذریعہ سے وہ خوف خدا کھاتے ہیں۔
(۳) روح القوت" اس کے ذریعہ سے وہ

https://www.shiabookspdf.com/

وجعل فیھم روح المدارج الذی بہ یذھب الناس ویجیئون وجعل فی المومنین واصحاب الیمینۃ روح الایمان فبہ خافوا اللہ وجعل فیھم روح القوۃ فبہ قدروا علی لھا طاعۃ اللہ وجعل فیھم روح الشھوۃ فبہ اشتھوا طاعۃ اللہ وجعل فیھم روح المدارج الذی بہ یذھب الناس ویجیئون۔

اطاعت و عبادت باری تعالیٰ میں قدرت و قوت حاصل کرتے ہیں (۴) روح الشہوت" اس کے ذریعہ سے وہ اللہ کی اطاعت و عبادت کی خواہش پیدا کرتے ہیں اور اس کی محبت سے کراہت کرتے اور بچتے ہیں۔ (۵) روح مدارج" اس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کے پاس جاتے اور چلتے پھرتے ہیں،

اسی طرح خدا نے مومنین اور اصحاب یمین میں چار روحیں قرار دی ہیں (۱) روح الایمان اس کے ذریعہ سے وہ خوف خدا کھاتے ہیں۔ (۲) روح القوت، اس کے ذریعہ سے وہ اطاعت و عبادت خدا میں قدرت و قوت حاصل کرتے ہیں۔ (۳) روح الشہوت" اس کے ذریعہ سے وہ عبادت میں قدرت و قوت حاصل کرتے ہیں (۴) "روح مدارج" اس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کی طرف آتے جاتے، (چلتے پھرتے) ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں " روح الشہوت" کے ذیل میں مرقوم ہے فبہ اکل وشرب واتی النساء من الحلال" اسی کے ذریعہ سے کھانے پینے اور حلال عورت سے لذت اندوز ہونے وغیرہ کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

# باب ۵۶

## آئمہ طاہرین کی روح کے ذریعہ سے محافظت و معاونت آلیہ کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) تیسری، نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن یحیی الحلبی عن ابی الصباح الکنانی عن ابی بصیر قال سالت اباعبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ تبارک تعالیٰ "وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان" قال خلق من خلق اللہ عزوجل اعظم من جبرئیل ومیکائیل کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہ ویسددہ

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحیی حلبی سے انہوں نے ابو الصباح کنانی سے انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول "کذلک اوحینا الخ (شوریٰ ۴۲) اے میرے نبی، میں نے اسی طرح تمہاری طرف اپنی ایک روح امری کو بھیجا اور (سنو) تم (خلقت نوری کے بعد تعلیم الٰہی سے قبل) یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کسے کہتے ہیں۔ (یہ سب کچھ ہم نے تمہیں سکھایا) کے بارے میں پوچھا کہ (روح امری کیا ہے تو) انہوں نے ارشاد فرمایا کہ وہ خدا کی ایک ایسی مخلوق ہے جو جبرئیل و میکائیل سے بڑی ہے اور ہمیشہ رسول خدا کے ساتھ

https://www.shiabookspdf.com/

وهو مع الائمة من بعده۔

رہی ہے اور وہ انہیں (خاص خاص باتوں کی) روزانہ خبر دیا کرتی تھی اور ان کی محافظت و معاونت کرتی تھی (راے ابوبصیر وہ) روح امری اب ان کے بعد آئمہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

(۲) علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن یونس عن ابن مسکان عن ابی بصیر، قال سألت اباعبد الله علیه السلام عن قول الله عز وجل "یسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی" قال خلق اعظم من جبرئیل ومیکائیل کان مع رسول الله وهو مع الائمة وهو من الملکوت۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن مکان سے انہوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے خدا کے اس قول "یسئلونك الخ تم سے لوگ روح کے بارے میں پوچھتے ہیں تم ان سے کہدو کہ روح میرے پالنے والے کا ایک امر ہے" کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ وہ روح اللہ کی ایک مخلوق امری ہے جو کہ جبرئیل و میکائیل سے بزرگ ہے۔ وہ ہمیشہ رسول اللہؐ کے ساتھ رہی (ان کے بعد) اب ہم آئمہؑ کے ساتھ رہتی ہے اور وہ الوہی قوتوں میں سے ایک ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۵۷)

## امام زمانہ کے اسرار امامت سے واقف ہونے کے وقت کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے علی بن السہلا سے انہوں نے بعض اصحاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے (سوالاً) عرض کیا کہ "امام کب اپنی امامت کو پہچانتا ہے اور کب منصب امامت اس کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ اور کب وہ امامت کا ذمہ دار قرار پایا ہے" قال فی اخر دقیقۃ من حیاۃ الاول" آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام سابق دنیا سے (بظاہر) انتقال کرنے لگتا ہے تو اس کی زندگی کے آخری لمحہ میں امام لاحق (امام زمانہ) کو اسرار امامت تعلیم کر جاتا ہے اور وہ اس وقت سے فرائض امامت کا ذمہ دار قرار پاتا ہے۔

**اقول** مطلب یہ ہے کہ جس طرح نبی بطن مادر میں بھی نبی ہوتا ہے اسی طرح امام بھی ابتدائے خلقت میں امام ہوتا ہے لیکن فرائض امامت کی ذمہ داری اس پر اس وقت عائد ہوتی ہے جب کہ موجودہ امام دنیا سے بظاہر رخصت ہو جائے، اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ امام سابق امام لاحق کو اسرار امامت اس وقت تعلیم کرتا ہے جب کہ اس کی زندگی کا آخری لمحہ آجاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۵۸)

## جملہ آئمہ طاہرین کے علم و شجاعت و طاعت میں برابر ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے

علی بن محمد بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے داؤد ہندی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "نحن فی العلم والشجاعۃ سواء" وفی العطایا علی قدر ما نؤمر "ہم لوگ علم اور شجاعت میں سب برابر ہیں (لیکن) جود و سخا میں (چونکہ حکم باری کے پابند ہوتے ہیں) جتنا حکم جس

کو ہوتا ہے وہ اتنی ہی سخاوت کرتا ہے (اس لئے اس میں لغاوت کا امکان ہے۔
اسی باب کی پہلی حدیث میں اطاعت باری تعالےٰ یعنی تمام آئمہ علیہ السلام کے
نوٹ! مساوی ہونے کا ذکر ہے۔

# باب (۵۹)

## امام سابق کے امام لاحق کو جاننے اور تفسیر آیۂ امانت کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پانچویں (۲) ساتویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیٰی عن محمد بن الحسین عن ابن محبوب عن العلاء بن رزین عن عبد اللہ بن ابی یعفور عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال لایموت الامام حتی یعلم من بعدہ فیوصی الیہ۔

محمد بن یحیٰی نے محمد بن الحسین سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے علاء بن رزین سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی امام اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا جب تک اسے (بطور تاکید و تجدید) یہ نہ بتادیا جائے کہ اس کے بعد کون امام ہوگا تاکہ وہ اسے اپنا وصی بنا دے۔

(۲) احمد عن محمد بن عبد الجبار عن ابی عبداللہ البرقی عن فضالۃ بن ایوب عن سلیمان بن خالد عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال مامات

احمد نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے ابو عبداللہ برقی سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی عالم یعنی امام دنیا سے نہیں جاتا لیکن

https://www.shiabookspdf.com/

عالم حتی یعلمہ اللہ عزوجل الی من یوصی۔ یہ کہ اس کو خداوند عالم ہر حکم دے ظاہر کہ اپنے بعد فلاں کو اپنا وصی بنا دو۔

**نوٹ** اسی باب کی پہلی حدیث میں آیہ "ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا" خداوند عالم نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تم امانتوں کو مالکوں تک پہونچا دو (سورہ نساء ۶۲) کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے "ایانا عنی ان یؤدی الاول الی الامام الذی بعدہ الکتب والعلم والسلاح" کہ اس آیت میں ہم آل محمد کو مراد لیا گیا ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ایک امام دنیا سے جانے لگے تو وہ ان تمام امانتوں کو حرکتوں جو کتب انبیاء اور علم امامت اور سلاح رسول وغیرہ سے متعلق ہوں وہ اپنے بعد کے امام کے حوالے کر دے

# باب ۶۰

## امامت کے عہد خداوندی ہونے کے بیان میں

https://www.shiabooks.pdf.com/

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

حسین بن محمد سے انہوں نے حسن بن علی وشاء سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن اذان نے ابو بصیر کے حوالہ سے بیان کیا ہے ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ لوگوں نے اوصیاء کے تقرر کا تذکرہ چھیڑ دیا میں نے اسی سلسلہ میں اس وقت درخواست کی کہ "آپ اپنا وصی اور جانشین اپنے فرزند اسماعیل کو بنا دیجئے (کیونکہ وہ سب سے بڑے ہیں) حضرت نے ارشاد فرمایا" لا واللہ یا ابا محمد ما ذاک الینا وما ھو الا الی اللہ عزوجل یضعہ واحدا بعد واحد" اے ابو محمد خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا، (سنو) یہ ہمارے بس ہی میں نہیں ہے یہ تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ ہر امام کے بعد دوسرے کے لئے جس کے بارے میں چاہتا ہے اور اپنا حکم نازل کرتا ہے۔

نوٹ! اسی باب میں کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے

ارشاد فرمایا کہ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ ہم لوگوں میں سے وصیت کرنے والا جس شخص کے بارے میں چاہتا ہے اپنی طرف سے امامت کے متعلق وصیت کر دیتا ہے، خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہے" ولکن عھد من اللہ و رسولہ لرجل فرجل حتی ینتھی الامر الی صاحبہ یعنی امامت خدا و رسول کا ایک عہد ہے جو مخصوص افراد کے بارے میں ہے اور یہ عہد ایک امام سے دوسرے امام تک پہونچتا رہتا ہے یہاں تک یہ امامت کا سلسلہ قائم آل محمد حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک پہونچے گا"

**اقول** حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بڑے فرزند جناب اسمٰعیل اپنے پدر بزرگوار کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے، اصولاً ایک امام کی وفات کے بعد دوسرے امام کی امامت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اسمٰعیل کے حیات پدر میں وفات پا جانے کے بعد ان کی امامت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، راوی نے جو امام علیہ السلام سے اسمٰعیل کی امامت اور جانشینی کی درخواست کی اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حقائق ظاہری و باطنی سے واقف نہ تھا، امام علیہ السلام نے جو اس کا جواب دیا اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خالق اعماد و آجال یہ جانتا تھا کہ ان کا انتقال حیات پدر میں ہو جائے گا اور امام موسیٰ کاظم بعد میں زندہ رہیں گے اس کے علاوہ یہ کہ صلاحیتوں کے پیش نظر خداوند عالم نے ان حضرات کو پہلے سے لوح محفوظ میں معین کر کے ان کے نام لکھ دئے ہیں (اعلام الوریٰ) و بریں صورت معروف آئمہ اثنا عشر کے علاوہ کسی کے امام ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

https://www.shiabooks.net/

# باب (۶۱)

## آئمہ طاہرین کے وصیت و حکم خداوندی کے بغیر کچھ نہ کرنے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن رئاب قریس الکناسی

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے ابن رئاب سے انہوں نے قریس کناسی سے روایت کی

عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال لہ حمران جعلت فداک ارائیت ما کان من امر علی والحسن والحسین علیہم السلام وجرہم وقیامہم بدین اللہ عز وجل وما اصیبوا من قتل الطواغیت ایاہم والظفر بہم حتی قتلوا وغلبوا فقال ابو جعفر علیہ السلام یا حمران ان اللہ تبارک وتعالی قد کان قدر ذالک علیہم وقضاہ وحتمہ ثم امضاہ فبتقدم علم ذالک الیہم من رسول اللہ قام علی والحسن والحسین ومعلم صمت من صمت منا۔

ہے وہ کہتے ہیں کہ حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا حضرت حضرت امیر المومنین اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کا دشمن کے مقابلہ میں جنگ کرنا اور مغلوب ہو کر طرح طرح کے مصائب اٹھانا پھر ان حضرات کا شہید ہو جانا، اس کے بارے میں حضور کا کیا خیال ہے؟ آخر ایسا کیوں ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے ان باتوں کو ان حضرات کے لئے مقدر فرمایا تھا اور رسول اللہ سے ان حضرات کو ان تمام باتوں کا علم ہو چکا تھا اور خداوند عالم کی طرف سے ان حضرات کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہیں تو اپنی حفاظت کریں اور چاہیں تو بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو جائیں ان حضرات نے اپنی مرضی سے ان باتوں کو اختیار کیا) اسی طرح ہم لوگوں میں سے جو خاموش رہا اس کو بھی پہلے سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

**نوٹ نمبر ۱** یہ حدیث جزء ہے اس حدیث کا جو باب ۴۵ میں گذر چکی ہے اس مفصل حدیث میں "قد کان قدر ذالک علیہم وقضاہ وامضاہ وحتمہ" کے بعد یہ جملہ بھی ہے "علی سبیل الاختیار" اسی لئے میں نے اس حدیث کے ترجمہ میں اضافہ کر دیا ہے۔

**نوٹ نمبر ۲** مناسب معلوم ہوتا ہے باب کے عنوان کے ذیل میں اسی باب کی دوسری حدیث کا ترجمہ بھی اگرچہ وہ مجہول ہے، درج ذیل کر دیا جائے۔ احمد بن محمد اور محمد بن یحییٰ نے حبیش سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابوالحسن کنانی

سے انہوں نے نجیح کندی سے انہوں نے محمد بن احمد بن عبداللہ عمری سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے اپنے نبی پر ان کی وفات سے پہلے ایک کتاب نازل کی اور فرمایا کہ اے محمدؐ یہ تمہاری وصیت ہے ان لوگوں کی طرف جو تمہارے اہلبیت نجباء ہیں آنحضرت نے (دنیا والوں پر واضح کرنے کے لیے) ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل وہ "نجباء" کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا کہ وہ علی بن ابی طالب اور ان کی معصوم اولاد ہے۔ اور اس کتاب پر سونے کی مہریں لگی ہوئی تھیں آنحضرتؐ نے اس کتاب کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سپرد کیا اور آپ کو حکم دیا کہ ایک مہر کھولیں اور جو کچھ لکھا ہو اس پر عمل کریں۔ امیر المومنینؑ نے ایک مہر کھولی اور اس میں جو کچھ تحریر تھا اس پر عمل کیا پھر حضرت امیر المومنینؑ نے اس کتاب کو اپنے فرزند امام حسنؑ کے سپرد کر دیا انہوں نے (اپنے عہد امامت میں) ایک مہر کھولی اور جو کچھ آپ کے بارے میں تحریر تھا اس پر عمل کیا پھر امام حسنؑ نے (عہد آخر میں) اس کتاب کو امام حسینؑ کے حوالہ کیا انہوں نے بھی ایک مہر کھولی اور اس پر عمل کیا، آپ کے بارے میں تحریر تھا کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر درجہ شہادت حاصل کرنے کے لئے نکلو اور بغیر تمہارا ساتھ دیئے ہوئے ان لوگوں کو درجہ شہادت نہیں مل سکتا اور اپنے نفس کو خدا کے ہاتھ فروخت کر ڈالو، حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان باتوں پر عمل کیا (اور اپنی مرضی سے ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کو منظور کیا) پھر آپ نے اس کتاب کو اپنے فرزند امام زین العابدین علیہ السلام کے سپرد کیا، آپ نے بھی ایک مہر کو کھولا، آپ کے بارے میں تحریر تھا کہ خاموشی اختیار کرو اور اپنے گھر میں رہ کر خدا کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ موت کا وقت آجائے۔ آپ نے اس وصیت کے بموجب، عمل کیا، اور اس کتاب کو اپنے فرزند امام محمد باقرؑ کے سپرد کیا آپ نے بھی ایک مُہر کھولی، آپ کے بارے میں تحریر تھا کہ لوگوں سے آزادی کے ساتھ گفتگو کرو ان کو احکام شریعت سے آگاہ کرو اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو (یعنی اب تمہارے لیے تقیہ کا حکم نہیں ہے) اس لئے اب تم پر کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکتا

https://www.shiabookspdf.com/

آپ نے اس کتاب کو اپنے فرزند یعنی میرے سپرد کیا، میں نے مہر توڑی ہے میرے لئے اس میں لکھا ہے۔" حدث الناس وافتهم وانشر علوم اهلبيك وصدق اباءك الصالحين ولا تخافن الا الله عزوجل وانت فی حرز وامان "لوگوں سے آزادی کے ساتھ گفتگو کرو لوگوں کو مسائل شرعیہ سے آگاہ کرو، علوم اہلبیت کی نشر و اشاعت کرو اپنے آباء کرام کے اقوال کی تصدیق کرو اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو، اس لئے تم امان اور حفاظت میں ہو" پھر آپ نے راوی سے فرمایا کہ سنو) اب میں اپنے عہد آخر میں اس کتاب کو موسیٰ کو دونگا اور وہ اپنے فرزند کو دیں گے یہاں تک کہ یہ کتاب قائم آل محمد تک پہونچے گی اور سب اس پر اپنے اپنے عہد میں عمل کرتے رہیں گے۔

# باب (۶۲)

## امام کو پہچاننے کی حجت و علامت کے بیان میں

https://www.shiabooks.pdf.com/

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) چوتھی (۳) پانچویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن ابی نصر قال قلت لابی الحسن الرضا علیه السلام، اذا مات الامام بم یعرف الذی بعده فقال للامام علامات منها ان یکون اکبر ولد ابیه ویکون فیه الفضل والوصیة ویقدم الرکب فیقول

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن ابی نصر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ایک امام رحلت کر جائے تو اس کے بعد والے امام کو کن علامتوں کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ امام کو پہچاننے کی علامتیں یہ ہیں، امام اپنے باپ کی اولاد میں سب سے بڑا ہوگا، تمام فضائل و کمالات

الی من اوصی فلان ؟ فیقال الی فلان و السلاح فینا بمنزلة التابوت فی بنی اسرائیل متکون الامامة مع السلاح حیثما کان۔

کا حامل ہوگا بلکہ افضل کائنات ہوگا اور امام سابق نے اسے اپنا وصی مقرر کیا ہوگا اور یہ کہ کوئی باہر سے آکر اس علاقہ میں کسی سے پوچھے کہ اب امام کون ہے؟ اور پہلے امام نے کسی کو اپنا وصی و جانشین بنایا ہے تو اس کی نشاندہی بے تکلف کر دی جائے (اس کے علاوہ) سلاح رسول کا معلوم کرنا ضروری ہے جس کے پاس وہ ہوں گے وہی امام ہوگا جیسا کہ بنی اسرائیل میں تابوت کے بارے میں تھا۔

(۲) محمد بن یحیٰی عن محمد بن اسمٰعیل عن علی بن الحکم عن معاویة بن وهب قال قلت لابی جعفر علیه السلام ما علامة الامام الذی بعد الامام فقال طهارة الولادة وحسن المنشاء ولا یلهو ولا یلعب ہ

محمد بن یحیٰی نے محمد بن اسمٰعیل سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے معاویہ بن وہب سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضور، کن علامتوں کے ذریعہ سے ایک امام کو دوسرے امام کے بعد پہچانا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ نسب اور ولادت کے اعتبار سے طیب و طاہر ہوتا ہے (دور ولادت کے وقت کسی نجاست سے وہ ملوث نہیں ہوتا) اور اس کی نشوونما اعلیٰ پیمانے پر ہوتی ہے اور اس کا لہو و لعب اور کھیل کود سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(۳) علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسٰی عن یونس

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے احمد بن عمر

https://www.shiabookspdf.com/

عن احمد بن عمر عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال سالتہ عن الدلالۃ علی صاحب ھذا الامر فقال الدلالۃ علیہ الکبر والفضل والوصیۃ اذا قدم الرکب المدینۃ فقالوا الی من اوصی فلان قبل فلان بن فلان ودورعہ وامع السلاح حیث ھو اما المسائل فلیس فیھا حجۃ۔

سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص منصب امامت کا حقدار ہوتا ہے اس کی پہچان کیا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (۱) اپنے پدر کی اولاد اکبر ہو (۲) صاحب فضیلت ہو (۳) امام سابق نے اس کے لئے وصیت کی ہو۔ (اور اس وصیت کو اتنی شہرت حاصل ہو گئی ہو کہ جب کوئی قافلہ باہر سے شہر میں آکر دریافت کرے کہ فلاں بن فلاں نے کس کے لئے امامت کی وصیت کی ہے۔ تو عام لوگ یہ کہیں کہ فلاں بن فلاں کے لئے وصیت کی ہے۔ (۴) تبرکات رسول اس کے پاس ہوں اور دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ (اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ) مسائل کا جواب دینا یہ کوئی دلیل نہیں ہے (کیونکہ ہر پڑھا لکھا کچھ نہ کچھ جواب دے ہی سکتا ہے۔

**اقول** مذکورہ احادیث اور اس باب کی غیر مرقومہ احادیث سے امام کے پہچاننے کی علامتیں یہ ہیں (۱) ولد اکبر ہونا (۲) افضل کائنات ہونا (۳) وصیت امام سابق (۴) اس کے پاس تبرکات انبیاء کا ہونا۔ (۵) ولادت کے وقت نجاست سے پاک ہونا۔ (۶) حسن پرورش (۷) وصی بنائے جانے کی شہرت (۸) دنیا کی ہر زبان سے واقف ہونا۔ (۹) طیور۔ یہاں ضروری روح کی زبان سے آگاہ ہونا

https://www.shiabookspdf.com/

# باب

## امامت کے صرف اولاد میں منحصر ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) تیسری (۳) چوتھی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن الحسین بن ثویر ابن ابی فاختۃ عن ابی عبداللہؑ قال لا تعود الامامۃ فی اخوین بعد الحسن والحسین ابداً انما جرت من علی بن الحسین کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ "واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ" فلا تکون بعد علی بن الحسینؑ الا فی الاعقاب واعقاب الاعقاب۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے حسین بن ثویر ابن ابی فاختہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے بعد اب کبھی دو بھائیوں کی طرف امامت منتقل نہیں ہو سکتی، امام زین العابدینؑ سے سلسلہ امامت کو خداوند عالم نے آیۂ "اولوا الارحام الخ (احزاب) کے مطابق قرار دیا ہے، امام زین العابدینؑ سے امامت کا سلسلہ اولاد در اولاد قائم رہے گا۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن محمد بن اسمٰعیل ابن بزیع عن ابی الحسن الرضاؑ انہ سئل ا تکون الامامۃ فی عم او خال؟

محمد بن یحییٰ نے احمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا امامت چچا یا ماموں کی طرف منتقل ہو سکتی ہے؟

https://www.shiabookspdf.com/

فقال لا - فقلت ففی اخ ؟
قال لا - فقلت ففی من ؟
قال فی ولدی وھو
یومئذ لا ولد له -

حضرت نے فرمایا کہ "نہیں" پھر میں نے عرض کی کہ کیا بھائی کی طرف منتقل ہو سکتی ہے؟ فرمایا کہ "نہیں"

پھر میں نے عرض کی آپ کے بعد پھر کس کو امامت ملے گی، فرمایا میرے فرزند کو، اس وقت آپ کے کوئی فرزند نہ تھا (امام محمد تقیؑ بعد میں پیدا ہوئے)

(۳) محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن عبد الرحمن ابن ابی نجران عن سلیمان بن جعفر الجعفری عن حماد بن عیسی عن ابی عبد اللہؑ انه قال لا تجتمع الامامة فی اخوین بعد الحسن الحسین انما هی فی الاعقاب فاعقاب الاعقاب -

محمد بن یحیی نے محمد بن حسین سے انہوں نے عبد الرحمن ابن ابی نجران سے انہوں نے سلیمان بن جعفر الجعفری سے انہوں نے حماد بن عیسی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ امامت، حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد دو بھائیوں میں جمع نہیں ہو سکتی بلکہ اولاد در اولاد میں ہو گی۔

https://www.shiabooks pdf.com/

# باب (۶۴)

## خدا و رسول کی طرف سے نص امامت آئمہؑ (خصوصاً امیر المومنین) کے بیان میں

اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے صرف پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

علی بن ابراهیم عن محمد

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسی سے

بن عیسیٰ عن یونس و علی بن
محمد عن سهل بن زیاد
عن ابی سعید عن محمد
بن عیسیٰ عن یونس
عن ابن مکان عن ابی بصیر
قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام
عن قول اللہ عزوجل
" اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم"
فقال نزلت فی علی
بن ابی طالب علیہ السلام
والحسن علیہ السلام
والحسین علیہ السلام
فقلت له ان الناس
یقولون فمالہ لم
یسم علیاً واهلبیته ع
فی کتاب اللہ عزوجل
قال فقال ، قولوا لهم
ان رسول اللہ نزلت
علیه الصلوٰة ولم یسم اللہ
لهم ثلاثا ولا اربعا
حتی کان رسول اللہ ص
هو الذی فسر ذالک
لهم ونزلت علیه الزکوٰة
ولم یسم لهم من

انہوں نے یونس اور علی بن محمد سے انہوں
نے سہل بن زیاد سے انہوں نے ابوسعید
سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے
یونس سے انہوں نے ابن مکان سے انہوں
نے ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں
کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
آیہ "یا ایها الذین آمنوا اطیعوا اللہ
(سورہ نساء ۵۹) اے ایمان دارو اللہ
کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت
کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں
سے صاحبان امر ہیں" کے بارے میں
سوال کیا (کہ یہ کس کی شان میں نازل ہوئی
ہے) تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت
امیر المومنین ع امام حسن ع امام حسین ع کی شان
میں نازل ہوئی ہے) پھر میں نے عرض
کی کہ مولا، لوگ کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے
حضرت علی اور ان کے اہلبیت ع کا نام، قرآن
میں کیوں نہیں ظاہر اور ذکر کیا، حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو یہ جواب
دو کہ رسول اللہ پر نماز کا حکم نازل ہوا
لیکن خدا نے تین اور چار رکعتوں کا ذکر قرآن
میں نہیں کیا، بلکہ اس کی تفسیر رسول اللہ ص
نے بیان کی ہے، اسی طرح خداوند عالم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زکوٰۃ
کا حکم نازل کیا لیکن اس نے قرآن میں یہ

https://www.shiabooks.com/

كل اربعين درهما
درهم حتى كان
رسول الله صلعم
هو الذى فسّر
ذالك لهم، ونزل الحج
فلم يقل لهم
طوفوا سبوعًا
حتى كان رسول الله ؐ
هو الذى فسّر ذالك
لهم ونزلت
"اطيعوا الله واطيعوا الرسول
واولى الامر منكم"
ونزلت فى علىّ
والحسنؑ والحسينؑ
فقال رسول الله ؐ
فى على "من كنت
مولاه فعلىّ مولاه"
وقال صلعم
اوصيكم بكتاب
الله واهلبيتى فانى
سالت الله ج
ان لا يفرق بينهما
حتى يوردهما
على الحوض فاعطانى
ذالك وقال لاتعلموهم

نہیں بیان کیا کہ ہر چالیس درہم میں ایک
درہم واجب ہے (قرآن نے مجملاً کہا) اور
حضرت رسول کریم نے اس کی تفصیل بیان
کی، اسی طرح خداوند عالم نے آنحضرتؐ پر
حج کا حکم نازل کیا لیکن قرآن میں یہ نہیں
فرمایا کہ خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگاؤ
بلکہ حج کے تفصیلی مسائل رسول اللہؐ نے
بیان کئے، اسی طرح آیہ "اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم"
نازل ہوا تو اس کی تفسیر رسول خداصلعم
نے بیان فرمائی کہ یہ آیت کس کی شان
میں نازل ہوئی ہے اور واضح طور پر بتایا
کہ اس سے مراد، علیؑ حسنؑ اور حسینؑ ہیں
اسی سلسلہ میں رسول خداؐ نے علی بن
ابی طالب کو (یوم غدیر خم ایک لاکھ چوبیس
ہزار اصحاب کے مجمع میں اپنے ہاتھوں
پر بلند کر کے ارشاد فرمایا) جس کا میں
مولا ہوں اس کا یہ علی بھی مولا ہے،
اسی طرح اہلبیت کے بارے میں ارشاد فرمایا
کہ "اے لوگو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں
کتاب خدا اور اپنے اہلبیت کے متعلق
اور میں نے خدا سے اس بات کا سوال کیا
ہے کہ وہ قرآن و اہلبیت کو ایک دوسرے
سے جدا نہ کرے یہاں تک ان دونوں کو
میرے سامنے حوض کوثر پر وارد کرے اور

https://www.sniabookspdf.com/

فهم اعلم منكم وقال انهم لن يخرجوكم من باب هدى ولن يدخلوكم فى باب ضلالة، فلو سكت رسول الله صلعم فلم يبين من اهلبيته لادعاها آل فلان وآل فلان لكن الله عزوجل انزل فى كتابه تصديقا لنبيه "انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا" فكان على والحسن والحسين وفاطمة عليهم السلام فادخلهم رسول الله تحت الكساء فى بيت ام سلمى

خداوند عالم نے میری اس دعا کو قبول کرلیا ہے، اور آنحضرتؐ نے لوگوں کو ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہلبیت کو تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا کیوں کہ یہ لوگ (علم لدنی رکھتے ہیں اور) تم سے کہیں زیادہ علم والے ہیں، اور آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (لوگو! یقین کامل رکھو کہ) میرے اہل بیت نہ تم لوگوں کو ہدایت کے دروازے سے کبھی ہٹائیں گے نہ گمراہی کے دروازے میں داخل کریں گے (اے ابوبصیر یقین کرو کہ) اگر آنحضرت خاموش رہتے اور اس کی تصریح نہ فرماتے کہ میرے اہل بیت کون لوگ ہیں تو (میرے غیر سے خصوصاً ازواج نبی آل عباس آل جعفر) سب آل محمد ہونے کا دعویٰ کرتے (اور سنو رسول خدا نے اپنے اہل بیت کو چادر میں جمع کرکے معین فرما دیا اور اس کی تصریح کردی کہ بس یہی میرے اہل بیت ہیں) اس کے بعد خداوند عالم نے اس پر عمل و تصریح کی تصدیق کے لئے آیۂ تطہیر نازل فرمادی اور ارشاد فرمایا "انما یرید اللہ الخ (احزاب ۳۳) اے اہل بیت رسول خدا نے تم سے ہر قسم کی پلیدگی کو دور رکھا ہے اور ہر طرح سے پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے) اے ابوبصیر!

https://www.shiabookspdf.com/

ثم قال اللّٰھم
ان لکل نبیّ اھلا و
ثقلاً وھؤلاء
اھلبیتی وثقلی
فقالت ام سلمٰی
الست من
اھلک فقال انک
الی خیر ولکن
ھؤلاء اھلی وثقلی
فلما قبض
رسول اللّٰہؐ کان
علی اولی الناس
بالناس لکثرۃ
ما بلغ فیہ رسول اللّٰہؐ
واقامتہ للناس
واخذہ بیدہ، فلمّا
مضیٰ علیؑ لم یکن
لتسییطع علیؑ علیہ السلام
ولم یکن لیفعل ان
یدخل محمد بن علی
ولا العباس بن علی
ولا واحد من ولدہ
اذا لقال الحسن والحسین
ان اللّٰہ تبارک
وتعالیٰ انزل فینا کما انزل

یہ آیت خاص کر علی بن ابی طالب، فاطمہ زہرا
امام حسن امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے
انہیں حضرات کو رسول خدا صلعم نے ام سلمہ
کے گھر میں چادر کے اندر جمع کیا تھا اور اس کے
بعد بارگاہ خداوندی میں عرض کیا تھا کہ میرے
پالنے والے ہر نبی کے اہل بیت اور عظیم
المرتبت عزیز ہوتے تھے اور میرے اہل بیت
اور گراں مایہ قرابت دار یہ ہیں"، یہ سنکر
ام المومنین جناب ام سلمہ قریب آئیں تھیں
اور آنحضرت کی خدمت میں عرض پرداز ہوئیں
تھیں" الست من اھلک" یا حضرت کیا میں
آپ کے اہل بیت میں داخل نہیں ہوں
حضرت نے ارشاد فرمایا

ام سلمہ تزا انجام ہے بہتر لیکن
آپکے چادر تطہیر میں آنے والے

اے ام سلمہ تمہاری عاقبت بخیر ہے
لیکن میرے اہل بیت اور میرے عظیم قرابت
دار بس یہی ہیں اور کوئی نہیں ہے،
(اے ابوبصیر) پھر جب حضرت رسول خداؐ
نے وفات پائی تو اس وقت علی بن ابی طالب
تمام لوگوں پر اولی بالتصرف" قرار پائے کیونکہ
یہی اس وقت ولی امر تھے اور رسول خدا نے
ان کی ولایت و امامت کے متعلق کافی وضاحت
فرمادی تھی۔ اور غدیر خم کے میدان میں ان
کے ہاتھوں کو پکڑ کر مجمع میں بلند کر کے

https://www.shiabookspdf.com/

فيك فامر بطاعتنا كما
امر بطاعتك
وبلغ نبينا رسول الله
كما بلغ فيك
واذهب عنا
الرجس كما اذهبه
عنك، فلما مضى
علي عليه السلام
كان الحسن عليه السلام
اولى بها لكبره فلما
توفي لم يستطع
ان يدخل
ولد الا ولد يمكن
ليفعل ذالك
والله عز وجل
يقول "واولوا الارحام
بعضهم اولى
ببعض في كتاب الله"
فيجعلها في
ولد اذا لقال
الحسين عليه
السلام امر الله
بطاعتي كما
امر بطاعتك
وطاعة ابيك

ان کی ولایت کا اعلان کیا تھا، پھر جب
علی بن ابن طالب کا وقت وفات قریب آیا تو
ان کی قدرت سے یہ بات باہر تھی کہ وہ اپنے
فرزند محمد بن حنفیہ یا عباس علمدار کو اپنا جانشین
بنا دیتے یا کسی اور کو بنا دیتے (کیونکہ اس کا
تعلق نفس خدا اور رسول سے ہے۔ ان کے علاوہ
کوئی بھی اس کا حق نہیں رکھتا) اور اگر بالفرض
محال علی بن ابی طالب کسی اور کو اپنا جانشین
بنا دیتے تو امام حسین اور امام حسن کو یہ کہنے
کا حق تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کی فضیلت
میں آیات نازل کی ہیں اسی طرح ہماری فضیلت
میں بھی آیات ہیں جس طرح آپ کی اطاعت کا
حکم دیا گیا ہے ہماری اطاعت کا حکم بھی دیا
گیا ہے، جس طرح رسول خدا نے آپ کے لئے
تبلیغ کی ہے ہمارے لئے بھی کی ہے جس طرح
آپ سے رجس کو دور رکھا ہے ہم سے بھی دور
رکھا ہے (پھر ہمارے ہوتے ہوئے کسی اور
کو جو ان فضائل سے متصف نہیں ہے کیونکہ
جانشین بنایا جا سکتا ہے) پھر امیر المومنینؑ کی
وفات کے بعد امام حسنؑ منصب امامت پر
فائز ہوئے کیونکہ سب سے بڑے تھے تو ان
کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ اپنے بعد اپنی
اولاد میں امامت کو قرار دیتے حالانکہ خداوند
عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "واولوا الارحام
اولى من بعض" اس آیت

https://www.sirabooks.pdf.com/

وبلغ فی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ
کما بلغ فیک
وفی ابیک واذھب
اللہ عنی الرجس
کما اذھب عنک
وعن ابیک
فلما صارت
الی الحسن علیہ
السلام لم یکن
احد من
اھلبیتہ یستطیع
ان یدعی علیہ
کما کان ھو یدعی
علی اخیہ
وعلی ابیہ
لو اراد ان
یصرف الامر
عنہ ولم
یکونا یفعلا
ثم صارت
حسین افضت
الی الحسین
علیہ السلام
فجری تاویل

کی رُو سے امام حسنؑ اپنی اولاد میں امامت
قرار دے سکتے تھے لیکن چونکہ امام حسینؑ کے
بارے میں بالخصوص خدا اور رسول کی نص موجود
تھی آپ ہرگز نہیں کر سکتے تھے اور اگر آپ بفرض
محال ایسا کرتے تو حضرت امام حسینؑ آپ سے یہ
کہہ سکتے تھے کہ جس طرح خداوند عالم نے آپ کی
اطاعت کا حکم دیا ہے اسی طرح میری اطاعت
کا حکم بھی ہے۔ جس طرح آپ کی اور پدر بزرگوار
کی امامت کی تبلیغ رسول خدا نے کی ہے۔
میری بھی امامت کی تبلیغ فرمائی ہے اور جس
طرح آپ حضرات کے فضائل بیان فرمائے ہیں
میرے فضائل بھی بیان کئے ہیں، اور جس طرح
آپ حضرات کو نجاستوں سے پاک رکھا گیا ہے
مجھے بھی پاک رکھا گیا ہے (میرے ہوتے ہوئے
ایسے لوگ جو ان صفات سے متصف نہیں
ہیں کیونکہ امام قرار پا سکتے ہیں تو امام حسنؑ کے
پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوتا) پھر جب امامت
حضرت امام حسینؑ کو ملی تو ان کے خاندان میں کوئی
ایسا نہ تھا کہ جو اس طرح مدعی امامت ہوتا
جس طرح امام حسینؑ اپنے باپ اور بھائی کے
مقابل ہو سکتے تھے نیز یہ کہ وہ امر امامت کو
امام حسینؑ سے نہیں ہٹا سکتے تھے اور نہ انہوں
نے ایسا کیا، پھر ایسی صورت میں جب امامت
امام حسینؑ کی طرف منتقل ہوئی تو آیہ "
اولوا الارحام الخ" کے معنائے ظاہری

https://www.shiabookspdf.com/

هذه الآية "واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فى كتاب الله" ثم صارت من بعد الحسينؑ لعلى بن الحسين ثم صارت من بعد على بن الحسينؑ الى محمد بن علىؑ، وقال الرجس هو الشك والله لا نشك فى ربنا ايداً۔

پر عمل نہیں ہوا اور آیت کی تاویل کی گئی (کیونکہ امام حسینؑ کی امامت پر نص خدا اور رسول موجود تھی البتہ امام حسینؑ کے بعد آیت پر صلاحیت و منشاء باری کی روشنی میں عمل کیا گیا) اور حضرت امام زین العابدینؑ پھر ان کے بیٹے امام محمد باقرؑ پھر ان کے بیٹے امام ہوئے (اور یہ سلسلہ قائم آل محمد تک رہے گا) پھر فرمایا کہ (اے ابوبصیر سنو) رجس کے (ایک معنی) شک کے بھی ہیں، اور خدا کی قسم ہم میں سے کسی نے کبھی اللہ کے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں کیا۔

**توضیح** مقصد یہ ہے کہ امام کی امامت اسی طرح قائم ہوتی ہے جس طرح نبی کی نبوت، اس منصب امامت کا تعلق عالم نور سے ہے خداوند عالم نے جن کو امام بنایا ہے ان میں بدو فطرت ہی سے اس کی صلاحیت عطا کی ہے البتہ اعلان و اظہار منصب کے لئے نص کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ اپنے غیر سے منصب خلافت پر قابض ہو کر مدعی امامت نہ بن جائیں جو کہ عہد آخر میں ختم نبوت کا لازمہ ہے، اب رہ گیا یہ کہ آیات قرآنی میں بارہ اماموں کے نام کی تصریح کیوں نہیں کی گئی یہ سوال بے معنی ہے جیسا کہ حدیث مذکورہ میں امام علیہ السلام نے وضاحت فرما دی ہے حدیث میں زکوٰۃ کی مثال میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ خداوند عالم نے زکوٰۃ کا حکم دیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ کتنی رقم میں کتنی زکوٰۃ دی جائے گی اس کی وضاحت مفسر قرآن حضرت محمد مصطفیٰؐ نے فرمائی ہے، مزید معلومات کے لئے عرض ہے کہ جب مقدار نصاب مبلغ دو سو درہم پوری ہو جائے تو اس وقت ہر چالیس درہم میں ایک درہم زکوٰۃ واجب ہے اور یہ دو سو درہم چاندی کا پہلا نصاب ہے دو سو درہم سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور دوسرا نصاب چالیس درہم ہیں یعنی جب دو سو درہم پر چالیس درہم زیادہ ہو جائیں یا اس سے زیادہ تو ہر چالیس درہم میں ایک درہم زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ اگرچہ مختلف چیزوں سے نکالنی واجب ہے لیکن چونکہ امام علیہ السلام نے صرف چاندی کی زکوٰۃ کی مثال دی ہے اس لئے اس مقام پر اسی کا ذکر

https://www.shiabooksndf.com/

کیا گیا، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو توضیح المسائل مصدقہ مرجع تقلید مجتہد اعظم، آیۃ اللہ سید محمد کاظم شریعت مدارم ایران و دیگر کتب فقہ جعفری۔

# باب (۶۵)

# حضرت امام حسنؑ کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابراہیم بن عمر یمانی اور عمر بن اذینہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے سلیم بن قیس ہلالی کوفی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسنؑ علیہ السلام سے امامت کی وصیت کی (اور ان پر فرائض امامت عائد کئے) تو اس وقت میں وہاں موجود تھا، حضرت نے اپنی وصیت پر حضرت امام حسین علیہ السلام جناب محمد حنیفہ اور اپنے دیگر تمام فرزندوں اور اعیان و اشراف شیعہ اور اپنے تمام اہلبیت کو گواہ قرار دیا اس کے بعد وہ تمام کتابیں جو (جفر ابیض میں تھیں) اور جملہ سلاح (جو جفر احمد میں تھیں) حضرت امام حسن علیہ السلام کے سپرد کیا اس کے بعد آپ نے ان سے ارشاد فرمایا "یا بنی امرنی رسول اللہؐ ان اوصی الیک وان ادفع الیک کتبی وسلاحی کما اوصی الی رسول اللہؐ ودفع الی لتبقہ وسلاحہ" اے فرزند رسول اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم کو اپنا وصی قرار دوں اور تمام کتابیں اور تمام اسلحہ تمہارے سپرد کر دوں جیسا کہ حضرت رسول خدا نے مجھ کو اپنا وصی بنایا تھا اور تمام کتابوں اور اسلحہ کو میرے سپرد کیا تھا اور رسول اللہؐ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم کو حکم دوں کہ جب تمہاری رحلت کا وقت قریب آئے تو تم ان چیزوں کو اپنے بھائی حسینؑ کے سپرد کر دو پھر حضرت اپنے فرزند امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تم کو رسول اللہؐ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان چیزوں کو اپنے اس فرزند کے سپرد کرو، پھر حضرت نے امام زین العابدینؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ (بیٹے سنو) تم کو رسول اللہؐ نے حکم دیا ہے کہ ان چیزوں کو

https://www.shiabookspdf.com/

وفات کے وقت اپنے فرزند محمد بن علی کے سپرد کرنا، اور اے بیٹے تم اپنے فرزند محمد کو رسولِ خدا کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہنا۔

# باب (۶۶)

# حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ملخص ترجمہ درج ذیل ہے۔

"محمد بن الحسن اور علی بن محمد نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن سلیمان الدیلمی سے انہوں نے بعض اصحاب سے انہوں نے مفضل بن عمر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے" کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات کا جب وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو وصیت کی اور ان کو اپنا وصی قرار دیا" اسی موقع پر امام علیہ السلام نے قنبر سے فرمایا کہ جاؤ اور محمد بن حنیفہ کو بلا لاؤ چنانچہ انہوں نے جاکر محمد بن حنفیہ کو امام حسن علیہ السلام کا پیغام پہونچایا، فجعل علی شسع نعلہ فلم یسرہ "محمد بن حنیفہ نے جب یہ سنا کہ امام حسنؑ بلا رہے ہیں تو وہ اس حال میں دوڑے کہ ان کی جوتی کے تسمے کھلے ہوئے تھے اور وہ ان کو باندھ نہیں سکے تھے فلما قام بین یدیہ مسلم" پھر جب ان کی خدمت میں پہونچے تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے، پھر بہت کچھ بات چیت ہوئی اور امام نے کچھ نصائح سے بھی بہرہ ور کیا اس کے بعد فرمایا، ان الحسین بن علی بعد وفات نفسی ومفارقۃ روحی جسمی امام من بعدی کہ میرے بھائی حسین بن علی میری وفات کے بعد امام زمانہ ہوں گے اور (سنو) یہ امامت ان کو رسول اللہ سے ورثہ میں ملی ہے اس کا ذکر کتاب خدا میں موجود ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ انہیں مالک باپ کی طرف سے ورثہ میں بھی ملی ہے خدا نے ساری مخلوقات میں محمد مصطفےٰ کو چنا انہوں نے علی کو اور علی بن ابی طالب نے مجھ کو اور میں نے اپنے بھائی کو امامت کے لئے منتخب کیا

یہ سن کر محمد حنیفہ نے کہا انت امام و انت وسیلتی الی بعض، بے شک آپ امام حسین اور رسول کریم تک پہونچنے کے لئے ہمارے وسیلے ہیں۔

# باب (۶۷)

## حضرت امام زین العابدینؑ کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے ابن سنان سے انہوں نے ابوالجارود سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنا وصیت نامہ جو لپیٹا ہوا اور مہر کیا ہوا تھا اپنی بیٹی فاطمہ کبریٰ کے سپرد فرمایا۔ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جناب فاطمہ نے اسے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے حوالے کر دیا، ابوالجارود کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ مولا اس وصیت نامے میں کیا تھا، حضرت نے فرمایا کہ اس میں تمام وہ باتیں درج تھیں جن کی احتیاج بنی نوع انسان کو رہتی دنیا تک رہے گی (یعنی آدم سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اور جن چیزوں کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ سب کچھ اس میں مندرج تھا" نوٹ! اسی باب کی بعض احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے عراق سے روانگی کے وقت کچھ تبرکات جناب ام سلمہ کے سپرد کر دئے تھے جنہیں امام زین العابدین نے قید خانہ شام سے چھوٹنے اور مدینہ پہونچنے کے بعد ان سے حاصل کیا تھا۔ بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تبرکات جو لائے نہیں جا سکتے تھے انہیں مدینہ میں ام سلمہ کے حوالے کر دیا تھا اور جو لائے جا سکتے تھے انہیں اپنی دختر فاطمہ کے حوالے فرمایا

# باب (۶۸)

## حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے عمران بن موسیٰ سے انہوں نے محمد بن الحسین سے انہوں نے محمد بن عبداللہ سے انہوں نے عیسیٰ بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب کہ عالم موت میں تھے اور ان کی (ظاہری) زندگی کے لمحات ختم ہو رہے تھے اس وقت آپ متوجہ ہوئے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اور فرمایا" یا محمد هذا الصندوق اذهب به الی بیتک اس صندوق کو اپنے گھر اٹھا کر لے جاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ اس میں [illegible] ہتھیار نہ تھے بلکہ علم کی چیزیں تھیں۔

https://www.shiabookspdf.com

نوٹ! نمبر ۱ اسی باب کی بعض احادیث میں ہے کہ اس صندوق میں رسول خدا کے اسلحے اور انبیاء کے تبرکات اور کتابیں تھیں۔

نمبر ۲: میرے نزدیک باب سابق کی چوتھی حدیث اس باب کے لئے نہایت مناسب ہے جس میں جابر بن عبداللہ انصاری کی وہ روایت ہر قوم ہے جس میں انہیں رسولِ خدا کا امام محمد باقرؑ کو سلام پہونچانے کی ہدایت ہے۔

# باب (۶۹)

## حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری، (۲) ساتویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال لما حضر ابی علیه السلام الوفاة قال یا جعفر اصیك یا صحابی خیراً قلت جعلت فداك والله لا عنهم ولا ارجل منهم یکون فی المصر فلا یسال احداً۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میرے پدر بزرگوار کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے جعفر میں تم سے اپنے اصحاب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ ہر قسم کی بھلائی کرنا، میں نے عرض کی میری جان آپ پر فدا ہو، خدا کی قسم میں انہیں ہرگز نظر انداز نہ کروں گا انہیں بلاؤں گا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی جو اس شہر میں رہتا ہے اس حال میں نہ رہنے دونگا کہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن هشام بن سالم عن جابر بن یزید الجعفی عن ابی جعفر علیه السلام قال سئل عن القائم علیه السلام فضرب بیده علی ابی عبد الله علیه السلام فقال هذا والله قائم آل محمد

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قائم آل محمدؐ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر اپنا ہاتھ رکھکر ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم یہ قائم آل محمد (بامر الامامت ہیں) غیبہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com/

قال عنبسة فلما قبض ابوجعفر علیه السلام دخلت علی ابی عبد اللہ علیه السلام فاخبرته بذالك فقال صدق جابر ثم قال لعلکم ترون ان لیس کل امام هو القائم بعد الامام الذی کان قبله۔

کی وفات کے بعد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے جابر والی حدیث بیان کی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جابر نے سچ کہا ہے (سنو قائم سے مراد ایک تو قائم بالجہاد والسیف ہے دوسرے قائم بامر الامامت ہے، اور دونوں کو قائم آل محمد کہنا درست ہے، پہلا مخصوص ہے امام مہدی کے لئے اور دوسرا ہر امام زمانہ سے متعلق ہے) پھر ارشاد فرمایا کہ شاید تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ ہر امام اپنے سابق امام کے بعد قائم نہیں ہوتا۔

https://www.shiabookspdf.com/

## باب (۷۰)

# حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے بارھویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان عن ابن مسکان عن سلیمان بن خالد قال دعا ابوعبد اللہ علیه السلام ابا الحسن علیه السلام یوما ونحن عنده فقال لنا علیکم

احمد بن ادریس نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ کو بلایا اور ہم سب لوگ جو اس وقت وہاں موجود تھے سب سے فرمایا کہ تم لوگوں پر لازم ہے کہ ان سے تمسک کرو

بهذا فهو والله صاحبكم بعدی۔

اور ان کی طرف پوری توجہ رکھو، خدا کی قسم یہی میرے بعد تمہارے امام ہیں۔

# باب ۱۷

## حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن الحسین بن نعیم الصحاف قال کنت وانا وهشام بن الحکم وعلی بن یقطین ببغداد فقال علی بن یقطین کنت عند العبد الصالح جالسا فدخل علیه ابنه علی فقال لی یا علی بن یقطین هذا علی سید ولدی اما انی قد نحلته کنیتی فضرب هشام بن الحکم براحته جبهته ثم قال ویحك کیف

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے حسین بن نعیم صحاف سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور ہشام بن حکم اور علی بن یقطین بغداد میں تھے کہ علی بن یقطین نے بیان کیا کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ان کے فرزند حضرت امام علی رضا آگئے ان کے تشریف لاتے ہی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی بن یقطین یہ میرا فرزند علی رضا میری اولاد میں سب کا سید و سردار ہے۔ میں نے اسے اپنی کنیت (ابوالحسن) بھی دے دی ہے، یہ سن کر ہشام نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ افسوس ہے تم نے یہ حدیث کیونکر بیان کر دی، علی بن یقطین نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے جو کچھ سنا تھا وہ بتا دیا، یہ سن کر ہشام نے کہا کہ مولا نے اس بیان

https://www.shiabookspdf.com/

قلت؟ فقال علی بن یقطین سمعت والله منه کما قلت فقال هشام اخبرك ان الامر فیه من بعده

میں (جہاں یہ) فرمایا ہے کہ میرے بعد یہ (علی رضا) امام ہوں گے (یہ بھی تو واضح کر دیا کہ اب میں دنیا سے جانے والا ہوں)

# باب (۷۲)

# حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں چودہ ۱۴ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) دوسری (۲) تیسری (۳) دسویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن معمر بن خلاد قال سمعت الرضا وذکر شیئا فقال ما لحاجتکم الی ذالك هذا ابو جعفر قد احللته محلی وصیرته مکانی وقال، انا اهل بیت یتوارث اصاغرنا عن اکابرنا القذة بالقذة۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے بسلسلہ تذکرہ علامات امامت سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں پڑیگی کہ علامات کے ذریعہ سے امام کو پہچانو، (دیکھو) یہ ابو جعفر ہیں جن کو میں نے اپنی جگہ پر بٹھایا ہے اور اپنا قائمقام کیا ہے، پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں، ہمارے گھر کے بچے ہمارے بزرگوں کے برابر ہوتے ہیں اور ہمارے گھر کے چھوٹے، بڑے اس طرح ساوی ہیں جیسے ایک تیر کے دو پر برابر ہوتے ہیں۔

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن عیسی سے روایت

https://www.shiabookspdf.com/

عن ابیه محمد بن عیسیٰ قال دخلت علی ابی جعفر الثانیؑ فناظرنی فی اشیاء ثم قال لی، یا ابا علی ارتفع الشك مالابی غیری۔

(۳) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن صفوان بن یحییٰ قال قلت للرضا علیه السلام فکنا نسئالك قبل ان یهب الله لك ابا جعفر علیه السلام فکنت تقول یهب الله لی غلاما فقد وهبه الله لك فاقر عیوننا فلا ارانا الله یومك فان کان کون فالی من؟ فاشار بیده الی ابی جعفر علیه السلام وهو قائم بین یدیه فقلت جعلت فداك هذا ابن ثلاث سنین؟

کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے امامت کے بارے میں مجھ سے بات چیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ابو علی تمہارا شک دور ہو جانا چاہیئے اور یقین ہو جانا چاہیے کہ میرے باپ کے میرے علاوہ کوئی فرزند نہیں ہے (اور ان کے بعد امام میں ہوں گا) محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ہم لوگ ابو جعفر علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے جب آپ سے سوال کرتے تھے کہ آپ کے بعد امام کون ہوگا؟ تو آپ ارشاد فرماتے تھے کہ خداوند عالم مجھے ایک فرزند عطا فرمائے گا، اب خداوند عالم نے آپ کو فرزند عطا فرما دیا ہے جس کے سبب سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں اور خداوند عالم ہم لوگوں کو آپ کی موت کا دن نہ دکھائے لیکن حضور اگر خدانخواستہ کوئی امر حادث ہو جائے تو ہم لوگ کس کی طرف رجوع کریں گے، امام علیہ السلام نے اپنے فرزند امام محمد تقیؑ کی طرف اشارہ کیا جو کہ حضرت کے سامنے کھڑے تھے (اور فرمایا کہ میرے بعد یہ امام ہوں گے) اس کے بعد میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو کہ یہ تو ابھی تین برس

https://www.shiabookspdf.com/

فقال وما یضرہ من ذالک فقد قام عیسیٰؑ بالحجۃ وھو ابن ثلاث حسین۔

کے ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس سے کیا ہوتا ہے، جناب عیسیٰ نے بھی تو تین برس کی عمر میں حجت قائم کی تھی۔

**توضیح** مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ جن کی پیدائش عالم نبوت میں ہوئی تھی وہ تین سال یا اس سے بھی بروایت اعلام الوریٰ وارشاد مفید کم میں رسول ہو گئے تھے اور حجت خدا قرار پا گئے تھے تو پھر امام محمد تقی جو کہ پیدائشی امام ہیں ان کو امامت کی ذمہ داری تیسی سال کی عمر میں سونپنے میں کیا حرج واقع ہو سکتا ہے، راوی نے اپنے سمجھنے کے لئے تین سال کی عمر کا حوالہ دیا تھا، امام علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ کی مثال سے واضح کر دیا کہ نبوت ہو یا امامت یہ عمر کے ساتھ مقید نہیں ہے اور حدیث نمبر ۲ میں اس کی وضاحت فرما دی گئی ہے کہ ہمارے چھوٹے بڑے سب برابر ہوتے ہیں، اس منصب میں عمر کا کوئی سوال نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

## باب (۳۷)

# حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے اسمٰعیل بن مہران سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام پہلی مرتبہ مدینہ سے بغداد تشریف لے جانے لگے تو میں نے روانگی کے وقت حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو مجھ کو آپ کے بارے میں بڑا اندیشہ ہے، فالی من الامر بعدک" ارشاد فرمایئے کہ آپ کے بعد امر امامت کس کی طرف راجع ہوگا (یعنی آپ کے بعد امام کون ہوگا) حضرت نے یہ سن کر میری طرف نظر کر کے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے سال میری غیبت (وفات) نہیں ہے، تمہارا گمان غلط ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر جب دوسری مرتبہ معتصم نے آپ کو بلوایا تو میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو آپ تو تشریف لئے

جارہے ہیں یہ تو فرما دیجئے کہ آپ کے بعد امام کون ہوگا؟ یہ سنکر حضرت نے اپنے مظلوم بیٹے پر گریہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی فقال عندھذہ یخاف علیّ پھر فرمایا کہ اے اسمعیل اس دفعہ میرے لئے خوف ہلاکت ہے" الا مر من بعدی الی ابنی علی " سنو میرے بعد امر امامت میرے بیٹے علی نقیؑ کی طرف منتقل ہوگا یعنی وہی امام ہوں گے۔

**اقول** امام محمد نقی علیہ السلام کو مدینہ سے دو بارہ بغداد کا سفر کرنا پڑا، یہ دونوں سفر جبری تھے پہلی بار مامون رشید نے بلوایا تھا اور اس طلب میں سیاسی طور پر ان کی شادی اپنی لڑکی ام الفضل سے کرنا مقصود تھی، دوسری بار محمد بن ہارون یعنی معتصم نے بلوایا تھا جو کہ بعد اس کی جگہ خلیفہ مقرر ہوا تھا، اس نے بغداد طلب کر کے امام علیہ السلام کو آپ کی زوجہ ام الفضل بنت مامون رشید کے ذریعہ سے زہر دلوا کر شہید کرا دیا تھا۔

https://www.shiabookspdf.com

# باب (۴۷)

## حضرت امام حسن عسکریؑ کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں تیرہ ۱۳ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن محمد نے محمد بن احمد مہدی انہوں نے یحیی بن یسار عنبری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ" اوصی ابو الحسن علیہ السلام الی ابنہ الحسن قبل مضیہ بار بعۃ اشھر فی علی ذالک وجماعۃ من الموالی"

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنی وفات سے چار ماہ قبل اپنے فرزند حضرت امام حسن عسکریؑ کے حق میں وصیت فرمائی اور مجھ کو اور اپنے دوستوں کی ایک جماعت کو اس وصیت پر گواہ قرار دیا۔

نوٹ! اسی باب کی دوسری حدیث میں علی بن عمر النوفلی کا بیان ہے کہ میں حضرت علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے فرزند محمد سامنے آئے میں نے عرض کی کہ حضور والا کے بعد یہی امام ہوں گے فرمایا نہیں صاحبکم بعدی الحسن میرے

بعد تمہارے امام حسن (عسکری) ہوں گے۔

**اقول** حضرت امام علی نقی کے فرزندوں میں بڑے بیٹے کا نام محمد تھا لیکن وہ امام علیہ السلام کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے (مراۃ العقول ۱۲ ص ۲۳۸)

# باب (۷۵)

## حضرت امام محمد مہدی آخر الزمانؑ کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحیی عن احمد بن اسحاق عن ابی ھاشم الجعفری قال قلت لابی محمد علیہ السلام جلالتک تمغنی من مسالتک مافاذن ان اسالک فقال سل، قلت، یا سیدی ھل لک ولد فقال نعم فقلت فان حدث بک حدث واین اسئل عنہ فقال بالمدینۃ۔

محمد بن یحیی نے احمد بن اسحاق سے انہوں نے ابو ھاشم جعفری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ مولا آپ کی جلالت شان مانع ہوتی ہے کہ میں آپ سے کچھ سوال کروں، اگر آپ اجازت دیں تو میں (ایک اہم امر کے متعلق) آپ سے سوال کروں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (بے شک) پوچھو، میں نے عرض کی کہ مولا آپ کے کوئی فرزند ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہے، میں نے عرض کی کہ اگر (خدانخواستہ) آپ کو کوئی حادثہ پیش آجائے (یعنی آپ کی وفات ہو جائے) تو میں آپ کے فرزند کے متعلق کہاں دریافت کروں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسی شہر میں

نوٹ (۱): اسی باب کی تیسری حدیث میں عمرو الاہوازی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے جانشین کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اپنے فرزند محمد کو میرے سامنے کر کے فرمایا، ھذا صاحبکم من بعدی یہ میرے بعد تمہارے امام ہوں گے۔

نمبر۲! اسی باب کی چوتھی حدیث میں ہے وولد لہ ولد سماہ "م ح م د" فی سنۃ ست وخمسین ومائتین حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ہاں فرزند پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے (م ح م د) یعنی محمد رکھا۔

نمبر۳! اسی باب کی چوتھی حدیث کے ذیل میں امام المحدثین حضرت علامہ محمد باقر مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب امر علیہ السلام کی غیبت کے بعد ان کے چار نائب قرار پائے (۱) ابو عمرو عثمان بن سعید (۲) ابو جعفر محمد بن عثمان (۳) ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی (۴) ابو الحسن علی بن محمد السمری پھر جب آخری نائب کا انتقال ۳۲۹ھ میں ہو گیا تو غیبت کبریٰ شروع ہو گئی اور تمام سلسلے ظاہری ملاقات کے بند ہو گئے ملاحظہ ہو (مرآۃ العقول ج ۱ ص ۳۳۹) غیبت صغریٰ ستر سال رہی۔

https://www.shiabooks.pdf.com

# باب (۷۶)

## جن لوگوں نے حضرت حجت علیہ السلام کو دیکھا ہے ان کے اسمائے کے بیان میں

اس باب میں پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) ساتویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن عبد اللہ بن جعفر الحمیری قال اجتمعت انا وابو عمرو رحمۃ اللہ عند احمد بن اسحاق فغمزنی احمد بن

محمد بن عبد اللہ و محمد بن یحییٰ دونوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور شیخ ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حجت علیہ السلام کے پہلے نائب) احمد بن اسحاق کی مجلس میں ایک جگہ جمع ہوئے، احمد بن اسحاق نے مجھے اشارہ کیا کہ میں

اسحاق ان اسئلہ عن الخلف
فقلت لہ یا ابا عمرو
انی اریدان اسالک
عن شئی وانا
بشاک فیما اریدان
ان اسالک عنہ
فان اعتقادی ودینی
ان الارض لا تخلوا
من حجۃ الا اذا کان
قبل یوم القیامۃ
باربعین یوما فاذا
کان ذالک رفعت
الحجۃ واغلق باب التوبۃ
فلم یک ینفع
نفسا ایمانھا لم
تکن آمنت من
قبل او کسبت فی
ایمانھا خیرا
فاولئک اشرار
من خلق اللہ عزوجل
وھم الذین تقوم
علیھم القیامۃ ولکنی
احببت ان ازداد
یقینا وان ابراھیمؑ
سال ربہ عزوجل

ابو عمرو سے حضرت امام حسن عسکریؑ کے
جانشین کے بارے میں سوال کردں، میں نے
ابو عمرو سے کہا کہ اے ابو عمرو میں تم سے ایک
شے کے متعلق سوال کرتا ہوں اگرچہ مجھ کو اس
شے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اس لئے
کہ ہمارا اعتقاد اور ہمارا دین یہ ہے کہ زمین
کسی وقت حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی مگر
یہ کہ جب قیامت کے آنے میں چالیس روز
باقی رہ جائیں گے، اس وقت خداوند عالم اپنی
حجت کو اٹھالے گا اور ابواب توبہ بند ہو
جائیں گے اور جو لوگ تکلیف برطرف ہو
جانے سے پہلے ایمان نہیں لائے یا ایمان
تو لائے لیکن ان کا ایمان صرف ظاہری تھا وہ
بدترین خلق خدا ہوں گے، ایسے لوگوں کے
ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ایسے
ہی لوگوں پر قیامت آئے گی، لیکن میں
چاہتا ہوں کہ میرے یقین میں اضافہ ہو
جیسا کہ جناب ابراہیم نے اپنے پروردگار
سے سوال کیا تھا کہ اے پالنے والے مجھ
کو بھی دکھادے کہ تو مردوں کو کیونکر
زندہ کرتا ہے، خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ
کیا تمہیں ابھی یقین نہیں آیا جناب ابراہیم
نے عرض کی کہ مجھے یقین تو ہے لیکن میں
چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان ہو
جائے (سورہ بقرہ ۲۶۰)

https://www.shiabookspdf.com/

ان یریه کیف
یحیی الموتی قال اولم
تومن قال بلی ولکن
لیطمئن قلبی وقد
اخبرنی ابو علی
احمد بن اسحاق عن
ابی الحسن علیه السلام
قال سالته وقلت
من اعامل او من
اخذ وقول من
اقبل؟ فقال له العمری
ثقتی فما ادّی الیک
عنی فعنی یودی وما
قال لک عنی فعنی
یقول فاسمع له واطع
فانه الثقة المامون
واخبرنی ابو علی انه
سال ابا محمد عن
مثل ذالک فقال
له العمری وابنه
ثقتان فما ادّیا الیک
عنی فعنی یودیان
وما قالا لک فعنی
یقولان فاسمع
لهما واطعهما

اے ابو عمرو مجھ سے ابو علی احمد بن اسحاق
نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام علی
نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم لوگ کس
کی طرف رجوع کریں اور کس سے احکام کو
حاصل کریں اور کس کے قول کو قبول کریں۔
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ عمری (ابو عمرو عثمان
بن سعید) میرا معتمد علیہ ہے، جو کچھ وہ تم تک
پہونچائے گا وہ میری طرف سے پہونچائے
گا اور جو کچھ وہ تم سے کہے گا وہ میری طرف سے
کہے گا، اس کے قول کو سنو اور اس کی اطاعت
کرو اس لئے کہ وہ ثقہ اور مامون ہے۔
اور ابو علی احمد بن اسحاق نے مجھ سے
بیان کیا کہ اس نے یہی سوال حضرت امام
حسن عسکری علیہ السلام سے کیا، حضرت نے
جواب دیا کہ عمری اور اس کا فرزند (ابو جعفر
محمد بن عثمان) دونوں ثقہ ہیں جو کچھ یہ
دونوں تم تک پہونچائیں گے وہ میری طرف
سے پہونچائیں گے اور یہ دونوں جو کچھ تم
سے کہیں گے وہ میری طرف سے کہیں گے
تم لوگ ان دونوں کے قول کو سنو اور ان
کی اطاعت کرو اس لئے کہ یہ دونوں ثقہ
اور مامون ہیں۔

اے ابو عمرو یہ دو اماموں کا قول ہے
جو وفات پا چکے ہیں۔
عبداللہ ابن جعفر حمیری کہتے ہیں کہ یہ

فانهما ثقتان
المامونان فهذا قول
امامين قد مضيا فيك
قال فخر ابو عمرو ساجدا
وبكى ثم قال سل
حاجتك فقلت
له انت رايت الخلف
من بعد ابي محمد
عليه السلام فقال
اى والله ورقبته مثل ذا۔
اوما بيده فقلت
له فبقيت واحدة
فقال لى ، هات ، قلت ؛
فالاسم ؟ قال محرم عليكم
ان تسالوا عن ذالك
ولا اقول هذا من عندى
فليس لى ان احلل ولا
احرم ولكن عنه ع
فان الامر
عند السلطان ،
ان ابا محمد مضى
ولم يخلف ولدا
وقسم ميراثه
واخذه من لاحق
له فيه وهو ذا۔

سن کر ابو عمرو نے سجدے میں سر رکھدیا
اور رونا شروع کر دیا پھر مجھ سے کہا کہ تم کس
شئے کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو
میں نے کہا، کہ کیا حضرت امام حسن عسکری
علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین کی زیارت
کی ہے ابو عمرو نے جواب دیا کہ"
ہاں خدا کی قسم میں نے زیارت کی ہے، ان
کی گردن کی مقدار اتنی ہے اور ابو عمرو نے
اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا۔
میں نے کہا کہ اب ایک سوال یہ باقی
رہ گیا ہے کہ حضرت کے اس فرزند کا نام کیا
ہے؟ ابو عمرو نے کہا کہ اس کے بارے میں
تمہارے لئے سوال کرنا (حالات کی نزاکت
کے پیش نظر) جائز نہیں ہے اور میں
اس بارے میں اپنی طرف سے کہہ نہیں سکتا
کیونکہ مجھے اس کے بتانے کی اجازت نہیں
ہے) اور مجھے حق نہیں ہے کہ میں حلال و
حرام کے بارے میں کچھ کہوں اپنی طرف سے
میں حضرت حجت ع کی طرف سے کہہ رہا ہوں۔
نام مت پوچھو ورنہ شہرت ہو جائے گی اور
بادشاہ معتمد عباسی جو ان کے قتل کے درپے ہے
اسے علم ہو جائیگا فی الحال اس نے یہ باور کر
لیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
نے رحلت کی اور اپنا کوئی جانشین نہیں
چھوڑا، اور حضرت کی میراث کو تقسیم کر دیا گیا

https://www.shiabookspdf.com/

عیاله یحولون لیس احد یجسر ان یتعرف الیهم او ینیاهم شیئا واذا وقع الاسم وقع الطلب فاتقوا الله وامسکوا عن ذالک۔

اور جس شخص کو میراث کا کوئی حق نہ پہونچتا تھا یعنی (جعفر کذاب) اس نے میراث پر قبضہ کر لیا ہے۔ (حکومت کے حکم سے) اور حضرت کے عیال بے آسرا ہو کر حیران و پریشان پھر رہے ہیں اور کوئی اتنی جرأت بھی نہیں کر سکتا (حکومت کے خوف سے) کہ ان سے ملے اور ان کی کچھ مدد کرے (اور سنو ان حالات میں) اگر حضرت کے فرزند کا نام معلوم ہو جائے گا تو بادشاہ کی طرف سے تلاش بھی شروع ہو جائے گی۔ (میں تم سے کہتا ہوں کہ) خدا سے ڈرو اور اس بارے میں سوال نہ کرو۔

(۲) علی بن محمد عن محمد بن علی بن ابراهیم عن ابی عبد الله بن صالح انه راه عند الحجر الاسود والناس یتجاذبون علیه وهو یقول ما بهذا امروا۔

علی بن محمد نے محمد بن علی بن ابراہیم سے انہوں نے ابو عبد اللہ صالح سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حجر اسود کے قریب حضرت حجۃ علیہ السلام کی زیارت کی ہے اس وقت لوگ ہر طرف سے حضرت پر ٹوٹے پڑ رہے تھے اور حضرت فرما رہے تھے کہ ان لوگوں کے لئے زبردستی ایک دوسرے کو ہٹا کر مجھ تک پہونچنے کی کوشش کرنا کس طرح سزاوار نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۷۷)

# حضرت حجت علیہ السلام کے نام لینے کی ممانعت کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ عن محمد بن الحسین عن الحسین بن محبوب عن ابن رئاب عن ابی عبد اللہؑ قال صاحب ھذا الامر لا یسمیہ باسمہ الا کافر۔

محمد بن یحییٰ نے محمد بن الحسین سے انہوں نے حسین بن محبوب سے انہوں نے ابن ریاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا نام کافر کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں لے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

**توضیح** حضرت حجۃ علیہ السلام کے نام لینے کی ممانعت کی دو وجہ ہو سکتی ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ حضرت صادق آل محمدؐ نے علم امامت سے یہ جانکر کہ عہد ولادت کے بعد ہی حکومت وقت ان کے قتل کے درپے ہو گی یہ ممانعت فرمادی ہو کہ اس وقت ان کا نام جو بھی لے گا یا ان کا نشان بتائے گا وہ مسلمان نہ ہو گا کیونکہ نام لینے سے جان کا خطرہ ہو گا دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت کا نام احترام سے لینا چاہیے جو بھی ان کا نام بے تکلف لے گا وہ گناہگار ہو گا اس لئے کہ "ارتکاب الکافر فی عرف الاخبار علی مرتکب الکبائر" کا اطلاق اصطلاح حدیث میں گناہ کبیرہ کے مرتکب پر بھی ہوتا ہے۔ (مرآۃ العقول ج ۱ ص ۲۴۲) میرے نزدیک نام لینے سے اجتناب مناسب ہے بہتر یہ ہے کہ حضرت کو کنیت اور القاب سے یاد کیا جائے۔

# باب (۷۸)

# حضرت حجت ؑ کی غیبت کے امر نادر کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن خالد سے انہوں نے ایک راوی سے اس نے مفضل اور محمد بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ ابن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے بعض اصحاب سے انہوں نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے وہ بندے رحمت خدا سے قریب اور اس کی رضا کے حاصل کرنے والے ہوں گے جو حجت خدا کو نہ پائیں اور رحمت خدا ظاہر نہ ہو اور نہ ان لوگوں کو اس کی جگہ کا علم ہو لیکن باوجود اس کے یہ لوگ اس بات کا یقین اور اعتقاد رکھتے ہوں کہ خدا اپنی حجت کو باطل نہیں کرتا اور نہ وہ اپنے عہد و میثاق کو توڑتا ہے، اور یہ لوگ فرج کے منتظر ہوں (یعنی حضرت کے ظہور کا انتظار کر رہے ہوں) اور سب سے زیادہ غضب خدا کے مستحق وہ دشمنانِ خدا ہوں گے کہ جن کے زمانے میں حجت خدا غائب ہو اور وہ اس کی غیبت پر ایمان نہ رکھتے ہوں۔ اور چونکہ خدا کو علم تھا کہ اس کے خاص بندے اس کی حجت کے وجود میں شک نہ کریں گے اس لئے اس نے اپنی حجت کو (دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے) پردہ غیب میں رکھا، بے شک اگر خدا کو اس کا علم ہوتا کہ (اولیاء بھی نہ مانیں گے) اور شک کریں گے تو وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی حجت کو ان سے غائب نہ کرتا۔ اور (سنو) خدا کی رحمت کا اس وقت تک ظہور نہ ہوگا جب تک دنیا فاسد نہ ہو جائے گی اور دنیا میں (چند افراد کے علاوہ) سب کے سب بدتر بن لوگ باقی نہ رہ جائیں گے۔)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۷۹)

# حضرت حجت علیہ السلام کی غیبت کے بیان میں

اس باب میں اکتیس ۳۱ حدیثیں ہیں جن میں تین حدیثیں (۱) پندرھویں (۲) سترھویں (۳) ستائیسویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) حدثنا من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن ابی ایوب الخزاز عن محمد بن مسلم قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول ان بلغکم عن صاحبکم غیبۃ فلا تنکروھا۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابوایوب خزاز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم لوگوں کو اپنے امام (آخر) کے بارے میں غیبت کی خبر پہونچے (تو اسے فوراً مان لینا) اور انکار نہ کرنا۔

(۲) وبھذا الاسناد عن الوشاء عن علی بن الحسن عن ابان بن تغلب قال قال ابو عبداللہ کیف انت اذا وقعت البطشۃ بین المسجدین فیاخذ الله لعلم کما تاذن الحیۃ حجرھا واختلفت الشیعۃ

اور اسی سند کے ساتھ (یعنی ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے) انہوں نے حسین ابن علی وشا سے روایت کی ہے اور انہوں نے علی بن حسن سے انہوں نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب کہ دونوں مسجدوں (مسجد مکہ و مسجد مدینہ) کے درمیان

https://www.shiabookspdf.com/

وسمي بعضهم بعضًا كذابين وتصفل بعضهم في وجوه بعض ؟ قلت جعلت فداك ما عند ذالك من خير فقال لي الخير كله عند ذالك ثلاثا -

زبردست انقلاب واقع ہوگا اور اس وقت علم اس طرح چھپ جائیگا جس طرح سانپ اپنے بل میں چھپ جاتا ہے اور شیعوں کے درمیان آپس میں زبردست اختلاف ہوگا اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو جھوٹا کہیں گے اور ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو جائیں گے، ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو کیا پھر اس وقت خیر کا وجود نہ ہوگا حضرت نے میرے جواب میں تین بار ارشاد فرمایا کہ اس وقت خیر ہی خیر ہوگا (کیونکہ حضرت کا ظہور خیر محض ہوگا اور اختلافات کی آگ سے ایمان نکھر جائیگا)

(۳) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال یقوم القائم ولیس لاحد فی عنقه عهد ولا عقد ولا بیعة

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت قائم آل محمد کا ظہور ہوگا اوس وقت لوگوں کے باہمی تمام عہد و معاہدے اور بیعتیں ختم ہو جائیں گی (اور ان کے حکم کے مطابق جدید نظام قائم ہوگا)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۸۰)

# امر امامت میں حق اور باطل کے فیصلے کے بیان میں

اس باب میں انیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ بیان حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن علی بن رئاب عن ابی عبیدة وزرارة جمیعاً عن ابی جعفرؑ قال لما قتل الحسینؑ ارسل محمد ابن الحنفیة الی علی بن الحسینؑ فخلا به فقال له یا ابن اخی قد علمت ان رسول الله دفع الوصیة والامامة من بعده الی امیر المومنینؑ ثم الی الحسنؑ ثم الی الحسینؑ وقد قتل ابوك وصلی علی رأسه ولم یوص وانا عمك وصنو ابیك وولادتی من علی علیه السلام فی سینی وقد یمضی الحق بحامتك فی حداثتك

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے علی بن رباب سے انہوں نے ابوعبیدہ اور زرارہ سے اور ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تو حضرت محمد بن حنفیہ نے میرے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو (قید خانہ شام سے چھوٹ کر مدینہ پہونچنے کے بعد مکہ میں) دعوت ملاقات دی اور حضرت سے تخلیہ میں کہا کہ اے میرے بھائی کے فرزند آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے بعد کے لئے حضرت امیر المومنینؑ کی طرف وصیت فرمائی اور حضرت امیر المومنینؑ نے حضرت امام حسنؑ کی طرف وصیت کی اور حضرت امام حسنؑ نے حضرت امام حسینؑ کی طرف وصیت کی اور اب آپ کے پدر بزرگوار شہید ہو چکے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اللهم ان الوصية والامامة بعد الحسين بن علیؑ الی علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب وابن فاطمة بنت رسول اللهؐ قال فانصرف محمد بن علی وهو یتولی علی بن الحسین علیهما السلام

گویا ہوا اور اس نے کہا کہ "پالنے والے میں گواہی دیتا ہوں کہ حسین بن علی کے بعد وصیت وامامت علی بن حسین بن علی وفاطمہ بنت رسولؐ کی طرف راجع ہے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد محمد حنفیہ امام زین العابدینؑ کی وصایت وامامت کا اعتراف کرتے ہوئے واپس چلے گئے اور وہ ہمیشہ امام زین العابدینؑ کو امام مانتے اور ان کی قدر کرتے رہے۔

## باب (۸۱)

https://www.shiabookspdf.com/

## حضرت حجت کے ظہور کا وقت معین کرنے کی کراہت کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

علی بن محمد ومحمد بن الحسن عن سهل بن زیاد ومحمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسیٰ جمیعا عن الحسن بن محبوب عن ابی حمزة الثمالی قال سمعت اباجعفر علیه السلام یقول یاثابت (ابوحمزة) ان الله تبارك وتعالیٰ

علی بن محمد اور محمد بن حسن نے سہل بن زیاد اور محمد بن یحیٰی سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور ان سب نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ثابت یعنی ابوحمزہ ثمالی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کو سنا ہے وہ مجھ سے یہ کہہ رہے تھے کہ اے ثابت، خدائے بزرگ وبرتر نے اس امر (امامت کے فروغ اور تبلیغ مذہب شیعہ کی مکمل وسعت کے لئے) ۱۴۰ھ مقرر کیا تھا لیکن جب ۱۴۱ھ

فلا تنازعني في الوصية
والامامة ولا تحاجني
فقال له علي بن الحسين
يا عم اتق الله ولا تدع
ما ليس لك بحق اني اعظك
ان تكون من الجاهلين
ان ابي يا عم صلوات
الله عليه اوصى الي
قبل ان يتوجه الى العراق
وعهد الي في ذلك قبل
ان يستشهد بساعة
وهذا سلاح رسول الله
عندي فلا تتعرض لهذا
فاني اخاف عليك نقص
العمر وتشتت الحال،
ان الله عز وجل جعل
الوصية والامامة
في عقب الحسين
فاذا اردت ان تعلم
ذلك فانطلق بنا الى الحجر
الاسود حتى نتحاكم
اليه ونسأله عن ذلك
قال ابو جعفر عليه السلام
وكان الكلام بينهما بمكة
فانطلقا حتى اتيا الحجر الاسود

خدا ان پر رحمت نازل فرمائے، انہوں نے
کسی کے بارے میں وصیت امامت نہیں
فرمائی اور میں آپ کا چچا اور آپ کے پدر
بزرگوار کا بھائی اور علی بن ابی طالب کا فرزند
ہوں اور میں اپنے سن اور سابقہ خدمات
کے اعتبار سے آپ سے زیادہ امامت
کا حقدار ہوں اور آپ ابھی (مجھ سے)
کمسن ہیں (میں چاہتا ہوں کہ) آپ وصیت
امامت کے بارے میں کوئی نزاع اور
اختلاف نہ کریں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ
اے چچا خدا سے ڈریئے اور اس امر کا دعویٰ
نہ کیجئے جس کا آپ کو حق نہیں پہونچتا میں
آپ کو وعظ و نصیحت کرتا ہوں اور اس بات
سے ڈراتا ہوں کہ آپ جاہلوں میں نہ قرار
پائیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرے
پدر بزرگوار نے اپنے سفر عراق سے پہلے
مجھے وصیت کی ہے اور اپنی شہادت سے
کچھ پہلے بھی امامت کے بارے میں مجھ سے
عہد و پیمان لیا ہے، اور (دیکھئے) یہ رسول
اللہ کے سلاح میرے پاس موجود ہیں،
آپ اس بارے میں مجھ سے تعرض کا ارادہ نہ
فرمائیں مجھے آپ کی عمر کے گھٹنے اور آپ کے
حال کی پراگندگی کا (منجانب اللہ) خوف
ہے۔ خدا نے وصیت امامت کو حضرت امام
حسین علیہ السلام کی ذریت میں قرار دیا ہے

https://www.shiabookspdf.com/

فقال علی بن الحسینؑ لمحمد
بن الحنفیة ابدأ انت
فابتهل الی الله وسله
ان ینطق لك الحجر
ثم سل، فابتهل
محمد فی الدعاء وسال الله
ثم دعا الحجر فلم یجبه
فقال علی بن الحسین
علیه السلام یا عم
لو کنت وصیًا وامامًا
لاجابك، فقال له
محمد فادع الله انت
یا بن اخی وسله، فدعا الله
علی بن الحسینؑ بما اراد
ثم قال: اسالك
بالذی جعل فیك میثاق
الاوصیاء ومیثاق الناس
اجمعین لما اخبرتنا
من الوصی والامام
بعد الحسین بن علیؑ
فتحرك الحجر حتی
کاد ان یزول عن موضعه
ثم انطقه الله
عز وجل بلسان
عربی مبین، فقال

اگر آپ اس کا ثبوت چاہتے ہیں تو آپ حجر اسود کے پاس چل کر مخاطبہ کریں اور اس سے سوال کریں، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی، اس کے بعد، دونوں حجر اسود کے پاس آئے اور میرے پدر بزرگوار نے محمد حنفیہ سے ارشاد فرمایا، کہ آپ ابتداء فرمائیے اور خدا سے دعا کیجئے کہ وہ حجر اسود کو آپ کے لئے گویا کر دے۔ محمد حنفیہ نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور حجر اسود سے خطاب کیا لیکن حجر اسود نے کوئی جواب نہ دیا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے چچا اگر آپ وصی اور امام ہوتے تو حجر اسود ضرور آپ کو جواب دیتا محمد حنفیہ نے کہا کہ اچھا اب آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ حجر اسود کو آپ کے لئے گویا کر دے۔ حضرت نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور حجر اسود کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے تجھ کو اس خدا کی جس نے انبیاء اور اوصیاء اور تمام لوگوں کے عہد و میثاق کا تجھکو مرکز قرار دیا ہے تو بتا، کہ حسین بن علیؑ کے بعد کون وصی اور امام ہے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ سنکر حجر اسود حرکت میں آیا اور قریب تھا کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے، پھر بحکم خدا فصیح عربی زبان میں

قد کان وقت هذا الامر
فی السبعین، فلما
ان قتل الحسین
صلوات الله علیه
اشتد غضب الله
علی اهل الارض فاخره
الی اربعین ومائة فحدثناکم
فاذعتم الحدیث
فکشفتم قناع السر ولم
یجعل الله له بعد ذلک
وقتا عندنا ویمحو الله
ما یشاء ویثبت وعنده
ام الکتاب۔

قال ابو حمزة فحدثت
بذلک ابا عبد الله
علیه السلام فقال
قد کان کذلک۔

یعنی حضرت امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے تو اہل زمین پر خدا کا غضب بہت بڑھ گیا اور اس نے اس (وسعت و فراخی اور سہولت و کشائش کو سختی سے بدلنے) کو ۱۴۰ سنہ پر محمول کر دیا (اے ثابت یہ ہمارے رموز امامت سے ہے۔ ہم نے تم سے اس کا "تذکرۃً" ذکر کر دیا اور تم نے اسے شہرت دیدی (جس کا نتیجہ یہ ہوا) کہ اب خداوند عالم نے ہمیں کوئی وقت نہیں بتایا (اے ثابت) اس کے پاس ام الکتاب ہے وہ (بداء کے طور پر) جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے۔

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اس ارشاد کا ذکر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ "بے شک ایسا ہی ہے"

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قائم آل محمدؐ کے عہد ظہور کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا "کذب الوقاتون انا اهلبیت لا نوقت" کہ وقت معین کرنے والے جھوٹ بولتے ہیں ہم اہل بیت اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں کر سکتے"

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۸۲)

# مومنین کو پرکھنے اور ان کا امتحان لیے جانے کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن معمر بن خلاد قال سمعت ابا الحسن علیہ السلام یقول "الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون" ثم قال لی: ما الفتنۃ؟ قلت جعلت فداک الذی عندنا انہ انما تفتن فی الدین، فقال یفتنون کما یفتن الذھب ثم قال یخلصون کما یخلص الذھب۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی "کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں، چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا (عنکبوت) پھر مجھ سے فرمایا کہ بتاؤ فتنہ سے تم کیا سمجھے؟ میں نے عرض کی کہ دین میں فتنہ برپا کرنے سے بڑھ کر اور کون سا فتنہ ہو سکتا ہے (حضرت نے میرے قول کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ دین میں ان کی ایسی آزمائش کی جائیگی اور اس طرح ان کو پرکھا جائیگا کہ جس طرح سونے کو کٹھالی میں ڈال کر اور تپا کر پرکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ پرکھنے کے بعد مومن خالص اس طرح نمایاں ہو جائے گا جس طرح سونا نکھر جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

## باب (۸۳)

# معرفت امام میں تقدم و تاخر میں فرق نہ ہونے کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے صالح بن سندی سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے اسمعیل بن محمد خزاعی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوبصیر نے میرے سامنے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا میں قائم آل محمدؐ کا زمانہ پالونگا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ابوبصیر" الست تعرف امامك"، کیا تم اپنے امام زمانہ کو نہیں پہچانتے، فقال ای واللہ وانت ھو" ابوبصیر نے کہا خدا کی قسم میں اپنے امام زمانہ کو پہچانتا ہوں اور وہ آپ ہی تو ہیں، یہ بات انہوں نے حضرت کے دست مبارک کو پکڑتے ہوئے کہی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب کہ تم اپنے امام زمانہ کو پہچانتے ہو تو تمہارے لئے یہی بس ہے، اب تم کو قائم آل محمدؐ کے زیر سایہ شمشیر بکف نہ ہونے کا غم کیا ہے اور وہ تمہیں حاصل ہے)

https://www.shiabooks.net

## باب ۸۴

# ناحق دعوائے امامت کرنے یا کسی امام برحق کی امامت سے انکار کرنے کے بیان میں

اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن الوشاء عن داؤد الحمار عن ابن ابی یعفور عن ابی

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے وشا سے انہوں نے داؤد الحمار سے انہوں نے ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت

عبد الله علیه السلام قال سمعته یقول ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم، من ادعی امامة من الله لیست له ومن جحد امامًا من الله وزعم ان لهما فی الاسلام نصیبا۔

امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن خدا نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کو گناہوں گناہوں سے پاک کرے گا اور سنو! ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہوگا (۱) وہ شخص جو کسی بھی امام برحق کی امامت سے انکار کرے (۲) وہ شخص جو کسی بھی امام برحق کی امامت سے انکار کرے۔ (۳) وہ شخص جو پہلے (مدعی امامت) اور دوسرے یعنی منکر امامت) کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ (ایسے غلط) لوگوں کا بھی اسلام میں کچھ حصہ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۸۵)

## امام برحق کو مانے بغیر عبادت کرنے والوں کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری (۳) چوتھی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابن ابی نصر عن ابی الحسن علیه السلام فی قول الله عز وجل" ومن اضل ممن اتبع

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن ابی نصر سے انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس قول" ومن اضل الخ اور جو شخص خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی ہوا و ہوس کی پیروی کرے تو اس سے بڑھکر

هواه بغير هدى من الله" قال يعني من اتخذ دينه بغير امام من ائمة الهدى۔

گمراہ کون ہوگا؟ (قصص ۵۰) کے سلسلہ میں روایت کی ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو اقوال آئمہ ہدیٰ کو چھوڑ کر احکام دین میں اپنی رائے سے کام لیتا ہے۔

(۲) محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن صفوان بن يحيى عن العلاء بن رزين عن محمد بن مسلم قال سمعت اباجعفر عليه السلام يقول كل من دان الله بعبادة يجهد فيها نفسه ولا امام له من الله فسعيه غير مقبول وهو ضال متحير والله مشانئ لاعماله ومثله كمثل شاة ضلت عن راعيها وقطيعها فهجمت ذاهبة وجائية يومها فلما جنها الليل بصرت بقطيع مع غير راعيها فحنت اليها واغترت بها فباتت

محمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے علاء بن رزین سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص خدا کی عبادت گذاری میں اپنے نفس کو تھکا دے لیکن وہ امام برحق سے متمسک نہ ہو تو اس کی ساری کوشش بے سود ہے اور وہ راہ حق سے بھٹکا ہوا حیران اور سرگردان ہے اور خداوند عالم اس کے تمام اعمال کو بیکار سمجھتا ہے اور اس شخص کی مثال اس بکری کی سی ہے کہ جو اپنے چرواہے اور گلے سے الگ ہو کر دن بھر ادھر ادھر پھرتی رہے اور جب رات کی تاریکی پھیل جائے تو وہ ایک دوسرے گلے اور چرواہے کو دیکھے اور اسے اپنا گلہ سمجھ کر ساری رات اس کے ساتھ بسر کرے اور جب صبح کو یہ چرواہا اپنے گلہ کو ہنکانے لگے تو یہ بکری نئے چرواہے اور نئے گلہ کو دیکھ کر پھر الگ ہو جائے

https://www.shiabookspdf.com/

معها فی مرعاها فلما
ان ساق الراعی
قطیعه انکرت
راعیها و قطیعها فجعلت
متحیرة تطلب راعیها
و قطیعها فبصرت
بغنم مع راعیها
فحنت الیها و اغترت
بها فصاح بها الراعی
الحقی بمراعیك و قطیعك
فانك تائهة متحیرة
عن راعیك و قطیعك
فهجمت ذعرة متحیرة
نادمة لراعی لها یرشدها
الی مرعاها او یرد ها
فنبیناهی کذلك اذ
اغتنم الذئب ضیعتها
فاکلها و کذلك و الله
یا محمد من اصبح من
هذه الامة لا امام له
من الله جل و عز ظاهرا
عادلا اصبح ضالا تائها
و ان مات علی هذه
الحال مات میتة کفر و
نفاق و اعلم یا محمد

(یا وہ اسے الگ کر دے) اور اپنے گلہ اور
چرواہے کی تلاش میں حیران و سرگردان
پھرنے لگے۔ یہاں تک کہ پھر وہ ایک گلے
اور چرواہے کو دیکھے اور اپنا گلہ سمجھ کر
اس میں شامل ہونا چاہے اور یہ چرواہا
یہ کہکر اسے ٹھکا دے کہ جا اپنے گلے میں
شامل ہو اور یہ بکری حیران و سرگردان
پھرتی رہے بغیر اپنے چرواہے کے کہ جو
اس کو چراگاہ تک اس کی رہنمائی کرنے
والا ہو اسی اثنا میں بھیڑیا اس کو اکیلا پاکر
اور بھٹکتا ہوا دیکھکر پھاڑ کھائے۔ اے
محمد بن مسلم خدا کی قسم اس امت سے اگر
کوئی شخص اپنے امام کو نہ پہچانے کہ جو خدا
کی طرف سے منصوب و مقصوص اور امام
عادل ہو تو وہ شخص اسی بکری کی طرح
گمراہ اور میدان ضلالت میں حیران و سرگردان
ہے اور جو شخص اسی حالت پر مر جائے
(تو سمجھ لو کہ) وہ کفر و نفاق کی موت مرا۔
اور آگاہ ہو کہ آئمہ جور اور ان کی پیروی
کرنے والے دین خدا سے بھٹکے ہوئے
ہیں، خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ
کرنے والے ہیں اور یہ لوگ جو اعمال
بجا لاتے ہیں ان کی مثال اس خاک کے
تودے کی سی ہے کہ جس کو تیز اور
جھکڑ والی ہوائیں اڑا لیں (سنو) قیامت

https://www.shiabookspdf.com/

ان ائمة الجور واتباعهم لمغرورون عن دين الله قد ضلوا واضلوا فاعمالهم التي يعملونها كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف لا يقدرون مما كسبوا على شئي ذالك هو الضلال البعيد۔

کے روز ان لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا میں کچھ بھی نہ ملے گا اور یہی سب سے بڑی گمراہی ہے (اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ گمراہ ہونے کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں اور ان کا انجام بخیر ہوگا حالانکہ ایسا نہ ہوگا)

(۳) وعنه عن هشام بن سالم عن حبيب السجستاني عن ابي جعفر عليه السلام قال قال الله تبارك وتعالى لاعذبن كل رعية في الاسلام دانت بولاية كل امام جائر ليس من الله وان كانت الرعية في اعمالها برة تقية ولاعفون عن كل رعية في الاسلام دانت بولاية كل امام عادل من الله وان كانت الرعية في انفسها ظالمة مسيئة۔

(احمد بن محمد) نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حبیب سجستانی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم کے ارشاد سے یہ بات واضح ہے کہ وہ اسلام کے ہر اس گروہ کو معذب کرے گا جو ایسے امام جائر اور جابر کی ولایت میں عبادت کرے گا جسے خدا نے مقرر نہیں کیا وہ چاہے اچھے ہی اعمال کیوں نہ کرے اور اس اسلامی گروہ کو بخش دے گا جو ایسے امام عادل کی ولایت کے ساتھ عبادت کرے گا جسے خدا نے مقرر کیا ہے وہ چاہے فی نفسہٖ ظالم اور گناہگار ہی کیوں نہ ہو۔

**توضیح** تیسری حدیث میں عنہ کا مرجع علامہ مجلسیؒ نے ابن محبوب کو قرار دیا ہے اور احمد بن محمد کو مستحمل فرمایا ہے لیکن میرے نزدیک عنہ کا مرجع احمد بن محمد کو قرار دینا انسب ہے اسی لئے میں نے ترجمہ میں احمد بن محمد ہی کو لکھا ہے۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ محمد وآل محمد کی ولایت ومحبت کے بغیر سارے اعمال بیکار ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۸۶)

## امام برحق کی معرفت کے بغیر مرجانے والے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان عن الفضیل عن الحارث بن مغیرہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام قال رسول اللہ صلعم من مات لا یعرف امامہ مات میتۃ جاھلیۃ؟ قال نعم، قلت جاھلیۃ جھلاء او جاھلیۃ لا یعرف امامہ؟ قال جاھلیۃ کفر و نفاق و ضلال۔

احمد بن ادریس نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے فضیل سے انہوں نے حارث بن مغیرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ رسول اللہ صلعم کی حدیث ہے کہ جو شخص مرجائے اور اپنے زمانہ کو نہ پہچانے تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں یہ حدیث ہے، میں نے پوچھا کہ جاھلیت سے مراد کفر و شرک ہے؟ یا امام کا نہ پہچاننا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاھلیت سے مراد کفر اور نفاق اور گمراہی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب ۸۷

## اولاد علی و فاطمہؑ میں سے حق اھلبیت کو ماننے اور نہ ماننے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) چوتھی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن عیسٰی عن علی بن الحکم عن سلیمان بن جعفر قال سمعت الرضا علیہ السلام یقول ان علی بن عبید اللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ع وامرأتہ وبنیہ من اھل الجنۃ ثم قال من عرف ھذا الامر من ولد علی وفاطمۃ ع لم یکن کالناس۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے سلیمان بن جعفر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ علی بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ع اور ان کی بیوی بچے اہل جنت سے ہیں پھر فرمایا کہ اولاد علی و فاطمہ ع سے جو شخص امام کے حق کو پہچانے تو اس کا اجر و ثواب دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ ہے (یعنی اس کو زیادہ ثواب ملے گا اور آخرت میں اسے زیادہ فائدہ پہونچے گا)

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابن ابی نصر قال سالت الرضا علیہ السلام قلت لہ الجاحد منکم ومن غیرکم سواء فقال الجاحد منا لہ ذنبان والمحسن لہ حسنتان۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن ابی نصر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر بنی ہاشم میں سے کوئی شخص جان بوجھ کر حق کا انکار کرے تو کیا وہ شخص جو آپ کا رشتہ دار نہیں ہے اور منکر ہے تو یہ دونوں عقاب کے لحاظ سے برابر ہیں، حضرت نے فرمایا کہ اگر ہمارے بنی ہاشم میں سے کوئی شخص جان بوجھ کر حق کا منکر ہو تو اس پر دُھرا عقاب ہے اور اگر وہ ہمارے حق کا اقرار کرے تو اس کے لئے دُھرا ثواب و اجر ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

**توضیح** حدیث اول کے متعلق عرض ہے کہ علامہ نجاشی نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ علی بن عبید اللہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پڑپوتے تھے اور اذھد آل ابی طالب واعبدھم فی زمانہ ——— وہ آل ابوطالب میں سے زیادہ زاہد اور اپنے عہد کے سب سے بڑے پرہیزگار تھے اور امام موسیٰ کاظم اور امام علی رضا علیہما السلام سے خصوصیت رکھتے تھے، علامہ کشی کا بیان ہے کہ ایک شخص علی بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ نے سلیمان بن جعفر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ امام رضا کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کروں، سلیمان نے کہا کہ پھر اس امر میں کون سی چیز مانع ہے، آپ ضرور جائیں" انہوں نے کہا کہ ان کی جلالت قدر سد راہ ہے۔ سلیمان کہتے ہیں کہ اسی دوران میں حضرت امام رضا علیہ السلام کچھ علیل ہو گئے اور لوگ ان کی عیادت کو جانے لگے، میں نے حسین بن عبید اللہ سے کہا کہ موقعہ اچھا ہے سب جا رہے ہیں آپ بھی عیادت کے بہانے چلے جائیے چنانچہ وہ چلے گئے، حضرت نے ان کی بڑی عزت و توقیر کی، فخرج من عند ابی الحسن علی بن عبید اللہ، اس آؤ بھگت سے علی بن عبید اللہ بہت خوش ہوئے، پھر چند دنوں کے بعد علی بن عبید اللہ علیل ہو گئے حضرت امام رضاؑ کو جب علم ہوا تو ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا، حضرت ان کے پاس جا کر بیٹھے اور تھوڑی دیر بات چیت کے بعد واپس تشریف لائے اور ہم لوگ بھی واپس چلے آئے پھر تھوڑی دیر کے بعد میری ایک کنیز جو کہ اس وقت علی بن عبید اللہ کی بیوی "ام سلمہ" کے پاس بیٹھی تھی میرے گھر آ کر کہنے لگی کہ جب تم لوگ اٹھ کر چلے آئے تو ام سلمہ نے باہر نکل کر اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا جس جگہ امام رضا بیٹھے تھے، سلیمان کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں علی بن عبید اللہ سے ملا تو انہوں نے بھی یہی بات بتائی، پھر میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے سب ماجرا بیان کیا انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اے سلیمان" ان علی بن عبید اللہ وامراتہ وولدہ من اھل الجنۃ" علی بن عبید اللہ اور ان کی بیوی اور بچے سب اہل جنت سے ہیں۔ نجاشی کا بیان ہے کہ علی بن عبید اللہ نے مجھ سے متعلق ایک کتاب لکھی تھی جس کی سند میں ہر جگہ امام رضا علیہ السلام کا حوالہ دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قریبی رشتہ دار ہونے

https://www.shiabooks.pdf.com/

کے باوجود بغض وحسد کے بغیر امام علیہ السلام کو دل وجان سے مانتے تھے اسی لئے امام نے ان کے گھر بھر کے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے۔

# باب (۸۸)

# امام وقت کی رحلت سے لوگوں کی تکلیف شرعی کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) تفسیری نقل کی جاتی ہے۔

(۱) محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن صفوان عن یعقوب بن شعیب قال قلت لابی عبد اللہ ؑ اذا حدث علی الامام حدث کیف یصنع الناس قال ابن قول اللہ عز وجل" فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون۔ قال هم عذر ماداموا فی الطلب۔ وهولاء الذین ینتظر وانهم فی عذر حتی

محمد بن یحیی نے محمد بن الحسین سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے یعقوب بن شعیب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ اگر امام رحلت کر جائے تو اس وقت لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے فلولا نفر الخ" ہر گروہ سے ایک جماعت کیوں نہیں نکلتی تاکہ علم دین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کر آئے تو ان کو عذاب آخرت سے ڈرائے تاکہ وہ لوگ ڈریں" (تو ۱۲۲) اس آیت کی رُو سے رحلت امام کے وقت ہر شہر سے ایک جماعت کا جانا ضروری ہے تاکہ وہ امام کی تحقیق کرے اور واپس آکر اپنے شہر والوں کو آگاہ کرے اور یہ

https://www.shiabookspdf.com/

یرجع الیهم اصحابهم -

---

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن محمد بن خالد عن النضر بن سوید عن یحیی الحلبی عن یزید بن معاویة عن محمد بن مسلم قال قلت لابی عبد الله علیه السلام اصلحك الله بلغنا شکواك و اشفقنا فلو اعلمتنا او علمتنا من ؟ قال ان علیاً ع کان عالماً و العلم یتوارث فلا یهلك عالم الا بقی من بعده من یعلم مثل علمه او ما شاء الله قلت فیسع الناس اذا مات العالم الا یعرفوا الذی بعده ؟ فقال

جماعت جب تک امام کی تلاش میں رہے گی اس کا عذر مقبول ہے اسی طرح ان لوگوں کا عذر بھی مقبول ہے جو اس جماعت کی واپسی کا انتظار کر رہے ہوں

محمد بن یحیی نے احمد بن عیسی سے انہوں نے محمد بن خالد سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحیی حلبی سے انہوں نے یزید بن معاویہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ہم لوگوں کو آپ کی خبر علالت پہونچی جس کی وجہ سے ہم لوگوں کو آپ کے بارے میں اندیشہ ہوا، کاش آپ ہم لوگوں کو اپنے وصی و جانشین کے بارے میں آگاہ فرما دیتے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تمام علوم کے جاننے والے تھے اور ہمارا علم ایسی شئے ہے جو بطور میراث منتقل ہوتا رہتا ہے (سنو) (ہمارا) کوئی عالم دنیا سے نہیں گذرتا مگر یہ کہ اس کے بعد ایک ایسا شخص باقی رہتا ہے جو اس کے تمام علوم کا وارث ہوتا ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک خدا اسے باقی رکھے۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی

https://www.shiabooks.pdf.com/

اما اهل هذه البلدة
فلا۔ یعنی المدینة
واما غیرها من البلدان
فبقدر مسیرهما
ان اللہ یقول "
وما کان المومنون
لینفروا کافة فلولا
نفر من کل فرقة
منهم طائفة لیتفقهوا
فی الدین ولینذروا
قومهم اذا رجعوا
الیهم لعلهم
یحذرون" قال قلت
ارایت من مات
فی ذالک فقال
هو بمنزلة من
خرج من بیته
مهاجرا الی اللہ
ورسوله ثم ادرکه
الموت فقد وقع
اجره علی اللہ قال
قلت فاذا قدموا
باي شئی یعرفون
صاحبهم؟ فاذا
قدموا باي شئی

اگر ایک عالم یعنی امام دنیا سے گذر جائے تو کیا
لوگوں کو اتنی وسعت دیگئی ہے کہ وہ کچھ
عرصہ تک اس کے وصی اور جانشین کو نہ
پہچانیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس
شہر "مدینہ" کے رہنے والوں کے لئے
اس کی کوئی وسعت نہیں دی گئی یعنی
وہاں کے باشندوں پر فوراً تحقیق و تفحص
واجب ہے (کیونکہ ان کے لئے اس کا علم
حاصل کرنا آسان ہے) لیکن دور والوں کے
لئے ان کی مسافت کے لحاظ سے وسعت
ہے، خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ "لولا
نفر الخ"، مومنین کے لئے یہ مناسب
نہیں ہے کہ وہ سب کے سب اپنے
گھروں سے نکل کھڑے ہوں بلکہ ان میں
سے ہر گروہ کی ایک جماعت کیوں نہیں نکلتی
کہ وہ علم دین حاصل کرے اور جب اپنی
قوم کی طرف پلٹ کر آئے تو ان کو عذاب
آخرت سے ڈرائے تاکہ وہ لوگ ڈریں"
(توبہ ۱۲۲) راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض
کی کہ اگر کوئی اس راہ میں مر جائے (تو اس
کا کیا بنے گا) حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ
شخص بمنزلہ اس شخص کے ہے کہ جو
اپنے گھر سے ہجرت کر کے خدا اور رسول کی
طرف نکل کھڑا ہو پھر اسے راہ میں
موت آجائے تو اس کا اجر خدا پر ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

یعرفون صاحبهم ؟ فقال یعطی السکینة والوقار والهیبة۔

پھر میں نے عرض کی کہ جب لوگ تحقیق کی غرض سے آئیں تو کن علامات کے ذریعہ امام کو پہچان سکتے ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہر امام کو غیر معمولی سکون و وقار اور ہیبت و رعب و جلال عطا کیا گیا ہے۔ (اس سے بھی امام پہچانا جا سکتا ہے)

# باب (۸۹)

## امام کو منصب امامت تفویض ہونے کے علم کے بیان میں

https://www.shiabooksrdf.com/

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن صفوان قال قلت للرضاؑ اخبرنی عن الامام متی یعلم انه امام ؟ حین یبلغه ان صاحبه قد مضی او حین یمضی ؟ مثل ابی الحسن قبض ببغداد وانت ههنا، قال یعلم ذالک حین یمضی صاحبه قلت بای شئی ؟ قال

محمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے انہوں نے صفوان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی کہ منصب امامت کے ذمہ داریاں آیا، امام پر اس وقت عائد ہوتی ہیں جب کہ اس کو امام سابق کی موت کی خبر پہونچتی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بغداد میں رحلت کی اور آپ کو یہاں (مدینہ) میں خبر پہونچی، یا، امامت کی ذمہ داریاں اسی وقت سے عائد ہو جاتی ہیں جب امام سابق رحلت کرتا ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ امامت کی ذمہ داریاں اسی وقت سے عائد ہو جاتی ہیں جب امام سابق

یلھمہ اللہ۔

رحلت کرتا ہے، میں نے عرض کی کہ اگر وہ امام سابق کے پاس موجود نہ ہو تو اس کو امام سابق کی موت کا کیسے علم ہوتا ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بذریعہ الہام خداوندی۔

## باب (۹۰)

# سن کے اعتبار سے آئمہ طاہرین کے حالات کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

https://www.maktabah.org

"محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن صفوان بن یحیی قال قلت للرضا علیہ السلام قد کنا نسألک قبل ان یھب اللہ لک ابا جعفر علیہ السلام فکنت تقول یھب اللہ لی غلاما فقد وھب اللہ لک فقرّ عیوننا فلا ارانا اللہ یومک فان کان کون فالی من؟ فاشار بیدہ الی ابی جعفر علیہ السلام

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انہوں نے صفوان بن یحیی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ابو جعفر (امام محمد تقیؑ) کی پیدائش سے پہلے جب ہم لوگ آپ سے سوال کرتے تھے کہ آپ کے بعد کون امام ہوگا؟ تو آپ ارشاد فرماتے تھے کہ خداوند عالم مجھ کو ایک فرزند عطا فرمائے گا اور اب خداوند عالم نے آپ کو فرزند عطا فرما دیا ہے جس کے سبب سے ہم لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں۔ اور خدا ہم لوگوں کو آپ کی موت کا دن نہ دکھائے لیکن اگر کوئی امر حادث ہو جائے (یعنی آپ رحلت فرما جائیں) تو ہم لوگ کس کی

وهو قائم بين يديه فقلت جعلت فداك هذا ابن ثلاث سنين؟ قال وما يضره من ذالك شئ قد قام عيسى عليه السلام بالحجة وهو ابن ثلاث سنين۔

طرف رجوع کریں؟ حضرت نے اپنے فرزند امام محمد تقی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا جو ان کے سامنے ایستادہ تھے (کہ ان کی طرف) میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو، یہ تو ابھی صرف تین برس کے ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس سے کیا ہوتا ہے جناب عیسیٰ نے بھی تین برس کے سن میں لوگوں پر حجت قائم کی تھی۔

(نوٹ) یہ حدیث اس سے قبل بھی گذر چکی ہے۔

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

"حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے انہوں نے محمد بن جمہور سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو معمر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ" کیا امام کو امام ہی غسل دیتا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (ہاں) یہ حضرت موسیٰ کی سنت ہے (صحرائے تیہہ میں ان کو ان کے وصی یوشع بن نون نے غسل دیا تھا، عہد محمدی میں یہ طریقہ متروک نہیں ہوا)

**توضیح** سائل نے چونکہ غسل ہی کے متعلق سوال کیا تھا اسی لئے جواب میں صرف غسل کا حوالہ دیا گیا ہے اور آقائے کلینی نے بھی عنوان میں صرف غسل کا ذکر کیا ہے ورنہ یہ مسلمات شیعہ سے ہے کہ امام کو امام ہی غسل دے گا، کفن پہنائے گا، نماز جنازہ پڑھے گا اور دفن کریگا۔

## باب (۹۱)

## امام کو امام ہی کے غسل دینے کے بیان میں

# باب (۹۲)

# آئمہ طاہرین علیہم السلام کی کیفیت پیدائش کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ساتویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسی بن عبید قال، کنت انا وابن فضال جلوسا اذ اقبل یونس، فقال دخلت علی ابی الحسن الرضا علیہ السلام فقلت لہ جعلت فداک قد اکثر الناس فی العمود قال فقال لی یا یونس ماتو اھا تر اہ عمودا من حدید یرفع لصلحک؟ فقال قلت ما ادری قال لکنہ ملک موکل بکل بلدۃ یرفع اللہ بہ اعمال تلک البلدۃ قال فقام ابن فضال فقبل راسہ وقال برحمک اللہ یا ابا محمد لا یزال

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسی بن عبید سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور ابن فضال ایک جگہ بیٹھے تھے کہ اسی اثنا میں "ابو محمد یونس" آگئے اور انہوں نے ہم لوگوں سے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا کہ لوگ "عمود نور" کے بارے میں قیاس آرائیاں کرتے ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ وہ ایک لوہے کا ستون ہے جس کو خداوند عالم نے امام کے لئے نصب کر دیا ہے میں نے عرض کی یا حضرت میں نہیں سمجھ سکتا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے ہر ایک شہر میں ایک ایک ملک کو مقرر کیا ہے جو اس شہر کے لوگوں کے اعمال امام کے سامنے پیش کرتا ہے، محمد بن عیسی کہتے ہیں کہ ابن فضال اس حدیث کو سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور یونس کی پیشانی کا بوسہ دیکر کہا کہ اے ابو محمد خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے

https://www.shiabookspdf.com/

تجبّی بالحدیث الحق الذی یفرح اللہ بہ عنا۔

اور اس کی توفیق عطا فرمائے کہ تم ہمیشہ ایسی ہی سچی حدیث بیان کرتے رہو جس کو سن کر ہمارے شبہات دور ہوتے رہیں۔

**نوٹ!** اسی باب کی آٹھویں حدیث میں حضرت امام باقر علیہ السلام کے حوالے سے مرقوم ہے کہ امام کی دس علامتیں ہیں۔

(۱) وہ خود پاک و پاکیزہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوتا اور اس کی پیدائش کے وقت کوئی نجاست بطن مادر سے خارج نہیں ہوتی۔

(۲) زمین پر آتے ہی ہاتھ ٹیک کر سجدہ کرتا ہے رسول خدا کی طرح اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرتا ہے۔

(۳) اُسے احتلام نہیں ہوتا کیونکہ احتلام فعل شیطان سے متعلق ہوتا ہے اور شیطان ان حضرات کو متاثر نہیں کر سکتا۔

(۴) جب وہ سوتا ہے تو صرف اس کی آنکھ ہوتی ہے، لیکن دل جاگتا رہتا ہے یعنی وہ سونے کی حالت میں آنکھ سے نہیں، دل سے ہر چیز کو دیکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ غافل نہیں ہوتا۔

(۵) اسے جمائی نہیں آتی (۶) اسے انگڑائی نہیں آتی (۷) وہ (مثل رسول خدا) چشم ظاہر اور چشم باطن سے دیکھتا ہے یعنی سامنے بھی دیکھتا ہے اور پس پشت بھی دیکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ اُسے ہر طرف سے علم ہوتا رہتا ہے۔

(۸) اس کے براز میں بدبو نہیں ہوتی اور زمین اسے نگل لیتی ہے۔

(۹) رسول خدا کی زرہ اس کے جسم پر ٹھیک ہو جاتی ہے چاہے قد میں فرق ہو۔

(۱۰) تا زندگی ملک اس کے پاس آتے رہتے ہیں اور بات چیت کرتے رہتے ہیں۔

# باب (۹۳)

## آئمہ طاہرین کے ابدان و قلوب کی خلقت کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

"احمد بن محمد نے محمد بن حسن سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے محمد بن شعیب سے انہوں نے عمران بن اسحاق زعفرانی سے انہوں نے محمد بن مروان سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے ہماری ارواح کو اپنے نور عظمت و جلالت سے خلق فرمایا اور ہمارے اجسام کو ایسی طینت سے خلق فرمایا کہ جو زیر عرش پوشیدہ تھی۔ خداوند عالم نے ہمارے نورانی ارواح کو نورانی اجسام میں ساکن قرار دیا (سنو) ہم لوگ روح کے اعتبار سے بھی نورانی مخلوق ہیں اور جسم کے اعتبار سے بھی نورانی ہیں اور جس اصل سے خداوند عالم نے ہماری ارواح کو پیدا کیا ہے اس میں کسی مخلوق کا کوئی حصہ نہیں ہے، اسی طرح جس طینت سے خداوند عالم نے ہمارے اجسام کو خلق فرمایا ہے تو اس طینت سے کسی دوسری مخلوق کے بدن کو خلق نہیں فرمایا اور ہمارے شیعوں کی ارواح کو خداوند عالم نے ہمارے اجسام کی طینت سے خلق

https://www.shiabookspdf.com/

اور ان کے اجسام کو اس پوشیدہ طینت سے خلق فرمایا ہے کہ جو ہماری طینت سے پست درجہ رکھتی ہے اور جس طینت سے خداوند عالم نے ہمارے شیعوں کو خلق فرمایا ہے اس میں کسی مخلوق کا حصہ نہیں ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ ہمارے قلوب اعلیٰ علیین سے اور ہمارے شیعوں کے قلوب علیین سے پیدا کئے گئے ہیں۔ فقلوبھم تھوی الیھم" لہٰذا شیعوں کے قلوب آئمہ طاہرین کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

# باب (۹۴)

## آئمہ طاہرین کے اقوال و احکام کے تسلیم کرنے کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چھٹی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن محمد نے بعض اصحاب سے انہوں نے خشاب سے انہوں نے عباس بن عامر سے

انہوں نے ربیع سلمیٰ سے انہوں نے یحییٰ بن زکریا انصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے ایمان کو کامل کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ تمام باتوں میں ہمارے قول کو قبول کرے جو مطابق ہے ہمارے آباء طاہرین کے قول کے چاہے وہ باتیں ایسی ہوں کہ جن کو ہمارے آباء طاہرین نے از روئے تقیہ یا کسی مصلحت سے چھپایا ہو یا ظاہر کیا ہو، چاہے ہم سے بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو یعنی جو باتیں ان کی طرف سے ہم تک پہونچی ہیں ان میں بھی ہمارا قول ہمارے آباء طاہرین کے ارشادات کے مطابق ہوگا (یعنی ہم سب کا قول ایک ہی ہوگا اور وہ قول رسولؐ کے مطابق ہوگا)

## باب (۹۵)

## مناسک حج ادا کرنے کے بعد معصوم کی خدمت میں حاضری اور اظہار ولایت کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے:-

"حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے ابو عبیدہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے لوگوں کو اعمال صحیح بجا لاتے دیکھکر ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کے اعمال ویسے ہی ہیں کہ جیسے زمانہ جاہلیت میں لوگ بغیر علم و معرفت کے اعمال بجا لاتے تھے خدا کی قسم ان لوگوں کو اس طرح (بے معرفت) حج کرنے کا حکم نہیں دیا گیا) بلکہ حج کا مقصد یہ ہے کہ لوگ ہر طرف سے آئیں اور دنیا و آخرت کا فائدہ یہاں سے حاصل کریں) اور اپنی نفسانی کثافتوں کو دور کریں اور نفسوں کو پاک کریں، اپنی نذروں کو وفا کریں فیمر وا بنا فینخبروا بولایتھم ویعرضوا علینا نصرتھم اور ہمارے پاس آکر اپنی محبت کا اظہار کریں اور ہماری ولایت کا اقرار کریں اور اپنی نصرت ہمارے سامنے پیش کریں۔

اقول: یہاں پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب کہ حج کا سلسلہ قیامت تک رہے گا اور امام ظاہر بہ ظاہر قیامت تک انفصاد عامہ کے سامنے نہ ہوں گے تو پھر اس حدیث پر عمل کیونکر ہو سکے گا؟ اس کے متعلق میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب وہ ظاہر نہ ہوں تو ان کے مزارات پر جا کر تعمیل ارشاد کرنا چاہیئے اور ہمارے عقیدے کے مطابق ہماری باتوں کو سنتے رہیں، ہم اس طرح اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص غیبت امام میں حج کے لئے جائے اسے چاہیئے کہ زیارات سے بھی مشرف ہو۔

# باب (۹۶)

## آئمہ طاہرین کے گھروں میں ملائکہ کے آنے اور خبریں لانے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم قال حدثنی مالک بن عطیۃ الاحمسی عن ابی حمزۃ الثمالی قال دخلت علی علی بن الحسین علیہ السلام فاحتبست فی الدار ساعۃ ثم دخلت البیت وھو یلتقط شیئا وادخل یدہ من وراء الستر فتناول لہ من وراء الستر فقلت کان فی البیت، فقلت

"محمد" نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مالک بن عطیہ احمسی نے بیان کیا کہ ان سے ابو حمزہ ثمالی نے کہا کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور تھوڑی دیر کے لئے صحن خانہ میں ٹھہر گیا، پھر جب میں اندر داخل ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ حضرت کچھ چن رہے ہیں پھر اس چنی ہوئی چیز کو پس پردہ ایک شخص کو دے دیا میں نے پوچھا کہ یہ کیا چیز تھی جسے آپ چن رہے تھے

جعلت فداك هذا الذی
اراك تلتقطه ای
شئی هو؟ فقال
فضلة من رغب
الملائكة نجمعه
اذا خلونا نجعله سيحا
لاولادنا فقلت
جعلت فداك وانهم
ليأتونكم؟ فقال
يا اباحمزة انهم
ليزاحمونا على تكاتنا۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ ملائکہ کے جھڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے پر تھے، (سنو) جب ملائکہ رخصت ہو کر چلے جاتے ہیں تو میں ان پروں کو جمع کر لیتا ہوں اور بچوں کے گلوں میں زینت کے لئے ہار کے طور پر ڈال دیتا ہوں ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو، کیا ملائکہ آپ لوگوں کے پاس آتے ہیں۔ فرمایا" ہاں، وہ اس کثرت سے آتے ہیں کہ جب ان تکیوں پر ان کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے ہیں تو ہمارے لئے جگہ تنگ ہو جاتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

**نوٹ** اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ ملائکہ آئمہ طاہرین کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور ان کے بچوں کو پیار کرتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں اور چوتھی حدیث میں ہے کہ ملائکہ کا آئمہ طاہرین کی خدمت میں آنا جانا رہتا ہے اور وہ ان کے پاس احکام اور خبریں لاتے ہیں۔

# باب (۹۷)

## آئمہ طاہرین کی خدمت میں جنوں کے آنے احکام لینے اور مسائل پوچھنے کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے چھٹی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

محمد بن یحیٰی اور احمد بن محمد نے محمد بن حسن سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عمرو بن عثمان سے انہوں نے ابراہیم بن ایوب سے انہوں نے عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ

فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امیر المومنین ؑ مسجد کوفہ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ناگاہ مسجد کے ایک دروازے سے بہت بڑا اژدھا داخل ہوا، جب لوگوں نے اسے مارنے کا ارادہ کیا تو امیر المومنین ؑ نے روک دیا، پھر وہ حضرت کی طرف بڑھا یہاں تک کہ منبر کے قریب پہونچا اور دم کے بل کھڑے ہو کر حضرت کو سلام کیا، حضرت نے جواب دے کر فرمایا، ٹھہر جا، وہ ٹھہر گیا، آپ نے خطبہ سے فراغت حاصل کی اور فرمایا، من انت؟ فقال عمرو بن عثمان خلیفتک علی الجن" تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ کے مقرر کردہ خلیفہ جن عثمان کا بیٹا ہوں میرا نام عمرو ہے، چونکہ میرے باپ کا حال ہی میں انتقال ہو گیا ہے اس لئے میں اس کی وصیت کے مطابق آپ سے حکم حاصل کرنے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اب جو آپ کا حکم ہو اس پر عمل کروں گا امیر المومنین ؑ نے ارشاد فرمایا" اوصیک تبقوی اللہ وان تنصرف فتقوم مقام ابیک فی الجن فانک خلیفتی علیہم" میں تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنے باپ کی جگہ پر جنوں میں حکمرانی کر، تو میری طرف سے ان پر میرا خلیفہ ہے۔ یہ سنکر وہ وداعی سلام کر کے واپس چلا گیا، جابر کہتے ہیں۔ کہ پھر میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی، میری جان آپ پر فدا ہو جائے یہ فرمایئے کہ کیا عمرو بن عثمان آپ کی خدمت میں کبھی حاضر ہوتا ہے؟ فرمایا "ہاں" آتا رہتا ہوں۔

**نوٹ** اس باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جن آئمہ طاہرین کی خدمت میں حاضر ہو کر معالم دین اور حلال و حرام کے مسائل پوچھتے رہتے ہیں اور چوتھی حدیث میں ہے کہ جن ہماری خدمت کیا کرتے ہیں۔

**اقول** علامہ مجلسی رح تحریر فرماتے ہیں کہ" حدیث مذکورہ بالا میں لفظ" ثعبان" آیا ہے جس کے معنی بڑے اژدھے کے ہیں، مذکورہ واقعہ کے بعد وہ دروازہ جس سے اژدھا داخل ہوا تھا اور اس کا نام" باب الثعبان" رکھ دیا گیا تھا لیکن عہد نبی امیہ میں اس پر ہاتھی باندھکر اس کا نام" باب الفیل" کر دیا گیا (مراۃ العقول ج ۱ ص ۲۹۶)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۹۸)

## آئمہ طاہرین کے عہد ظاہر میں داؤد و سلیمان کے اصول پر فیصلے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حسنی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابان سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لا تذهب الدنيا حتى يخرج رجل منى يحكم بحكومة آل داؤد ولا يسئل بينة يعطى كل نفس حقها" یہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک ہم میں سے ایک شخص (ساری دنیا کا مالک ہوکر) حکومت داؤد و سلیمان کی طرح فیصلہ نہ کریگا، وہ جب صدر مملکت پر متمکن ہوگا تو بلا گواہ اور شاہد کے فیصلہ کریگا اور ہر شخص کو اس کا حق دے گا۔"

**اقول:** مطلب یہ ہے کہ جب حضرت قائم آل محمد امام مہدی آخر الزمان ظہور فرمائیں گے اور ساری دنیا پر حکومت کریں گے تو وہ اسی طرح داؤد و سلیمان بلا گواہ کے فیصلے کرتے تھے وہ بھی کرینگے۔ یعنی ان کا فیصلہ علم باطن سے متعلق ہوگا، واضح ہو کہ دیگر آئمہ بواطن کا علم رکھنے کے باوجود مقدمات کے فیصلوں میں علم ظاہر کے پابند تھے لیکن حضرت حجت علیہ السلام علم باطن پر عمل کرنے کے لئے مامور ہوں گے، مطلب یہ ہے کہ وہ بھی شریعت محمدیہ پر فیصلہ کریں گے اور ان کے لئے شریعت محمدیہ کا یہی اصول ہوگا۔"

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۹۹)

## آئمہ طاہرینؑ کے گھرانے کے سرچشمۂ علم ہونے کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یحیی بن عبداللہ ابوالحسن صاحب الدیلم (یعنی یحیی بن عبداللہ الحسن بن علی بن ابی طالب) نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا کہ آپ نے اہل کوفہ کی ایک جماعت کے سامنے ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے ان لوگوں پر کہ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہؐ سے کل علم حاصل کر لیا اور اس پر عمل بھی کیا اور ہدایت بھی پائی لیکن اہل بیت نے آنحضرتؐ کا علم حاصل نہ کیا، حالانکہ ہم لوگ رسول خداؐ کی ذریت اور ان کے اہلبیت ہیں، ہمارے ہی گھروں میں وحی کا نزول ہوا" ومن عندنا خرج العلم الیھم" اور ہمارے ہی پاس سے علوم کی نشر و اشاعت ہوئی (اور ہم ہی خزینہ علم نبوی ہیں) یہ کیسے ممکن ہے کہ ان لوگوں کے پاس تو علم ہو (جنہوں نے ہم سے حاصل کیا) اور وہ ہدایت یافتہ بھی ہوں اور ہمارے پاس علم نہ ہو" ان ھذا لمحال" یہ بات بالکل ناممکن بلکہ محال ہے۔

**اقول:** ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی گروہ (اس عہد میں ایسا پیدا ہو گیا ہو جس نے خلیفہ اول کی دلسیل خلافت میں علی بن ابی طالب کے بمقابل ان کے عالم ہونے کا پروپیگنڈا کیا ہو جس کے بارے میں امام علیہ السلام نے مذکورہ حدیث میں اشارہ فرمایا ہو، حدیث مذکورہ کی شرح میں علامہ مجلسیؒ نے بھی کوئی نمایاں طور پر وضاحت نہیں فرمائی لیکن ان کے ارشاد میں جو خلیفہ اول کا حوالہ ہے اس سے میرے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ میرے نزدیک علی بن ابی طالب کے علم کے

# باب (۱۰۰)

# آئمہ طاہرین کے مرکز حق ہونے کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) تیسری (۳) چوتھی لکھی جاتی ہیں۔

(۱) علی بن ابراھیم بن ھاشم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن ابن مسکان عن محمد بن مسلم قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول، لیس عند احد من الناس حق ولا صواب ولا احد من الناس یقضی بقضاء حق الا ما خرج منا اھل البیت واذا تشعبت بھم الامور کان الخطاء منھم والصواب من علی علیہ السلام

علی بن ابراہیم بن ہاشم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دنیا میں کسی شخص کے پاس حق اور صواب نہیں ہے اور نہ لوگوں میں سے کوئی شخص بھی کسی قضیہ کا مبنی بر حق فیصلہ کر سکتا ہے سوا اس کے جس نے ہم اہلبیت سے حاصل کیا ہو۔ (درین صورت) امور کے ابھاؤ کی حالت میں خطا انہیں کی طرف سے ہو گی اور صحیح فیصلہ جو بھی ہو گا وہ علی بن ابی طالب کے (فیوض و برکات سے) ہو گا (کیونکہ وہ عین حق ہیں اور حق ان کے ساتھ پھرتا ہے)

---

(۲) عدۃ من اصحابنا

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد

عن احمد بن محمد
عن الوشاء عن ثعلبة
بن میمون عن ابی مریم
قال قال ابو جعفر
علیہ السلام
لسلمة بن کھیل
والحکم بن عتیبة
شرقا وغربا
فلا تجدان علما
الا شیئا خرج من عندنا اھل البیت

سے انہوں نے وشاء سے انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے ابو مریم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتیبہ (فقہاء عامہ) سے ارشاد فرمایا کہ تم (اپنے عالم ہونے کا جتنا بھی چاہے دعوی کرو مگر یہ یقین (رکھو کہ) چاہے مشرق میں چلے جاؤ یا مغرب میں چکر لگاؤ مگر جہاں بھی تمہیں علم ملیگا وہ ہم اہلبیت ہی کی طرف سے پہونچا ہوا ہوگا۔

(۲) محمد بن یحیی
عن احمد بن محمد
عن الحسین بن سعید عن
النضر بن سوید عن
یحیی الحلبی عن معلی بن
عثمان عن ابی بصیر
قال قال لی، ان الحکم
بن عتیبة ممن قال
اللہ، ومن الناس
من یقول امنا باللہ
وبالیوم الاخر وما
ھم بمومنین، فلیشرق
الحکم ولیغرب، اما
واللہ لا یصیب العلم
الا من اھل البیت نزل

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحیی حلبی سے انہوں نے معلی بن عثمان سے انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا کہ "حکم بن عتیبہ ان لوگوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم قیامت پر ایمان لائے ہیں لیکن وہ دل سے ایماندار نہیں ہیں (بقرہ ۸) آگاہ ہو کہ خدا کی قسم "حکم" مشرق میں جائے یا مغرب میں اسے ہم اہلبیت کے سوا کہیں سے بھی صحیح علم نہ مل سکے گا، ہم وہ ہیں کہ جن کے پاس جبرئیل آئے ہیں (اور خدا سے

https://www.shiabookspdf.com/

علیہم جبرئیلؑ - علم لائے ہیں)

# باب (۱۰۱)

# آئمہ طاہرینؑ کی احادیث کے مشکل سے مشکل تر ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ملخص ترجمہ لکھا جاتا ہے:

"محمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے عمار بن مروان سے انہوں نے جابر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بحوالہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کہ آل محمدؐ کی احادیث کا سمجھنا سہل نہیں ہے وہ مشکل ہے اور مشکل تر بھی ہے اور مستند حدیث پر وہ چاہیے سمجھ میں آئے یا نہ آئے ایمان لانا ہر شخص کے لئے ممکن نہیں ان کی ہر مستند حدیث پر ایمان وہی لا سکتا ہے، متحن اللہ قلبہ الایمان جس کے ایماندار قلب کا امتحان خدا لے چکا ہو، سنو جو حدیث آل محمدؐ کے حوالے سے تم تک پہونچے تم اس پر اچھی طرح غور کرو، اگر تمہارا دل اس کا استقبال کرے اور اسے خوشی سے قبول کرے "فاقبلوہ" تو اسے "بے چون و چرا" مان لو، اور اگر تمہارا دل اس پر مطمئن نہ ہو اور اسے قبول کرنے میں تامل ہو فردوہ الی اللہ والی الرسول والی العالم من آل محمدؐ تو اسے پیش کرو، اللہ رسول اور عالم آل محمد کی طرف، یعنی یا ان سے پوچھو یا ان کے دیگر اقوال کی روشنی میں اسے حل کرو اور اگر نہ حل ہو سکے تو یہ سمجھ لو کہ حدیث ہماری فہم سے بالاتر ہے اسے اللہ، اس کا رسول اور امام ہی جانتے ہیں، دیکھو ایسا کبھی نہ کرنا کہ جو حدیث سمجھ میں نہ آئے تو تم کہدو "واللہ ما کان ھذا" واللہ ما کان ھذا" کہ خدا کی

قسم یہ کچھ بھی نہیں ہے، بے معنی ہے، کیونکہ حدیث محمد و آل محمد سے انکار کفر ہے۔

## باب (۱۰۲)

# آئمہ طاہرین کی اطاعت کرنے اور انکی جماعت سے وابستہ رہنے کے بارے میں حکم رسول کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

علی بن ابراھیم عن ابیہ و محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد جمیعًا عن حماد بن عیسٰی عن حریز عن برید بن معاویۃ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما نظر اللہ عز وجل الی ولی لہ یجھد نفسہ بالطاعۃ لامامہ والنصیحۃ الا کان معنا فی الرفیق الاعلی۔

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے اور ان سب نے حماد بن عیسٰی سے انہوں نے حریز سے انہوں نے برید بن معاویہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم اپنے جس ولی کو دیکھتا ہے کہ وہ جد و جہد کے ساتھ اپنے امام کی اطاعت کرتا ہے اور دل سے اس کی محبت و مودت اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے (اس کا فیصلہ ہے کہ وہ اسے) ہمارے ساتھ رفیق اعلیٰ یعنی گروہ نبیین، صدیقین و شہداء اور صالحین میں شامل کرتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۰۳)

## امام کے حقوق رعایا پر اور رعایا کے حقوق امام پر کیا ہیں؟ اس کے بیان میں

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"حسین بن محمد نے معلّی بن محمد سے انہوں نے محمد بن جمہور سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے ابو حمزہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ لوگوں پر امام کا کیا حق ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ امام کا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ اس کے قول و حکم سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ میں نے عرض کی کہ لوگوں کا حق امام پر کیا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کا حق امام پر یہ ہے کہ وہ مال غنیمت اور اموال، بیت المال، کو لوگوں کے درمیان برابر سے تقسیم کرے اور رعیت کے درمیان عدل و انصاف قائم کرے (سنو) جب امام لوگوں کے درمیان اموال کو برابر سے تقسیم کریگا اور رعیت کے درمیان عدل و انصاف سے کام کرے گا تو پھر اس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہو گی کہ کوئی خوش رہتا ہے یا ناخوش یعنی وہ پھر کسی کی ہنگامہ آرائی کی پرواہ نہ کرے گا۔

# باب (۱۰۴)

## آئمہ طاہرین کا ساری دنیا کی زمین کے مالک ہونے کے بیان میں

محمد بن یحییٰ عن احمد — محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں

بن مصعد عن ابن محبوب
عن عمرو بن یزید
قال رایتُ مسمعاً
بالمدینة وقد کان
حمل الی ابی عبد اللّٰہ
علیہ السلام السنة
مالاً فردّہ ابو عبد اللّٰہ
فقلت لہ لما رد
علیک ابو عبد اللّٰہ علیہ
السلام المال الذی
حملتہ الیہ؟
قال فقال لی انی قلت
لہ حین حملت الیہ
المال، انی کنت ولّیت
البحرین الغوص فاصبت
اربعمائة الف درهم
وقد جیتک بخمسها
بثمانین الف درهم
وکرهت ان احبسها
عنک وان اعرض
لها وهی حقک الذی
جعله اللّٰہ تبارک وتعالیٰ
فی اموالنا، فقال، اوما لنا
من الارض وما اخرج اللّٰہ
منها الا الخمس یا اباسیار؟

نے ابن محبوب سے انہوں نے عمر بن یزید
سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میری
مسمع بن عبد الملک سے مدینہ میں ملاقات
ہوئی اور وہ اسی سال حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام کی خدمت میں کچھ مال
لے کر گئے تھے لیکن حضرت نے اس مال
کو واپس فرما دیا تھا، میں نے مسمع سے
پوچھا کہ حضرت نے تمہارے مال کو کیوں
واپس فرما دیا، مسمع نے جواب دیا کہ
بات یہ تھی کہ میں نے جب ان کی خدمت
میں مال پیش کیا تو ساتھ یہ کہا کہ میں
نے بحرین میں غواصی (غوطہ زنی) کے
سلسلہ میں چار لاکھ درہم حاصل کئے تھے
ان میں سے اسّی ہزار درہم خمس کے پیش
کر رہا ہوں (اسی میں حق سادات بھی
شامل ہے) مولا میں نے اسے برا جانا کہ
آپ کا حق آپ تک جلد سے جلد نہ پہونچاؤں
اس لئے لایا ہوں یہ آپ کا حق ہے جسے
خدا نے ہمارے اموال میں قرار دیا ہے
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے
ہو کہ زمین میں اور زمین کی چیزوں
میں ہمارا حق صرف "خمس" ہے ابو سیار
مسمع بن عبد الملک (سنو) ساری زمین
اور جو کچھ زمین سے نکلے وہ سب ہمارا
حق ہے، میں نے عرض کی کہ پھر میں

https://www.sirat-e-mustaqeem.net

ان الارض کلها لنا فما اخرج الله منها من شیئ فهو لنا، فقلت له وانا احمل الیک المال کله؟ فقال یا ابا سیار قد طیبناه لک واحللناک منه فضم الیک مالک، وکل ما فی ایدی شیعتنا من الارض، فهم فیه محللون حتی یقوم قائمنا فیجبیهم طسق ما کان فی ایدیهم ویترک الارض فی ایدیهم واما ما کان فی ایدی غیرهم فان کسبهم من الارض حرام علیهم حتی یقوم قائمنا فیاخذ الارض من ایدیهم ویخرجهم صغرة۔ قال عمر بن یزید، فقال لی ابو سیار ما اری احدا من اصحاب الضیاع ولا ممن یلی الاعمال یاکل حلالا غیری الا من طیب له ذلک

پورا مال آپ کی خدمت میں حاضر کر رہا ہوں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو سیار ہم نے تمہارے لئے اس مال کو جائز اور مباح قرار دیا ہے، تم اس مال کو اپنے پاس رکھو اور (سنو) ہر وہ چیز جو زمین کی قسم سے ہے اور وہ ہمارے شیعوں کے پاس ہے وہ سب ان کے لئے حلال ہے (اس کا استعمال ان کے لئے جائز ہے (البتہ وہ صرف خمس وغیرہ نکالتے رہیں گے) یہاں تک کہ ہمارے قائم کا ظہور ہو اس وقت ان سے "طسق" لیا جائے گا اور زمین انہیں کے پاس رہے گی لیکن جو زمین اور لوگوں کے پاس ہے وہ سب ان سے لے لی جائے گی اس لئے کہ ان کے پاس زمین ناجائز طور پر ہے اور اس کے حاصلات ان کے لئے حرام ہیں اور جب حضرت کا ظہور ہوگا تو ان سے سب کچھ لے لیا جائے گا،

عمر بن یزید کہتے ہیں کہ پھر مجھ سے ابو سیار نے کہا کہ بھائی میں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ میرے علاوہ زمینداروں اور صنعتکاروں میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جو بطور حلال کھاتا ہو سوا اس شخص کے جس کو امام کی طرف سے خصوصی معافی دے گئی ہو۔

https://www.shiabooksndf.com/

توضیح ابوالسیار مسمع بن عبدالملک کے اس مال میں جو انہوں نے پیش کیا تھا خصوصی معافی دے دی گئی تھی امام نے ولی مطلق ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کے حصے بھی معاف کر دیئے تھے جو اس خمس کی رقم میں شریک تھے، اس واقعہ سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ عام طور پر خمس معاف کر دیا گیا ہے اس حدیث میں دوسری بات یہ ہے کہ زمین کے سلسلہ میں، لفظ، طسق، استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی نہایہ اور مجمع البحرین میں یہ ہے" الطسق، الوظیفۃ من خراج الارض المقررۃ زمین کے مقرر خراج کا وظیفہ" اور علامہ مجلسی نے تحریر فرمایا ہے کہ" المراد ھنا خراج السنین الاتیۃ" اس مقام پر طسق سے مراد آنے والے سال کا خراج ہے، میرے نزدیک اس طسق سے مراد کوئی خاص ٹیکس یا خراج ہوگا اس سے خمس کا کوئی تعلق نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

https://www.shiabookspdf.com

# باب (۱۰۵)

## امام کے حاکم وقت ہونے کی صورت میں انکی سیرت اور ان کے لباس وطعام کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد البرقی عن ابیہ عن محمد بن یحیی الخزاز عن حماد بن عثمان قال حضرت اباعبداللہ علیہ السلام

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد برقی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن یحیی خزاز سے انہوں نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا (میرے سامنے ہی)

وقال رجل، اصلحك الله ذكرت ان علی ابن ابی طالبؑ کان یلبس الخشن، یلبس القمیص بار بعة دراهم وما اشبه ذالك وتری علیك اللباس الجدید؟ فقال له ان علی بن ابی طالب علیه السلام کان یلبس ذالك فی زمان لا ینکر علیه ولو لبس مثل ذالك الیوم شهر به فخیر لباس کل زمان لباس اهله غیر ان قائمنا اهل البیت علیهم السلام اذا قام لبس ثیاب علی علیه السلام وسار بسیرته علی علیه السلام۔

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ مولا آپ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام موٹا جھوٹا لباس پہنتے تھے اور ایسی قمیض لیتے تھے کہ جس کی قیمت صرف چار درہم ہوتی تھی اور ازیں قبیل اور بھی ان کے صفات کا ذکر فرمایا کرتے ہیں لیکن مولا گستاخی معاف ہیں دیکھ رہا ہوں کہ حضور نفیس اور قیمتی لباس پہنے ہوئے ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تمہارا کہنا درست ہے لیکن (سنو) حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایسا لباس اس زمانے میں پہنتے تھے جب کہ اس لباس کو میرا نہیں سمجھا جاتا تھا، اگر حضرت امیر المومنین اس زمانے میں ہوتے اور اُس زمانے کا لباس پہنتے تو لوگ طعنہ زنی اور چہ میگوئیاں کرتے (سنو) ہر زمانے کا سب سے بہتر لباس وہ ہے جو اس زمانے کے لوگوں کا لباس ہو۔ بشرطیکہ شرعاً غیر ممدوح نہ ہو۔ جس پر انگشت نمائی نہ کی جا سکے) البتہ جس وقت قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا وہ حضرت امیر المومنینؑ کی طرح لباس پہنیں گے اور (اس میں بھی) ان کی سیرت پر عمل کریں گے اور کھلم کھلا آزادی کے ساتھ دین حق کی نشر و اشاعت کریں گے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں حضرت امیر المومنین کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ اللہ نے ہمارے لئے کھانے پینے اور پہننے کی ضعیفوں کی طرح حد معین کر دی ہے تاکہ ضعیف اور فقیر میرے فقر کی پیروی کریں اور سرمایہ دار سرتابی نہ کریں۔ دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس اقتدار ہوتا تو ہم (بدستور) راتوں کو عبادت اور نگرانی کرتے اور دن میں لوگوں کی خبر گیری اور دوڑ دھوپ کا کام انجام دیتے "ولیس الخشن واکل الجشب" اور موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے اور روکھی سوکھی روٹی کھاتے۔

**توضیح** حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا زمانہ رسول کریمؐ کے زمانے متصل تھا اور آنحضرت کا طرز زندگی لوگوں کی نظروں میں تھا اور صحیح اسلامی حکومت قائم تھی اور جب آپ کو خلافت ظاہری ملی تو اس وقت بحیثیت فرمانروا آپ پر کوئی شخص انگشت نمائی نہیں کر سکتا تھا اور نہ یہ کہکر کہ آپ اقدس کی وجہ سے ایسا کیا لباس پہنتے ہیں، حقارت کی نظر سے دیکھ سکتا تھا، دیگر آئمہ ظاہرین کے حالات امیر المومنین کے حالات سے مختلف تھے، انہیں ظاہری خلافت ملی اور انہیں ملی، ان حضرات کو بود و باش اور معاشرت میں عام حالات کا لحاظ کرنا پڑتا تھا تاہم ایک تفاوت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لباس پر کسی شخص نے اعتراض کے انداز میں کچھ کہا تو آپ نے گریبان کھول کر اندر کا لباس دکھلا دیا اور یہ کہا کہ ہمارا اصلی لباس یہ ہے اور ہمارا یہ ظاہری لباس اہل دنیا میں گذر بسر کے لئے ہے۔

https://www.shiabooksnpk.com/

# باب (۱۰۶)

# بعض شاذ و نادر احادیث کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

۲۔ محمد بن یحییٰ نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے اسحاق بن ابراہیم

دینوری نے بیان کیا کہ انہوں نے عمر بن زاہر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آیا قائم آل محمد کو "امیر المومنین" کہکر سلام کیا جا سکے گا یا نہیں"؟ آپ نے ارشاد فرمایا "ہرگز نہیں" یہ اسم اللہ کا معین کردہ ہے صرف "علی بن ابی طالب" کے لئے ان سے پہلے یہ لقب دنیا میں کسی کا نہیں تھا اور ان کے بعد اس لقب کو کوئی بھی قیامت تک اختیار نہ کریگا۔

کافر کے سوا۔ میں نے عرض کی کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ بتلایئے کہ پھر ان پر کیا کہکر سلام کیا جائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح ان پر سلام کیا جائے گا۔" السلام علیک یا بقیۃ اللہ" اے اللہ کے بقیہ آپ پر ہمارا سلام ہو، اس کے بعد حضرت نے یہ آیت پڑھی بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین" اگر تم مومن ہو تو خدا کا بقیہ تمہارے واسطے کہیں بہتر ہے۔

بقیہ کے کئی معنی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ آئمہ طاہرین کے بقیہ ہیں اور اقوال خدا کی آخری حجت ہیں جن کی وجہ سے دنیا قائم و باقی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۰۷)

# ولایت کے نکات و اسرار اور اس کے متعلق بعض آیات کی تفسیر کے بیان میں

اس باب میں بانوے حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) ستر ھویں (۲) چوہترویں (۳) تراسیویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن جمیل بن صالح عن زرارۃ عن ابی جعفر علیہ السلام

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے جمیل بن صالح سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام ابن باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ قول خدا و لتر کبن ا ع تم ضرور ایک

فی قوله تعالیٰ ولترکبن طبقا عن طبق قال یا زرارة اولم تر کب هذه الامة بعد بنیها طبقا عن طبق فی امر فلان وفلان وفلان۔

مصیبت اور گمراہی سے دوسری مصیبت اور گمراہی میں پھنسو گے) (الانشقاق ۱۹) کے بارے میں فرمایا کہ اے زرارہ کیا یہ امت عہد نبوی کے بعد فلاں فلاں کے پھندے میں پھنس کر یکے بعد دیگرے گمراہی میں نہیں پھنسی (یعنی ضرور پھنسی ہے۔ جس کا نتیجہ آخرت میں ظاہر ہوگا۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن الحسین بن نعیم الصحاف، قال سالت ابا عبد الله علیه السلام عن قوله تعالیٰ "فمنکم کافر ومنکم مومن" فقال عرف الله عز وجل ایمانهم یوم الا ست وکفرهم بها یوم اخذ علیهم المیثاق وهم ذر، فی صلب آدم وسالته عن قوله عز وجل "اطیعوا الله واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین"،

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے حسین بن نعیم صحاف سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت "فمنکم کافر ومنکم مومن" (تغابن ۲) کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے لوگوں کو ہماری ولایت کے ذریعے سے اسی وقت آزمایا اور پہچان لیا تھا کہ کون مومن ہے اور کون کافر جب اس نے لوگوں سے عالم ذر میں جب کہ وہ صلب آدم کے اجزاء تھے اور ان سے عہد و پیمان لیا تھا۔

(راوی کہتا ہے) پھر میں نے اس آیت "اطیعوا اللہ" اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ (تمہیں یہ میرا حکم ہے) اگر تم نے میرے فرمان سے منہ پھیرا تو ہمارے رسول پر صرف پیغام کا واضح طور سے پہونچا دینا ہی ہے (تغابن ۱۲) کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے ارشاد

https://www.shiabooksndf.com/

فقال اما و الله ما هلك من كان قبلكم وما هلك من هلك حتى يقوم قائمنا عليه السلام الا في ترك ولائيثاو وجود حقنا وما خرج رسول الله صلعم من الدنيا حتى الزم رقاب هذه الامة حقنا والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم۔

(۳) عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد ابي نصر عن حماد بن عثمان عن ابي عبيدة الخذاء قال سالت اباجعفر عليه السلام عن الاستطاعة وقول الناس فقال وتلا هذه الاية "ولا يزالون مختلفين الا من رحم ربك ولذالك خلقهم"

فرمایا کہ خدا کی قسم تم سے قبل جو ہلاک ہوئے ہیں اور جو قیامت تک یعنی قائم آل محمد کے ظہور سے پہلے تک ہلاک ہوں گے وہ سب ہماری ولادیت کے پھوڑ دینے سے اور ہمارے حقوق کے انکار سے ہوئے ہیں اور ہونگے۔ "یاد رکھو" کہ رسول خدا اس دنیا سے اس وقت تک نہیں گئے جب تک انہوں نے اس امت کی گردنوں پر ہمارے حقوق کو لازم نہیں قرار دیا، (سنو) (ہم صراط مستقیم ہیں) اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے ابو عبیدہ خذاء سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے مسئلہ استطاعت وقدرت کے بارے میں سوال کیا کہ آیا بندوں کے افعال انھیں کے ارادہ واختیار سے ہوتے ہیں یا خدا کی قدرت واختیار سے؟ نیز یہ کہ لوگوں کے درمیان اس مسئلہ میں کیا اختلاف ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے یہ آیت پڑھی ولا یزالون الخ لوگ آپس میں ہمیشہ اختلاف

یا اباعبیدۃ الناس
مختلفون فی اصابۃ
القول وکلهم
هالك قال قلت
قوله "الا من رحم
ربك" قال هم
شیعتنا ولرحمته
خلقهم وهو قوله
"ولذالك خلقهم"
یقول لطاعۃ الامام
الرحمۃ التی یقول"
ورحمتی وسعت
کل شئی" یقول علم
الامام ووسع علمه الذی
هو من علمه کل
شئی هم شیعتنا
ثم قال "فساکتبها
للذین یتقون"
یعنی ولایۃ غیر
الامام وطاعته،
ثم قال "یجدونکم
مکتوبا عندهم
فی التورٰۃ والانجیل"
یعنی النبیؐ والوصیؑ
والقائمؑ" یامرهم

کرتے رہتے ہیں مگر جس پر تمہارا پروردگار
رحم فرمائے، اور رحمت ہی کی خاطر اس
نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ (ہود ۱۱۸)
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے ابوعبیدہ
لوگ حق بات معلوم کرنے کے سلسلہ
میں آپس میں اختلاف کرتے ہیں اور
سب کے سب گمراہ اور ہلاک ہونے
والے ہیں پھر میں نے کہا یا حضرت"
الا من رحم" کا کیا مطلب ہے، فرمایا کہ
اس سے مراد ہمارے شیعہ ہیں کہ جن
کو خداوند عالم نے اپنی رحمت کے لئے
خلق فرمایا ہے اور یہی مطلب ہے
خداوند عالم کے اس قول "ولذالك خلقهم"
یعنی خدا نے اسی رحمت کی خاطر ان لوگوں
کو پیدا کیا ہے اور خداوند عالم نے طاعت
امام کی تعبیر رحمت سے فرمائی ہے، مطلب
یہ ہوا کہ جس کو خدا طاعت امام کی توفیق
دے اور اسی اطاعت امام کے لئے
خداوند عالم نے ان لوگوں کو پیدا کیا
ہے اور اطاعت امام کی تفسیر و تعبیر رحمت
سے اس لئے کی کہ چونکہ امام کی اطاعت
موجب رحمت خداوندی ہوتی ہے
اور اسی رحمت کے بارے میں ارشاد
فرمایا ہے، رحمتی وسعت الخ (اعراف
صفحہ ۱۵۶)

https://www.shiabookspdf.com/

بالمعروف (اذ امام)
وینهاهم عن المنکر"
والمنکر من انکر
فضل الامام وجحده
"ویحل لهم الطیبات"
اخذ العلم
من اهله "ویحرم
علیهم الخبائث"
والخبائث قول
من خالف"
ویضع عنهم
اصرهم" وهی
الذنوب التی
کانوا فیها قبل
معرفتهم فضل الامام"
والاغلال التی
کانت علیهم"
والاغلال ما کانوا
یقولون مما لم
یکونوا امروا به
من ترک
فضل الامام،
فلما عرفوا
فضل الامام
وضع عنهم

میری رحمت ہر شے کو شامل ہے یہاں
رحمت سے مراد (امام) اور عالم امام ہے
جو خداوند عالم کے علم سے ماخوذ ہے اور
یہ علم ہر شے پر چھا گیا ہے یعنی ہمارے
شیعوں پر چھایا ہوا ہے۔ یا یہ کہ شیعوں
ہی نے علم امام سے فائدہ اٹھایا اس
کے بعد خدا نے فرمایا" فسا کتبها الخ"
عنقریب ہم اپنی رحمت کو خاص طور سے
ان لوگوں کے لئے لکھ دیں گے جو برائیوں
سے بچتے ہیں یعنی امام برحق کے علاوہ
دوسروں کی ولایت و اطاعت سے
بچتے ہیں (اعراف ۱۵۶) پھر خدا فرماتا ہے
"یجدونه مکتوبا الخ جس کی بشارت کو وہ
لوگ اپنے یہاں توریت اور انجیل میں
لکھا ہوا پاتے ہیں یعنی پیغمبر اور
ان کے وصی اور قائم آل محمد کی بشارت
کو اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں
"یامرهم بالمعروف" قائم آل محمد جس وقت
ظاہر ہوں گے تو وہ لوگوں کو اچھے کاموں
کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے
روکیں گے، اور سب سے برا کام
امام کے فضل و شرف سے انکار ہے اور
پاک و پاکیزہ چیزوں کو لوگوں پر حلال
کریں گے یعنی"

http://www.shiabookspdf.com/

اصرهم والاصر
الذنب وهی الاصار
ثم نسبهم
فقال "فالذین
آمنوا بہ (یعنی الامام)
وعزروہ ونصروہ
واتبعوا النور الذی
انزل معہ اولئک
ہم المفلحون"
یعنی الذین اجتنبوا
الجبت والطاغوت
ان یعبدوھا
والجبت والطاغوت
فلان وفلان وفلان
والعبادۃ طاعۃ الناس
ہم ثم قال
"انیبوا الی ربکم
واسلموا لہ" ثم
جزاہم فقال "لھم البشری
فی الحیاۃ الدنیا
وفی الاخرۃ" والامام
یبشرہم بقیام
القائم وظہورہ
ویقتل اعدائہم
والنجاۃ فی الاخرۃ والورود

سے قبل گناہوں کا بوجھ ہوگا اسے دور کر
دیں گے اور ان کو پھندوں سے آزاد
کر دیں گے یعنی جو امام کی شان میں گستاخی
نادانستگی میں کی ہوگی اسے معاف کر دیں
گے پھر خدا نے ارشاد فرمایا کہ "فالذین آمنوا
بہ الخ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی عزت
و توقیر کی اور ان کی مدد کی اور اس نور (امام)
کی پیروی کی جو رسول خدا کے ساتھ نازل
ہوا ہے وہ لوگ یقیناً نجات پانے والے
ہیں یعنی جو لوگ نبی اور امام پر ایمان
لانے کے ساتھ ساتھ شیطانی روایتوں
کی پیروی سے باز رہے اور فلاں فلاں
کے قریب نہ گئے اور ان کی اطاعت سے
دور رہے وہ لوگ نجات پائیں گے اور
(وہی شیعہ ہیں) پھر خداوند عالم ارشاد فرماتا
ہے، وانیبوا الی ربکم الخ اور اپنے
پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اسی
کے فرمانبردار بن جاؤ (زمر ۵۴) پھر
ارشاد فرماتا ہے لھم البشری الخ ان لوگوں
کے واسطے دنیاوی زندگی میں بھی اور
آخرت میں بھی خوشخبری ہے (سنو) امام
ان سب کو حضرت مہدی آخر الزمان کے
قیام اور ظہور کی خوشخبری دیتے ہیں اور
انہیں بتاتے ہیں کہ ان کے جو دشمن
ہیں وہ قتل کئے جائیں گے اور اور

https://www.shiabookspdf.com/

علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ الصادقین علی الحوض۔

آخرت میں مومنین کے لئے نجات کا ذریعہ ہوگی اور ان لوگوں کا محمد مصطفےٰ اور ان کے سچے اہلبیت کے سامنے حوض کوثر پر ورود ہوگا۔

---

# باب (۱۰۸)

## چیدہ اور جامع روایات ولایت کے بیان میں

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں سے چھٹی حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے

"محمد نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ

"ولایۃ علی علیہ السلام مکتوبۃ فی جمیع صحف الانبیاء ولن یبعث اللہ رسولا الا بنبوۃ محمد صلعم ووصیۃ علی علیہ السلام علی بن ابی طالب کی ولایت (کے ماننے کا حکم) انبیاء کے تمام صحیفوں میں مندرجہ ہے اور (سنو) خدا نے ہرگز ہرگز نہیں مبعوث کیا کسی رسول کو مگر یہ کہ اس پر محمد مصطفےٰ کی نبوت اور علی بن ابی طالب کی وصایت کے اقرار (اور اس کی تبلیغ) کو فرض قرار دیا۔

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ہماری ولایت بقیۃ اللہ کی ولایت ہے جس کو مانے بغیر کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا، اور چوتھی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ کوئی نبی ہمارے حق کی معرفت کے بغیر مبعوث نہیں ہوا اور پانچویں حدیث میں ہے کہ خداوند عالم نے علیؑ کو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان علم ہدایت قرار دیا ہے جس نے انہیں پہچانا وہ مومن اور جو ان کا منکر ہوا وہ کافر اور جس نے ان کے (حقوق) کے بارے میں جہالت اختیار کی یا شک کا شکار ہوگیا وہ گمراہ اور جس نے ان کے ہوتے ہوئے کسی اور کو رہنما مانا وہ حکم مشرک میں ہوگا ومن جاء بولایتہم دخل الجنۃ" اور جو ان کی ولایت کا دل سے قائل ہوگا

پہلے اللہ عزت میں جائے گا۔

# باب (۱۰۹)

## آئمہ طاہرین کا اپنے دوستوں کے پہچاننے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔
"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے صالح بن سہل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ" ایک دن حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے اصحاب کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک آگیا اور اس نے سلام کے بعد کہا "انا واللہ احبک واتولاک" خدا کی قسم میں آپ کا محبت کا دوست دار ہوں اور آپ کو چاہتا اور آپ کی ولایت ماننے والا ہوں، حضرت نے فرمایا، "کذبت" تو جھوٹ بول رہا ہوں اس نے تین بار قسم کھا کر یہی دعویٰ کیا، بالآخر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ "سن" خداوند عالم نے ابدان سے دو ہزار سال قبل ارواح کو پیدا کیا، "ثم عرض لنا محبتنا" پھر اس نے ہمارے دوستوں کو ہمارے سامنے پیش کیا، "فواللہ ما رایت روحک فیمن عرض" خدا کی قسم میں نے تیری روح کو ان ارواح میں نہیں دیکھا، "فاین کنت" اس وقت تو کہاں تھا؟ یہ سن کر وہ شخص خاموش ہو گیا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔
ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کان فی النار" وہ اہل جہنم سے تھا۔
نوٹ! اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم جب کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو فوراً یہ جان لیتے ہیں کہ یہ مومن ہے یا منافق۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

# باب (۱۱۰)

## (التاریخ) پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات و فضائل کے بیان میں

ثقۃ الاسلام ابو جعفر علامہ محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ نے اس باب میں جن امور پر روشنی ڈالی ہے ان میں کے خاص خاص امر یہ ہیں۔

"(۱) حضرت رسول خداؐ کی ولادت کا وقت، دن، تاریخ اور سن

(۲) مقام ولادت

https://www.shiabooks.com/

(۳) بعثت کے بعد مکہ میں قیام کی مدت۔

(۴) ہجرت کے بعد مدینہ میں قیام کی مدت۔

(۵) والد ماجد کی وفات۔

(۶) والدہ ماجدہ کی وفات۔

(۷) آپ کے دادا عبد المطلب کی وفات۔

(۸) شادی خانہ آبادی۔

(۹) آپ کی اولاد۔

(۱۰) جناب خدیجۃ الکبریٰ کی وفات۔

(۱۱) حضرت ابو طالب کی وفات۔

(۱۲) آنحضرتؐ کی وفات حسرت آیات۔

اس کے بعد انہوں نے چالیس[۴۰] حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے پانچ حدیثیں (۱) دوسری[۲] (۲) سترھویں[۱۷] (۳) بائیسویں[۲۲] (۴) انتیسویں[۲۹] (۵) چالیسویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن الحجال عن حماد عن ابی عبد اللہ علیہ السلام وذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال قال امیر المومنین علیہ السلام ما برأ اللہ نسمۃ خیرا من محمد صلعم۔

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے حجال سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے پیغمبر السلام صلعم کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین ؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے کسی جاندار مخلوق کو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے بہتر نہیں خلق فرمایا اور نہ رہتی دنیا تک کسی کو ان سے بہتر پیدا کریگا۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسن بن محبوب عن اسحاق بن غالب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی خطبۃ لہ حاضۃ یذکر فیھا حال النبی والائمۃ علیھم السلام وصفاتھم فلم یمنع ربنا لحلمہ وانانتہ وعطفہ ما کان من عظیم جرمھم وقبیح افعالھم، ان انتجب لھم احب انبیائہ الیہ واکرمھم

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے اسحاق بن غالب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اپنے ایک مخصوص خطبے میں پیغمبر اسلام ؐ اسلام اور آئمہ طاہرین ؑ کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پروردگار کو اس کے رحم وکرم اور شفقت کی وجہ سے لوگوں کے سنگین جرائم اور قبیح اعمال اس بات سے نہ روک سکے کہ اس نے ان کی ہدایت کے لئے محبوب ترین انبیاء اور بزرگ ترین رسل حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو منتخب کیا جن کی جائے پیدائش عزو شرف کا مقام "مکہ" ہے اور وہ از روے

https://www.shiabookspdf.com/

علیہ محمد بن عبد اللہ
صلعم فی حومۃ العز مولدہ
وفی دومۃ الکرم محتدہ
غیر مشوب حسبہ
ولا ممزوج نسبہ
ولا مجھول عند اھل العلم
صفتہ، بشرت
بہ الانبیاء فی کتبھا
ونطقت بہ العلماء
بنعتھا وقامتہ الحکماء
بوصفھا مھذب لا یدانی
ھاشمی لا یوازی،
المطبجی لا یسامی، شیمتہ
الحیاء وطبیعتہ السخا
مجبول علی اوقار النبوۃ
واخلاقھا الی ان
انتھت بہ اسباب
مقادیر اللہ الی اوقاتھا
وجری بامر اللہ
القضاء فیہ الی
نھایا تھا ۱۰۱ محتوم
قضاء اللہ الی
غایاتھا تبشر بہ کل
امۃ من بعدھا
وتدقعہ کل اب

ولادت معزز ہیں اور صاحب کرم خاندان
سے ان کی اصل ہے، ان کے
حسب میں کسی قسم کی برائی کا شائبہ نہیں
ان کا حسب ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہے
ان کے صفات صاحبان علم و معرفت کے
نزدیک مجہول نہیں ہیں، آنحضرت وہ ہیں
جن کی بشارت کتب انبیاء میں دیگئی
ہے اور علماء نے ان کے وصف میں
رطب اللسانی کی ہے اور حکماء نے ان کے
اوصاف کو بڑے غور و فکر کے ساتھ تسلیم
کیا ہے وہ ایسے مطہر ہیں اور پاکیزہ
اخلاق سے آراستہ ہیں کہ کوئی بھی ایسا
نہیں ہے وہ ایسے ہاشمی ہیں جن کا
کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ایسے مکی باشندے ہیں
جن کے شرف سے کوئی بڑھ نہیں سکتا
ان کی فطرت جیا ہے، یہاں تک کہ ان
کے بارے میں خدا کے تقدیرات اپنے
اوقات پر پورے ہوئے اور خدا کے
حکم سے قضا آپ کے بارے میں اپنی
انتہا تک جاری ہوئی کہ جس کو حتمی قضاء
الٰہی نے اس کی مدت تک پہونچایا،
(یعنی ابتداء عمر ظاہری سے لے کر آخری
عمر تک جو باتیں خدا نے مقدر کر دی تھیں
وہ پوری ہوتی رہیں) آپ کی ذات وہ
ہے کہ جس کے بارے میں ہر امت نے

https://www.maktabah.org/

الی اب من ظھر الی
ظھر لم یخط فی عنصرہ
بسفاح ولم ینجسہ
فی ولادتہ نکاح من لدن
ادم الی ابیہ عبداللہ
فی خیر فرقۃ
واکرم سبط وامنع
رھط واکلاء حمل واودع
حجر، اصطفاہ اللہ
وارتضاہ واجتباہ
واتاہ من العلم
مفاتیحہ ومن الحکم
نیابیعہ ابتعثہ
رحمۃ للعباد وربیعا
للبلاد وانزل اللہ
الیہ الکتاب
فیہ البیان
قرانا عربیا غیر
ذی عوج لعلھم
یتقون قد بینہ
للناس ونھجہ بعلم
قد فصلہ و
دین قد اوضحہ
وفرائض قد
اوجبھا وحدود

اپنے مجد والوں کو بشارت دی ہے اور آپ
کا نور آباء و اجداد کے اصلاب میں ایک
صلب سے دوسرے صلب کی طرف منتقل
ہوتا رہا جس کے عنصر میں نہ کسی بدکاری کی
آمیزش ہوئی اور نہ نکاح فاسد نے اس کو
نجس کیا جناب آدم سے جناب عبداللہ تک
یہ نور اسی طرح کرم تزین ذریت اور شریف
تر بن قبیلہ میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک
کہ سب سے زیادہ امین اور حفاظت کرنے
والی (عورت جناب آمنہ بنت وھب)
نے ان کے بوجھ کو اٹھایا اور پیدا ہونے
کے بعد پر سکون گود (یعنی جناب عبدالمطلب
اور جناب ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد کی
گود) میں پرورش پائی (ان کا کیا کہنا)
انہیں خداوند عالم نے منتخب کیا، اور اپنی
ذات کے لئے پسند فرمایا اور ان کو تمام
علوم کی کنجیاں دیدیں اور حکمت کے
چشمے عطا کئے اور اپنے بندوں کے لئے
رحمت بنا کر بھیجا اور تمام شہروں کے
لئے فصل بہار قرار دیا، اور اللہ نے ان
پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر شے
کا ذکر موجود ہے اور ہر شئے کو کھل
کر بیان کیا گیا ہے اور وہ "قرآن" ہے
جو عربی زبان میں ہے جس میں کسی قسم
کی غلط بیانی نہیں کی گئی، اسے اس لئے نازل

https://www.shiabookspdf.com/

حدّها للناس وبینها
وامور قد کشفها
لخلقه واعلنها
فیها دلالة الی النجاة
ومعالم تدعوا
الی هداه فبلّغ
رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم ما امر بہ
وصدع بما
امر، وادّی ما حمل
من اثقال
النبوة وصبر لربہ
وجاهد فی سبیله
ونصح لامتہ ودعاهم
الی النجاة وحشهم
علی الذکر ودلهم
علی سبیل الهدی
بمناهج ودواع امس
للعباد اساسها
ومنار رفع لهم
اعلامها کیلا
یضلوا من بعدہ
وکان بهم رؤفا رحیما۔

---

کیا کہ لوگ خدا سے ڈریں اور خدا نے اس
قرآن کو لوگوں کے سمجھنے کے لئے واضح
اور آشکار قرار دیا اس کتاب میں الیسا کم
ہے کہ جس کو خدا نے تفصیل سے بیان
کیا ہے الیسا دین ہے جس کو اس نے
واجب قرار دیا، ایسے حدود ہیں جن
کو اس نے لوگوں کے لئے معین فرمایا اور
ان کو بیان بھی کر دیا اور ایسے امور ہیں
کہ جن کو اس نے اپنے بندوں کے لئے
واضح کر دیا اور ان امور کے سلسلہ میں
ان نشانیوں کو بھی بتا دیا جو نجات کی
طرف رہنمائی کرتی تھیں اور ان علامتوں
کو بھی واضح کر دیا جو اس کی ہدایت کی طرف
دعوت دیتی تھیں، رسول اللہ نے ان
تمام امور کو لوگوں تک پہونچا دیا جس کی
تبلیغ کے لئے ان کو بھیجا گیا تھا اور جن باتوں
کا ان کو حکم دیا گیا تھا ان کو واضح طور سے
علانیہ سنا دیا اور نبوت کا جو بوجھ ان
پر ڈالا گیا تھا اس کے حق کو ادا کر دیا،
انہوں نے خدا کی خوشنودی کے لئے صبر و
تحمل سے کام لیا اور اس کی راہ میں جہاد کیا
اور اپنی امت کو وعظ و نصیحت کی اور
ان کو راہ نجات کی طرف دعوت دی اور
خدا کے ذکر کے لئے ان کو ابھارا۔ راہ
ہدایت کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ واضح

https://www.shiabookspdf.com/

راستوں اور اسباب ہدایت کے ذریعہ بندوں کے لئے مضبوط اساس قرار دیا اور (آئمہ طاہرین) کو لوگوں کے لئے روشن نشانیاں قرار دیا تاکہ لوگ آپ کے بعد گمراہ نہ ہونے پائیں اور پیغمبر اسلام بے شک اپنی امت پر حد درجہ شفیق و مہربان تھے۔

(۳) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن ابن ابی عمیر عن جمیل بن دراج عن زرارة بن اعین عن ابی عبد الله علیه السلام قال یحشر عبد المطلب یوم القیامة امة واحدة علیه سیماء الانبیاء وهیبة الملوك۔

محمد بن یحیی نے احمد بن عیسی سے انہوں نے ابن ابی عمر سے انہوں نے جمیل بن دراج سے انہوں نے زرارہ بن اعین سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبد المطلب قیامت کے دن اس حال میں محشور ہوں گے کہ ان کی حیثیت (عبادت خدا، پیروی انبیاء اور کمال دین کے میں) ایک امت کے برابر ہوگی اور ان کے چہرے پر انبیاء کا نور ہوگا۔ اور بادشاہوں کی ہیبت ہوگی۔

(۴) الحسین بن محمد ومحمد بن یحیی عن احمد بن اسحاق عن بکر بن محمد الازدی عن اسحاق بن جعفر عن ابیه علیه السلام قال قیل لدانم

حسین بن محمد اور محمد بن یحیی نے احمد بن اسحاق سے انہوں نے بکر بن محمد ازدی سے انہوں نے اسحاق بن جعفر سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار سے کہا گیا یعنی پوچھا گیا کہ مخالفین

https://www.shiabookspdf.com/

یزعمون ان
ابا طالب کان
کافراً ؟ فقال
کیف ہو کیف
یکون کافراً
وھو یقول ؎

الم تعلموا انا وجدنا محمداً
نبیا کموسیٰ خط فی اول الکتب
وفی حدیث آخر
کیف یکون
ابو طالب کافراً
وھو یقول

لقد علموا ان ابنا لا مکذب
لدینا ولا یعبأ بقیل الاباطل
وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب (معاذ اللہ) کافر تھے (اس کی حقیقت کیا ہے؟) (آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں (یہ) بکواس کرتے ہیں) بھلا وہ شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے یہ کہے، (شعر)

(ترجمہ) اے (کافرو! کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمد مصطفےٰ ؐ کو جناب موسیٰ کی طرح نبی پایا جن کا تذکرہ کتب سابقہ میں موجود ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوطالب کیونکر کافر ہو سکتے ہیں جب کہ انہوں نے (اپنے عقیدے کو ظاہر کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔

ترجمہ! لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارا فرزند (محمد بن عبداللہ ہمارے نزدیک بات کا ایسا سچا ہے کہ جس کے قول کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اور وہ جھٹلانے والوں کے قول کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اور وہ ایسے نورانی چہرے والا ہے کہ جس کے حق کا واسطہ دیکر طلب باراں کیا جاتا ہے۔ جو یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کی نصرت و حمایت کرنے والا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۵) ابن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہؑ قال سمعتہ یقول اللھم صل علی محمد صفیک وخلیلک ونجیّک المدبر لامرک۔

ابن محبوب نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کو اس طرح سرور کائنات کے لئے دعا کرتے ہوئے سنا کہ خدایا رحمت نازل کر حضرت محمد مصطفےٰؐ پر جو کہ تیرے منتخب بندے، تیرے حبیب، تیرے راز دار اور تیری مخلوقات کے امور کے مدبّرؐ ہیں۔

---

نوٹ! اسی باب کی اکیسویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دن جبرئیل رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی کہ خداوند عالم درود وسلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اے میرے حبیب، قد حرمت النار علی صلب انزلک وبطن حملک وحجر کفلک میں نے تیرے احترام میں اس صلب پر جس میں تیرا نزول ہوا، اس بطن پر جس میں تو نے ۹ ماہ گذارے اور اس گود پر جس میں تو نے پرورش پائی، نار جہنم کو حرام کر دیا ہے اور فالصلب، صلب ابیک عبد اللہ بن عبد المطلب والبطن الذی حملک آمنہ بنت وھب واما حجر کفلک فحجر ابی طالب صلب سے مراد تمہارے باپ عبد اللہ بن عبد المطلب کا صلب ہے اور بطن سے مراد تمہاری ماں آمنہ بنت وھب کا بطن ہے اور گود سے مراد ابو طالب کی آغوش پرورش ہے۔

---

# باب (۱۱۱)

## قبر نبیؐ کے اندر جھانکنے کی ممانعت کے بیان میں

اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کے اندر جھانکنا مناسب نہیں ہے اس حدیث مجہول سے اس کی ممانعت مستفاد ہوتی ہے۔

(اقول) علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ "ماحب" میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس میں جھانکا جائے اس سے کراہت کا پتہ چلتا ہے لیکن اہل مدینہ کے درمیان اس کے بارے میں جو شہرت ہے اس سے حرمت کی غمازی ہوتی ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ اس کی تائید میں نہیں ہیں۔

https://www.shiabooks.com/

# باب (۱۱۲)

## امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کی تاریخ ولادت وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ اس باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولادت باسعادت (۱۳ رجب) سنہ ۳۰ عام الفیل (مطابق ۱۱ اکتوبر سنہ ۵۹۹ بروز جمعہ) خانہ کعبہ میں ہوئی اور آپ کی شہادت ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ (مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۶۶۱ء) شب یکشنبہ ترسٹھ سال کی عمر میں واقع ہوئی، حضرت رسول کریم صلعم کی وفات کے بعد آپ صرف ۳۰ سال تک

حیات رہے، آپ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد المناف تھیں حضرت امیر المومنین (اپنے بھائیوں طالب، عقیل، جعفر طیار سمیت) اپنے خاندان میں وہ پہلے شخص ہیں جس کے ماں باپ دونوں ہاشمی تھے۔

اس کے بعد انہوں نے گیارہ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے دو حدیثیں۔ (۱) پانچویں (۲) آٹھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن صفوان الجمال قال کنت انا وعامر وعبد اللہ بن جذاعۃ الازدی عبد ابی عبد اللہ علیہ السلام قال فقال لہ عامر جعلت فداک ان الناس یزعمون ان امیر المومنین علیہ السلام دفن بالرحبۃ؟ قال لا، قال فاین دفن؟ قال انہ لما حملہ الحسن

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے صفوان جمال سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور عامر اور عبد اللہ بن خزاعہ ازدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عامر نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت امیر المومنین کا مقام "رحبہ" میں مدفون ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ "نہیں" پھر عامر نے عرض کی، کہ مولا آپ بتائیں کہ وہ کہاں مدفون ہیں، حضرت نے فرمایا کہ جس وقت حضرت امیر المومنین نے انتقال فرمایا، ان کے جنازے کو حضرت امام حسن علیہ السلام پشت کوفہ کی طرف لے گئے اور یہ جگہ جہاں انہیں لے گئے یہ نجف سے قریب مقام "غری" کے

فاتی به ظهر الکوفة قریبا من النجف یسرة من الغری یمنة عن الحیرة فدفنه بین نرکوات بیض قال فلما کان بعد ذهبت الی الموضع فتوهمت موضعا منه ثم اتیته فاصبته فقال لی اصبت رحمك الله ثلاث مرات۔

بائیں جانب اور شہر "حیرہ" کے داہنی طرف واقع ہے، پھر حضرت نے اس مقام پر سفید ٹیلوں کے درمیان اپنے پدر بزرگوار کو دفن کیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں حضرت کے بتائے ہوئے پتے پر اس جگہ پہونچا اور اس مقام کو دیکھکر سمجھا کہ یہی وہ جگہ ہے جس کی نشاندھی فرمائی گئی ہے، پھر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کی کہ میں (فلاں جگہ) پہونچا ہوں اور اس کے نشانات بتائے، حضرت نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے تم بالکل ٹھیک جگہ پر پہونچ گئے

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد وعلی بن محمد عن سهل بن زیاد جمیعا عن ابن محبوب عن ابی حمزة عن ابی جعفر علیه السلام قال لما قبض امیر المومنین علیه السلام قام حسن بن علی فی مسجد الکوفة فحمد الله واثنی علیه

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد اور علی بن محمد سے انہوں نے سہل بن زیاد سے اور ان سب نے ابن محبوب سے انہوں نے ابو حمزہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے مسجد کوفہ میں ایک خطبہ دیا اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور محمد مصطفےٰ پر درود و سلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! آج کی رات وہ عظیم

https://www.shiabookspdf.com/

وصلی علی النبی صلعم ثم قال؛ ایھا الناس انہ قد قبض فی ھذہ اللیلۃ رجل ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ الاخرون انہ کان لصاحب رایۃ رسول اللہ عن یمینہ جبرئیل وعن یسارہ میکائیل لا ینثنی حتی یفتح اللہ لہ واللہ ما ترک بیضاء ولا حمراء الا سبعمائۃ درھم فضلت عن عطائہ اراد ان یشتری بھا خادما لاھلہ واللہ لقد قبض فی اللیلۃ التی فیھا قبض وصی موسیٰ یوشع بن نون واللیلۃ التی عرج فیھا بعیسی بن مریم واللیلۃ التی نزل فیھا القرآن۔

شخص دنیا سے رخصت ہوا ہے جس سے فضائل میں نہ آدم سے تا ایندم کوئی بڑھا ہے اور نہ رہتی دنیا تک کوئی بڑھ سکے گا، وہ حضرت رسول خدا کا ایسا مستقل علمبردار تھا جس کے داہنی طرف جبرئیل اور بائیں جانب میکائیل میدانِ جنگ میں رہا کرتے تھے اور وہ میدان جنگ سے اس وقت تک پلٹتا ہی نہ تھا جب تک خدا اس کے ہاتھ پر فتح نہ دے دیتا تھا، خدا کی قسم اس نے چاندی اور سونے کی قسم سے سات سو درہم کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا اور یہ سات سو درہم بھی وہ ہیں جو ان کی عطاء بخشش سے بچ گئے تھے، ان کا خیال تھا کہ وہ اس سے اپنے اہل و عیال کی خانگی امداد کے لئے کوئی مددگار فراہم کریں گے، خدا کی قسم ان کی وفات اسی رات کو ہوئی ہے جس رات کو حضرت موسیٰ کے وصی یوشع بن نون نے وفات پائی تھی اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور قرآن مجید کا نزول ہوا تھا

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی گیارہویں حدیث میں ہے کہ حضرت علی کی وفات کے بعد ان کو مقام غری میں دفن کیا گیا اور جنازہ جب اٹھایا گیا تو امام حسن اور امام حسین پائنتی کی طرف تھے اور آگے کا حصہ ملائکہ اٹھائے ہوئے تھے۔ اسی باپ کی چھٹی حدیث سے واضح ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بار بار اس کی وضاحت فرمائی تھی کہ

حضرت علی کی قبر مقام غری میں ہے۔

# باب (۱۱۳)

# حضرت فاطمہ زہراؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام ابو جعفر علامہ محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا بعثت نبوی کے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں اور اٹھارہ سال پچھتر دن کی عمر میں انتقال فرما گئیں وہ اپنے پدر بزرگوار حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی وفات کے بعد پچھتر یوم زندہ رہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے بعد آقائے ثقۃ الاسلام نے دس حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری، نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن ابی عبیدۃ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان فاطمۃ علیہا السلام مکثت بعد رسول اللہ خمسۃ وسبعین یوما وکان دخلہا حزن شدید علی ابیہا وکان یاتیہا جبرئیل فیحسن عزاءہا

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے ابن ابا سے انہوں نے ابو عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا اپنے پدر بزرگوار حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے بعد صرف پچھتر روز زندہ رہیں انہیں پدر بزرگوار کی مفارقت کا شدید ترین غم تھا اس غم کو غلیظ کرنے کے لئے جبرئیل امین آکر برابر تسکین و تسلی

علی ابیھا ویطیب نفسھا ویخبرھا عن ابیھا ومکانہ ویخبرھا بما یکون بعدھا فی ریتھا وکان علی علیہ السلام یکتب ذالک۔

دیتے اور دلجوئی کیا کرتے تھے اور انہیں پدر بزرگوار کے درجات سے آگاہ کیا کرتے تھے کہ آپ کی ذریت پر کیا گذرنے والا ہے اور جو کچھ بھی وہ کہا کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام اسے لکھتے جاتے تھے۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن العمرکی بن علی عن علی بن جعفر عن اخیہ ابی الحسن علیہ السلام قال ان فاطمۃ علیھا السلام صدیقۃ شھیدۃ وان بنات الانبیاء لایطمثن۔

محمد بن یحییٰ نے عمر کی بن علی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا صدیقہ اور معصومہ تھیں اور انہیں شہید کیا گیا تھا (نیز یہ کہ وہ غلاظت جنسی حیض وغیرہ سے پاک تھیں کیونکہ نبی کریم کی دختر تھیں اور (یہ مسلّم ہے) کہ دختران انبیاء کو حیض وغیرہ نہیں آیا کرتا تھا۔

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں امیر المومنین کی وہ فریاد مرقوم ہے جو انہوں نے جناب سیدہؑ کو قبر میں اتارنے کے بعد روضۂ رسولؐ کی طرف منہ کرکے کی تھا اور کہا تھا کہ مولا یہ آپ کی بیٹی آپ کی خدمت میں پہونچ رہی ہے یہ بتائے گی کہ آپ کی امت نے آپ کے بعد میرے ساتھ اور آپ کی اس مظلومہ دختر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور اسی باب کی دسویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، لولا ان اللہ تبارک وتعالیٰ خلق امیر المومنینؑ لفاطمۃ ما کان لھا کفو علی ظھر الارض من آدم ومن دونہ اگر خداوند عالم فاطمہ کے لئے علی کو پیدا نہ کرتا تو روئے زمین پر آدم سے قیامت تک ان کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

http://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۱۴)

# حضرت امام حسنؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ نے اس باب میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی تاریخ ولادت و وفات ان کی مدت عمر تحریر فرمائی ہے اور لکھا کہ "امہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت رسول کریمؐ تھیں اس کے بعد انہوں نے چھ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) چوتھی (۲) پانچویں نقل کی جاتی ہیں

(۱) محمد بن یحیی و احمد بن محمد عن محمد بن الحسن عن القاسم النهدی عن اسمٰعیل بن مهران عن الکناسی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال خرج الحسنؑ بن علیؑ فی بعض عمرہ ومعہ رجل من ولدہ کان یقول بامامتہم فزلوا فی منهل من تلک المناهل تحت نخل یابس قد یبس من العطش ففرش للحسنؑ

محمد بن یحیی اور احمد بن محمد نے محمد بن حسن سے انہوں نے قاسم ہندی سے انہوں نے اسمعیل بن مہران سے انہوں نے کناسی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام عمرہ بجالانے کے لئے تشریف لئے جارہے تھے اور آپ کے ہمراہ اولاد زبیر سے ایک شخص تھا کہ جو آپ کی امامت کا قائل تھا، یہ لوگ ایک چشمے کے قریب ایسے نخلستان میں اترے جو خشک تھا وہیں ایک درخت کے نیچے حضرت امام حسن علیہ السلام کے لئے فرش کر دیا گیا اور اسی کے

https://www.shiabookspdf.com/

تحت نخلة وفرش للزبيری
تحت نخلة اخری
فقال فقال الزبيری ورفع
راسه لو کان فی هذا النخل
رطب لاطعمنا منه فقال
له الحسن ، وانك
تشتهی الرطب ؟
فقال الزبيری نعم،
قال، فرفع یده الی
السماء فدعا بکلام
لم افهمه فاخضرّت
النخلة ثم اصفرّت ثم
الی حالها فاورقت
واحملت رطبا
فقال الجمال الذی اکتروا
منه سحر والله ، قال،
فقال الحسنؑ ویلك
لیس بسحر ولکن
دعوة ابن نبی مستجابة
قال فصعدوا الی النخلة
فنصروا ما کان فیه
لکفاهم۔

(۲) احمد بن محمد ومحمد
بن یحیی عن محمد بن الحسن
عن یعقوب بن یزید

مقابل اس شخص زبیری کے لئے فرش کیا گیا
زبیری نے اپنے سر کو اٹھا کر اوپر نظر کی اور
کہا، کاش، اس درخت میں خرمے ہوتے
تو ہم کھاتے، حضرت امام حسنؑ نے ارشاد
فرمایا کہ کیا تمہارا دل خرموں کو چاہتا ہے،
زبیری نے عرض کی "ہاں" زبیری کہتے
ہیں کہ پھر حضرتؑ نے اپنے دستہائے
مبارک کو آسمان کی طرف بلند کیا اور ایسے
کلمات اپنی زبان پر جاری کئے جنہیں
ہم سمجھ نہیں سکے، بس اسی وقت وہ
درخت سرسبز و شاداب ہو گیا اور خرموں
سے لد گیا، یہ دیکھکر شتربان نے کہا کہ
خدا کی قسم یہ خوب جادو ہے، حضرت امام حسن
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تو سمجھ نہیں
سکا، وائے ہو تجھ پر تو نے یہ کیا کہا؟
سن یہ جادو نہیں ہے بلکہ فرزند رسول
کی دعا کا اثر ہے جو ہمیشہ مستجاب ہوا
کرتی ہے۔

حضرت امام علیہ السلام ارشاد فرماتے
ہیں کہ پھر ان لوگوں نے درخت پر چڑھ
کر خرمے توڑے جو اتنے تھے کہ سب
کے لئے کافی ہو گئے۔

احمد بن محمد اور محمد بن یحیی نے محمد بن
حسن سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے
انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے

https://www.shiabookspdf.com/

عن ابن ابی عمیر عن رجالہ
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال ان الحسنؑ قال اللہ
مدینتین احداھما
بالمشرق والاخری
بالمغرب، علیھما سور
من حدید وعلی کل واحد
منھما الف الف مصراع
وفیھا سبعون الف
الف لغۃ یتکلم کل لغۃ
بخلاف لغۃ صاحبھا وانا
اعرف جمیع اللغات
وما فیھا وما بینھما وما علیھا
حجۃ غیری وغیر الحسین
اخی۔

اپنے اصحاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم کے دو (عظیم ترین) شہر ہیں ایک ان میں کا مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں (جابلقا و جابلسا) وہ شہر لوہے کی دیوار سے محصور ہیں اور ہر شہر میں ہزار ہزار دروازے ہیں ان میں ستر ہزار ہزار یعنی بے شمار مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور میں ان تمام زبانوں کو جانتا ہوں اور جو کچھ بھی ان دونوں شہروں میں ہے اور ان کے درمیان میں ہے ان سب پر میرے اور میرے بھائی حسینؑ کے علاوہ کوئی حجت نہیں ہے (یعنی ہم ہی ان کے امام ہیں)

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے ۵۰ھ میں بعمر ۴۷ سال انتقال فرمایا ہے آپ کی وفات حضرت رسول کریم کے انتقال کے چالیس سال بعد ہوئی ہے۔ اور تیسری حدیث میں کہ آپ کو جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے زہر دیا تھا (جو کہ آپ کی زوجہ تھی) اسی زہر سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

http://www.shiabooks.pdf.com/

# باب (۱۱۵)

## حضرت امام حسینؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سن ولادت تحریر فرمایا ہے اس کے بعد لکھا ہے وقبض فی شھر المحرم من سنۃ احدی وستین من الھجرت وله سبع وخمسون سنة واشھر، قتله عبید اللہ بن زیاد لعنہ اللہ فی خلافۃ یزید بن معاویۃ تم وھو علی الکوفۃ وکان علی الخیل التی حاربتہ وقتلہ عمر بن سعد لعنہ اللہ بکربلاؑ اور آپ کی شہادت محرم الحرام ۶۱ھ ہجری میں ہوئی، شہادت کے وقت ان کی عمر ستاون سال چند ماہ تھی، انہیں عبید اللہ بن زیاد نے عہد خلافت یزید بن معاویہ میں اسی کے حکم سے شہید کیا، ابن زیاد اس وقت والی کوفہ تھا اور عمر بن سعد سپہ سالار لشکر تھا اور اسی نے قتل کرایا (اور شمر بن ذی الجوشنؓ نے سر مبارک کاٹا) یہ روح فرسا واقعہ اور حادثۂ فاجعہ دہم المحرام کو گذرا، وامہ فاطمہ بنت رسول اللہ" اور ان کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ زہرا بنت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم تھیں۔

---

اس کے بعد انہوں نے نو حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) سعد و احمد بن محمد جمیعا عن ابراھیم بن مھزیار عن اخیہ علی بن

سعد اور احمد بن محمد دونوں نے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے انہوں نے حسین بن سعید سے

https://www.shiabookspdf.com/

مهزیار عن الحسین بن سعید عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن ابی بصیر عن ابی عبد الله علیه السلام قال قبض الحسین بن علیؑ یوم عاشوراء وهو ابن سبع وخمسین سنة۔

انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے ابوبصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام یوم عاشورہ (دہم محرم) کو شہید کئے گئے ہیں اور اس وقت ان کی عمر ۵۷ سال تھی۔

(۲) عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن عبد الرحمٰن العرزمی عن ابی عبد الله علیه السلام قال کان بین الحسن والحسین علیهما السلام طهر وکان بینهما فی المیلاد ستة اشهر وعشراً۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں عبدالرحمن عرزمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے حمل کے درمیان ایک طہر

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ: اسی باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ چھ ماہ میں حضرت عیسیٰ اور حضرت امام حسینؑ کے علاوہ دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا یہ ان حضرات کے لئے خصوصی بات ہے (اور اگر کوئی پیدا ہوا تو زندہ نہیں رہا) نیز یہ بھی مرقوم ہے کہ رسول کریمؐ اپنی زبان مبارک امام حسین کے ذہن میں دے

دیتے تھے اور وہ اسے چوس کر بہرہ ہو جاتے تھے۔

اقول: بعض روایات میں چھ ماہ میں ولادت کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ کے بجائے حضرت یحییٰ کا ذکر ہے اور بعض روایات میں ان تینوں حضرات کا تذکرہ ملتا ہے۔

# باب (۱۱۶)

# حضرت امام زین العابدین کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

ثقۃ الاسلام علامہ محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ نے اس باب میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ وہ ۳۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ان کی وفات یعنی شہادت ۹۵ھ میں واقع ہوئی اس وقت ان کی عمر ستاون سال کی تھی اور ان کی مال سلامہ (شہر بانو) بنت یزدجرد بن شہریار ابن شیرویہ ابن کسریٰ پرویز تھیں یزدجرد ایران کا آخری بادشاہ تھا۔

اس کے بعد انہوں نے چھ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے چھٹی حدیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

"سعد بن عبداللہ و عبداللہ ابن جعفر حمیری نے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے ان کے بھائی علی بن مہزیار سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے ابوبصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں، قبض علی بن الحسینؑ

هو ابن سبع وخمسين سنة في عام خمسة وتسعين، عاش بعد الحسين خمسا وثلاثين سنة" کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا جس وقت انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر ۵۷ سال کی تھی اور ۹۵ھ تھا وہ امام حسین کی شہادت کے بعد ۳۵ سال

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب شہر بانو ایران سے گرفتار کر کے لائی گئیں اور انہیں حضرت امام حسینؑ کے حوالہ کیا گیا تو اس وقت حضرت علی نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا ہمارا نام "جہاں شاہ" ہے حضرت علی نے فرمایا کہ اب تمہارا نام "شہر بانو" رکھا جاتا ہے، پھر امیر المومنینؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا کہ اے فرزند تمہارے صلب اور شہر بانو کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو افضل کائنات ہوگا۔ چنانچہ امام زین العابدین پیدا ہوئے، ان کے متعلق ابو الاسود دویلی نے کہا ہے۔ ؎

وان غلاما بین کسریٰ وھاشم، لاکرم من ینطت علیہ التمائم

(ترجمہ) وہ یہ فرزند ہیں کہ جن کا سلسلہ نسب مان کی طرف سے بادشاہ کسریٰ اور باپ کی طرف سے ہاشم بن عبد مناف سے ملتا ہے، یہ ان تمام بچوں سے کہیں بہتر و افضل ہیں جن کے گلے میں تعویز ڈالے جاتے ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا وہ ناقہ جس کی پشت پر سوار ہو کر آپ نے ۲۲ حج کئے تھے اور اسے کبھی ایک کوڑا بھی نہیں مارا تھا، ان کی وفات کے بعد قبر مبارک پر جا کر سر مارتا تھا اور فریاد کی عجیب آواز نکالتا تھا، لوگوں نے امام محمد باقرؑ کو یہ بات بتائی انہوں نے اسے تسلی دی، اور چوتھی حدیث میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام تا زندگی فقراء و مساکین کے لئے رات کی تاریکی میں اپنی پشت پر لاد کر کار آمد اشیاء لے جایا کرتے تھے اور گھر گھر انہیں پہونچا کر چلے آتے تھے اور ان پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے کہ لانے والا کون ہے فلما مات علی بن الحسین فقدوا ذاک فعلموا ان علیا کان یفعلہ پھر جب آپ کا انتقال ہو گیا اور یہ رسد بند ہو گئی تو ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ پردہ شب میں ہماری خبر گیری کرنے والے امام زین العابدین علیہ السلام تھے۔

# باب (۱۱۷)

# حضرت امام محمد باقر کی تاریخ ولادت وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور ستاون سال کی عمر میں ۱۱۴ھ میں شہید ہو گئے، انہیں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی قبر کے قریب بمقام حنہ البقیع مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا ان کی والدہ ماجدہ ام عبداللہ بنت حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس باب میں چھ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابان بن تغلب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری آخری وہ شخص تھے جو اصحاب رسول خدا سے باقی رہ گئے تھے، جابر اکثر مسجد رسول میں عمامہ باندھے ہوئے بیٹھے رہا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ معذور ہو چکے تھے اور چلنے پھرنے پر بہت کم قادر تھے) اور "یا باقر العلم" (اے علم کی گتھیوں کو کھولنے والے) کہکر پکارا کرتے تھے اور اہل مدینہ یہ سمجھتے تھے کہ جابر ھذیان بک رہے ہیں بلکہ مجھ سے حضرت رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے جابر "ستدرک رجلاً منی اسمہ اسمی وشمائلہ شمائلی یبقر العلم بقرا فتدالک الناس الی ما اقول" تم عنقریب میری ذریت سے اس شخص کو پاؤ گے جس کا نام میرا نام ہو گا، اور جس کے شمائل و خصائل میرے جیسے ہوں گے وہ علم کی راہوں کو کشادہ کریگا اور علم کی گتھیوں کو سلجھائے گا، (جب تم ان سے ملنا تو اسے میرا سلام کہنا) اے لوگو!

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن جابر مدینہ کی گلیوں سے گذر رہے تھے ناگاہ ان کا گذر ایک ایسے راستے سے ہوا جسکے ایک مکان میں مکتب تھا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وہاں لوگوں کو تعلیم دیتے تھے، جب جابر کی نظر آپ پر پڑی تو انہوں نے کہا کہ آپ ذرا آگے کو بڑھئے وہ چند قدم چلے پھر عرض کی ذرا پشت میری جانب کیجئے اور پیچھے ہٹئے، پھر جابر نے عرض کی کہ مجھے تو آپ میں رسول خدا کے اثرات نظر آرہے ہیں، بتایئے آپ کا نام کیا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام محمد بن علی بن الحسین ہے، یہ سنتے ہی جابر نے بڑھ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ کے جد نامدار حضرت رسول کریمؐ نے آپ پر "سلام" کہلایا ہے (حضرت نے جواب سلام دیا) پھر انہوں نے اپنے گھر جاکر اپنے بیٹے گوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے واقعہ بیان کیا، یہ سن کر انہوں نے حکم دیا کہ تم گھر میں رہا کرو اور لوگوں کے شر سے بچتے رہو کیونکہ تمہاری جان کا خطرہ ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد سے جابر بن عبداللہ انصاری صبح شام حاضر ہوا کرتے تھے اور امام علیہ السلام بھی کبھی کبھی ان کے مکان پر باحترام صحابیت تشریف لے جایا کرتے تھے۔

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ ابوبصیر (جو کہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے) نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ وارث تھے کیا آپ نابینا کو بینائی نہیں دے سکتے اور مبروص کو اچھا نہیں کر سکتے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ضرور کر سکتے ہیں، یہ کہکر انہوں نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور میں بینا ہو گیا لیکن میں نے اس حالت کو پسند نہ کیا اور اپنی پہلی حالت پر پلٹ جانے کی خواہش کی، اور چوتھی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ قمریوں کا ایک جوڑا امام محمد باقر کے مکان کی دیوار پر آکر بیٹھ گیا اور اس نے حضرت سے محاکمہ چاہا۔ حضرت نے فیصلہ کر دیا اور وہ دونوں اڑ گئے، راوی کہتا ہے کہ میں نے معاملہ دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ نر نے مادی پر کسی دوسرے نر کے ملنے کا الزام لگایا تھا میں

نے دونوں کا بیان سنکر مادہ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور اس کے انکار کو تسلیم کرکے نر کو ضروری ہدایت کر دی۔

## باب (۱۱۸)

# حضرت امام جعفر صادقؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ولادت ۸۳ھ میں اور شہادت شوال ۱۴۸ھ میں تحریر فرمائی ہے اور لکھا ہے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال کی تھی اور آپ کو جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں دفن کیا گیا جہاں آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقرؑ اور جد نامدار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام مدفون تھے والدہ فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر و امہا اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر اور ان کی والدہ ماجدہ ام فروۃ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں اور ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر تھیں۔

اس کے بعد انہوں نے اس باب میں آٹھ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے پانچویں حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے انہوں نے بعض اصحاب سے انہوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے، ابوبصیر کہتے ہیں کہ ایک شخص میرے پڑوس میں رہتا تھا جو سرکاری ملازم تھا اور کسی اچھے عہدے پر فائز تھا، اسے کافی دولت مل گئی تھی، اس نے ایک گانے والی عورت مہیا کر لی تھی، لوگ اس کے گھر میں جمع ہوتے تھے وہ عورت خوب گاتی تھی اور سب لوگ شراب پی کر مست ہو جاتے تھے اور غل چپاڑہ کیا کرتے تھے، مجھے ان لوگوں کی اس حرکت ناشائستہ سے بڑی تکلیف تھی، میں اس

پڑوسی سے بار بار شکایت کی مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی پھر جب میں نے شکایت میں کافی اصرار کیا یعنی بار بار شکایت تو اس نے کہا کہ "یا ھذا انا رجل مبتلی وانت رجل معافی" اے شخص میں کیا کروں میں تو اس میں مبتلا ہو گیا ہوں مگر تم محفوظ ہو، میری تم سے یہ گذارش ہے کہ تم میرے معاملہ کو اپنے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرو، شاید ان کی توجہ سے یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے اور میں اس مصیبت سے بچ جاؤں ابو بصیر کہتے ہیں کہ مجھے اس کی یہ بات پسند آئی اور میں نے صادق آل محمد علیہ السلام سے عند الملاقات اس کے معاملہ کا تذکرہ کیا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بصیر اب جب تم مدینہ سے واپس کوفہ پہونچنا اور وہ شخص تم سے پوچھنے آئے کہ تم نے میرے بارے میں کیا گفتگو کی تو تم اس سے کہہ دینا کہ "یقول لک جعفر بن محمد دع ما انت علیہ واضمن لک علی اللہ الجنۃ" امام جعفر صادقؑ نے تجھ کو میرے ذریعہ سے یہ پیغام دیا ہے کہ تو جن حالات میں مبتلا ہے ان سے باز آجا اور سب کچھ چھوڑ دے اور اللہ کی عبادت کر میں تیرے لئے ضمانت دیتا ہوں کہ خدا تجھے جنت میں داخل کریگا۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ جب میں مدینہ سے واپس کوفہ پہونچا وہ شخص میرے پاس آکر پوچھنے لگا کہ میرا کیا بنا؟ میں نے اس سے کہا کہ سب کو چلا جانے دے پھر میں تجھ سے بات کرونگا چنانچہ جب سب چلے گئے تو میں نے اس سے تنہائی میں کہا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تو "موجودہ تمام حرکتوں سے باز آجا میں تیرے لئے جنت کا ضامن ہوں" "فبکی" یہ سنکر وہ رو پڑا اور کہنے لگا کہ کیا واقعاً امام نے یہ کچھ فرمایا ہے میں نے بحلف کہا کہ ہاں، ضرور فرمایا ہے" اس کے بعد وہ چلا گیا، تھوڑے دنوں کے بعد اس نے مجھے بلوا بھیجا، میں نے جا کر دیکھا کہ اس نے تمام اسباب عیش و عشرت ختم کر دیا ہے اس کا گھر اجاڑ پڑا ہے اور خود پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہے۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ پھر وہ بیمار ہوا اور اس نے مجھے بلا بھیجا میں اس کے علاج معالجہ میں مشغول تھا کہ وقت وفات آگیا، پھر اس نے عالم نزع میں مجھ سے کہا "یا ابا بصیر قد وفی صاحبک لنا" کہ اے ابو بصیر اب تو میں جا رہا ہوں، کیا تمہارے امام نے مجھ سے جو جنت کا وعدہ کیا ہے اسے پورا کر دیا؟

https://www.shiabookspdf.com/

یہ کہکر وہ فوت ہوگیا۔
ابو بصیر کہتے ہیں کہ پھر جب میں حج کے لیے عازم ہوا تو حضرت کی خدمت میں بھی گیا، اور دہلیز میں سے اذن چاہا حضرت نے اذن حضوری دیتے ہوئے ایسے وقت میں جب کہ میرا ایک پاؤں دہلیز میں اور ایک صحن خانہ میں تھا۔ ارشاد فرمایا۔
"یا ابا بصیر قد وفینا لصاحبک" اے ابو بصیر میں نے تمہارے مرنے والے دوست کے لیے جو جنت کا وعدہ کیا تھا۔ اسے پورا کر دیا۔
نوٹ: اسی باب کی ساتویں حدیث میں ہے، قبض ابو عبداللہ جعفر بن محمدؑ وھو ابن خمس وستین سنۃ فی عام ثمان واربعین ومائۃ ومائۃ وعاش بعد ابی جعفرؑ اربعًا وثلاثین سنۃ" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی جس وقت شہادت ہوئی اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال تھی اور ان کا سن وفات ۱۴۸ھ تھا وہ حضرت امام محمد باقرؑ کے بعد ۳۴ سال زندہ رہے (پھر زہر سے شہید کر دیئے گئے) اور آٹھویں میں ہے کہ آپ کو جو کفن دیا گیا اس میں دو شطوی کپڑے جس کا آپ احرام باندھا کرتے تھے اور ایک قمیص اور امام زین العابدین کا عمامہ اور ایک چادر شامل تھی جسے چالیس دینار میں خریدا تھا نمبر ۲ شطاء، مصر بلبیس ایک علاقہ ہے اس مقام کے بنے ہوئے کپڑے کو شطوی کہتے تھے۔
مصنف علیہ الرحمہ نے حالات زندگی بہت ہی مختصر تحریر فرمائے ہیں
اقول: اس لئے میں مختصر مگر قدرے تفصیل کے ساتھ قلمبند کرتا ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۱۹)

## حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۱۲۸ھ میں "ابواء" جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے پیدا ہوئے تھے اور ۱۲۹ رجب ۱۸۳ھ میں شہید ہو گئے شہادت وفات کے وقت ان کی عمر ۵۵، ۵۴ سال کی تھی، ان کی وفات قید خانہ "سندی بن شاھک" مقام بغداد واقع ہوئی ان کے مقید ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ پہلے مہدی بن منصور اور ہادی بن منصور نے اپنے اپنے زمانے میں قید میں رکھا پھر ہارون رشید نے ماہ رمضان میں عمرہ کے لئے مکہ معظمہ جاکر واپس ہوتے ہوئے ۲۰ شوال ۱۷۹ھ کو گرفتار کیا، پھر حج کو جاتے ہوئے انہیں اپنے ہمراہ رکھا، پھر حج سے واپسی میں بصرہ لے جاکر والی بصرہ عیسیٰ بن جعفر کے پاس مقید کر دیا، پھر انہیں بغداد بھیج کر "سندی بن شاھک" کے قید خانے میں رکھا اور قید ہی میں آپ کو زہر دے دیا گیا اور آپ شہید ہو گئے، پھر آپ کو مقبرہ قریش میں دفن کر دیا گیا جو کہ بغداد میں واقع ہے، پھر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ان کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی، حمیدہ خاتون تھا۔

اس کے بعد آقائے کلینیؒ نے نو حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے دو حدیثیں ۱- چھٹی ۲- آٹھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں

حكم عن عبد الله بن المغيرة، قال، مرّ العبد الصالح بامرأة بمنى وهي تبكي وصبيانها حولها يبكون، وقد ماتت لها بقرة، فدنا منها ثم قال لها، مايبكيك يا امة الله؟ قالت يا عبد الله ان لنا صبيانا يتامى وكانت لي بقرة معيشتي ومعيشة صبياني فكان منها وقد ماتت وبقيت منقطعا بي وبولدي لاحيلة لنا فقال، يا امة الله هل لك ان احييها لك فاذهمت ان قالت نعم يا عبد الله فتنحى وصلى ركعتين ثم رفع يده الهية وحرك شفتيه، ثم قام فصوّت بالبقرة فخسها نخسة او ضربها برجله

نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مقام منیٰ میں عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کا گذر ایک ایسی عورت کی طرف سے ہوا جو گریہ وزاری میں مشغول تھی اور اس کے گرد اس کے بچے بھی بیٹھے ہوئے رو رہے تھے اس کے رونے کا سبب یہ تھا کہ اس کی ایک ایسی گائے مر گئی تھی جو اس کے گذارے کا سبب تھی، جب حضرت اس کے قریب پہونچے تو آپ نے پوچھا کہ اے کنیز خدا کیوں رو رہی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ اے خدا کے بندے میں بیوہ ہوں، میرے بچے یتیم ہیں، میری ایک گائے تھی جو میری اور میرے بچوں کی زندگی کا سہارا تھی، وہ مر گئی ہے، اب میں اور میرے بچے بے سہارا ہو گئے ہیں، اور میرے پاس کوئی راہ چارہ نہیں ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے خدا کی کنیز، کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تیری گائے کو زندہ کر دوں؟ اس سوال کے فوراً بعد اس کے دل میں آیا کہ وہ فوراً "ہاں" کہدے، اس نے کہا ہاں اے خدا کے بندے زندہ کر دے یہ سنکر حضرت ایک

فاستوت علی الارض
قائمة فلما نظرت
المرأة الی البقرة
صدحت وقالت،
عیسی بن مریم
ورب الکعبة
فخالط الناس
وصار بینهم
ومضی علیه
السلام۔

---

گوشے میں گئے اور انہوں نے دو رکعت
نماز ادا کی اور اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے
بلند کیا اور اپنے لبوں کو جنبش دی،
پھر اس گائے کو آواز دی اور کسی شے نے
اس کے جسم کو حرکت دی یا پیر سے ٹھوکر
ماری اور وہ گائے اٹھ کھڑی ہوئی
جب اس بیوہ عورت نے اپنی گائے
کو زندہ دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھی،
قسم ہے رب کعبہ کی یہ عیسی بن مریم ہیں،
اس کی آواز کے بلند ہوتے ہی لوگ
جمع ہو گئے اور ان کو لوگوں نے گھیر لیا، پھر
حضرت روانہ ہو گئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۲) علی بن ابراهیم عن
محمد بن عیسی عن
موسی بن القاسم البجلی
عن علی بن جعفر، قال
جاءنی محمد بن اسمعیل
وقد وقد اعمرنا
عمرة رجب ونحن
یومئذٍ بمکة،
فقال یا عم انی
ارید بغداد و
قد احببت ان
اودع عمی ابا الحسن
یعنی موسی بن جعفرؑ

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسی سے
انہوں نے موسی بن قاسم بجلی سے انہوں
نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
کے فرزند علی سے روایت کی ہے

وہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسمعیل بن
جعفر صادقؑ میرے پاس آئے، اس
وقت ہم لوگ مکہ میں تھے اور عمرۂ رجب
بجا لا چکے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں
بغداد جا رہا ہوں، چاہتا ہوں کہ اپنے
چچا حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام
سے رخصت ہو لوں، اگر آپ بھی

واجبت ان
تذهب معی الیه
فخرجت معه
نحو اخی وهو فی
دارة التی بالحوبة
وذالك بعد
المغرب بقليل
فضربت الباب
فاجابنی اخی فقال
من هذا فقلت
علی فقال
هو ذا الخارج وکان
بطئ الوضو فقلت
العجل فقال واعجل،
فخرج وعليه
ازار ممشق قد
عقده فی عنقه
حتی قعد
تحت عتبة الباب
فقال علی بن جعفر
فانکببت علیه فقبلت
راسه وقلت
قد جئتك فی امر
احب ان تسره صوابا
فالله وفق له وان

میرے ساتھ حضرت کی خدمت میں چلیں
تو بہتر ہے، میں نے کہا چلئے چلتا ہوں،
پھر میں ان کے ساتھ اپنے بھائی حضرت
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے گھر کی طرف
روانہ ہوا جو کہ مقام "حوبہ" میں واقع
تھا۔ غرض کہ ہم لوگ نماز مغرب کے کچھ
بعد پہونچے اور وہاں پہونچکر دروازہ
کھٹکھٹایا، حضرت نے پوچھا کون ہے؟
میں نے جواب دیا کہ میں، "علی" ہوں
حضرت نے فرمایا کہ میں ابھی باہر آتا ہوں
ذرا، ٹھہرو، (وہ وضو میں مشغول تھے)
اور ان کی عادت تھی کہ وضو ذرا دیر تک کرتے
تھے، میں نے عرض کی یا حضرت ذرا عجلت
فرمائیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں
جلدی کر رہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت باہر
تشریف لائے۔ آپ سرخ رنگ کی ایک
چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کو آپ
نے اپنے گلے میں لپیٹ لیا تھا، پھر
وہ باہر تشریف لاکر دروازے کی چوکھٹ
کے قریب بیٹھ گئے،

علی بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے
جھک کر حضرت کی پیشانی کا بوسہ لیا اور
ان کی خدمت میں عرض کی کہ میں ایک
ایسے امر کے سلسلہ میں حاضر ہوا ہوں
کہ اگر وہ آپ کی نظر میں درست ہے

https://www.siabooks.com/

لیکن غیر ذالک
فما اکثر ما نخطی
قال ، وما هو؟
قلت هذا ابن
اخیک یرید
ان یودعک ویخرج
الی بغداد ، فقال
لی ادعه فدعوته
وکان منتحیا فدنا
منه فقبل رأسه
وقال جعلت
فداک ، اوصنی
، فقال ، اوصیک
ان تتقی اللہ فی وصی
فقال مجیبا له مرادک
بسوء فعل اللہ به
وجعل یدعو
علی علی من یرید
بسوء ثم عاد
فقبل رأسه
فقال یا عم
اوصنی ، فقال اوصیک
ان تتقی اللہ فی
دمی فقال من
ارادک بسوء فعل اللہ

تو خداوند عالم آپ کو مزید توفیق عطا فرمائے گا اور اگر درست نہیں ہے تو ہم لوگوں سے تو اکثر و بیشتر خطا سرزد ہوتی رہتی ہے (یہ بھی ایک خطا ہوگی جس کی معافی چاہوں گا) حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بتاؤ وہ کونسا امر ہے، میں نے عرض کی کہ یہ آپ کے بھائی کا فرزند محمد بن اسمعیل ہے (جو حکومت کی طلب پر) بغداد جا رہا ہے اور آپ سے رخصت ہونے کے لئے آیا ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسے (باہر سے) بلا لو، میں نے اس کو بلا لیا وہ کچھ فاصلہ پر باہر تھا۔ محمد بن اسمعیل نے قریب آکر حضرت کی پیشانی کا بوسہ لیا اور عرض کی میری جان آپ پر فدا ہو، کچھ مجھکو وصیت و نصیحت فرمائیے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے وصیت کرتا ہوں کہ میرے خون کے بارے میں خدا سے ڈرو، اس نے عرض کی کہ جو آپ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا ہو، خدا اس سے انتقام لے اور اسی طرح اس نے اس شخص کے حق میں بد دعا کی جو کوئی بھی حضرت کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے بعد پھر اس نے حضرت کی پیشانی کا بوسہ دیا اور عرض کی اے چچا مجھے

https://www.shiabookspdf.com/

به وفعل ثم عاد فقبل
راسه ثم قال
یا عم اوصنی فقال
اوصیک ان
تتقی اللہ فی دمی
فلا عاقبن من
اراده بسوء ثم
تنحّی عنه ومضیت
معه فقال اخی
یا علی مکایلک
فقمت مکانی
فلم اخل منزله
ثم دعانی
فدخلت الیه
فتناول صرّة
فیها مائة دینار
فاعطانیها وقال
قل لابن اخیک
یستعین بها علی
سفره فقال علی
فاخذتها فادرجتها
فی حاشیة ردائی
ثم ناولنی مائة
اخری وقال اعطه
ایضًا، فقلت خجلت

کچھ وصیت کیجئے، حضرت نے پھر ارشاد
فرمایا کہ میں تم سے وصیت کرتا ہوں کہ
میرے خون کے بارے میں خدا سے
ڈرو، اس نے پھر وہی جواب دیا کہ جو
آپ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا ہو۔
خدا اس کا برا کرے، اس کے بعد پھر
اس نے حضرت کی پیشانی کا بوسہ لیا
اور عرض کی کہ اے چچا کچھ وصیت
ونصیحت فرمائیے حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے خون
کے بارے میں خدا سے ڈرو، اس نے
پھر اس شخص کے حق میں بد دعا کی جو
حضرت کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا
ہو اس کے بعد وہ حضرت کے پاس
سے روانہ ہوا اور میں بھی اس کے
ہمراہ چل پڑا لیکن حضرت نے مجھ کو
روک لیا اور خود حضرت گھر کے اندر تشریف
لے گئے اس کے بعد آپ نے مجھکو
اندر بلا کر ایک تھیلی دی جس میں سو
دینار تھے اور ارشاد فرمایا کہ یہ تھیلی
اپنے بھائی کے فرزند محمد بن اسمعیل
کو دے دینا اور اس سے کہنا کہ اسے
اپنے سفر کے خرچ میں لائے علی بن
جعفر کہتے ہیں کہ میں نے اس تھیلی کو
لے کر اپنے ردا کے دامن میں رکھ لیا۔

https://www.sirajbookspdf.com/

فذالك اذا كنت
تخاف منه مثل
الذی ذكرت
فلم تعينه
على نفسك؟
فقال اذا وصلته
قطعنی قطع الله
اجله ثم تناول
فخذة ادم، فيها
ثلاثة الاف
درهم وضع،
وقال اعطه
هذه ايضاً قال
فخرجت اليه
فاعطيته المائة
الاولى ففرح بها
فرحاً شديداً
ودعا له ثم
اعطيته الثالثة
ففرح بها حتى
ظننت انه سيرجع
ولا يخرج ثم
اعطيته الثلاثة الاف
درهم غضى على
وجهه حتى دخل

حضرت نے پھر شکریہ دینار عطا فرمائے اور
ارشاد فرمایا کہ اس رقم کو بھی اس کو دے
دینا اس کے بعد پھر آپ نے ایک تھیلی
مجھ کو دی اور ارشاد فرمایا کہ اسے بھی
اُسے دے دینا۔

میں نے عرض کی کہ میری جان آپ
پر فدا ہو، جب آپ کو اپنی جان کے
بارے میں اس سے خوف ہے جیسا کہ
آپ کی گفتگو سے ظاہر ہوا ہے تو پھر آپ
کیوں اپنے خلاف اس کی مدد فرما رہے
ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب
میں اس کے ساتھ صلۂ رحم کرونگا اور
وہ پھر بھی قطع رحم کرے گا تو (اللہ کی
لاٹھی میں آواز نہیں) وہ اس کی عمر کو قطع
کر دے گا (اور اگر وہ قطع رحم نہ کریگا
تو اچھا رہے گا) پھر حضرت نے ایک
چمڑے کا تکیہ اٹھایا جس میں تین ہزار
درہم تھے اور ارشاد فرمایا کہ اس رقم
کو بھی اسے دے دینا۔

علی بن جعفر کہتے ہیں کہ میں اس تمام
رقم کو لے کر اس کے پاس گیا، پہلے اسے
سو دینار کی تھیلی دی وہ بہت خوش
ہوا اور حضرت کو دعائیں دیں پھر دونوں
اور تھیلیاں دیں وہ اور زیادہ خوش
ہوا (اس سے) میں سمجھا کہ وہ اپنے

https://www.shiabookspdf.com/

علی هارون، فسلم
علیه بالخلافة
وقال ما ظننت
ان فی الارض
خلیفتین حتی
رأیت عمی
موسیٰ بن جعفرؑ
یسلم علیه
بالخلافة فارسل
هارون الیه
بمائة الف درهم
فرماه الله
بالبرصة فما نظر
منها الی درهم
ولا مسّه۔

ارادۂ سفر بغداد سے باز آجائے گا، پھر
میں نے اس کو تین ہزار درہم بھی دیدئے
لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور
بغداد پہونچ گیا۔

ان تمام احسانات کے باوجود جب
وہ ہارون رشید کے پاس پہونچا تو اسے
خلیفۃ المسلمین" کہکر اس کو سلام کیا (اور
دیگر بات چیت کے علاوہ) یہ بھی کہا کہ
میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ بیک وقت ایک
مملکت میں دو بادشاہ یا خلیفہ کیونکر رہ سکتے ہیں
میں نے اپنے چچا موسیٰ بن جعفر کو دیکھا
ہے کہ ان کو بھی لوگ خلیفۃ المسلمین کہہ
کر سلام کرتے ہیں (اور آپ کو بھی)
یہ سن کر ہارون رشید خوش ہو گیا اور
یہ وہاں سے چل پڑا اور خناق میں
مبتلا ہو گیا۔ پھر ہارون رشید نے اس کو
ایک لاکھ درہم بطور انعام بھجوائے
مگر وہ اسی بیماری کی وجہ سے نہ انہیں
دیکھ سکا اور نہ چھو سکا۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ: اسی باب کی نویں حدیث میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۱۸۳ھ
میں شہید ہوئے، آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد ۳۵ سال زندہ رہے۔

# باب (۱۲۰)

## حضرت امام علی رضا کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام ۱۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۳ھ میں بعمر ۵۵ سال شہید جفا ہو گئے، آپ کی وفات طوس کے ایک قریہ میں واقع ہوئی جس کا نام "سناباد" ہے یہ قریہ شہر نوقان سے قریب ہے، اسی قریہ میں آپ کو دفن کیا گیا، واقعہ یہ ہوا کہ مامون رشید نے آپ کو براہ بصرہ مرو بلوایا تھا، پھر جب وہ وہاں سے بغداد جانے لگا تو انہیں بھی ہمراہ لے لیا اور طوس پہونچکر آپ کی شہادت واقع ہوئی، آپ کی والدہ محترم ام البنین "نجمہ" تھیں اس کے بعد آقائے کلینی نے گیارہ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے ساتویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"علی بن ابراھیم عن یاسر الخادم و الریان بن الصلت جمیعا قال لما انقضی امر المخلوع و استوی الامر للمامون کتب الی الرضا علیہ السلام یسئلہ القدوم الی خراسان فاعتل علیہ ابو الحسن ع

علی بن ابراہیم نے خادم امام یاسر اور ریان بن صلت سے روایت کی ہے یہ دونوں حضرات کہتے ہیں کہ جب محمد امین بن صادق رشید کو منصب امارت و حکومت سے معزول کیا گیا اور تخت سلطنت مامون رشید کے قبضہ میں آیا تو اس نے علویوں کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے حضرت امام رضا علیہ السلام کو خراسان بلانے

بعلل، فلم یزل المامون یکاتبه فی ذالک حتی علم انه لا محیص له وانه لا یکف عنه فخرج علیه السلام ولابی جعفرؑ سبع سنین فکتب الیه المامون لاتاخذ علی طریق الجبل وقم وخذ علی طریق البصرة والاهواز وفارس حتی وافی مرو، فعرض علیه المامون ان ینقلد الامر والخلافة فابی ابوالحسن علیه السلام قال فولایة العهد؟ فقال علی شروط اسالکها، قال المامون له سل ماشئت فکتب الرضاؑ انی داخل فی ولایة العهد؟ علی ان لا آمر ولا انهی ولا افتی ولا اقضی ولا اولی ولا اعزل ولا اغیر شیئاً مما هو قائم وتعفینی

کے لئے خط لکھا، حضرت نے عذر فرمایا لیکن وہ نہ مانا اور برابر حضرت کو طلبی کے لئے خط لکھتا رہا، جب حضرت عاجز آگئے اور ان کے لئے کوئی چارہ کار نہ رہا تو حضرت سفر پر آمادہ ہوگئے، اس وقت حضرت کے فرزند امام محمد تقی علیہ السلام کی عمر سات سال کی تھی۔ مامون رشید نے حضرت کو یہ بھی لکھ دیا تھا کہ پہاڑی علاقہ (ہمدان و نہاوند) اور قم کی طرف سے تشریف نہ لائیں (کیونکہ ان راستوں میں شیعوں کی آبادی زیادہ تھی) بلکہ بصرہ اور اھواز اور فارس کی راہ سے آئیں۔ (غرض کہ) حضرت اسی راہ سے شہر مرو پہونچے، اس وقت مامون رشید نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ میں اس منصب خلافت سے دستبردار ہونا چاہتا ہوں اور اسے آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں، حضرت (چونکہ انجام سے باخبر تھے لہٰذا انہوں نے قطعاً انکار فرما دیا، پھر اس نے کہا کہ اچھا اگر خلافت نہیں فرماتے تو میری ولی عہدی قبول فرمایئے حضرت نے اس سے بھی انکار فرما دیا لیکن اس کے شدید اصرار اور قتل کی دھمکی سے مجبور ہوکر

https://www.shiabookspdf.com/

من ذالك كله فاجابه
المامون الى ذالك كله"
قال محمد ثنى يا سر ا
قال، فلما جفر العيد
بعث المامون الى
الرضاؑ يساله ان يركب
ويحضر العيد ويصلى
ويخطب فبعث عليه الرضاؑ
قد علمت ما كان
بينى وبينك من الشروط
فى دخول هذا الامر
فبعث اليه المامون
انما اريد بذالك
ان تطمئن قلوب الناس
ويعرفوا فضلك، فلم
يزل بيراده الكلام
فى ذالك فالح عليه فقال
يا امير المومنين ان
اعفيتنى من ذالك فهو
احب الىؑ وان لم تعفنى
خرجت كما خرج رسول اللهؐ
وامير المومنينؑ، فقال
له المامون اخرج كيف شئت
وامر المامون القواد و
الناس ان يبكروا

فرمادیا (لیکن اس کے شدید اصرار اور قتل
کی دھمکی سے مجبور ہوکر) فرمایا کہ میں چند
شرائط کے ساتھ ولی عہدی قبول کرسکتا
ہوں، مامون نے کہا کہ جناب کے جو
شرائط ہوں گے میں منظور کروں گا،
حضرت نے اپنے دست مبارک سے تحریر
فرمایا کہ میں ولی عہدی کو ان شرائط کے
ساتھ قبول کرتا ہوں (۱) میں حکومت کی
طرف سے نہ حکم دونگا۔ (۲) نہ کسی شے
سے روکوں گا۔ (۳) نہ فتویٰ دونگا۔ (۴)
نہ فیصلے کرونگا (۵) نہ کسی کو والی مقرر کرونگا
گا (۶) نہ کسی کو اس کے عہدے سے برطرف
کرونگا (۷) نہ حکومت کے مقررہ امور میں
کے بارے میں باز پرس نہیں کریگا،
مامون رشید نے ان تمام شرائط کو منظور
کرلیا۔ (اور فوراً ہی ولی عہدی کا اعلان
کرکے سب سے بیعت لے لی امام کے
نام کا سکہ جاری کردیا وغیرہ وغیرہ۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھ سے پدر
نے بیان کیا کہ جب عید کا دن آیا تو مامون
رشید نے حضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا
کہ نماز عید پڑھانے کے لئے آپ ہی
تشریف لے جائیں اور آپ ہی خطبہ پڑھیں
حضرت نے کہلا بھیجا کہ اے مامون رشید
تو جانتا ہے کہ میرے اور تیرے درمیان

https://www.shiabookspdf.com/

الی باب ابی الحسن۔
قال معه ثنی یا سر الخادم
انه قعد الناس لابی
الحسنؑ فی الطرقات
والسطوح الرجال
والنساء والصبیان
واجتمع القواد والجند
علی باب ابی الحسنؑ
فلما طلعت الشمس
قام علیه السلام فاغتسل
وتعمم بعمامة
بیضاء من قطن
القی طرفا منها علی
صدره وطرفا بین
کتفیه وتشمر، ثم
قال لجمیع موالیه
افعلوا مثل فعلت
ثم اخذ بیده عکازاً
ثم خرج ونحن بین
یدیه وهو حاف
قد شمر سراویله
الی نصف الساق
وعلیه ثیاب
مشمرة فلما مشی
ومشینا بین یدیه

کیا شرائط طے ہوئے ہیں، اے امیر تو مجھے
معاف کر تو بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ
اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے
دل (اس ولی عہدی) پر مطمئن ہو جائیں
اور لوگ آپ کے فضل و شرف کو بھی
پہچان نہیں، غرضیکہ وہ اصرار کرتا رہا اور
یہ انکار کرتے رہے بالآخر جب مجبور ہو
گئے تو کہلا بھیجا کہ اے ماموں پھر میں
نماز کے لئے اسی طرح برآمد ہونگا جس
طرح رسول اللہؐ اور امیر المومنینؑ نکلا کرتے
تھے، ماموں نے جواب دیا کہ جس طرح
آپ چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں
اس کے بعد ماموں نے اپنی حکومت کے
افسروں کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر حضرت
کے دروازے پر منتظر رہیں۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ پدر نے
بیان کیا کہ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ نماز
عید کے لئے حضرت امام رضاؑ تشریف
لے جا رہے ہیں تو تمام لوگ، مرد عورتیں
بچے، گلیوں کوچوں اور مکانات کی
چھتوں پر حضرت کو دیکھنے کے لئے جمع ہو
گئے اور تمام افسران لشکر حضرت کے دروازے
پر انتظار کر رہے تھے۔ جب آفتاب طلوع
ہوا تو حضرت نے غسل فرمایا اور سفید سوتی
عمامہ باندھا جسکے ایک سرے کو آپ نے

https://www.shiabookspdf.com/

رفع راسه الی السماء
وکبر اربع تکبیرات،
فخیل الینا ان السماء
والحیطان تجاوبه
والقواد والناس
علی الباب
فتهیؤوا ولبسوا
السلاح وتزینوا
باحسن الزینة
فلما طلعنا علیهم
بهن الصورة
وطلع الرضا علیه
السلام وقف
علی الباب وقفة،
ثم قال،
اللہ اکبر اللہ اکبر
اللہ اکبر اللہ اکبر
علی ما ھدانا
اللہ اکبر علی ما رزقنا
من بھیمة الانعام
والحمد للہ علی ما
ابلانا فرفع بھا
اصواتنا فقال یاسر
فتزعزعت مرو
بالبکاء والضجیج والصیاح،

اپنے سینہ مبارک پر لٹکایا اور دوسرے
سرے کو کندھوں پر رکھا۔ جب آپ بالکل
تیار ہو گئے تو آپ نے غلاموں کو حکم دیا کہ
تم بھی میرے طرح تیار ہو جاؤ، پھر حضرت
نے اپنے دست مبارک میں عصا لیا اور
باہر تشریف لائے آپ اس وقت پابرہنہ
تھے اور ہم لوگ آپ کے سامنے تھے، آپ
نے اپنے زیر جامے کو پنڈلیوں تک اٹھا
لیا اور اسی طرح اپنے لباس کو اٹھائے ہوئے
تشریف لے چلے اور ہم لوگ بھی حضرت کے
ساتھ تھے، چلتے وقت آپ نے اپنا سر
مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور چار تکبیریں
کہیں اس وقت ہم لوگوں کو ایسا محسوس
ہونے لگا کہ جیسے آسمان اور در و دیوار
سب حضرتؑ کی آواز کا جواب دے رہے
ہیں۔ تمام افسران لشکر ہتھیاروں سے
مسلح تھے اور لوگ لباس عید سے آراستہ
دروازے پر منتظر کھڑے تھے اور جب
حضرت باہر تشریف لائے تو آپ نے
دروازے پر تھوڑی دیر توقف فرمایا
اور کہا، اللہ اکبر اللہ اکبر علی ما ھدانا، اللہ اکبر
علی ما رزقنا من بھیمة الانعام، الحمد للہ
علی ما ابلانا فرفع بھا اصواتنا،
اللہ بزرگ و برتر ہے اس نے ہماری
ہدایت کی ... اور اس نے ہمیں چوپائے

https://www.shiabookspdf.com/

فانظروا الی ابی الحسنؑ وسقط القواد عن دوابهم ورموا بخفافهم لما رأوا ابا الحسن علیه السلام حافیاً اکان یمشی ویقف فی کل عشر خطوات ویکبر ثلاث مرات، قال یاسر فتخیل الینا ان السماء والارض والجبال تجاوبه وصارت الدنیا ضجة واحدة من البکاء وبلغ المامون ذالک فقال له الفضل بن سهل ذوالریاستین یا امیر المومنینؑ ان بلغ الرضا المصلی علی هذا السبیل افتتن به الناس والرای ان لسالة ان یرجع فبعث الیه المامون فسالة الرجوع، فدعا

عطا کئے، حمد و شکر ہے خدا کا کہ اس نے امتحان کے ذریعہ ہمیں آزمایا اور نہ ہی ہماری صدائیں ہیں)

یاسر کہتا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت کو اس شان سے آتے دیکھا تو شہر مرو میں گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہو گئیں اور جب افسران لشکر نے حضرت کو پا برہنہ دیکھا تو وہ لوگ بھی اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور اپنے جوتوں کو اتار لیا۔ اور حضرت ہر دس قدم کے بعد کھڑے ہو جاتے تھے اور تین مرتبہ تکبیر کہتے تھے۔

یاسر کہتا ہے کہ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان اور زمین اور پہاڑ سب حضرت کی آواز کا جواب دے رہے ہیں میں نے اور میرے شہر مرو میں گریہ و بکا کا ایک کہرام مچ گیا۔ ان حالات کی اطلاع مامون کو دی جاتی رہی، اسی کے دوران فضل بن سہل ذوالریاستین نے مامون سے کہا کہ اگر حضرت امام رضا علیہ السلام عیدگاہ تک اسی طرح پہونچ جائیں گے۔ تو لوگ ان کے گرویدہ ہو جائیں گے (اور لوگوں کی نظریں تیری طرف سے پھر جائے گی میری رائے یہ ہے کہ تو حضرت کو واپس بلائے،

اس وقت مامون رشید نے حضرت امام علیہ السلام

ابو الحسن علیہ السلام بخفہ فلبسہ وركب ورجع۔

---

کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ اب آپ آگے نہ تشریف لے جائیں بلکہ واپس چلے آئیں امام رضا علیہ السلام کو جب مامون کا پیغام واپسی ملا تو آپ اسی جگہ ٹھہر گئے اور آپ نے اپنی جوتیاں منگوا کر پہن لیں، پھر آپ سواری پر سوار ہوئے اور واپس تشریف لے آئے۔

# باب (۱۲۱)

## حضرت امام محمد تقی کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

https://www.shiabooks.pdf.com/

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۲۰ھ ہجری میں بعمر ۲۵ سال دو ماہ ۱۸ محرم وفات پائی اور مقابر قریش (بغداد میں) اپنے جدنامدار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر مبارک کے قریب دفن ہوئے وكان المعتصم اشخصه الى بغداد اول هذه السنة التي توفي فيها، معتصم نے اسی سال جس سال آپ کی شہادت واقع ہوئی مدینہ سے جبراً بغداد بلا کر قید کر دیا پھر زہر دیکر شہید کر دیا ان کی والدہ ماجدہ خیزران خاتون، تھیں جو کہ ماریہ قبطیہ والدہ جناب ابراہیم بن رسول کریم ؐ کے خاندان کی ایک فرد تھیں اس کے بعد انہوں نے اس باب میں بارہ ۱۲ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے گیارہویں حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے حجال اور عمرو بن حجال سے انہوں

نے مدینہ کے ایک معتبر شخص سے اس نے مطرفی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اور ان کے ذمہ میرے چار ہزار درہم باقی تھے میں نے دل میں سوچا کہ اب یہ سب درہم گئے، اب مجھے کون دے گا، ابھی دوسرا ہی دن تھا کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا پیغام پہونچا اور انہوں نے مجھے بلا بھیجا، میں جب حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار انتقال فرما گئے ہیں اور ان کے ذمہ تمہارے چار ہزار درہم تھے، اس کے بعد انہوں نے مصلی کے نیچے سے چار ہزار درہم نکال کر مجھے دیدیئے۔

نوٹ! اسی باب کی دسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے مدینہ کی ایک مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور نماز کے لئے ایک بیری کے سوکھے درخت کے تھالے میں وضو فرمایا اس کے بعد سے وہ فوراً ہرا بھرا ہو گیا اور پھل دینے لگا اور ہمیشہ پھل دیتا رہا۔ اور آٹھویں میں ہے کہ انسان کو جو چیز ملے اس پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے "الحمد للہ" کہنا چاہئے۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

# باب (۱۲۲)

## حضرت امام علی نقیؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام رجب ۲۱۲ھ میں متولد ہوئے اور رجب ۲۵۴ھ میں انتقال فرما گئے، شہادت کے وقت آپ کی عمر چالیس ۴۰ سال کی تھی، متوکل عباسی نے آپ کو یحییٰ بن ہرثمہ بن اعین کے ساتھ مدینہ سے جبراً بلا کر (بمقام سامرہ) قید کر دیا اور تا زندگی قید میں رہے بالآخر وہیں (زہر دیکر) شہید کر دیا۔ آپ اپنے گھر ہی میں مدفون ہوئے آپ کی والدہ کا اسم گرامی "سمانہ خاتون" تھا۔

اس کے بعد انہوں نے نو ۹ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے چوتھی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن محمد نے ابراہیم بن محمد ہاشمی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ متوکل عباسی کے جسم کے (نیچے کے عقبی حصہ) میں ایک بہت بڑا زہریلا پھوڑا نکل آیا تھا جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہونے کے قریب تھا، اور کوئی شخص اس کی جراحت نہیں کرتا تھا کہ اوزار کے ذریعہ سے اس پھوڑے کو چھیڑے (جب اس کی زندگی سے مایوسی ہو گئی اور کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو اس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر اس کا بیٹا متوکل شفایاب ہو جائے گا تو وہ اپنے مال سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مال کثیر (دس ہزار اشرفی) ہدیہ کرے گی۔

متوکل کی زندگی کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے اس کے وزیر، فتح بن خاقان" نے متوکل سے کہا کہ حضور اگر آپ کسی کو حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے پاس بھیج

https://www.sirat-e-mustaqeem.net/

کرائی ہے اس علاج کا دریافت کریں تو نہایت مناسب ہوگا، مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی دوا ایسی بتائیں گے جس سے آپ کو شفا ہو جائیگی، متوکل نے وزیر کی بات مان لی، اور ایک شخص کو حضرت کی خدمت میں بھیجدیا اور ان سے اپنے مرض کا علاج معلوم کیا،

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اس قاصد کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ، بکری کی مینگنیاں، عرق گلاب میں پسوا کر پھوڑے پر لیپ کیا جائے انشاء اللہ پھوڑا پھوٹ جائے گا اور مواد بہ جائے گا اور شفا ہو جائے گی۔ جب اس قاصد نے واپس آکر حضرت کا پیغام پہونچایا تو دربار میں جو لوگ موجود تھے وہ ہنس پڑے اور انہوں نے مذاق اڑانا شروع کیا لیکن وزیر، فتح بن خاقان نے کہا کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے سوچ سمجھ کر فرمایا ہوگا اور وہ یقیناً اسے بہتر سمجھتے ہیں لہٰذا اس پر عمل ہونا چاہیئے

پھر اس نے بکری کی مینگنیاں منگوائیں اور حضرت کے ارشاد کے مطابق اسے عرق گلاب میں حل کرایا اور متوکل کے پھوڑے پر رکھا، اسے رکھتے ہی متوکل کو نیند آگئی (حالانکہ وہ کئی راتوں سے جاگ رہا تھا) اور درد ساکن ہو گیا پھر وہ پھوڑا پھٹ گیا اور سارا زہریلا مواد بہ گیا اور اسے صحت ہو گئی۔

جب متوکل کی ماں کو اس کے بیٹے کی خوشخبری دیگئی تو اس نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں اپنی نذر کے مطابق دس ہزار دینار کی ایک تھیلی جس پر اس کی مہر لگی ہوئی تھی بھجوادی۔

پھر جب متوکل بالکل تندرست ہو گیا تو اس سے بغا کبیر علوی (محمد بن قاسم الحسن بن زید) نے چغلی کھائی اور متوکل سے کہا کہ حضرت امام علی نقی کے پاس بے انتہا مال آرہا ہے اور وہ اسلحہ جمع کر رہے ہیں، یہ سن کر متوکل نے اپنے حاجب سعید کو حکم دیا کہ اسی رات کو امام علی نقی کے مکان پر چھاپہ مارو اور جو کچھ ان کے گھر میں ہو سب پر قابو کر لو۔ اور انہیں گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو۔

ابراہیم بن محمد طاہری کہتے ہیں کہ مجھ سے متوکل کے حاجب سعید نے بیان کیا، کہ میں متوکل کے حسب حکم جب حضرت کے مکان پر پہونچا میرے پاس سیڑھی تھی

کرانے سے اس علاج کو دریافت کریں تو نہایت مناسب ہوگا، مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی دوا ایسی بتائیں گے جس سے آپ کو شفا ہو جائیگی، متوکل نے وزیر کی بات مان لی، اور ایک شخص کو حضرت کی خدمت میں بھیجدیا اور ان سے اپنے مرض کا علاج معلوم کیا،

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اس قاصد کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ، بکری کی مینگنیاں، عرق گلاب میں پسوا کر پھوڑے پر لیپ کیا جائے انشاء اللہ پھوڑا پھوٹ جائے گا اور مواد بہ جائے گا اور شفا ہو جائے گی۔ جب اس قاصد نے واپس آکر حضرت کا پیغام پہونچایا تو دربار میں جو لوگ موجود تھے وہ ہنس پڑے اور انہوں نے مذاق اڑانا شروع کیا لیکن وزیر، فتح بن خاقان نے کہا کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے سوچ سمجھ کر فرمایا ہوگا اور وہ یقیناً اسے بہتر سمجھتے ہیں لہٰذا اس پر عمل ہونا چاہیئے

پھر اس نے بکری کی مینگنیاں منگوائیں اور حضرت کے ارشاد کے مطابق اسے عرق گلاب میں حل کرایا اور متوکل کے پھوڑے پر رکھا، اسے رکھتے ہی متوکل کو نیند آگئی (حالانکہ وہ کئی راتوں سے جاگ رہا تھا) اور درد ساکن ہو گیا پھر وہ پھوڑا پھٹ گیا اور سارا زہریلا مواد بہ گیا اور اسے صحت ہو گئی۔

جب متوکل کی ماں کو اس کے بیٹے کی خوشخبری دیگئی تو اس نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں اپنی نذر کے مطابق دس ہزار دینار کی ایک تھیلی جس پر اس کی مہر لگی ہوئی تھی بھجوادی۔

پھر جب متوکل بالکل تندرست ہو گیا تو اس سے بطحائی علوی (محمد بن قاسم الحسن بن زید) نے چغلی کھائی اور متوکل سے کہا کہ حضرت امام علی نقی کے پاس بے انتہا مال آرہا ہے اور وہ اسلحہ جمع کر رہے ہیں، یہ سن کر متوکل نے اپنے حاجب سعید کو حکم دیا کہ اسی رات کو امام علی نقی کے مکان پر چھاپہ مارو اور جو کچھ ان کے گھر میں ہو سب پر قابو کرلو۔ اور انہیں گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو۔

ابراہیم بن محمد طاہری کہتے ہیں کہ مجھ سے متوکل کے حاجب سعید نے بیان کیا، کہ میں متوکل کے حسب حکم جب حضرت کے مکان پر پہونچا میرے پاس سیڑھی تھی

، میں سیڑھی کے ذریعہ سے مکان کی چھت پر چڑھ گیا لیکن جب میں چھت سے نیچے اترنے لگا تو تاریکی کی وجہ سے راستہ دکھائی نہ دیتا تھا میں حیران تھا کہ کس طرح نیچے اتروں ، اتنے میں حضرت نے اندر کے کمرے سے آواز دی کہ اے سعید اپنی جگہہ پر کھڑے ہو جاؤ میں شمع لے کر آتا ہوں یہ سن کر میں اپنی جگہ پر ٹھہر گیا اور حضرت شمع لے کر تشریف لائے اور میں روشنی میں نیچے اتر آیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت بالوں کا جبہ اور بالوں کی ٹوپی پہنے ہوئے ، میں اور سامنے جانماز بچھی ہوئی ہے میں سمجھ گیا کہ حضرت نماز میں مشغول تھے ، حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم ان کمروں کو دیکھ سکتے ہو پھر میں نے تمام کمروں کی تلاشی لی لیکن میں نے وہاں اس مال اور اسلحہ کو نہ پایا جس کی خبر دیگئی تھی البتہ میں نے حضرت کے گھر میں دس ہزار دینار کی تھیلی پائی جس پر مادر متوکل کی مہر لگی ہوئی تھی اور ایک دوسری تھیلی بھی سربمہر موجود تھی۔

پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اس مصلے کو بھی دیکھ لو، میں نے جب مصلے کو اٹھا کر دیکھا تو اس کے نیچے ایک تلوار کپڑے میں لپیٹی ہوئی رکھی ہوئی تھی ، پھر میں ان چیزوں کو لے کر متوکل کے پاس آیا ، جب متوکل نے تھیلی پر اپنی ماں کی مہر دیکھی تو اس نے ان کو بلوا بھیجا

سعید کہتا ہے کہ مجھ سے حرم کے خاص ملازمین میں سے ایک نے بیان کیا کہ جب مادر متوکل آئی تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب تو بیمار پڑا تھا تو میں نے نذر کی تھی کہ اگر تجھ کو شفا ہو گئی تو میں اپنے مال سے دس ہزار دینار حضرت کو بھجواؤنگی ، پھر جب تجھ کو شفا ہوئی تو میں نے حضرت کی خدمت میں اس مال کو بھیجا ، تھیلی پر میری مہر بھی موجود ہے ۔ پھر جب متوکل نے دوسری تھیلی کھولی تو اس میں چار سو دینار تھے ، اس کے بعد متوکل نے اپنی طرف سے ایک تھیلی کا اضافہ کر کے سارا مال اور تلوار حضرت کو واپس کر دیا ، وہ کہتا ہے کہ جب میں سب کچھ لے کر پہونچا تو حضرت کی خدمت میں عرض کی مولا ، میں بلا اجازت گھر میں داخل ہونے کی معافی چاہتا ہوں ، حکم سے مجبور تھا ورنہ یہ جسارت میں نہ کرتا ،

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اس کے جواب میں اس آیت کی تلاوت فرمائی ،

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ ایک شخص جس کا نام "جبران الاسباطی" تھا حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا کہ واثق باللہ کا کیا حال ہے اور اس کے بھائی جعفر کا کیا حال ہے اور محمد بن عبد الملک زیات کس حال میں ہے، اس نے کہا واثق ٹھیک ٹھاک ہے، اور جعفر قید خانے میں ہے اور زیات سپہ سالار ہے، حضرت نے فرمایا کہ اے اسباطی سن، واثق مر گیا اسکی جگہ متوکل جعفر بادشاہ بن گیا اور ابن زیات قتل کر دیا گیا، اس نے عرض کی، مولا یہ کب ہوا میں تو حال ہی میں ان لوگوں کو ان کی اصلی حالت پر چھوڑ کر آیا ہوں، انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تیرے وہاں سے روانہ ہونے کے چھٹے دن یہ سب کچھ ہو گیا، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تمام باتیں درست تھیں جو بعلم امامت حضرت کو معلوم ہوئی تھیں۔

https://www.shiabookspdf.com

# باب (۱۲۳)

# حضرت امام حسن عسکریؑ کی تاریخ ولادت و وفات اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابو محمد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور بعمر ۲۸ سال ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو شہید کر دیئے گئے اور اپنے گھر میں بمقام سرمن رائے (سامرہ) دفن کئے گئے آپ کی مادر گرامی "حدیثہ خاتون" تھیں۔

https://www.shiabooks.com

اس کے بعد انہوں نے اس باب میں ستائیس حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے ستائیسویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحیی عن احمد بن اسحاق قال دخلت علی ابی محمدؑ فسالتہ ان یکتب لا نظر الی خطہ فاعرفہ اذا ورد فقال نعم، ثم قال یا احمد ان الخط سیختلف علیک من بین العلم الغلیظ الی القلم الدقیق

محمد بن یحیی نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ حضور میرے سامنے کچھ تحریر فرمائیں تاکہ میں خط پہچان لوں اور جب بھی حضرت کی کوئی تحریر میرے پاس پہونچے تو میں اس کی شناخت کرلوں۔ اور بر یقین کرلوں کہ یہ حضور ہی کی تحریر ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا

فلا تشكن ثم دعا بالدواة فكتب وجعل يستمد الى مجرى الدواة فقلت فى نفسى وهو يكتب استوهبه القلم الذى كتب به فلما فرغ من الكتابة قبل يحدثنى وهو يمسح القلم بمنديل الدواة سألته ثم قال هاك يا احمد فناولنيه فقلت، جعلت فداك انى مغتم لشئ يصيبنى فى نفسى وقد اردت ان اسالك اياك قلم يقبض لى ذالك فقال وما هو يا احمد؟ فقلت يا سيدى روى لنا عن ابائك ان نوم الانبياء على اقفيتهم ونوم المومنين على ايمانهم

کہ اے احمد موٹے اور باریک قلم کے بدلنے سے بھی خط میں فرق معلوم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تم خط کے جلی اور خفی ہونے پر نظر نہ رکھنا بلکہ انداز تحریر پر نگاہ رکھنا۔

پھر حضرت نے دوات طلب کی اور لکھنا شروع کر دیا، حضرت قلم کو دوات میں ڈبوتے جاتے تھے، احمد کہتے ہیں کہ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ جب حضرت لکھ چکیں گے تو میں درخواست کروں گا کہ یہ قلم مجھے دیدیں، جب آپ لکھ چکے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور باتیں کرنے لگے اسی کے دوران قلم کو پونچھتے جاتے تھے، وہ قلم (یہ کہکر مجھے دیدیا کہ تمہیں اس کی خواہش ہے)

احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میری جان آپ پر فدا ہو، عرصہ سے ایک سوال میرے ذہن میں گردش کر رہا ہے میں نے چاہا تھا کہ آپ کے پدر بزرگوار سے دریافت کروں مگر مجھے اس کا موقعہ نہ ملا حضرت نے فرمایا کہ بتاؤ وہ کون سا سوال ہے؟

میں نے عرض کی کہ آپ کے آباء طاہرین سے ہم تک یہ روایت پہونچی ہے کہ چت لیٹ کر سونا انبیاء کا سونا ہے اور داہنی

https://www.shiabookspdf.com/

ونوم المنافقين على شمائلهم
ونوم الشياطين على
وجوههم فقال عليه السلام
كذالك هو، فقلت
يا سيدى فانى اجهد
ان انام على يمينى فما
يمكننى ولا ياخذنى
النوم عليها فسكت
ساعة ثم قال يا احمد
ادن منى فدنوت منه
فقال ادخل يدك
تحت ثيابك فادخلتها
فاخرج يده من تحت
ثيابه وادخلها تحت
ثيابى فمسح بيده اليمنى
على جانبى الايسر وبيده
اليسرى على جانبى
الايمن ثلاث مرات فقال احمد
فما اقدر ان انام على يسارى
منذ فعل ذالك بى عليه السلام
وما ياخذنى نوم عليها اصلا۔

کروٹ سونا مومنین کی خصلت ہے اور بائیں کروٹ لیٹ کر سونا منافقین کی نشانی ہے اور اوندھا لیٹ کر سونا شیطان ملعون کا طریقہ خواب ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔

میں نے عرض کی کہ اے میرے سیدو آقا، میں کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ مجھے داہنی کروٹ نیند آجائے مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا، پھر میں کیا کروں، یہ سنکر حضرت چند لمحے خاموش رہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اس کا انتظام ابھی کر دیا جاتا ہے پھر حضرت نے مجھ کو قریب بلایا اور ارشاد فرمایا کہ اے احمد اپنے دونوں ہاتھوں کو آستینوں سے نکال کر اپنی قمیض کے اندر اپنا ہاتھ ڈال کر اپنے داہنے ہاتھ کو میرے بائیں پہلو پر اور بائیں ہاتھ کو داہنے پہلو پر تین بار پھیرا اور کہا۔

احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے پھر مجھے کبھی بائیں کروٹ نیند نہیں آئی اور میں ہمیشہ داہنی کروٹ لیٹ کر سونے لگا جو مومنین کا طریقہ ہے۔

نوٹ! اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ متنز عباسی کی موت سے بیس دن پہلے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسحاق بن جعفر زبیری کو لکھا کہ تم ایک حادثہ واقع ہونے سے قبل اپنے گھر سے نہ نکلنا پھر جب یہ بچہ قتل کر دیا گیا تو اس نے لکھا کہ اب کیا حکم ہے فرمایا یہ قتل اور ہے وہ حادثہ اور ہے چنانچہ متنز قتل ہوا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اور دسویں حدیث میں ہے کہ ابو ہاشم جعفری، قید خانے میں تھے انہوں نے امام علیہ السلام کو اپنی تکالیف سے آگاہ کیا امام حسن عسکری علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، تم آج نماز ظہر اپنے گھر میں پڑھو گے، فاخرجت فی وقت الظہر فصلیت فی منزلی" وہ کہتے ہیں کہ میں ظہر کے وقت رہا ہو کر گھر پہونچا اور میں نے نماز ظہر گھر میں ادا کی اب گھر پہونچ کر سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھا، چاہا کہ خط لکھکر امام سے درخواست کروں مگر حیا مانع ہوئی، امام کو بعلم امامت میری حاجت معلوم ہو گئی انہوں نے سو دینار بھجوا دئے۔ اور تیرھویں حدیث میں ہے کہ امام نے فرمایا جب کسی کو "چوتھیا بخار" آئے تو اسے چاہیئے کہ آیتہ "یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم" لکھ کر اس کے گلے میں ڈالدے وہ اچھا ہو جائے گا اور چھبیسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کو جب خلیفہ مہتدی کے ایک غلام "حریر" نامی کے وہاں قید کیا گیا تو اس کی بیوی نے شوہر سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کون بزرگ ہیں اس لئے کہ کوئی بھی ہوں، پھر وہ عورت سے بگڑ کر اس امر پر آمادہ ہو گیا کہ حضرت کو شیروں اور دیگر درندوں میں ڈالے گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، مگر جب وہ درندوں میں پہونچے تو ان کا کچھ نہ بگڑا وہ نماز پڑھ رہے تھے اور سب جانور حلقہ باندھے کھڑے تھے۔

https://www.shiabooks.net/

# باب (۱۲۴)

# حضرت حجتؑ کی تاریخ ولادت اور بعض حالات کے بیان میں

ثقۃ الاسلام علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ نے حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کی تاریخ ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵/۲۵۶ھ تحریر فرمائی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اس باب میں اکتیس ۳۱ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے سات حدیثیں (۱) چوتھی (۲) آٹھویں (۳) نیسویں (۴) چوبیسویں (۵) پچیسویں (۶) انتیسویں (۷) اکتیسویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) علی بن محمد عن سعد بن عبد اللہ قال ان الحسن بن النضر و ابا صدام وجماعۃ تعکموا بعد مضی ابی محمد علیہ السلام فیما فی ایدی الوکلاء و ارادوا [illegible] فجاء الحسن بن النضر الی ابی الصدام فقال انی ارید الحج فقال لہ ابو صدام اخرہ

علی بن محمد نے سعد بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حسن بن نضر اور ابو صدام اور ایک جماعت نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد اس مال کے بارے میں گفتگو کی جو حضرت کے وکلاء کے ہاتھ میں تھا اور ان سے کہا کہ میں حج کے ارادے سے سفر کرنا چاہتا ہوں، ابو صدام نے کہا کہ امسال حج کے لئے نہ جاؤ، حسن بن نضر نے کہا کہ مجھے غفلت برتنے میں اس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے اور حضرت حجت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے

هذه السنة فقال
له الحسن ابن النضر ان
النزع فی المقام
ولابد من الخروج
واصی الی احمد
بن یعلی بن حماد
واوصی للناحیة
بمال وامره
ان لا یخرج
شیئا الا من یده
الی یده بعد
ظهوره، فقال
فقال الحسن لما
وافیت بغداد
اکتریت دارا فنزلتها
فجاء فی بعض الوکلاء
بثیاب ودنانیر وخلفها
عندی فقلت له
ماهذا؟ فقال هو
ماتری ثم جاء فی
اخر بمثلها وآخر
حتی کبس الدار
ثم جاء فی احمد
بن اسحاق بجمیع
ما کان معه فتعجبت

کے لئے میرا سفر ضروری ہے، پھر حسن بن
نضر نے احمد بن معلی بن حماد کو اپنا وصی
قرار دیا اور کچھ مال کے متعلق حضرت حجت
کے واسطے وصیت کی اور انہیں تاکید
کر دی کہ تحقیق حال کے بعد اس مال کو
حضرت ہی کے ہاتھ میں دینا، سعد بن
عبداللہ کہتے ہیں کہ حسن بن نضر نے بیان
کیا کہ جب میں بغداد پہونچا تو میں
نے وہاں ایک مکان کرائے پر لیا۔
پھر وہاں حضرت کے وکیلوں میں
سے ایک شخص آیا اور اس نے کچھ کپڑے
اور دینار میرے پاس رکھوائے میں
نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کیسا مال
ہے اس نے جواب دیا کہ جیسا تم دیکھ
رہے ہو۔ اس کے بعد دوسرا وکیل
آیا اور پھر تیسرا وکیل آیا اور سب نے
اتنا مال لاکر میرے گھر میں رکھدیا کہ
میرا گھر بھر گیا پھر احمد بن اسحاق بے پناہ
مال و دولت لے کر میرے پاس رکھوانے
کے لئے آیا اس وقت مجھ کو سخت تعجب
ہوا اور میں حیران و پریشان تھا کہ میں
اتنے کثیر مال و متاع کی کیونکر نگرانی کروں
گا کہ اسی اثنا میں مجھ کو حضرت حجت
علیہ السلام کا رقعہ ملا جس میں تحریر تھا
کہ جو کچھ مال و متاع تمہارے پاس ہے

https://www.ahlibookspdf.com/

فی زاویۃ البیت خبز کثیر فاعطی کل واحد من الحمالین رغیفین واخرجوا واذا بیت علیہ ستر فنودیت معنہ یا حسن بن النضر احمد اللہ علی ما من بہ علیک ولا تشکن فنود الشیطان انک شککت واخرج الی ثوبین وقیل خذھا فستحتاج الیھا فاخذتھما وخرجت، قال سعد فانصرف الحسن بن النضر ومات فی شھر رمضان وکفن فی ثوبین۔

(۲) علی بن محمد قال اوصی رجل من اھل السواد مالا فرد علیہ وقیل لہ اخرج حق ولد عمک منہ وھو اربعمائۃ درھم

پھر ان میں سے ہر مزدور کو دو دو روٹیاں دیدی گئیں اور انہیں رخصت کر دیا گیا پھر میں نے دیکھا کہ گھر کے اندر ایک حجرہ ہے جس پر پردہ پڑا ہوا ہے، پھر اس پردے سے آواز آئی کہ اے حسن بن نضر خدا کا شکر کرو کہ تم میرے وکیل ہو گئے اور راستے میں قزاقوں کے شر سے بچ گئے اور دیکھو میرے بارے میں اپنے دل میں شک کو راہ نہ دینا، شیطان نے چاہا تھا کہ تم شک کرنے لگو۔ (لیکن خدا نے بچا لیا)، پھر مجھے دو کپڑے عطا کئے گئے اور فرمایا گیا کہ اسے لے لو تمہیں عنقریب ان کی ضرورت پڑے گی، میں نے انہیں لے لیا اور واپس چلا آیا۔ سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حسن بن نضر واپس چلے گئے پھر ماہ رمضان میں ان کا انتقال ہو گیا اور انہیں ان دونوں پارچوں میں کفنایا گیا۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ عراق کے ایک شخص نے حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کی خدمت میں کچھ مال بھجوایا حضرت نے اسے واپس فرمایا اور اس سے کہا گیا کہ اس مال میں تمہارے چچا کی اولاد کا چار سو درہم حق ہے پہلے اسے

وبقيت متفكرا فوردت
علىّ رقعة الرجل
عليه السلام اذا
مضى من النهار
كذا وكذا فاحمل
ما معك فرحلت
وحملت ما معى
وفى الطريق صعلوك
يقطع الطريق
فى ستين رجلا
فاجتزت عليه
وسلمنى الله منه
فوافيت العكه
ونزلت فوردت
علىّ رقعة ان احمل
ما معك فعبّيته
فى صناديق الحمالين
فلما بلغت الدهليز
اذ فيه اسود قائم
فقال انت الحسن
بن النضر؟ قلت
نعم، قال ادخل
فدخلت الدار
ودخلت بيتا وفرغت
صناديق الحمالين واذا

اس کو اٹھوا کر لے آؤ۔

حسن بن نضر کہتے ہیں کہ میں نے تمام مال و متاع کو بار کر کے بغداد سے کوچ کیا۔ راستے میں ساٹھ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ عرب کا ایک بہت بڑا ڈاکو ملا لیکن میں بچ کر نکل گیا اور خداوند عالم نے اس کے شر سے مجھے بچا دیا جب میں نے شہر سامرہ پہونچکر منزل کی تو حضرت حجت علیہ السلام کا پھر ایک رقعہ پہونچا جس میں تحریر تھا کہ جو کچھ اپنے ہمراہ مال و متاع لائے ہو اس کو بار کر کے لے آؤ۔

https://www.shiabookspdf.com/

حسن بن نضر کہتے ہیں کہ میں نے حسب الحکم تمام مال کو ٹوکریوں میں بھرا اور مزدوروں پر لاد کر حضرت کے در دولت پر لایا، جب میں حضرت کے دروازے پر پہونچا تو میں نے دیکھا کہ چوکھٹ پر ایک غلام حبشی منتظر کھڑا ہوا ہے، اس نے مجھے دیکھکر پوچھا کہ حسن بن نضر تم ہو، میں نے کہا "ہاں" یہ سن کر اس نے مجھے اندر داخل ہونے کے لئے کہا، جب میں اندر داخل ہوا تو ٹوکریوں سے تمام مال و متاع نکال کر رکھدیا، پھر میں نے گھر کے ایک گوشے میں بہت سی روٹیاں دیکھیں،

وكان الرجل فى يده ضيعة لولد عمه فيها شركة قد حبسها عليها فنظر فاذا الذى لولد عمه من ذلك المال اربعمائة درهم فاخرجها وانفذ الباقى فقيل -

ادا کرو، چونکہ اس کے قبضے میں چچا کی زمین تھی اور وہ اس کی اولاد کو ان کا حق نہیں دیتا تھا لہٰذا یہ فرمایا گیا) پھر اس شخص نے زمین کے حاصلات کا حساب کیا تو اس کے ذمہ وہی چار سو درہم نکلے جن کا حوالہ مال کی واپسی کے موقعہ پر دیا گیا تھا، اس نے ان کا حق نکال کر حضرت کی خدمت میں باقی مال بھیجدیا، اور قبول کر لیا گیا۔

---

(۳) علی بن محمد قال حمل رجل من اهل آبة شيئاً يوصله ونسى سيفا بآبة فانفذ ما كان معه فكتب اليه ما خبر السيف الذى نسبته -

علی بن محمد کہتے ہیں کہ (افریقہ کے ایک شہر) آبہ کا ایک شخص کچھ مال و متاع لے کر حضرت حجت کی خدمت میں پہونچانے کے لئے آیا لیکن اس میں سے ایک تلوار وہیں بھول آیا، پھر جب اس نے لائی ہوئی چیزیں حضرت کی خدمت میں بھیجیں تو ان کی طرف سے ایک رقعہ اسے موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ اس میں وہ تلوار کم ہے جو تم وہیں بھول آئے ہو۔

---

(۴) الحسين بن محمد الاشعرى قال كان يرد كتاب ابى محمد عليه السلام فى الاخبار على الخبيث

حسین بن محمد اشعری کہتے ہیں کہ جنید (جو کہ بحکم امام علیہ السلام) فارس بن حاتم قزوینی غالی بدعتی) کے قاتل تھے اور ابوالحسن اور ایک دوسرے شخص کے متعلق حضرت امام حسن عسکری

https://www.shiabookspdf.com/

فاتصل فارس وابی الحسن وآخر فلما مضی ابو محمد علیہ السلام ورد استیناف من الصلعب لاخبراء ابی الحسن وصاحبہ ولم یرد فی امر الجنید شئ قال فاغتممت لذالک فورد نعی الجنید بعد ذالک۔

کی طرف سے وظیفے کو محل اجراء سے جاری رکھنے کے لئے برابر حکم آیا کرتا تھا جب حضرت کی وفات ہو گئی تو حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی طرف سے حکم آیا کہ ابوالحسن اور اس کے ساتھی کے وظائف بدستور جاری رکھے جائیں لیکن جنید کے بارے میں حضرت کا کوئی حکم نہ آیا، حسین بن محمد کہتے ہیں کہ جنید کے بارے میں حکم کے نہ آنے سے مجھے دکھ ہوا اور میں حیران تھا کہ کیا بات ہے؟ لیکن اس واقعہ کے چند ہی دن بعد جنید کی رحلت واقع ہو گئی اور اس کی آئی تب میں سمجھا کہ اسی وجہ سے ان کے وظیفہ کے بارے میں حکم نہیں آیا تھا۔

(۵) علی بن محمد قال کان ابن العجمی جعل ثلثہ للناحیۃ وکتب بذالک وقد کان قبل خروجہ الثلث دفع مالا لابنہ ابی المقدام لم یطلع علیہ احد فاین المال الذی عز لہ لابی المقدام

علی بن محمد کہتے ہیں کہ ابن عجمی نے نذر مانی تھی کہ وہ اپنے مال کے تیسرے حصے کو حضرت حجت کی خدمت میں پیش کرے گا اور اس کے متعلق وہ اطلاع بھی دے چکا تھا لیکن اس نے مال کے تیسرے حصے کو نکالنے سے پہلے اپنے بیٹے ابوالمقدام کو اس میں سے کچھ دے دیا جس کی کسی کو اطلاع نہ تھی، پھر جب اس نے اپنے مال کا تیسرا حصہ ارسال کیا تو اسے تحریر فرمایا گیا کہ وہ مال کہاں گیا جو تم نے ابوالمقدام کو دیدیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۶) علی بن محمد قال باع جعفر فیمن باع صبیة جعفریة کانت فی الدار یربونها فبعث بعض العلویین واعلم المشتری خبرها فقال المشتری قد طابت نفسی بردها وان لا ترضاء من ثمنها شیئاً فخذها فذهب العلوی فاعلم اهل الناحیة الخبر فبعثوا الی المشتری بمال وار بعین دینارا وامروه بدفعها الی صاحبها۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد جعفر کذاب نے جہاں ان کی اور چیزوں کو بیچ ڈالا تھا وہاں حضرت جعفر بلیار کی اولاد میں سے ایک کمسن بچی کو بھی فروخت کر ڈالا تھا جو کہ امام حسن عسکری کے گھر میں زیر تربیت تھی (جب اس واقعہ کی شہرت ہوئی تو) ایک علوی نے خریدنے والے سے کہا کہ بھائی یہ بچی کنیز نہیں ہے اس کا تعلق خاندان رسالت سے ہے، اس نے کہا کہ جب ایسا ہے تو میں اسے واپس کرنے کو تیار ہوں لیکن میں نے اس کی جو قیمت جعفر کو دی ہے اس سے کم رقم نہ لوں گا، اس علوی نے اس خریدنے والے کی گفتگو حضرت حجت علیہ السلام کے سفیروں تک پہونچائی اور سب اس واقعہ سے سخت رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے حضرت حجت کی خدمت میں عرض کی) بالآخر حضرت کے حکم سے (وہ رقم جو کسی کو معلوم نہ تھی) اس دینار ان لوگوں نے دے کر اسے حاصل کر لیا اور علوی کو ہدایت کی کہ اس کے وارث اور ولی کے پاس پہونچا دے

(۷) علی بن محمد قال خرج نهی عن زیارة مقابر قریش

علی بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی جانب سے (شیعوں) کو حکم آیا کہ کوئی شخص (آجکل) مقابر

https://www.shiabookspdf.com/

والخبر فلما كان بعد اشهر دعا الوزير البا قطائي فقال له الق بني الفرات وابرسيين وقل لهم لا يزوروا مقابر قريش فقد امر الخليفة ان يتفقد كل من زارهم فيقبض عليه۔

قریش (کاظمین) اور حائر حسینی کی زیارت کے لئے نہ جائے۔ (اس خفیہ حکم کے چند ماہ بعد) بادشاہ کے وزیر (ابوالفتح فضل بن جعفر بن فرات) نے ایک شخص باقطائی کو بلا کر (در پردہ) ہدایت کی کہ وہ اس کے قبیلے والے بنی فرات کو اور قریہ برس (جو کہ کوفہ اور حلہ کے درمیان واقع ہے) کے لوگوں کو کہدے کہ ان کے دلوں مقابر قریش (وغیرہ) کی زیارت کو نہ جائیں کیونکہ خلیفہ (بادشاہ وقت) نے حکم دے دیا ہے کہ ان لوگوں کی تلاشی کی جائے جو وہاں جاتے ہیں اور انہیں گرفتار کر لیا جائے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں ابوسعید خانم ہندی جو کشمیر کا رہنے والا تھا کے واقعہ کو اصل کتاب اصول کافی میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت حجت سے ملاقات کی تھی اور اس نے ہدایات حاصل کی تھیں اور تیسویں حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ وقت سے چغلی کھائی گئی اور کہا گیا کہ امام مہدی آخر الزمان کے بہت سے سفراء پھیلے ہوئے ہیں اور خوب مال جمع کرتے ہیں، بادشاہ نے وزیروں سے مشورہ کیا، اس وزیر عبیداللہ بن سلیمان نے کہا کہ سب سفراء کو گرفتار کر لیا جائے بادشاہ نے کہا کہ شیعہ بہت ہیں اگر ایسا کرو گے تو شورش و ہنگامہ ہو جائے گا، ایسا کرو کہ اجنبی لوگوں کو مال دیکر بھیجو اور جو بھی مال وصول کرے اسے خاموشی سے گرفتار کر لو اس طرح آہستہ آہستہ سب گرفتار ہو جائیں گے، اس فیصلہ کے بعد حضرت حجت نے اپنے تمام سفیروں کو حکم دیا کہ "ان لا یاخذوا من احد شیئا" کسی سے کوئی مال قبول نہ کریں چنانچہ جب جاسوسوں نے ترکیب چلائی اور کسی نے ان سے مال وصول نہ کیا تو ان

کی اسکیم ناکام ہوگئی اور وہ کسی کو بھی گرفتار نہ کر سکے۔

# باب (۱۲۵)

# آئمہ اثنا عشر کی امامت پر نص کے بیان میں

اس باب میں بیس ۲۰ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے "علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابراہیم بن عمیر یمانی سے انہوں نے ایان بن ابی عیاش سے انہوں نے سلیم ابن قیس ہلالی سے، اور محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابی عمیر سے انہوں نے عمر بن اذینہ سے، اور علی بن محمد نے احمد بن ہلال سے انہوں نے ابی ابی عمیر سے انہوں نے عمر بن اذینہ سے انہوں نے ابن ابی عیاش سے اور انہوں نے سلیم بن قیس ہلالی کوفی سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفر طیار نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور عبد اللہ بن عباس اور عمر بن ام سلمہ اور اسامہ بن زید، معاویہ کے دربار میں تھے، باتوں باتوں میں امامت اور خلافت کا ذکر چھڑ گیا، میں نے معاویہ سے کہا کہ میں نے حضرت رسول کریمؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "انا اولی بالمومنین من انفسھم" میں مومنین کی جان سے اولیٰ بالتصرف ہوں، پھر میرے بعد علی بن ابی طالب اولیٰ بالتصرف ہوں گے ان کے بعد حسن بن علی اولیٰ بالتصرف ہوں گے ان کے بعد امام حسینؑ اولیٰ بالتصرف ہوں، ان کے بعد امام زین العابدین اولیٰ بالتصرف ہوں گے ان کے بعد امام محمد باقر اولیٰ بالتصرف ہوں گے۔ یہاں تک کہ بارہ امام اولیٰ بالتصرف ہوں گے عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میرے اس کہنے پر امام حسن امام حسین عبد اللہ بن عباس عمر بن ام سلمہ اور اسامہ بن زید گواہ ہیں، سلیم بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے سلمان، ابوذر اور مقداد سے بھی بحوالہ رسول کریمؐ یہی سنا ہے۔

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں ایک روایت مرقوم ہے جس میں مذکور

ہے کہ حضرت خضر وفات رسولؐ کے خانہ بعد اہلبیت طاہرینؑ میں آئے اور انہوں نے چند سوالات کئے اور بارہ امام کی بعد امامت کی تصدیق کی اور ان حضرات کے ائمہ برحق ہونے کی فرداً فرداً شہادت دی اور چلے گئے۔ اور چھٹی حدیث میں ابو حمزہ سے مروی ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے نور عظمت سے محمدؐ و علیؑ اور گیارہ اماموںؑ کے نور کو پیدا کیا۔ خلقت کائنات سے قبل یہ حضرات خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے، اور نویں حدیث میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے سامنے ایک لوح دیکھی جس میں بارہ اماموں کے نام مندرج تھے اور دسویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد مرقوم ہے وہ فرماتے ہیں، ان اللہ ارسل محمداً الی الجن والانس وجعل من بعدہ اثنا عشر وصیاً فخداوند عالم نے رسول کریمؐ کو تمام جن و انس پر رسول بنا کر بھیجا پھر ان کے بعد ساری مخلوقات کی ہدایت کے لئے بارہ وصی قرار دیئے گئے ہیں، اور گیارہویں حدیث میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ، ان امیر المومنینؑ قال لابن عباس ان لیلۃ القدر فی کل سنۃ وانہ ینزل فی تلک اللیلۃ امر السنۃ ولذالک الامر ولاۃ بعد رسول اللہؐ فقال ابن عباس من ھم؟ قال انا واحد عشر من صلبی ائمۃ محدثون

امیر المومنین علی علیہ السلام نے ابن عباس سے ارشاد فرمایا کہ شب قدر ہر سال آتی رہے گی اور اسی شب سال بھر کے امور نازل ہوتے رہیں گے، اور اس نزول امر کے لئے رسول خداؐ کے بعد بھی ذمہ دار ہوں گے جن کے پاس امر کا نزول اور فرشتوں کا آنا ہوگا، ابن عباس نے پوچھا کہ وہ "ولات الامر" کون لوگ ہوں گے تو ارشاد فرمایا کہ وہ میں ہوں اور میرے صلب سے قیامت تک گیارہ امام ہوں گے جن سے فرشتے آکر باتیں کریں گے۔ اور بارہویں حدیث میں حضرت رسول کریمؐ کا ارشاد مرقوم ہے انہوں نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ شب قدر پر ایمان لاؤ کیونکہ میرے بعد اس کا خصوصی تعلق علی اور ان کی گیارہ اولاد سے رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۲۶)

## کسی شخص کے متعلق کسی پیشگوئی کا نتیجہ اس کے بیٹے یا پوتے میں برآمد ہونے کے بیان میں

یعنی یہ کہ اگر کسی شخص کے بارے میں کسی بات کی بشارت دی جائے یا کوئی پیشنگوئی کی جائے اور وہ بات اس شخص میں نہ پائی جائے بلکہ اس کے بیٹے یا پوتے میں پائی جائے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیشینگوئی درحقیقت بالواسطہ اسی پر ظاہر ہوئی ہے یا یہ کہ وہ پیشینگوئی جو دادا کے بارے میں کی گئی تھی اس سے مقصود اس کی اولاد ہی تھی۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد وعلی بن ابراھیم عن ابیہ جمیعاً عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان اللہ تعالیٰ اوحی اوحیٰ الی عمران انی واھب لک ذکراً سویا مبارکا یبرء الاکمہ والابرص ویحیی الموتی باذن اللہ

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے اور علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور ان سب نے ابن محبوب سے انہوں نے ابن رباب سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب عمران کی طرف وحی کی کہ میں تم کو سڈول جسم کا بابرکت فرزند نرینہ عطا کروں گا جو خدا کے حکم سے اندھے کو بینا اور کوڑھی کو اچھا اور مردوں کو زندہ کرے گا اور میں

وجاعله رسولا الی
بنی اسرائیل محدث
عمران امرأته
حسنة هذا الله
وهی امر یم
فلما حملت
کان حملها بها عن
نفسها غلام فلما
وضعتها قالت، رب
انی وضعتها انثی
ولیس الذکر
کالانثی ای مما
لا یکون البنت
رسول فیقول الله
عزوجل والله
اعلم بما وضعت
فلما وهب الله
تعالی مریم
عیسی کان هو الذی
بشر به عمران
ووعده ایاه
فاذا قلنا فی الرجل
منا شیئا وکان فی
ولده او ولد
ولده تنکروا

بنی اسرائیل کی طرف اسکو رسول بنا کر بھیجونگا۔
جناب عمران نے اس بشارت کو اپنی بیوی
حنہ سے بیان کیا۔ پھر جب عمران کی بیوی
حاملہ ہوئیں تو انہیں خیال تھا کہ میرے پیٹ
میں لڑکا ہے مگر جب بیٹی
مریم (۳) پیدا ہوئی تو انہوں نے حسرت
و افسوس کے لہجے میں کہا کہ "خدایا یہ
تو بیٹی پیدا ہوئی ہے اور بیٹی، بیٹے
کے برابر نہیں ہوتی یعنی بیٹی رسول
نہیں ہوتی، اس واقعہ کی حکایت
کے بعد خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ،
جس کو اس نے جنا ہے (اس کی شان
و منزلت سے) اللہ خوب واقف ہے۔
پھر جب خداوند عالم نے جناب مریم کو
جناب عیسیٰ جیسا فرزند عطا کیا تو ظاہر
ہوا کہ درحقیقت فرزند نرینہ سے مقصود
باری عیسیٰ ہی تھے جس کی بشارت دی
گئی تھی اور جس کے عطا کرنے کا خدا
نے وعدہ فرمایا تھا۔

اس کے بعد حضرت صادق آل محمد
نے ارشاد فرمایا کہ بس اسی طرح سے
اگر ہم اہل بیت میں سے کسی فرد کے
بارے میں کسی بات کی خبر دیں اور وہ
اس میں نہ پائی جائے بلکہ اس کے بیٹے
یا پوتے میں پائی جائے تو ہمارے قول

https://www.shiabookspdf.com/

ذالک۔ کی تکذیب نہ کرنا۔

## باب (۱۲۷)

# آئمہ طاہرین کے قائم بامر اللہ ہادی خلق ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے:

"حسین بن محمد اشعری نے معلی بن محمد سے انہوں نے وشاء سے انہوں نے احمد بن عائذ سے انہوں نے ابوخدیجہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے قائم کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک یکے بعد دیگرے امر خدا کو قائم کرنے والا ہے یہاں تک کہ صاحب سیف (صاحب العصر) کا ظہور ہوگا اور وہ جب ظاہر ہوگا تو وہ امر سابق کے علاوہ اور بھی بہت سے امور پر عمل کرے گا۔

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ امام سے پوچھا گیا کہ "یوم ندعو کل اناس بامامھم" کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس سے ہر عہد کا امام زمانہ مراد ہے جو ہم اہل بیت میں سے ہوگا۔

---

# باب

## امام علیہ السلام کی خدمت میں مال پہونچانے کی اہمیت کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"حسین بن محمد بن عامر اپنے سلسلہ سند کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہونچاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ امام علیہ السلام کو لوگوں کے مال کی احتیاج ہے تو وہ کافر ہے، امام کو لوگوں کے مال کی احتیاج نہیں ہے۔

(کیونکہ قدرت نے انہیں مستغنی کر رکھا ہے) بلکہ لوگوں کو اس کی احتیاج ہے کہ امام ان کے مال کو قبول کر کے ان کے نفسوں اور اموال کو پاک کرادے جیسا کہ ارشاد خداوندی سے ظاہر ہے وہ فرماتا ہے" خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا" (وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم واللہ سمیع علیم" اے رسول تم ان کے مال سے صدقات وصول کرو اور (اس کے ذریعہ سے) ان کے نفسوں اور ان کے اموال کو پاک کراؤ،

اور ان کے واسطے دعائے خیر کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے حق میں سکون واطمینان کا باعث ہوگی اور خدا تو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے" (سورہ توبہ ۱۰۳/۱۰۴)

نوٹ! اسی باب کی پانچویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں" یا صباح درھم یوصل بہ الامام اعظم وزنا من احد" کہا (راوی) صباح ایک وہ درہم جو اپنے مال سے نکال کر امام تک پہونچایا جائے وہ وزن میں کوہ احد سے بھی زیادہ ہوگا یعنی اس کا ثواب بے حد و بے انتہا ہوگا۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے مال صرف اس لئے وصول

https://www.shiabooks.net/

وقبول کرتے ہیں تاکہ تم اور تمہارے اموال پاک ہو جائیں اور بس۔

## باب (۱۲۹)

# مال فئی اور انفال و خمس کی تحدید و تفسیر کے بیان میں

اس باب میں اٹھائیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) ساتویں اور (۲) تیرھویں، نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) احمد عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن الرضا علیہ السلام قال سئل عن قول اللہ عز وجل "واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ" فقیل لہ فما کان للہ فلمن ھو؟ فقال لرسول اللہ ولما کان لرسول اللہ فھو للامام فقیل لہ افرائیت ان کان صنف من الاصناف اکثر وصنف اقل ما یضع بہ؟ قال ذاک الی الامام ارائیت

احمد نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے آیت "واعلموا انما غنمتم الخ" جان لو کہ جو کچھ تم نفع حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول اور رسول کے قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں اور پردیسیوں کا ہے (سورہ انفال ۸ آیت ۴۱) کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جو خدا کا حصہ ہے اس کا مالک کون ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ رسولؐ ہوں گے اور جو خدا کے حق سمیت رسول کا حق ہوگا اس کے مالک امام ہوں گے، پھر پوچھا گیا کہ اگر مستحقین کے اصناف میں تفاوت ہو تو حصے کس طرح تقسیم کئے جائیں گے، فرمایا کہ جس طرح رسول خدا تقسیم فرمایا کرتے تھے ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جس کو جتنا مناسب سمجھتے تھے، دیا کرتے

https://www.shiabookspdf.com/

رسول اللہ کیف یضع ؟ ایسی انما کان یعطی علی میاری ؟ کذالک الامام

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابن ابی نصر قال، کتبت الی ابی جعفر ؑ الخمس اخرجہ قبل المؤونۃ او بعد المؤونۃ ؟ فکتب بعد المؤونۃ۔

تھے، بالکل وہی طریقہ امام کا ہے۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن ابی نصر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو لکھا کہ میں سال بھر کے مصارف نکالنے کے بعد خمس نکالوں یا سالانہ مصارف نکالنے سے پہلے خمس نکالوں، آپ نے جواباً تحریر فرمایا کہ سالانہ مصارف نکالنے کے بعد خمس نکالو۔

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ خدا نے صدقہ ہم پر حرام قرار دیا ہے کیونکہ وہ کثافت ہے اور خدا نے ہم (نبی ہاشم) کو اس لئے بہت بلند قرار دیا ہے اور دوسری حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ خمس اللہ کے لئے رسول کے لئے اور ہمارے لئے (اور ہماری اولاد) کے لئے ہے، اور تیسری حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ انفال وہ مال ہے کہ جو بغیر لشکر کشی کے حاصل ہو یا کفار و مشرکین اپنی خوشی سے دیدیں اسی طرح تمام نیستان، صحراء، پہاڑوں کے نیچے کی زمینیں یہ سب انفال میں شامل ہیں اور یہ مال انفال مخصوص ہے رسول خدا اور ان کے بعد امام علیہم السلام کے لئے انہیں اختیار ہے کہ وہ اسے جس طرح چاہیں صرف و تقسیم میں لائیں، چوتھی حدیث میں ہے کہ فسہم اللہ وسہم رسول اللہ لاولی الامر من بعد رسول اللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ اور رسولؐ کا حصہ خمس، رسول کے بعد اولوالامر کا حق ہے اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سونا، چاندی، لوہا، سیسہ اور صفر کے معادن میں خمس ہے یا نہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خمس واجب ہے۔ اور دسویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ "ھی واللہ الافادۃ یوما بیوم"

https://www.shiabookspdf.com/

خمس اوس نفع سے نکلے گا جو روز بروز حاصل ہوتا رہتا ہے اور گیارہویں حدیث
میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے فی کل ما اماد الناس من قلیل او کثیر
خمس ہر منافع سے نکلے گا وہ چاہے تھوڑا ہو یا بہت۔ اور بارہویں
حدیث میں ہے کہ عیسیٰ بن یزید نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ
بھیجکر یہ دریافت کیا کہ "ما الفائدۃ وما حدّھا" اس فائدے سے کیا مراد ہے
جس میں سے خمس نکالنا واجب ہے اور اس کی حد کیا ہے، آپ نے تحریر فرمایا
کہ الفائدۃ مما یفید الیک فی تجارۃ من ربحھا وجرت بعد
الغرامۃ او جائزۃ "فائدہ سے مراد وہ تمام (جائز) فائدے ہیں جو تمہیں حاصل
ہوں وہ چاہے تجارتی ہو یا زراعتی، خمس نکالنے میں مؤونہ سنۃ اور مصارف
مزرعت کا لحاظ رکھا جائے گا۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

https://www.shiabookspdf.com/

# کتاب الایمان والکفر

# کتاب الایمان والکفر

ثقۃ الاسلام علامہ شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ نے اس (کتاب الایمان والکفر) کو "۲۰۹" ابواب پر مشتمل فرمایا ہے جس کا پہلا باب "طینۃ المومن والکافر" ہے جس میں مومن اور کافر کی بنیاد خلقت کی حقیقت اور اس کو بنایا گیا ہے۔

---

https://www.shiabookspdf.com/

## باب (۱)

## مومن اور کافر کی طینت کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے صالح بن سہیل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں مولا یہ فرمائیے کہ"

ای شئی خلق اللہ عز وجل طینۃ المومن فقال من طینۃ الانبیاء قلت تنجس ابدا" وہ کونسی شئے ہے جس سے خداوند عالم نے مومن کی طینت کو پیدا کیا ہے، انہوں نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی طینت انبیاء کرام کی طینت سے پیدا کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی (کفر و شرک کی نجاست سے) نجس نہ ہوگی۔

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ خداوند عالم نے انبیاء کرام کو طینت علیین (جنت سے) اور ان کے قلوب و ابدان کو بھی اسی طینت سے پیدا کیا ہے اور مومنین کے قلوب کو بھی اسی سے خلق فرمایا ہے البتہ ان کے ابدان و اجسام کو دوسری مٹی سے بنایا ہے اور کفار کو (ان کی نیست اور عملی ظہور کے پیش نظر جو علم خدا میں تھی طینت سجین (جہنم) سے خلق کیا ہے اور ان کے قلوب و ابدان کو بھی اسی سے پیدا کیا ہے اور چھٹی حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا "المومنون من طینۃ الانبیاء قال نعم" کیا مومنین، انبیاء کرام کی طینت سے پیدا کئے گئے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، ان کی خلقت اسی طینت سے کی گئی ہے جس سے انبیاء پیدا کئے گئے ہیں"۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

# باب (۲)

## باب اوّل کے تتمہ کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے"۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینہ سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس قول "(واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى الخ (ترجمہ) اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے رب

نے ذریت بنی آدم کو ان کی پشت سے نکال کر ان سے اقرار لیا اور کہا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا کہ ہاں تو ہمارا رب ہے (الخ) کے بارے میں سوال کیا اور ان کے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہما السلام بھی سن رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ایک مٹھی بھر مٹی کی لی جس سے آدم کو پیدا کیا، پھر اس پر شیریں پانی ڈالا پھر اسے چالیس دن تک یونہی پڑا رکھا، پھر اس پر نمکین پانی ڈالا پھر اسے چالیس دن تک پڑا رکھا۔ یہاں تک خمیر ہو گیا پھر اسے اچھی طرح ملا دیا پھر اس کی وہ کیفیت بنا دی کہ اس سے ذرات برآمد ہو گئے اور وہ داہنے بائیں رینگ کر چلنے لگے پھر خدا نے انہیں حکم دیا کہ آگ میں جا گرو، اس حکم پر داہنی طرف والے آگ میں گر گئے اور آگ ان کے لئے گلزار بن گئی اور بائیں طرف والے آگ سے دور جا بھاگے (اسی لئے اصحاب یمین جنتی کہے جاتے ہیں اور اصحاب شمال جہنمی)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳)

# باب دوم کے تتمہ کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ملخص ترجمہ لکھا جاتا ہے:

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے داؤد عجلی سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حمران سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے، کہ خداوند عالم نے ادیم ارض سے مٹی منگوائی پھر اسے میٹھے اور نمکین یعنی کھاری پانی سے گوندھا پھر خمیر ہونے کے بعد آدم کا پتلا تیار کیا، پھر ذرات برآمد کئے اور ان سے خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت اور علی کی ولایت اور دیگر اولی الامر یعنی آئمہ طاہرین کی امامت کا اقرار لیا۔

پھر اگ کو حکم دیا وہ بھڑک اٹھی اس کے بعد داھنی طرف رینگنے والے ذرات کو حکم دیا کہ آگ میں جا گرے وہ دوڑ پڑے پھر ان کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا اور بائیں طرف والے ذرات نے آگ میں گرنے سے انکار کیا انہیں جہنم کا ایندھن بنا دیا۔

# باب (۴)

# اقرار ربوبیت میں رسول خدا کی اوّلیت کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلے حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے "محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے صالح بن سہل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ قریش کے بعض لوگوں نے ایک دن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا، بای شئی سبقت الانبیاء وانت بعثت آخرھم وخاتمھم؟ کہ آپ تمام انبیاء و رسل پر فضیلت میں سبقت کیونکر لے گئے جب کہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں اور ان کے خاتم ہیں آپ نے ارشاد فرمایا انی کنت اول من امن بربی " میں چونکہ ساری مخلوقات میں سب سے پہلے پیدا ہوا ہوں اور سب سے پہلے اپنے رب کی ربوبیت پر ایمان لایا ہوں، واول من اجاب حیث اخذ اللہ میثاق النبیین واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قلت انا اول نبی قال بلیٰ" اور جب خداوند عالم نے انبیاء سے میثاق وعہد محکم لینے کے لئے نفسوں پر گواہ بناتے ہوئے فرمایا "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو سب انبیاء سے پہلے میں نے کہا ہاں بے شک

تو ہمارا رب ہے، یعنی میں نے تمام انبیاء پر اقرار ربوبیت میں محل عہد و میثاق میں بھی سبقت کی ہے (اسی لئے خدا نے مجھے ہر حیثیت سے تمام انبیاء پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

# باب (۵)

## عالم ذر میں عنوان جواب کے بیان میں

اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے انہوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (مولا جب کہ ذرات کائنات و مخلوقات اتنی چھوٹی حیثیت میں تھے کہ ان کا نظر آنا بھی مشکل ہی تھا) تو انہوں نے جواب کیونکر دیا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (خدائے قادر مطلق نے) ان میں یہ صلاحیت پیدا کر دی تھی کہ وہ سوال کا جواب دے سکیں، چنانچہ انہوں نے مرضی معبود کے مطابق سوال کا جواب دیا۔

https://www.shiabooks.net/

# باب (۶)

## مخلوقات کے فطرت توحید پر پیدا ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری (۲) تیسری نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے ابن رباب

محبوب عن علی بن رئاب عن زرارۃ قال سالت ابا عبداللہ عن قول اللہ عزوجل فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا، قال فطرھم جمیعا علی التوحید"

سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا" فطرۃ اللہ الخ اللہ کی فطرت وہ ہے ..... جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (روم ۳۰) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ خدا نے سب کو فطرت توحید پر پیدا کیا ہے۔

---

(۲) علی بن ابراھیم عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن ابن اذینۃ عن زرارۃ عن ابی جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن قول اللہ عزوجل "حنفاء للہ غیر مشرکین بہ" قال الحنفیۃ من الفطرۃ التی فطر اللہ الناس علیھا، لا تبدیل لخلق اللہ۔

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینہ سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے قول خدا" خالص اللہ کے لئے بغیر اس کا شریک کئے" کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وہ فطرت ہے جس پر خدا نے سب کو پیدا کیا ہے، اللہ کی فطرت و خلقت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

---

توضیح: مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم ساری مخلوق کو فطرت اسلام و توحید پر پیدا کرتا ہے یعنی جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے وہ چاہے مشرک کے گھر پیدا ہو یا یہودی اور نصرانی کے ہاں پیدا ہو وہ اپنی فطرت میں مسلمان ہوتا ہے خدا کسی کو کافر نہیں پیدا کرتا، وہ خالق ہے اور خالق اپنی مخلوق کو اسی دین پر پیدا کرتا ہے جو اس کا اپنا ہے" ان الدین عند اللہ الاسلام" خدا کے

نزدیک صرف اسلام دین ہے۔ علامہ مجلسیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول خدا کی یہ مسلمہ حدیث دین ہے، کل مولود یولد علی الفطرۃ وابواہ یھودانہ وینصرانہ" المراد بھذہ الفطرۃ، الاسلام" ہر مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے بعد اگر وہ یہودی کے گھر ہوتا ہے تو اس کا باپ اسے یہودی بنا لیتا ہے اور اگر نصرانی کے گھر ہوتا ہے تو اس کا باپ اسے نصرانی بنا لیتا ہے۔
مراۃ العقول صـ۱۴ ج ۲

# باب (۷)

## مومن کے صلب کافر سے پیدا ہونے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔
"حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے انہوں نے حسن بن علی وشاء سے انہوں نے علی بن میسرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا نطفہ جب صلب مشرک میں ہوتا ہے تو اس پر شرک کا کوئی اثر نہیں ہوتا پھر جب وہ رحم مشرک میں پہونچتا ہے جب بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا، پھر جب وہ پیدا ہوتا ہے تب بھی کوئی نقصان نہیں پہونچتا یعنی شرک کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وقت آنے پر وہ ظاہر ہو جاتا ہے اور قلم قدرت اس پر چل جاتا ہے۔

# باب (۸)

# خلقت مومن کی "بنیادی کیفیت" کے بیان میں

اس باب میں ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے ابراہیم بن مسلم حلوانی سے انہوں نے ابو اسمعیل الصیقل الرازی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ" جنت میں ایک درخت ہے "منوں" کہتے ہیں، خداوند عالم جب کسی مومن کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا ایک قطرہ کسی پھل یا ترکاری پر گرا دیتا ہے پھر جو اسے کھاتا ہے وہ چاہے مومن ہو یا کافر اس کے صلب سے مومن پیدا ہوتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۹)

# اسلام کے، صبغۃ اللہ، ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

علی بن ابراھیم عن ابیہ وعدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد جمیعا عن ابن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے اور ان سب نے ابن محبوب سے انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے قول خدا "صبغۃ اللہ الخ" رنگ تو خدا ہی

فی قول اللہ عز وجل "صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ" قال الاسلام وقال فی قولہ عز وجل "فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ" قال ھی الایمان باللہ وحدہ لاشریک لہ۔

کا رنگ ہے جس میں اے مسلمانوں تم ان کے رنگے گئے ہو اور خدائی رنگ سے بہتر کون سا رنگ ہوگا" کے بارے میں روایت کی ہے امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد اسلام ہے اور ارشاد فرمایا کہ قول خدا فقد استمسک الخ جو خدا پر ایمان لایا اس نے ایسی رسّی پکڑ لی جو ٹوٹ ہی نہیں سکتی" میں عروۃ الوثقیٰ سے مراد اللہ پر ایمان لانا ہے اور اسے وحدہ لاشریک دل سے ماننا ہے۔

**توضیح** مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ جب پیدا ہوئے تھے اور ان کو غسل دیا گیا تھا تو جس پانی سے غسل دیا گیا تھا اسے لوگوں نے جمع کر لیا تھا اور اس سے ہزاروں شیشیاں بھر لی تھیں اور تبرک کے طور پر اسے تقسیم کیا تھا، وہ سلسلہ اب تک باقی ہے اور عیسائیوں کے ہاں اب بھی جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسے زرد پانی سے نہلاتے ہیں اور اس نہلانے کو اصطباغ یا بپتسمہ کہتے ہیں، اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ گویا یہ بچہ مذہبی رنگ میں رنگا گیا، عہد رسول کریم صلعم میں عیسائی مسلمانوں کو طعنہ دیتے تھے کہ تم لوگوں کا چونکہ اصطباغ نہیں ہوتا لہٰذا تم نہ پاک ہوتے ہو اور نہ مذہبی حیثیت کے مالک قرار پاتے ہو، اس کے جواب میں خدا نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کا مذہبی رنگ اسلام ہے۔ یعنی جو مسلمان ہے وہ خدا کے رنگ میں رنگا گیا اور وہی سب سے بہتر رنگ ہے یعنی پانی سے رنگنے سے پاکیزگی نہیں ہوتی اصلی پاکیزگی نفس کی ہے جو اسلام کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے، فیروز آبادی کا کہنا ہے کہ جس طرح عیسائیوں کے ہاں زرد رنگ سے رنگا جانا عیسائیت کی دلیل ہے اسی طرح اسلام میں ختنہ مسلمان ہونے کی نشانی ہے (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۱) امام راغب

اصفہانی لکھتے ہیں کہ صبغۃ اللہ کا مطلب اللہ کی پیدا کردہ عقل ہے جس کے سبب انسان چارپایوں سے تمیز ہے ....." عیسائی بیٹے کو ساتویں دن کے بعد بپتسمہ کے پانی میں ڈبو کر اس رسم کو صبغہ کہتے تھے، اللہ نے فرمایا،،
الخ (مفردات امام راغب اصفہانی ص۲۳۱)

# باب (۱۰)

# سکینہ سے ایمان کے مراد ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) تیسری (۲) پہلی (۳) پانچویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن ابی حمزۃ عن ابی جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن قول اللہ عز وجل " وانزل السکینۃ فی قلوب المومنین" قال ھو الایمان قال وسالتہ عن قول اللہ عز وجل " وایدھم بروح منہ " قال ھو الایمان "۔

محمد بن یحیی نے احمد بن عیسی سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابو حمزہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے " قول خدا " وانزل السکینۃ الخ خدا نے قلوب مومنین میں سکینہ نازل کیا ہے " (سورۃ فتح نمبر۴) کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا، سکینہ سے ایمان مراد ہے، اور میں نے قول خدا " وایدہم الخ اور اپنے خاص نور (ایمان) سے ان کی تائید کی ہے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہاں روح سے

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن ابن محبوب عن العلاء عن محمد بن مسلم عن ابی جعفرؑ قال السکینۃ الایمان۔

مراد، ایمان ہے

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سکینہ سے مراد ایمان ہے۔

---

(۳) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسٰی بن عبید عن یونس عن جمیل قال سالت اباعبداللہؑ عن قولہ عز وجل "ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین" قال ھو الایمان قال "وایدھم بروح منہ" قال ھو الایمان وعن قولہ "والزمھم کلمۃ التقوی" قال ھو الایمان۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسٰی بن عبید سے انہوں نے یونس سے انہوں نے جمیل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "ھو الذی انزل اللہ وہ ہے جس نے قلوب مومنین میں سکینہ نازل کیا" کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ سکینہ سے مراد ایمان ہے۔ اور آیت "ایدھم بروح منہ" سے سوال کیا تو فرمایا روح سے ایمان مراد ہے اور آیت "والزمھم الخ اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا (الفتح ۲۶) کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ اس سے بھی ایمان مراد ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۱)

# اخلاص کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن عبداللہ بن مسکان عن ابی عبداللہ ؑ فی قول اللہ عزوجل حنیفاً مسلماً، قال خالصاً مخلصاً لیس فیہ شیئی من عبادۃ الاوثان۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے عبداللہ ابن مسکان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "حنیفاً مسلماً" کے بارے میں روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو بالکل خلوص اور اخلاص سے ساتھ مانا جائے اور اس کی پاک دل سے عبادت کی جائے، اس کی عبادت اور اس کے ماننے میں بتوں کی طرف ذرہ بھر بھی میلان نہ ہو۔

https://www.shiabookspdf.com/

**توضیح** علامہ مجلسی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ کو صحیح مسلم بن کر ماننا چاہیئے یعنی اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنی چاہیے اور اس کی ہر نہی سے باز رہنا چاہیئے۔ یہی معنی "حنیف" کے ہیں یعنی حنیف کہتے ہیں "المسلم بمن کان خالصاً للہ، مخلصاً عملہ عن الشرک الجلی والخفی" اس مسلمان کو جو اللہ کے بارے میں بالکل خالص نیت کا مالک ہو اور اس کا عمل ظاہری اور باطنی شرک

سے پاک ہو، نہ وہ بتوں کی عبادت کرتا ہوں اور نہ شیطان کے عمل بلسے متاثر ہو (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۸)

# باب (۱۲)

# شرایع دینیہ کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے:

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن خالد سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے سماعہ بن مہران سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد "فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل جس طرح تمام بڑے بڑے رسولوں نے تبلیغ دین میں مصیبتوں پر صبر کیا اے نبی تم بھی صبر کرو" (احقاف ۳۵) کے متعلق سوال کیا اور پوچھا کہ "اولوالعزم" کون سے رسول ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ رسول ہیں جنہیں خداوند عالم نے "اولوالعزم" قرار دیا ہے وہ پانچ یہ ہیں (۱) حضرت نوح (۲) حضرت ابراہیم (۳) حضرت موسیٰ (۴) حضرت عیسیٰ (۵) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے سوال کیا کہ مولا، ان کے اولوالعزم ہونے کی نشانی کیا ہے، ہم کیسے سمجھیں کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء و رسل میں یہ حضرات اولوالعزم ہیں، ارشاد فرمایا کہ سنو، تم ان کی سیادت منازل اور بزرگی کا اس سے اندازہ کر سکتے ہو کہ حضرت نوح کو خداوند عالم نے کتاب (صحف) و شریعت کے پابند رہے اور انہیں کے راستے پر چلتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم مبعوث ہوئے خدا نے ان کو بھی کتاب و شریعت عطا کی اور

انہیں حکم دیا کہ کتاب و شریعت نوح پر ایمان رکھنے کے باوجود ان پر عمل ترک کر دو اور اپنی کتاب و شریعت کے عملی کو رائج کرو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ان کے بعد سے جتنے انبیاء آئے وہ سب انہیں کی کتاب و شریعت پر عمل کرتے رہے اور انہیں کے راستے پر چلتے رہے یہاں تک خدا نے حضرت موسیٰ کو مبعوث فرمایا اور انہیں کتاب و شریعت سے نوازا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ابراہیم کی کتاب اور شریعت کے آداب کے ساتھ ان پر عمل نہ کریں اور اپنی کتاب و شریعت کو رائج کریں چنانچہ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا، ان کے بعد سے جتنے انبیاء آئے وہ سب انہیں کی کتاب و شریعت کے پابند تھے اور انہیں راستوں پر چلتے رہے یہاں تک کہ خدا نے حضرت عیسیٰ کو مبعوث فرمایا اور انہیں کتاب و شریعت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ موسیٰ کی کتاب و شریعت کی صحت کو تسلیم کرنے کے باوجود اس پر عمل ترک کر کے اپنی شریعت و کتاب پر عمل کرو اور اسی کو رائج کرو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر ان کے بعد (عہد فترت میں انہیں کی شریعت پر عمل ہوتا رہا) حتی جاء محمدؐ بالقرآن و بشریعته و منهاجه فحلاله حلال الی یوم القیامة و حرامه حرام الی یوم القیامة یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور خدا نے ان کو قرآن مجید عطا کیا اور ان کی شریعت قائم کی اور ان کے لئے دینی طریقے اور راستے معین فرمائے اور انہیں قیامت تک کے لئے خاتم النبیین بنا دیا اب ان کا حلال کیا ہوا قیامت تک حلال رہے گا اور ان کا حرام کیا ہوا قیامت تک حرام رہے گا۔

# باب (۱۳)

## اسلام کے دعائم کے بیان میں

اس باب میں پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری سے اور (۲) چودھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن یونس بن عبد الرحمن عن عجلان بن ابی صالح قال قلت لابی عبد الله علیه السلام اوقفنی علی حدود الایمان فقال شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله والاقرار بما جاء به من عند الله وصلوة الخمس وادآء الزکوة وصوم شهر رمضان وحج البیت وولایتنا وعداوة اعدائنا والدخول مع الصادقین

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے انہوں نے عجلان بن ابی صالح سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے ایمان کی حدود سے واقف فرمایئے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان تمام چیزوں کا اقرار کرنا جو خدا کی طرف سے حضور صلعم لائے ہیں اور پانچ وقت کی نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور ماہ رمضان کا روزہ رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور ہم میں سے ولی وقت کی نیز جملہ ہمارے اولیاء کی ولایت کا قائل ہونا اور ان کی محبت دل میں رکھنا اور دشمنوں سے بیزاری کرنا اور سچوں میں داخل ہونا یعنی سچوں کے ساتھ ہونا۔ (یہی دعائم اسلام اور حدود ایمان ہیں۔)

---

(۲) علی بن ابراهیم عن ابیه وابو علی اشعری عن محمد بن عبد الجبار جمیعاً عن صفوان عن عمر بن حریث

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو علی اشعری سے انہوں نے محمد بن عبد الجبار سے اور ان سب نے صفوان سے انہوں نے عمر بن حریث سے روایت کی ہے وہ

https://www.shiabookspdf.com/

قال دخلت علی ابی
عبد اللہ علیہ السلام
وھو فی منزل اخیہ
عبد اللہ بن محمد،
فقلت لہ جعلت
فداک ما حولک
الی ھذا المنزل؟
قال طلب النزھۃ،
فقلت جعلت
فداک الا اقص
علیک دینی؟
فقال بلی فقلت
ادین اللہ بشھادۃ
ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک
لہ وان محمدا عبدہ
ورسولہ وان الساعۃ
آتیۃ لا ریب فیھا
وان اللہ یبعث
من فی القبور
واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ
وصوم شھر رمضان
وحج البیت والولایۃ
لعلی امیر المومنین
بعد رسول اللہ

کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس
وقت اپنے بھائی عبداللہ بن محمد کے
مکان میں تھے، میں نے
عرض کی میری جان آپ پر فدا ہو حضور
اس مکان میں کیوں تشریف لائے
اور ٹھہرے ہیں، فرمایا، ذرا سکون کے
لئے، پھر میں نے کہا کہ میری جان
آپ پر قربان ہو کیا آپ اجازت دیں
گے کہ میں آپ کے سامنے یہ بیان
کروں کہ میں دین سے کیا سمجھا ہوں
اور کیا اعتقاد رکھتا ہوں، فرمایا، ہاں
بیان کرو، میں نے کہا کہ اس بات کی
شہادت دیتا کہ اللہ ایک ہے اس کے
سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس
کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلعم اس
کے عبد اور رسول ہیں اور یہ کہ قیامت
آنے والی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں
اور یہ کہ خداوند عالم ایک دن ان لوگوں
کو جو قبروں میں ہیں اٹھائے گا اور
نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور ماہ
رمضان کا روزہ رکھنا اور بیت اللہ کا
حج کرنا اور علی بن ابی طالب کی ولایت
کا اس طور سے قائل ہونا کہ وہ رسول
کے بعد ولی الامر ہیں ان کے بعد

https://www.shiabookspdf.com/

والولاية للحسنؑ
والحسينؑ والولاية
لعلی بن الحسين
والولاية لمحمد بن
علی ولك من بعده
صلوٰة الله وسلامه
عليهم اجمعين
وانكم ائمتی عليه
احياء وعليه اموت
وادين الله به فقال
يا عمرو هذا والله
دين الله ودين
آبائی الذی ادين الله
به فی السرّ والعلانية
فاتق الله وكف لسانك
الا من خير ولا تقل
انی هديت نفسی
بل الله هداك
فادّ شكر ما انعم الله
عزوجل به عليك
ولا تكن ممّن اذا قبل
طعن فی عينه واذا
ادبر طعن فی قفاه
ولا تحمل الناس
علی كاهلك فانك اوشك

حسنؑ و حسینؑ ہیں پھر علی بن الحسینؑ
ہیں پھر محمد بن علی ہیں پھر ان کے بعد
آپ ولی الامر ہیں سب پر اللہ کی رحمت
نازل ہو اور اسی پر بفضلہٖ میں چلتا
ہوں اور یہی میرا دین ہے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے
عمرو خدا کی قسم یہی اللہ تعالیٰ اور میرے
آباؤ اجداد کے نزدیک "دین" ہے
ہم اسی کو دین سمجھتے ہیں باطن میں بھی
اور ظاہر میں بھی۔

اے عمرو اللہ سے ڈرو اور اپنی
باتوں کے علاوہ تمام باتوں سے اپنی زبان
کو بند رکھو اور دیکھو یہ نہ کہنا کہ میں
نے اپنی طرف سے ہدایت حاصل کی ہے
بلکہ یہ کہنا کہ خدا نے مجھے ہدایت دی
ہے اور خدا کا اس امر پر شکریہ ادا کرو
کہ اس نے تمہیں ان امور کی ہدایت
کی ہے، تم کو چاہیئے کہ تم ان چیزوں
پر خدا کا شکریہ ادا کرو جو اس نے
از قسم ہدایت تم کو عطا کی ہیں اور ان
لوگوں میں سے نہ بنو جن کے منہ پر
بھی لوگ طعنہ دیں اور پیٹھ پیچھے بھی
اور دیکھو لوگوں کو برا بھلا کہہ کر ان کو
اپنے کندھوں پر سوار نہ کرو، اگر تم
نے احتیاط سے کام نہ لیا تو یاد رکھو

https://www.shiabookspdf.com/

ان حملت الناس علی کاھلک ان یصدعوا شعب کاھلک ۔

کہ لوگ بھی تمہاری پشت کو زخمی کر دیں گے (دنیا بہت بری ہے اس سے بچتے رہو اور احتیاط سے کام لو)

نوٹ! اسی باب کی پانچویں حدیث صحیح میں ہے کہ ولایت کا درجہ تمام عبادات سے افضل ہے کیونکہ یہی ان کی کنجی ہے یعنی اس کا ماننا سب سے زیادہ اہم ہے اور چھٹی حدیث صحیح میں ہے کہ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ولایت کے بارے میں کونسی آیت اور حدیث ہے جو اس کی افضلیت پر دال ہے انہوں نے فرمایا کہ آیۃ اولوالامر اس پر محکم دلیل ہے جس میں ان کی اطاعت فرض قرار دی گئی ہے نیز رسول کی یہ حدیث ہے "من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ" جو امام زمانہ کو پہچانے بغیر مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا" اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ میں سے کسی کا بھی اس شدومد سے اعلان نہیں کیا جس شدومد سے یوم غدیر ولایت کا اعلان فرمایا ہے اور نویں حدیث صحیح میں ہے کہ ولایت کا اعتقاد سب سے اہم ہے اور آیۃ اولوالامر اس پر دال ہے اور "اولوالامر" بارہ امام ہیں"۔

https://www.shiabooks.net

# باب (۱۴)

## اسلام لانے کے بعد قتل سے بچ جانے کے بیان میں نیز یہ کہ اسلام اور ایمان میں فرق ہے

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے:

علی بن ابراھیم، عن محمد بن عیسیٰ عن یونس، عن جمیل بن دراج قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل" وقالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم، فقال لی الا تری ان الایمان غیر الاسلام۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے جمیل بن دراج سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا" قالت الاعراب الخ" عرب کے بدوؤں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے اے رسول ان سے تم کہدو، کہ تم ایمان نہیں لائے (لہٰذا دعوے ایمان غلط ہے) تم یہ کہو کہ ہم اسلام لائے تو (یہ ٹھیک ہوگا) کیونکہ ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا، تو حضرت نے فرمایا کہ ایمان، اسلام سے الگ ہے۔

نوٹ! اس باب کی پہلی حدیث میں، الاسلام یحقن بہ الدم وتودی بہ الامانۃ وتستحل بہ الفروج والثواب علی الایمان یعنی اسلام لانے کے بعد کافر کی

جان قتل ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہے، اور اس کی رکھی ہوئی امانت اسے واپس دینا ضروری ہو جاتا ہے اور مسلمان عورتوں سے اس کا نکاح جائز ہو جاتا ہے (یعنی اسلام سے اسے یہ فائدے پہنچتے ہیں لیکن ثواب کا دارومدار ایمان پر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اسلام صرف اقرار کا نام ہے اور ایمان اقرار اور عمل کو کہتے ہیں اور چوتھی حدیث میں ہے کہ اسلام کا تعلق ظاہر سے ہے، جو وحدانیت کا قائل ہو، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کو مانتا ہو اور اس پر عمل پیرا ہو وہ مسلمان ہے اور ایمان ان چیزوں کو ماننے کے ساتھ ولایت و امامت کے قائل ہونے کو کہتے ہیں۔ جو اس کا قائل نہ ہو وہ مسلمان ہو گا مگر بھٹکا ہوا مطلب یہ ہے کہ جو مومن نہ ہو گا اس کا مسلم ہونا نجات کے لئے ناکافی ہے۔

## باب (۱۵)

https://www.shiabookspdf.com/

# ایمان میں اسلام کے داخل ہونے اور اسلام میں ایمان کے داخل نہ ہونے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کیجاتی ہے۔

"عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن الحسن بن محبوب عن ابی الصباح الکنانی قال قلت لابی

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ابو الصباح کنانی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ

عبد الله السلام، ایهما افضل، الایمان او الاسلام؟ فان من قبلنا یقولون ان الاسلام افضل من الایمان فقال الایمان ارفع من الاسلام قلت فاوجدنی ذلک، قال ما تقول فیمن احدث فی المسجد الحرام متعمداً؟ قال قلت یضرب ضرباً شدیداً، قال اصبت، قال فما تقول فیمن احدث فی الکعبة متعمداً؟ قلت یقتل، قال اصبت، الا تری ان الکعبة افضل من المسجد وان الکعبة تشرک المسجد والمسجد لا یشرک الکعبة وکذلک الایمان یشرک الاسلام والاسلام لا یشرک الایمان۔

سے کہا کہ (مولا) یہ فرمایئے کہ ایمان اور اسلام میں افضل کون ہے؟ یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ میرے گھر کے سامنے کچھ لوگ رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اسلام، ایمان سے افضل ہے۔ حضرت نے فرمایا (وہ غلط) کہتے ہیں، ایمان اعلیٰ وارفع ہے اسلام سے میں نے عرض کی مولا مجھے سمجھایئے؟ انہوں فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص مسجد الحرام میں عمداً پیشاب یا پاخانہ کر دے تو اس کی کیا سزا ہے، میں نے کہا کہ اسے اچھی طرح مارا جائیگا فرمایا، ٹھیک کہتے ہو، اچھا یہ بتاؤ کہ جو شخص خانہ کعبہ میں عمداً یہی حرکت کرے تو اس کے بارے میں تم کیا سزا سمجھتے ہو، میں نے عرض کی کہ ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔ فرمایا ٹھیک ہے، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ خانہ کعبہ افضل ہے مسجد الحرام سے اور کعبہ میں مسجد الحرام شریک ہے لیکن مسجد میں کعبہ شریک نہیں اسی طرح ایمان میں اسلام شریک اور داخل ہے لیکن اسلام میں ایمان شریک اور داخل نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

**توضیح** مطلب یہ ہے کہ مسجد الحرام اپنی تمام فضیلتوں کے باوجود عظمت میں خانہ کعبہ میں عمداً حدث کرنے والا قتل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اس کا احترام ضروریات دین میں داخل ہے اور ضروریات دین سے روگردانی کرنے والا کافر ہوتا ہے یہ بات مسجد الحرام کے لئے نہیں ہے اس کی توہین کرنے والا گناہگار ہوگا اور اسے اذیت دینے والی سزا دی جائے گی۔ مگر وہ قتل نہیں کیا جائے گا۔ نیز یہ کہ عظمت کعبہ میں مسجد الحرام کی عظمت داخل ہے لیکن عظمت کعبہ شامل نہیں ہے یعنی دونوں میں فرق ہے تو جس طرح ان دونوں میں فرق ہے اسی طرح ایمان اور اسلام میں فرق بھی ہے۔ جو مومن ہوگا اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے اور جو مسلمان ہوگا اس کا مومن ہونا ضروری نہیں ہے۔

# باب (۱۶)

https://www.shiabookspdf.com/

# اسلام کے قبل ایمان ہونے کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ملخص ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے عباس بن معروف سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبدالرحمن الفصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالملک بن اعین کے ذریعہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جس میں ان سے پوچھا کہ، ایمان کیا ہے۔ انہوں نے خط پر جواب میں تحریر فرمایا کہ" الایمان ھو الاقرار باللسان وعقد فی القلب وعمل بالارکان، زبان سے اقرار، دل میں اعتقاد اور اعضاء و جوارح سے عمل کو ایمان کہتے ہیں، دیکھو" فقد یکون العبد مسلماً قبل ان یکون مومناً ولا یکون مومناً حتی یکون مسلماً

فالاسلام قبل الایمان " انسان مومن ہونے سے قبل مسلمان ہوتا ہے اور اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک مسلمان نہ ہو مطلب یہ ہے کہ اسلام ایمان سے پہلے ہوتا ہے۔ یعنی جو مومن ہوگا اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے لیکن جو مسلمان ہوگا اس کا مومن ہونا ضروری نہیں ہے۔

# باب (۱۷)

## پندرھویں اور سولھویں باب کے تتمہ کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے:

https://www.shiabookspdf.com/

" محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن اسمٰعیل سے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے ابوالصباح الکنانی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کہا گیا کہ " جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہو اور وحدانیت و رسالت کی گواہی دیتا ہو تو پس وہ مومن ہوگا؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر اسی کا نام ایمان ہے تو پھر " این فرائض اللہ " اللہ کے فرائض و احکام کہاں گئے؟ اور اگر ان ہی دو باتوں پر ایمان کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور کلمہ پڑھ لینا ہی ثبوت ایمان کے لئے کافی ہے تو پھر نماز روزہ اور حلال و حرام کا دین سے کیا تعلق رہ جاتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس نے لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کا اقرار کر لیا اور اس کی گواہی دے دی تو وہ مومن ہو گیا، حضرت نے فرمایا کہ اگر یہی ہے

تو پھر مجرموں کو سزائیں کیوں دی جاتی ہیں۔ اور چوروں کے ہاتھ کیوں کاٹے جاتے ہیں۔ جبکہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہوتے ہیں (حالانکہ مومن ہونے کی صورت میں ان کو کسی قسم کی سزا نہیں ملنی چاہیئے) کیونکہ مومن کا درجہ بہت بلند ہے، ملائکہ مومن کے خادم ہوتے ہیں، اللہ کا جوار مومنین کے لئے ہے، جنت مومنین کے واسطے ہے، حورالعین مومنین کی خاطر ہیں من جحد الفرائض کان کافراً" سنو جو فرائض کا منکر ہے۔ وہ کافر ہے یعنی مومن وہ ہے جو فرائض کی اسکی ولایت ہے، مطلب یہ ہے کہ صرف کلمہ پڑھ لینے سے مومن نہیں بن سکتا، اس کے لئے فرائض اللہ پر عمل ضروری ہے۔

# باب (۱۸)

https://www.shiabookspdf.com/

## ایمان کے تمام اعضائے بدن سے تعلق کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچویں حدیث منقل کی جاتی ہے۔

عنه عن ابیه عن النضر بن سوید عن یحیی بن عمران الحلبی عن ابوایوب بن الحر عن ابی بصیر قال کنت عند ابی جعفر علیه السلام فقال له سلام، ان خیثمة بن ابی خیثمة یحدثنا عنك انه سالك عن الاسلام فقلت لهان

راوی نے اپنے باپ سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحیٰی بن عمران الحلبی سے انہوں نے ایوب بن حر سے انہوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، میرے سامنے "سلام" نے حضرت سے کہا کہ خیثمہ بن ابی خیثمہ نے مجھ سے آپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اس نے

الاسلام من استقبل قبلتنا وشهد شهادتنا وسلك نسكنا وولى ولينا وعادى عدونا فهو مسلم فقال صدق خيثمة قلت وسالك عن الايمان فقلت الايمان بالله والتصدق بكتاب الله وان لا يعصى الله فقال صدق خيثمة۔

آپ سے اسلام کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ ہمارے قبلہ کا استقبال کیا جائے اور ہماری جیسی شہادت دی جائے اور ہماری جیسی عبادت کی جائے اور ہمارے ولی کی ولایت اختیار کی جائے اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی کی جائے تو جو ایسا کرے وہ مسلم ہے حضرت نے فرمایا کہ خیثمہ نے درست کہا ہے۔

پھر میں نے کہا کہ آپ سے اس نے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور کتاب خدا کے (احکام رسالت اما عدل، معاد وغیرہ) کی تصدیق کرنا اور یہ کہ اللہ کی معصیت نہ کی جائے" آپ نے فرمایا کہ خیثمہ نے صحیح کہا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے (قول خدا) "ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا" کان، آنکھ اور دل سے سوال کیا جائے گا" فرمایا کہ کانوں سے اس کے متعلق جو سنا ہے اور آنکھوں سے اس کے متعلق جو دیکھا ہے اور دل سے اس کے متعلق جو عقیدہ رکھا ہے، پوچھ گچھ کی جائیگی (یعنی اعضا و جوارح سے پوچھ گچھ کی جائے گی یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ان اعضا سے ایمان کا تعلق ہے) نیز یہ کہ مسلمان اور مومن ہونے کے بعد تمام اعضاء و جوارح پاک ہو جاتے ہیں اور ایمان تمام رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔

اور چھٹی حدیث صحیح ہیں ہے کہ عمل کا تعلق ایمان سے ہے اور ایمان ثابت نہیں ہوتا جب تک عمل نہ ہو۔

# باب (۱۹)

# ایمان کی طرف سبقت کے بیان میں

اس باب ہیں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے بکر بن صالح سے انہوں نے قاسم بن بزید سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوعمرو زبیری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہیں نے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت ہیں عرض کی کہ کیا ایمان کے لئے درجات اور منازل ہیں جس سے خداوند عالم کی نگاہ ہیں ایک مومن کو دوسرے مومن پر فضیلت ہوتی ہے؟ فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے ہیں نے عرض کی فدا آپ پر رحم کرے ذرا اس کی وضاحت فرمائیے تاکہ ہیں اچھی طرح سمجھ لوں، فرمایا سنو، مومنین کے لئے اسی طرح سبقت ہے جس طرح گھڑ دوڑ ہیں ہوتی ہے، خدا سبقت کے پیش نظر مومنین کو فضیلت دیتا ہے، ہر شخص ایمان کی دوڑ ہیں ایک دوسرے سے فضیلت حاصل کرتا ہے کرامت خداوندی کا مستحق ہوتا ہے، یہ خدا کا انصاف ہے کہ اس نے فاضل کو مفضول پر اور مسبوق کو سابق پر فضیلت نہیں دی اگر ایسا نہ ہوتا تو اس امت کے آخر والے، اول والوں سے فضیلت ہیں مل جاتے اور دونوں کا ایک درجہ ہو جاتا اور سبقت کو کوئی فضیلت نہ ہوتی پھر اس طرح انصاف کا تقاضا پورا نہ ہوتا، خدا نے ایسا کیا ہے کہ ایمان ہیں سبقت کرنے والوں کو ان لوگوں پر فضیلت دی ہے، راوی کہتا ہے کہ ہیں عرض

کی کہ مولا وہ آیات بتایئے جن کے ذریعہ سے خدا نے سبقت کرنے کی فضیلت کا اظہار فرمایا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سنو "خدا فرماتا ہے" سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا العرض السماء والارض اعدت للذین امنوا باللہ ورسلہ "سبقت کرو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین جیسی ہے اور جو ان لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں (الحدید و آل عمران) اور فرمایا" السابقون السابقون اولئک المقربون "سبقت کرنے والے، سبقت کرنے والے ہیں اور وہی مقربین باری تعالےٰ ہیں (الواقعہ ۱۰/۱۱) اور فرمایا" والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ "اور سب سے پہلے سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں ان کا اتباع کیا اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہیں (التوبۃ ۱۰۰) اللہ نے ابتداء کی مہاجرین اولین سے ان کے سبقت کے درجے کو بیان کرکے، دوسرے درجہ میں انصار کو رکھا ہے اور تیسرے درجے میں ان نیکوکاروں کو جو اتباع کرنے والے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے ہر قوم کو ان کے درجات و منازل کے لحاظ سے فضیلت میں رکھا ہے، پھر خدا نے اپنے اولیاء کے مراتب کو واضح فرمایا" ارشاد فرماتا ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم فوق بعض درجات الخ "یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی، ان میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور درجات کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر بلندی عطا کی (البقرۃ ۲۰۳) اور فرمایا ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض "ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے (الاسراء ۵۵) اور فرمایا انظر کیف فضلنا بعضھم علی بعض وللاخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا" دیکھو ہم نے کیونکر بعض کو بعض پر فضیلت دی اور آخرت از روئے درجات اور فضیلت، بہت بڑی چیز ہے (الاسراء ۲۱) اور فرمایا "ھم درجات عند اللہ" خدا کے نزدیک ان کے درجات ہیں (آل عمران ۱۶۳) اور فرمایا" ویؤت کل ذی فضل فضلہ ہر صاحب فضل کو اس کی فضیلت دی گئی ہے (ہود ۳) اور فرمایا" الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم

https://www.shiabookspdf.com/

درجة عند الله" جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کیا اور اپنے مالوں اور اپنے نفسوں سے پیش خدا ان کے درجات ہیں (التوبہ ۲۰) اللہ فرمایا، فضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما، درجات منه ومغفرة ورحمة اللہ نے فضیلت دی ہے جہاد کرنے والوں کو گھر میں بیٹھ رہنے والوں پر اور ان کے لئے بڑا اجر ہے اور درجات ہیں اور مغفرت و رحمت ہے (النساء ۹۶) اور فرمایا، لا يستوي منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا تم میں وہ جس نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں اپنا مال صرف کیا اور قتال کیا اس کا بڑا مرتبہ ہے وہ ان لوگوں کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا (الحدید ۱۰) اور فرمایا یرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات" اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے جن کو علم کے درجات دیئے گئے ہیں (المجادلہ ۱۱) اور فرمایا۔ ذلك بانهم لا يصيبهم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة في سبيل الله ولا يطؤن موطئا يغيظ الكفار ولا ينالون من عدو نيلا الا كتب لهم یہ مرتبہ اس لئے ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں ان کو نہ پیاس کا احساس ہوا نہ تعب کا نہ بھوک کا اور نہ انہوں نے کوئی ایسی پیش قدمی کی جو کفار کو غیظ میں لاتی اور نہ انہوں نے دشمن سے کوئی فائدہ حاصل کیا مگر یہ کہ جو کیا وہ عمل صالح تھا (التوبہ ۱۲۰) اور فرمایا، وما تقدموا لانفسكم من خير تجدوه عند الله" جو نیکیاں تم نے اپنے لئے کی ہیں وہ تم اللہ کے پاس موجود پاؤ گے (البقرہ ۱۱۰) اور فرمایا" فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہے وہ اسے دیکھے گا فهذا ذكر درجات الايمان ومنازله عند الله عز وجل" یہ ہے خدا کے نزدیک درجات ایمان کا ذکر اور اس کے منازل کا تذکرہ۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۲۰)

# درجات ایمان کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔
ہمارے چند اصحاب نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عمار بن ابی الاحوص سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے ایمان کو سات حصوں میں رکھا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) البر" (ماں باپ اور اقرباء کے ساتھ) نیکی اور احسان (۲) الصدق" ہر بات میں سچ بولنا، کبھی جھوٹ نہ بولنا (۳) الیقین" یقین کا اس طرح کامل ہونا کہ اعتقاد کا ظہور اعضاء و جوارح سے ہو (۴) الرضا" اللہ کی ہر مرضی پر راضی رہنا اور مصائب و آلام کو فراخدلی سے برداشت کرنا اور کسی بھی تکلیف پر لب شکایت وا نہ کرنا (۵) الوفاء" جو زبان سے نکلے اسے پورا کرنا یعنی جو وعدہ کرے اس کو وفا کرنا نیز احکام شریعت کی تعمیل کرنا۔ (۶) العلم" اللہ اور رسول اور آئمہ کی معرفت سے بہرہ ور ہونا اور احکام شریعت سے آگاہ ہونا (۷) الحلم" بردباری کے جوہر سے آراستہ ہونا صبر و ضبط کا حامل ہونا، ثم قسم ذالک بین الناس، پھر خداوند عالم نے ان ساتوں صفات کو لوگوں میں تقسیم کیا، فمن جعل فیہ ھذا السبعۃ الاسھم فھو کامل جس شخص میں یہ تمام قسمیں جمع ہوں جاننا چاہیے کہ وہ کامل الایمان ہے اور تمام شرائط ایمان کا حامل ہے اور خدا نے کسی کو ایک حصہ دیا، کسی کو دو اور کسی کو تین یہاں تک کہ کسی کو سات حصے تک عطا فرمائے۔ ثم قال لا تحملوا علی صاحب السھم سھمین ولا علی صاحب السھمین ثلاثۃ پھر امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سنو جس کو ایک

https://www.shiabookspdf.com/

حصّہ ملا ہے اس پر دو کا بار نہ ڈالو اور جس کو دو حصّے ملے ہیں اس پر تین کا بار نہ ڈالو ورنہ اس کو مصیبت میں ڈال دو گے، (یعنی جو ایمان کے جس درجے پر فائز ہو اس سے اسی قدر کام لینے کی کوشش کرو ورنہ تم فائدہ نہ اٹھا سکو گے اور وہ جنجال میں پھنس جائے گا)

# باب (۲۱)

# باب سابق کے تتمہ کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے سدیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مومنین کے منازل و مراتب ہیں، کسی کے لئے ایک منزل و درجہ ہے، کسی کے لئے دو، کسی کے لئے تین کسی کے لئے پانچ کسی کے لئے چھ کسی کے لئے سات، اگر تم ایک والے پر دو۔۔۔ کا بوجھ رکھو گے تو وہ تاب نہ لا سکے گا اور اگر دو والے پر تین کا بوجھ ڈالو گے تو وہ پریشان ہو جائے گا اور اگر تین والے پر چار کا بوجھ ڈالو گے تو وہ گھبرا جائے گا اور اگر چار والے پر پانچ کا بوجھ ڈالو گے تو وہ چیخ اٹھے گا اور اگر پانچ والے پر چھ کا بار لادو گے تو وہ بے طاقت ہو جائے گا اور اگر چھ والے پر سات کا بوجھ رکھو تو وہ اٹھا نہ سکے گا اسی طرح تمام درجات کا قیاس کر لو۔

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ ایمان کے ۴۹ درجے ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں۔

**توضیح** تیسری حدیث میں جو درجات پر قیاس کا حوالہ دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ ایمان کے ستر درجے ہیں لہٰذا سب پر بار ڈالنے کے بارے میں یونہی قیاس کرتے جاؤ (مراۃ العقول ج ۲ ص ۶۵) اور حدیث اوّل اور حدیث ثانی میں جو تعداد بتائی گئی ہے ان میں تفاوت بظاہر مراتب کے لحاظ سے ہے، میرے نزدیک ایمان کے مدارج و منازل کا مسئلہ غوامض حدیث سے ہے اور ان میں وجوہ تفاوت کی تشریح و تصریح مشکل ہے۔

# باب (۲۲)

# اسلام کی نسبت کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی سے انہوں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے انہوں نے اپنے جد نامدار سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول کریم کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم اسلام نے کو پیدا کیا اور اس کے لئے صحن بنایا اور نور قرار دیا اور اس کے لئے قلعہ بنایا اور اس کے مددگار معین کئے، اس کا صحن تسلیم ہے اس کا نور حکمت ہے اس کا قلعہ نیکی ہے اور اس کے مددگار ہم ہیں اور ہمارے اہلبیت اور ان کے شیعہ (اسلام کی حفاظت ہر صورت یہی لوگ کریں گے) اے لوگو! میرے اہل بیت اور ان کے شیعوں اور ان کے مددگاروں کو دل سے دوست رکھو، سنو، جب میں شب معراج جبرئیل کے ہمراہ آسمان دنیا پر پہونچا تو جبرئیل نے اہل آسمان سے میرا

تعارف کرایا، اس تعارف کے ساتھ ہی میری اور میرے اہل بیت اور ان کے شیعوں کی محبت خداوند عالم نے ان کے دلوں میں قائم کر دی اب دلوں میں قیامت تک ہم سب کی محبت مستمر رہے گی، پھر جب میں زمین پر آیا تو خدا نے میری اور میرے اہل بیت اور ان کے شیعوں کی محبت اہل زمین کے مومنوں کے دلوں میں مستمر کر دی، فمومنو امتی یحفظون ودیعتی فی اھلبیتی الی یوم القیامۃ، لہٰذا میری امت کے مومن ہمارے اہل بیت کی ودیعت کی قیامت تک حفاظت کریں گے، آگاہ ہو کہ اگر کوئی شخص میری امت کا رہتی دنیا تک عبادت کرے اور خدا کی بارگاہ میں سر مارے لیکن اس کی خدمت میں اس عالم میں پہونچے کہ اس کے دل میں ہماری اور ہمارے اہل بیت اور ان کے شیعوں کی محبت کے بجائے ان کی طرف سے بغض ہو تو اس کا حشر منافقوں کے ساتھ ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ: اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اسلام کا لباس حیا اور اس کی زینت، وقار اور اس کی عمل صالح اور اس کا ستون پرہیز گاری ہے۔ ولکل شئ اساس واساس الاسلام حبنا اھل البیت" اور ہر شے کی بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہل بیت رسولؐ کی محبت ہے۔

# باب (۲۳)

# مومن کے خصائل کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہیں

عنہ عن ابیہ عن سلیمان الجعفری عن ابی الحسن الرضا

احمد بن محمد بن خالد نے اپنے باپ سے انہوں نے سلیمان الجعفری سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام

عن ابیہ علیہما السلام قال رفع الی رسول اللہؐ قوم فی بعض غزواتہ فقال من القوم فقالوا مومنون یا رسول اللہ، قال وما بلغ من ایمانکم؟ قالوا الصبر عند البلاء والشکر عند الرخاء والرضا بالقضاء فقال رسول اللہؐ علماء حلماء کادوا من الفقہ ان یکونوا انبیاء ان کنتم کما تصفون فلا تبنوا ما لا تسکنون ولا تجمعوا ما لا تاکلون واتقوا اللہ الذی الیہ ترجعون۔

---

انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں رسول خدا کی خدمت میں کچھ لوگ دوڑ کر آئے اور حضرتؐ کے قدموں پر ہوئے، حضرت نے پوچھا کہ تم لوگ لوگوں کی کس صنف سے تعلق رکھتے ہو انہوں نے عرض کی کہ ہم مومن ہیں اے اللہ کے رسول۔ حضرت نے پوچھا کہ تم ایمان کے اس درجہ کمال پر کیونکر پہونچے، انہوں نے عرض کی، مصائب و آلام میں صبر اور فراخی و خوشحالی میں شکر، اور مرضی معبود پر راضی برضا رہنے کے ذریعہ سے۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اگر یہ باتیں صحیح ہیں تو پھر تم بردبار کامل العقل اور عالمان دین ہو اور تمہارے دین سوجھ بوجھ اور تفقہ سے اس کا امکان ہے کہ انبیاء کی عظمت و فضیلت اور ان کی حرمت و شوکت کے (مرادف) بن جاؤ (اچھا سنو تمہاری صفات کی تکمیل کے لئے کہتا ہوں کہ) اپنی ضرورت سے زیادہ مکان نہ بنانا اور اپنی ضرورت سے زیادہ کھانے کا سامان (اور اس کے اسباب) فراہم نہ کرنا اور اس

https://www.shiabookspdf.com/

اللہ سے ڈرتے رہنا جس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ مومن میں آٹھ خصلتیں ہونی چاہئیں

۱۔ دینی یا دنیاوی فتنہ و فساد میں اپنے کو بچالے جانا۔
۲۔ ہر قسم کی بلا و مصیبت میں صبر کرنا۔
۳۔ خوش حالی اور فراخی میں خدا کا شکر ادا کرنا۔
۴۔ اللہ جو دے دے اس پر قناعت کرنا اور اسی کو بہت سمجھنا۔
۵۔ اپنے دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرنا۔
۶۔ دوستوں پر بار نہ بنے اور دوستوں کے لئے غیروں کو ظلم کا نشانہ نہ بنائے
۷۔ لوگوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو مشقت اور تعجب میں ڈالنا۔
۸۔ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا کہ لوگ اس کی طرف سے محفوظ اور اس کی ذات سے پرسکون اور خوش ہوں۔ اور دوسری حدیث میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حوالے سے ایمان کے ارکان کی نشاندھی کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں "الایمان لہ ارکان الاربعۃ، ایمان کے چار رکن ہیں۔ التوکل علی اللہ اللہ پر بھروسہ اور توکل اور بھروسہ رکھنا (۲) تفویض الامر الی اللہ اپنے پورے بھروسے کے ساتھ اپنے امور کو اللہ کے سپرد کر دینا۔ (۳) الرضاء بقضاء اللہ، اللہ کی مرضی اور مقتضیٰ کے مطابق اپنے کو راضی رکھنا (۴) التسلیم لامر اللہ اور اس کے نبی اور آئمہ کی طرف سے جو حکم آئے اسے بے چون و چرا، پوری خوشی کے ساتھ تسلیم کر لینا اور مان کر اس پر عمل کرنا۔

http://www.shiabooksdf.com/

# باب (۲۴)

# بائیسویں اور تیئیسویں باب کے تتمہ کے بیان میں

اس باب میں ایک ہی حدیث ہے جس کی اصل عبارت نقل کی جاتی ہے۔

"علی بن ابراھیم عن ابیہ و محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی وعدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد جمیعا عن الحسن بن محبوب عن یعقوب السراج عن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام وباسانید مختلفۃ عن الاصبغ بن بناتہ قال خطبنا امیر المومنین علیہ السلام فی دارہ

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے اور ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے اور ان سب نے حسن بن محبوب سے انہوں نے یعقوب السراج سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے (نیز دیگر) مختلف اسناد کے ذریعہ سے اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے گھر میں (یا بروایت دیگر رواۃ) دار الامارۃ میں خطبہ دیا جس میں ہم سب جمع تھے، پھر حکم دیا کہ اسے لکھ لو، چنانچہ اسے لکھ لیا گیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ارقال فی القصر ونحن مجتمعون ثم امر صلوات الله علیه فکتب فی کتاب وقری علی الناس وروی غیرہ ان ابن الکوا سال امیر المومنین من صفة الاسلام والایمان والکفر والنفاق، فقال اما بعد فان الله تبارك وتعالیٰ شرع الاسلام وسهل شرائعه لمن وردہ واعز ارکانه لمن حاربه وجعله عزا لمن تولاہ وسلما لمن دخله وهدی لمن ائتم به وزینة لمن تجلله وعذرا لمن انتحله وعروة لمن اعتصم به وحبلا لمن استمسك به وبرهانا لمن تکلم به

پھر اسے لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اور اصبغ بن نباتہ کے علاوہ بھی اور راویوں نے اس کی روایت کی ہے کہ، عبداللہ ابن الکوا نے (جو خوارج میں سے تھا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے اسلام، ایمان، کفر اور نفاق کے صفات وحالات کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے فرمایا اما بعد (حمد وصلوات) خداوند عالم نے اسلام کے (نہ ختم ہونے والے دینی سرچشمے کو جاری کیا اور جو اس پر وارد ہو اس کے لئے سیراب ہونے کو سہل قرار دیا، اور اسلام کے (بلند ستون) اور رکنوں کو اس شخص سے (مقابلہ کے لئے جو) محاربہ کرے نہایت مستحکم بنایا ہے۔ اور اس نے اسلام کو اس کے لئے جو اسلام کو دل سے چاہتا ہے عزت قرار دیا اور جو اس میں آنا چاہے اس کے لئے (قتل وغارت سے) امن اور تحفظ قرار دیا اور جو اس سے رہبری رہنمائی چاہے اس کے لئے اسے ہدایت قرار دیا، اور جو اس سے دینی آراستگی چاہے اس کیلئے زینت بنایا۔ اور جو اسے دل سے قبول کرنے بغیر مدعی اسلام ہو اس کے لئے (دنیا میں) عذر قرار دیا، اور اس شخص کے لیے جس نے اعتصام کیا عروۃ قرار دیا

https://www.qamibookspdf.com/

ونورًا لمن استضاء
به وعونًا لمن استغاث
به وشاهدًا لمن
خاصم به وفلجًا
لمن حاج به وعلما
لمن وعاه وحديثا
لمن روى وحكما
لمن قضا وحلما
لمن جرب ولباسًا لمن
تدبر وفهمًا لمن
تفطن ويقينًا ولمن
عقل وبصيرة لمن
عزم وآية لمن
توسم وعبرة لمن
اتعظ ونجاة لمن
صدق، تودة لمن
اصلح وزلفى
لمن اقترب وثقة
لمن توكل ورجاء
لمن فوض وسبقة
لمن احسن وخيرًا
لمن سارع وجنة
لمن صبر ولباسًا
لمن اتقى وظهيرًا
لمن رشد ولهفًا لمن

اور جس نے اسے پکڑا اس کے لئے رسی
قرار دیا اور جس نے اس کے ذریعہ سے
(بحث و مباحثہ) اور کلام و مکالمہ کیا اس
کے لئے دلیل محکم قرار دیا، اور اس کے
لئے نور بنایا جو اس کے ذریعہ سے
روشنی چاہے، اور اس کے لئے جو اس
سے مدد چاہیے، مددگار بنایا، اور جو
مخاصمہ کرے اس کے لئے اسے گواہ
بنایا، اور اس کے لئے جو اس کے ذریعہ
سے مقابل پر غلبہ چاہے فتح کا نشان
بنایا۔ اور اسے علم قرار دیا اس کے لئے
جو حصول کا خواہاں ہو، اور حدیث قرار
دیا اس کے لئے جو روایت کرے اور جو
فیصلہ کرے اس کے لئے حکم بنایا، اور
جو تحریر چاہیے اس کے لئے علم (عقل)
بنایا اور جو تدبیر کرے اس کے لئے
پردہ قرار دیا، اور فہم قرار دیا اس کے
لئے جو ذہانت چاہے اور یقین قرار
دیا اس کے لئے جو تعقل و تفہم سے
کام لے۔ اور بصیرت قرار دیا اس کے
لئے جو عزم محکم کرے۔ اور نشانی
قرار دیا اس کے لئے جس نے پر اثر
نشانی چاہی۔ اور عزت قرار دیا اس
کے لئے جو نصیحت چاہے، نجات
بنایا اس کے لئے جو صدق دل سے

https://www.shiabookspdf.com/

من و آمنة لمن
اسلم و رجاء
لمن صدق
و غنی لمن
قنع فذالك
الحق ، سبيله
الهدیٰ و ماثرته
المجد و صفة
الحسن فهو
ابلج المنهاج ،
مشرق المنار
ذاكی الصباح
رفيع الغاية ،
يسير المضمار
جامع الحلبة
سريع السبقة
اليم النقمة
كامل العدة
كريم الفرسان
فالايمان
منهاجه و الصالحات
منارة و الفقه
مصابيحه
و الدنيا
مضمار و الموت

تصدیق کرے۔ اور سکون و تحفظ قرار دیا
اس کے لئے جس نے اصلاح چاہی سے
اور ذریعہ تقرب قرار دیا اس کے لئے
جس نے خدا سے قربت چاہی، موثق
بنایا اس کے لئے جس نے توکل کیا،
اور خوشحالی قرار دی اس کے لئے جس
نے خدا کے سپرد اپنے معاملے کو کر دیا
اور ذریعہ سبقت قرار دیا اس کے لئے
جس نے اسے اچھا سمجھا اور جس نے
اس کی طرف دوڑ لگائی اس کے لئے
حقیر قرار دیا، اور اسے ڈھال قرار دیا
اس کے لئے جس نے صبر کیا، اور
لباس قرار دیا اس کے لئے جس نے
تقویٰ حاصل کیا، اور پشت پناہ قرار
دیا اس کے لئے جس نے اس سے
ہدایت چاہی۔ اور قلعہ بنایا اس کے
لئے جس نے ایمان کو دل میں جگہ دی
اور منزل حفاظت قرار دی اس کے
لئے جو مطیع باری ہوا۔ اور مرجع امید
قرار دیا اس کے لئے جس نے تصدیق
کی، استغنیٰ قرار دیا اس کے لئے جس
نے قناعت کی۔ (سنو) میں نے جو کچھ
بیان کیا بالکل حق ہے۔ اس میں باطل
کا دخل نہیں۔ (اچھی طرح سمجھ لو) کہ اسلام
کا راستہ ہدایت ہے۔ اس کے مآثر و

https://www.shiabooks.com/

غايته
والقيامة
حلبته
والجنة سبقته
والنار نقمته
والتقوى عدته
والمحسنون فرسانه
فبالايمان
يستدل على
الصالحات
وبالصالحات
يعمر الفقه
وبالفقه يرهب
الموت وبالموت
تختم الدنيا
وبالدنيا
تجوز القيامة
وبالقيامة
تزلف الجنة
والجنة حسرة
اهل النار والنار
موعظة المتقين
والتقوى سنخ
الايمان۔

اثرات کرم ہیں۔ اس کی صفت اجمالی
ہے وہ واضح اور روشن راستہ ہے
وہ (جنت کا) سنگ میل ہے۔ وہ روشن
چراغ ہے۔ (وہ بلند مقصد ہے وہ سابقت
میں کامیابی کا سہل ذریعہ ہے، وہ ہدد
گاروں کے اجتماع کا مقام ہے، اور
(جنت کی طرف) بڑھنے میں تیز (سواری)
ہے اور (خیرات کی طرف بڑھنے میں)
تاخیر کرنے والے کے لئے دردناک نتیجہ
(جہنم) ہے، جمع کی جانے والی چیزوں
میں سب سے کامل ہے۔ وہ بہترین
سواروں والا ہے، وہ ایسا ہے کہ اس
کا راستہ ایمان ہے اور صالحات اس
کے منارے ہیں اور فقہ اس کے چراغ
ہیں اور دنیا اس کے گھڑ دوڑ کا میدان
ہے اور اس کی انتہا موت ہے اور
قیامت تمام لوگوں کے جمع ہونے کی
جگہ ہے اور جنت اس کیطرف سبقت
کرنے کا نتیجہ ہے اور جہنم (اس کی طرف
نہ لے جانے) پھیرے کا انجام ہے اور تقویٰ
اس کی اصل پونجی ہے اور بہترین
اس کے شہسوار ہیں۔ (سنو) ایمان کے
ذریعہ سے صالحات پر استدلال کیا جاتا
ہے اور اچھے اعتقادات (ائمہ) کی
وجہ سے فقہ کی تعمیر ہوتی ہے۔ اور فقہ

https://www.shiabookspdf.com/

یقین محکم اور خوف خدا سے موت سے
ڈرایا جاتا ہے، اور موت ہی پر دنیا کا
خاتمہ ہے (اور اعمال صالحہ جو دنیا میں
حاصل کئے ہیں) وہ قیامت میں کامیاب
گذرنے کا ذریعہ ہیں۔ اور قیامت میں
کامیابی حسین جنت کے حصول کا ذریعہ
ہے اور (جنت صرف متقین کے لئے
ہے کفار کے لئے تو نری حسرت
ہے۔ اور جہنم منقین کے لئے ڈراوا ہے
اور تقوی و پرہیزگاری، ایمان کی اساس
اور اصل و بنیاد ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

**اقول** اس حدیث کے ذیل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سائل نے اسلام ایمان۔ کفر اور نفاق کے بارے میں سوال کیا تھا مگر جواب میں حضرت امیر المومنین ؑ کا صرف وہ ارشاد یہاں تحریر کیا گیا ہے جو اسلام سے متعلق ہے اور ایمان، کفر اور نفاق کا ذکر نہیں کیا گیا، اس کی وجہ کیا ہے؟

میں کہتا ہوں کہ امام المحدثین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بھی مرآۃ العقول میں اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی، میرے خیال کے مطابق مصنف علیہ الرحمۃ نے مناسبت باب کے لحاظ سے اس مقام پر صرف اتنا ہی جز نقل فرمایا ہے جس کی انہوں نے اس جگہ ضرورت سمجھی ہے اور دیگر اجزاء اسی کتاب کے پچیسویں باب میں تحریر فرمائے ہیں۔

# باب (۲۵)

# ایمان کی صفت کے بیان میں

اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

باالاسناد الاول عن ابن محبوب عن یعقوب السراج عن اجابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال سئل امیر المومنین ؑ عن الایمان، فقال ان اللہ عزوجل جعل الایمان علی اربع دعائم علی الصبر والیقین والعدل والجہاد، فاصبر من ذالک علی اربع شعب، علی الشوق والاشفاق والزہد

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے یعقوب السراج سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے ایمان کے چار ستون قرار دیئے ہیں (۱) صبر (۲) یقین (۳) عدل (۴) جہاد پھر صبر کی چار شاخیں قرار دی ہیں۔ (۱) شوق (۲) اشفاق (۳) زہد (۴) ترقب (انتظار موت) جو جنت کا مشتاق ہوگا وہ شہوات و خواہشات سے باز رہے گا اور جو جہنم سے ڈرے گا وہ محرمات سے منہ پھیر لے گا اور جو دنیا میں

https://www.shiabookspdf.com/

والترقب، فمن
اشتاق الى الجنّة
سلا عن الشهوات
ومن اشفق من النّار
رجع عن المحرمات
ومن زهد فى الدنيا
هانت عليه المصيبات
ومن راقب الموت
سارع الى الخيرات
واليقين على اربع
شعب، تبصرة الفطنة
وتاول الحكمة
ومعرفة العبرة
وسنّة الاولين؛
فمن ابصر الفطنة
عرف الحكمة ومن
تاول الحكمة عيرف
العبرة ومن
عرف العبرة
عرف السنة
ومن عرف السنة
فكانما كان مع الاولين
واهتدى الى التى
هى اقوم ونظر الى
من نجى مما نجى

زہد اختیار کرے گا اس پر مصائب و آلام
کا برداشت کرنا آسان ہو جائے گا۔
اور جو موت کے انتظار میں رہے گا
نیکیوں کی طرف تیزی سے بڑھے گا۔
اور یقین کی بھی چار شاخیں ہیں۔
(۱) "تبصرۃ الفطنۃ" یعنی جودۃ الفہم۔
(۲) حکمت کی صحیح تاویل و تفسیر۔
۳۔ اسباب عبرت کی معرفت حاصل کرنا۔
۴۔ گذشتہ لوگوں کی سیرت پر (پوری
دلچسپی کے ساتھ) توجہ رکھنا (سنو)
جس نے زیرکی اور ذہانت کو نظر میں
رکھا اس نے حکمت کو پہچان لیا اور جس
نے حکمت کی تاویل و تفسیر پر غور کر لیا۔
عبرت کی بنیاد پہچان گیا اور جس نے
عبرت کی کنہ کو پہچان لیا اس نے سنت
کو جان لیا اور جس نے سنت
کو جان لیا وہ ایسا ہو جائے گا جیسے
اس نے اولین کے ساتھ زندگی گذاری
ہے اور اس کی راہ کی طرف ہدایت پائی
جو سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح
ہے اور اس نے اس پر غور کر لیا کہ جس
نے نجات پائی ہے اس کی نجات کا
سبب کیا ہے اور جو ہلاک ہوا ہے۔
اس کی ہلاکت کی وجہ کیا ہے؟ (یاد رکھو)
کہ خدا نے جس کو بھی ہلاک کیا معصیت

https://www.shiabookspdf.com/

ومن هلك بما هلك
وانما اهلك الله
من اهلك بمعصيته
وانجى من انجى
بطاعته - والعدل
على اربع شعب
غامض الفهم
وعمر العلم
وزهرة الحكم
ورؤضة الحلم،
فمن فهم فسّر
جميع العلم
ومن علم عرف
شرايع الحكم
ومن حلم لم يفرط
فى امره وعاش
فى الناس حميدا۔
والجهاد على اربع
شعب على الامر
بالمعروف والنهى
عن المنكر والصدق
فى المواطن وشنآن الفاسقين
فمن امر بالمعروف
شدّ ظهر المومن
ومن نهى عن المنكر

کی وجہ سے کیا ہے اور جس کو نجات دی
ہے وہ اطاعت کی وجہ سے دی ہے اور
عدل (بمعنی ترک ظلم) کی بھی چار شاخیں
ہیں (۱) غامض الفہم (گہری سمجھ) (۲) عمر العلم
(علم میں رسوخ (۳) حسن فیصلہ (۴) حلم و
بردباری کی شادابی۔ جو علم کو پالیگا وہ
تمام علوم کی تفسیر کر سکے گا اور جو علوم سے
بہرہ ور ہو گا وہ تمام فیصلوں کی راہوں
سے واقف ہو جائے گا اور جو تدبر
حلم اور بردباری کے ساتھ فیصلہ کرے
گا وہ اپنے فیصلہ میں افراط اور زیادتی
و ظلم و جور نہ کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہو
گا کہ لوگوں میں ممدوح زندگی بسر کرے گا۔
اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں۔ (۱)
امر بالمعروف (اچھی باتوں کا حکم دینا)
۲۔ نہی عن المنکر (بری باتوں سے روکنا)
۳۔ صدق فی المواطن" ہر حال میں سچ
بولنا (موقعہ تقیہ کے علاوہ) (۴) شنآن
المنافقین) منافقین کے ساتھ ہمدردی
سے گریز کرنا) (سنو) جو شخص امر بالمعروف
کرے گا وہ منافقوں کی ناک رگڑے گا
اور ان کے مکر و فریب سے محفوظ
رہے گا اور جو ہر حال میں سچ
بولے گا وہ اس فرض کو ادا کرے گا جو
اس سے محفوظ رہے گا اور جو اللہ کے

https://www.shiabookspdf.com/

ارغم الف المنافقين وامن كيده ومن صدق فى المواطن تضئى الذى عليه ومن شئى الفاسقين غضب الله ومن غضب الله غضب الله له فذالك الايمان وعائمه وشعبه

لئے فاسقین پر غضبناک ہوگا اور جو فاسقین پر اللہ کے لئے غضبناک ہوگا۔ اللہ اس کے دشمنوں پر غضبناک ہوگا (سنو) یہ ہیں ایمان کے ستون اور اس کے شعبے اور شاخیں (ان پر اچھی طرح غور کرنا چاہیئے)

اقول | علامہ مجلسی رحمہ اللہ، مرآۃ العقول ج ۲ صـ۴۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "دعائم الکفر کا ذکر" "ابواب الکفر" میں آئندہ آئے گا۔

# باب (۲۶)

https://www.shiabookspdf.com/

## ایمان کے اسلام پر اور یقین پر فوقیت کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچویں حدیث نقل کی جاتی ہے"

علی بن ابراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس قال سالت ابا الحسن الرضا عن الايمان والاسلام فقال قال ابو جعفر

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایمان اور اسلام کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے

انما هو الاسلام ، والایمان فوقه بدرجة والتقوی فوق الایمان بدرجة واليقين فوق التقوی بدرجة ولم يقسم بين الناس شئ اقل من اليقين قال قلت فاي شئ اليقين ؟ قال التوكل على الله والتسليم لله والرضاء بقضاء الله والتفويض الى الله قلت فما تفسير ذلك قال هكذا قال ابو جعفر عليه السلام -

فرمایا ہے کہ (دین) اسلام ہے اور ایمان اس سے ایک درجہ بلند اور زیادہ ہے اور تقویٰ ایمان سے ایک درجہ بلند ہے اور یقین تقویٰ سے ایک درجہ بلند ہے اور (سنو) خداوند عالم نے لوگوں میں یقین سے کم کوئی چیز تقسیم نہیں کی (یعنی استعداد ذاتیہ کو دیکھکر اس نے یقین عطا کیا ہے) راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے پوچھا کہ یقین کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ اللہ پر بھروسہ توکل کرنا اور اس کے تمام احکام کو دل سے ماننا اور اللہ کی مرضی اور اس کے ہر فیصلہ پر پورے بھروسے کے ساتھ راضی رہنا اور اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دینا، راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے کہا کہ مولا، اس کی تفسیر و تفصیل کیا ہے؟ حضرت نے (یہ سمجھتے ہوئے کہ سائل بات کو سمجھ نہیں رہا) ارشاد فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یہی کچھ فرمایا ہے۔

نوٹ! نمبر ۱- اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ خداوند عالم نے ایمان کو اسلام پر اس طرح فضیلت دی ہے جس طرح کعبہ کو مسجد الحرام پر فضیلت عطا کی ہے۔

نمبر ۲: اسی باب کی چھٹی حدیث صحیح میں بھی وہی کچھ فرمایا گیا ہے جو پانچویں حدیث میں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۲۷)

# ایمان اور یقین کی حقیقت کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے:

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابوبصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حارثہ بن مالک بن النعمان الانصاری حضرت رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے کہا کہ اے حارثہ یہ تمہارا کیا حال بنا ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ مومن حقاً۔ اے حضرتؐ میں بھرپور ایمان رکھتا ہوں۔ (اسی وجہ سے میری یہ حالت بن گئی ہے) حضرت نے فرمایا کہ اے حارثہ ہر چیز کی ایک حقیقت ہے، تمہاری اس کہنے کی حقیقت کیا ہے اور کیونکر سمجھا جائے گا کہ تم مومن کامل ہو، عرض کی یا حضرت میں دنیا سے کنارہ کش ہو چکا ہوں اور میں نے دنیا کو اچھی طرح پہچان لیا ہے اور اس سے بالکل بیزار ہو گیا ہوں، میں راتوں کو جاگتا ہوں اور عبادت میں مشغول رہتا ہوں اور گرمیوں میں ہمیشہ پیاسا رہتا ہوں (روزہ داری کو فریضہ جانتا ہوں، میں گویا اپنی آنکھوں سے عرش الٰہی کا معائنہ کرتا ہوں، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں موقف حساب و کتاب دیکھ رہا ہوں، مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ جنت میں لوگ آجا رہے ہیں جہنم میں لوگ چیخ پکار کر رہے ہیں میں ان پر عذاب ہو رہا ہے مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ان کی فریاد و فغان کی

آوازیں میرے کانوں میں گونج رہی ہیں، انہیں وجوہ سے میری حالت خراب ہو گئی ہے، جسم لاغر ہو گیا ہے، آنکھیں دھنس گئی ہیں۔ یہ سن کر حضرت رسول کریم نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا عبد نور اللہ قلبہ، یہ ایسا بندہ ہے جس کے قلب کو خدا نے منور کر دیا ہے، انہوں نے بصیرت حاصل کر لی ہے اور اس پر قائم ہیں، اس کے بعد حارثہ نے درخواست کی، ادع اللہ لی ان یرزقنی الشھادۃ معک، حضور والا میرے لئے خدا سے دعا فرمائیں کہ مجھے درجہ شہادت پر فائز فرمائے، آپ نے دعا کی، "اللھم ارزق حارثۃ الشھادۃ خدایا حارثہ کو شہادت سے مشرف فرما، اس دعا کی تھوڑے عرصہ بعد ان کو ایک جنگ میں بھیجا گیا، انہوں نے قتال کیا اور آٹھ بانو دشمنوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔ ایک روایت میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ وہ جنگ موتہ میں حضرت جعفر طیار کے ساتھ شہید ہوئے ہیں، یہ اس جنگ میں شہید ہونے والوں میں دسویں شہید تھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی دوسری حدیث میں حارثہ کے کمال یقین کا ذکر کیا گیا ہے اور جنگ میں شہید ہونے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور حقیقت یقین پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جس کا یقین کامل ہوتا ہے وہ دنیا سے بے نیاز ہو کر ہمہ تن خالق کا بندۂ خالص بن جاتا ہے۔

**اقول** اس باب کی دوسری اور تیسری حدیث سے واضح ہے کہ حارثہ رسول کریم کے عہد میں شہید ہوئے ہیں اور میرے نزدیک یہی صحیح ہے انہیں کا قول نہایۃ ابن اثیر میں بھی لفظ عواد، کے ذیل میں مرقوم ہے لیکن بعض علماء کا بیان ہے کہ وہ جنگ بدر۔ احد اور دیگر جنگوں میں شریک رہے تھے یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین کے عہد میں بھی شریک جنگ ہوئے تھے اور معاویہ کے زمانہ بادشاہت میں فوت ہوئے۔ میری تحقیق کے مطابق حارثہ دو تھے ایک عہد رسول میں شہید ہوئے جس کا ذکر مذکورہ دونوں حدیثوں میں ہے ان کا نام تھا، حارثہ بن مالک بن نعمان انصاری اور دوسری عہد امیر المومنین تک زندہ رہے

اور ان کی جنگوں میں شریک ہوئے جو منافقوں سے ہوئی تھیں جیسے جنگ جمل و صفین، ان کا نام حارثہ بن نعمان الانصاری تھا اور کنیت ابو عبداللہ تھی"

# باب (۲۸)

# تفکّر کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے:

"محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن معمر بن خلاد قال سمعت ابا الحسن الرضا علیہ السلام یقول لیس العبادۃ کثرۃ الصلوٰۃ والصوم انما العبادۃ التفکر فی امر اللہ۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انہوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "عبادت" صرف کثرت صوم و صلوٰۃ کا نام نہیں ہے بلکہ (اہم) عبادت اللہ کے امور میں تفکر (غور خوض اور فکر و تدبر) کرنا ہے۔

نوٹ! اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کے امور میں ایک ساعت تفکر کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور تیسری حدیث میں ہے افضل العبادۃ ادمان التفکر فی اللہ وفی قدرتہ بہترین عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کمالات اس کے صنائع بدائع، اس کی حکمت اور اس کی قدرت کے بارے میں ہمیشہ غور و فکر کرتا رہے۔ اور پہلی حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا ہے نبّہ بالتفکر قلبک وجاف عن اللیل جنبک واتق اللہ ربک تفکر کے ذریعہ سے اپنے دل کو بیدار رکھو اور اپنے پہلو کو رات کے وقت بستر سے دور رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے (یعنی ہمیشہ غور و فکر کرتے رہو اور راتوں کو آرام سے سونے کی بجائے عبادت میں گذارو اور خوف خدا سے دل کو معمور رکھو)

# باب (۲۹)

# مکارم اخلاق کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے"

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ہیثم بن ابی مسروق سے انہوں نے یزید بن اسحاق شعر سے انہوں نے حسین بن عطیہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مکارم (کبھی جن سے انسانی اخلاق کا جوہر کھلتا ہے۔ اور شرافت انسانی کو فروغ حاصل ہوتا ہے وہ دس ہیں، اگر تم میں وہ موجود ہیں تو ان پر عمل جاری رکھو کیونکہ وہ ایسے ہیں (ہر ایک میں نہیں ہوا کرتے) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ باپ میں ہوتے ہیں، بیٹے میں نہیں ہوتے۔ باپ میں نہیں ہوتے کبھی غلام میں ہوتے ہیں۔ آزاد میں نہیں ہوتے قیل وماھن حضرت سے پوچھا گیا کہ وہ ہیں کیا؟ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ صدق الباس وصدق اللسان واداء الامانۃ وصلۃ الرحم واقراء الضیف واطعام السائل والمکافات علی الصنائع والتذمم للجار والتذمم للصاحب وراسھن الحیاء

۱- سچی شجاعت ۲- صداقت زبان (یعنی ہمیشہ سچ بولنا)
۳- امامت کی ادائیگی ۴- عزیزوں کے ساتھ صلہ رحم کرنا۔
۵- مہمان نوازی کرنا۔ ۶- سائل کو کھانا دینا۔
۷- نیکی کا بدلہ دینا اور احسان کو فراموش نہ کرنا۔
۸- پڑوسی کی بھرپور عزت و حفاظت کرنا۔
۹- ہم سفر کی عزت اور اس کے حفاظت کی ذمہ داری سمجھنا۔
۱۰- جیا داری، اور یہ ان سب کی سردار ہے۔

نوٹ! اسی باب کی ساتویں حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو متقی و پرہیزگار ہو، نیک دل اور پاکیزہ طینت ہو سخاوت میں اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوں، جسم و بدن کے دونوں اطراف، منہ اور شرم گاہ، پاکیزہ ہوں اور زبان سے بدگوئی غیبت، فحش کلامی نہ کرے اور جھوٹ نہ بولے وغیرہ اور شرمگاہ کو ہر قسم کے جرائم سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے والدین کے ساتھ بھرپور نیکیاں کرے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایسا مالی سلوک نہ کرے کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جائیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۰)

# یقین کی فضیلت کے بیان میں

اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں۔
۱۔ تیسری (۲) چھٹی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) ابن محبوب عن هشام بن سالم قال سمعت اباعبد الله علیه السلام یقول ان العمل الدائم القلیل علی الیقین افضل عند الله من العمل الکثیر علی غیر یقین۔

ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ تھوڑا سا عمل جو ہمیشہ ہو اور یقین کی بنیاد پر ہو وہ اس عمل کثیر سے بہتر ہے۔ جو یقین محکم کے ساتھ نہ کیا جائے

(۲) عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن صفوان الجمال قال سالت اباعبد الله علیه السلام عن قول الله عز وجل "واما الجدار

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے صفوان الجمال سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول خدا "واما الجدار الخ" اور وہ دیوار دو لڑکوں کی تھی جو یتیم تھے اور اسی شہر میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے خزانہ تھا۔

https://www.shiabookspdf.com/

فكان لغلامين يتيمين في المدينة وكان تحته كنزلهما، فقال اما انه ماكان ذهبا ولا فضة وانما كان اربع كلمات، لا اله الا انا۔ من ايقن بالموت لم يضحك سنه ومن ايقن بالحساب لم يفرح قلبه ومن ايقن بالقدر لم يخش الا الله۔

(الکہف ۸۲) کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس خزانہ کا آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ سونے اور چاندی سے متعلق نہیں تھا بلکہ وہ چار کلمات تھے (جو سونے کی تختی پر لکھے ہوئے تھے) ۱۔ لا الہ الا انا (میرے سوا کوئی معبود نہیں ۲۔ جس نے موت کا دل سے یقین کر لیا وہ مسکرا بھی نہیں سکتا ۳۔ جو حساب و کتاب کا یقین کرے اس کا دل خوش نہیں ہو سکتا (۴) جس کو قضا و قدر الٰہی کا یقین کامل ہو جائے وہ خدا کے سوا کسی سے ڈر نہیں سکتا۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی آٹھویں حدیث میں ایقان بالموت کے سلسلہ میں مرقوم ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک جنگ میں صرف قمیص اور پائجامہ پہنے ہوئے نبرد آزما تھے اس موقعہ پر سعید بن قیس ہمدانی نے کہا کہ حضور اس ہولناک منزل میں آپ نے زرہ کیوں نہیں پہنی؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے سعید ہر شخص کے ساتھ خدا کی طرف سے دو ملک ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ فاذا نزل القضاء خليا بينه وبين كل شئ لیکن جب قضا آجاتی ہے تو وہ دونوں اسباب قضا کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ یعنی اگر موت نہ ہو تو کوئی مار نہیں سکتا اور اگر موت آجائے تو کوئی بچا نہیں سکتا۔

# باب (۳۱)

# قضاء الٰہی اور مرضی خداوندی پر راضی رہنے کے بیان میں

اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار حدیثیں (۱) دوسری (۲) تیسری (۳) ساتویں (۴) آٹھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن ابی عبد اللہ عن ابیہ عن حماد بن عیسیٰ عن عبد اللہ بن مسکان عن لیث المرادی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان اعلم الناس باللہ اشدھم رضا بقضاء اللہ عز وجل۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبد اللہ بن مسکان سے انہوں نے لیث مرادی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خدا کے بارے میں داناتر اور عارف تر وہ انسان ہے جو قضاء الٰہی پر سب سے زیادہ راضی رہنے والا ہے (کیونکہ رضا تابع علم و معرفت ہے۔)

(۲) عنہ عن یحییٰ بن ابراھیم بن ابی البلاد عن عاصم بن حمید عن

ان ہی (احمد بن ابی عبد عبد اللہ) نے یحییٰ بن ابراہیم بن ابی البلاد سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے ابو حمزہ

https://www.dinabookspdf.com/

ابی حمزة الثمالی عن علی بن الحسین علیه السلام قال الصبر و الرضا عن الله فیما قضی علیه فیما احب او کره لم یقض الله عز وجل له فیما احب او کره الا ما هو خیر له۔

ثمالی سے انہوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ صبر کرنا اور اللہ کی مرضی پر راضی رہنا "راس الاطاعت" ہے۔

جو شخص صبر کرے گا اور اللہ کے ان فیصلوں پر راضی رہے گا جو اس نے کئے ہوں گے وہ اس کے نزدیک چاہے پسندیدہ ہو یا نہ ہو تو خداوند عالم ہر حال میں اس کے لئے وہی کریگا جو اس کے لئے بہر صورت بہتر ہوگا۔

محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن الحسن بن محبوب عن مالک بن عطیة عن داود بن فرقد عن ابی عبد الله علیه السلام ان فیما اوحی الله عز وجل الی موسی بن عمران علیه السلام یا موسی بن عمران ما خلقت خلقا احب الی من عبدی المومن فانی انما ابتلیه لما هو خیر له و اعافیه لما هو خیر له و اذوی عنه

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے داود بن فرقد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے اس چیز کے بارے میں جو خدا نے موسی بن عمران کی طرف وحی فرمائی ہے، کہ "اے موسی بن عمران (سنو) میں نے اپنے عبد مومن سے زیادہ محبوب کوئی مخلوق پیدا نہیں کی، میں اسی کی بہتری کے لئے اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں اور اسی کی بہتری کے لئے اس سے کسی چیز کو روکتا ہوں، اور دور رکھتا ہوں اس چیز کے لئے جو اس کے لئے بہتر ہو

https://www.shiabookspdf.com/

ماهو شر له لما هو
خیر له و انا اعلم بما
یصلح علیه عبدی
فلیصبر علی بلائی
و لیشکر نعمائی
ولیرض بقضائی
اکتبه فی الصدیقین
عندی اذا عمل برضائی
و اطاع امری۔

اُس چیز کو جو اس کے لئے بُری ہو اور
میں اچھی طرح جانتا ہوں اس چیز کو جو
میرے بندے کیلئے مفید ہوتی ہے۔
(دیکھ صورت) میرے بندے کو چاہیئے
کہ میری مصیبت اور میرے امتحان
پر صبر کرے اور میری دی ہوئی نعمت
پر شکر بجا لائے اور میری مرضی اور
میرے نزول احکام پر راضی رہے۔
(سنو) اگر وہ میری رضا پر راضی رہا اور
میرے حکم پر عامل اور اطاعت گذار رہا
تو میں اسے صدیقین کی (فہرست) میں
لکھ لوں گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۴) ابو علی الاشعری
عن محمد بن عبد الجبار
عن صفوان بن یحیٰی
عن فضیل بن عثمان
عن ابن ابی یعفور
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال عجبت للمرء المسلم
لا یقضی اللہ عز وجل
له قضاء الا کان خیرًا له
و ان ملک مشارق
الارض و مغاربها
کان خیرًا له۔

ابو علی اشعری نے محمد بن عبد الجبار سے
انہوں نے صفوان بن یحیٰی سے انہوں
نے فضیل بن عثمان سے انہوں نے ابن
ابی یعفور سے انہوں نے حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
وہ فرماتے ہیں کہ مجھے (اس مومن کامل
کی عظمت و حرمت اور شان و عزت)
پر تعجب ہوتا ہے (کہ خدا نے اسے
کتنی بلندی عطا کی ہے) کہ جو حکم بھی اس
کے لئے خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ
اس کی بہتری ہی کے لئے ہوتا ہے، اگر
اس کا جسم قیچیوں سے کاٹا جائے تو
اس میں بھی اس کی بہتری ہوگی اور اگر

اس کو مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا تو وہ
تو اس کے لئے بہتر ہے ہی (یعنی خدا ہر
حال میں اس کی بہتری چاہتا ہے)

**نوٹ** اسی باب کی دسویں حدیث میں امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ زہد کے دس اجزاء ہیں اور جو اس کا اعلیٰ درجہ ہے وہ ورع (ترک محرمات) کا ادنیٰ درجہ ہے اور جو ورع کا اعلیٰ درجہ ہے وہ یقین کا ادنیٰ درجہ ہے اور جو یقین کا اعلیٰ درجہ ہے وہ رضا کا ادنیٰ درجہ ہے یعنی سب سے بلند درجہ مرضی معبود پر راضی رہنے کا ہے۔ اور بارہویں حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مومن کیسے سمجھے کہ وہ مومن ہے، فرمایا جو اس اللہ کی طرف سے احکام ہوں انہیں تسلیم کرے اور جو اللہ کی طرف سے اچھی یا بری چیز اس پر وارد ہو اس پر راضی رہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۲)

# اپنے اُمور کو خدا کے سپرد کرنے اور اس پر توکّل کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن ابن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ قال ایما عبد اقبل قبل

محمد بن یحییٰ نے احمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے عبد اللہ ابن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ

مایحب اللہ عزوجل اقبل اللہ قبل مایحب ومن اعتصم باللہ عصم اللہ ومن اقبل اللہ قبلہ وعصم لو یبال لوسقطت السماء علی الارض او کانت فانزلتہ نزلت علی اھل الارض فشملتھم بلیۃ کان فی حزب اللہ بالتقوی من کل بلیۃ الیس اللہ عزوجل یقول (ان المتقین فی مقام امین)

اس امر کی طرف توجہ دیتا ہے جسے خدا چاہتا ہے تو خدا بھی اس چیز کی طرف توجہ دیتا ہے جسے وہ بندہ چاہتا ہے، اور جو اللہ سے پناہ میں آجاتا ہے پھر اسے اس کی پرواہ نہیں رہتی کہ آسمان زمین پر گرے یا کوئی بلا اہل زمین پر نازل ہو جائے اور یہ بلا ان کو گھیر لے وہ اپنے تقوی کی وجہ سے اللہ کے گروہ میں شامل ہو کر محفوظ ہو جاتا ہے، کیا خدا نے نہیں فرمایا؟ کہ متقین امن کی جگہ میں ہیں (دخان ۵۱)

نوٹ! اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ ایک دن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے دولتسرا سے باہر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نمودار ہوا، اس نے کہا محزون اور غمگین کیوں ہو؟ کیا غم دنیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے فرمایا نہیں، پھر پوچھا کیا غم آخرت ہے فرمایا نہیں پھر اس نے کہا کہ آخر ہے کیا کہ آپ غمگین اور رنجیدہ ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا "تخوف من فتنۃ ابن الزبیر وما فیہ الناس" کہ میں فتنہ ابن زبیر سے اپنے اور اپنے شیعوں کے بارے میں ڈرتا ہوں اس نے کہا کہ کیا اللہ پر توکل اور اس کی بارگاہ میں عرضداشت تمام مشکلوں کا حل نہیں ہے؟ فرمایا بے شک ہے۔

**توضیح** علامہ مجلسی رحمہ اللہ مرآۃ العقول ج ۲ ص۲۰۰ پر لکھتے ہیں کہ جس نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے گفتگو کی تھی وہ حضرت خضر تھے اور انہی نے حضرت امام علیہ السلام کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ ابن زبیر کے لئے بد دعا فرمائیں، اس کا فتنہ فرو ہو جائے گا اور تمام لوگ اس کے مظالم سے بچ جائیں گے۔"

https://www.shiabooksspdf.com/

# باب (۳۳)

# خوف اور رجاء کے بیان میں

اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے بارہویں حدیث نقل کی جاتی ہے

"علی بن ابراھیم، عن محمد بن عیسٰی عن یونس عن فضیل بن عثمان عن ابی عبیدۃ الحذاء عن ابی عبد اللہؑ قال المومن بین مخافتین، ذنب قد مضی لا یدری ما صنع اللہ فیہ وعمر قد بقی لا یدری ما یکتب فیہ من الھالک فھو لا یصبح الا خائفا ولا یصلحہ الا الخوف۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسٰی سے انہوں نے یونس سے انہوں نے فضیل بن عثمان سے انہوں نے ابو عبیدہ حذاء سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ دو خوفوں میں مبتلا اور گھرا ہوا ہے۔

۱۔ وہ گناہ جو اس نے کیا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا نے اس پر کیا اثر لیا۔

۲۔ وہ عمر کا بقیہ حصہ جس کے لئے اسے نہیں معلوم کہ اس میں کیا کیا ہلاکت خیز حرکتیں ہوں گی۔ اسی وجہ سے وہ ہر وقت خوف زدہ رہتا ہے اور (سچ یہ ہے کہ) اس کی اصلاح خوف کے سوا کسی اور چیز سے نہیں ہو سکتی۔

نوٹ: اسی باب کی تیسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ من خاف اللہ اخاف اللہ منہ کل شئ ومن لم یخف اللہ

https://www.shiabooksndf.com/

اخافہ اللہ من کل شئی، جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس سے تمام مخلوقات کو خوف زدہ رکھتا ہے اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ تمام چیزوں سے اس شخص کو ڈراتا ہے۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ کی معرفت ہوگی وہ اللہ سے ڈرے گا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ دنیا کو چھوڑ بیٹھے گا اور چھٹی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ مولا آپ کے کچھ ماننے والے ہیں اور گناہ کرتے ہیں جب کوئی ملامت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہمیں بخشش کی امید ہے، حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں اور ہمارے دوست نہیں ہیں وہ تمناؤں اور آرزوؤں کے مارے ہوئے ہیں، سنو جس کو کسی چیز کی امید ہے وہ اسے حاصل کرنے کے لئے ویسا ہی کام بھی کرتا ہے اور جو کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے دور بھاگتا ہے۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اسے شرافت (نسلی پر تفاخر) اور آوازہ و شہرت سے دلچسپی نہیں ہوتی۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۴)

# بخشش خداوندی کے بارے میں حسن ظن کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں۔ (۱) دوسری) ۲۔ تبصرہ نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) ابن محبوب عن جمیل بن صالح عن برید بن معاویہ عن ابی جعفر علیہ السلام، قال وجدنا فی کتاب علی علیہ السلام

ابن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے برید بن معاویہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب علیؑ میں یہ لکھا ہوا پایا ہے

ان رسول اللہ قال وھو
علی منبرہ - والذی لا الہ الا ھو
ما اعطی مومن قط خیر الدنیا
والاخرۃ الا بحسن ظنہ
باللہ ورجائہ لہ وحسن
خلقہ والکف عن
اغتیاب المومنین -
والذی لا الہ الا ھو
لا یعذب اللہ مومنا
بعد التوبۃ
والاستغفار الا بسوء
ظنہ باللہ وتقصیرہ
من رجائہ وسوء
خلقہ واغتیابہ
للمومنین - والذی
لا الہ الا ھو لا یحسن
ظن عبد مومن
باللہ الا کان اللہ عند
ظن عبدہ المومن
لان اللہ کریم،
بیدہ الخیرات یستحی
ان یکون عبد المومن
قد احسن
بہ الظن ثم
یخلف ظنہ ورجاءہ

کہ حضرت رسول کریم نے منبر پر ارشاد فرمایا
ہے، کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی
معبود نہیں، مومن دنیا و آخرت کی
بھلائی اس وقت تک ہرگز نہیں پا سکتا
جب تک وہ اللہ کے ساتھ (اپنی بخشش
کے لئے) حسن ظن نہ رکھے اور اس سے
(اپنی توبہ قبول ہونے) کی امید نہ رکھے
اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرے
اور مومنوں کی غیبت کرنے سے باز
نہ رہے۔

قسم ہے اس خدائے یکتا کی جس کے
سوا کوئی معبود نہیں کہ اللہ اس بندہ
مومن پر عذاب نہیں کرتا جو توبہ اور
استغفار کرے لیکن اس صورت میں
جب کہ وہ اللہ سے سوء ظن کرے اور
اپنی امیدوں میں خدا کے بارے میں
کمی کرے اور لوگوں کے ساتھ بداخلاقی
سے پیش آئے اور مومنوں کی غیبت کرے
(تو پھر وہ عذاب نازل کر سکتا ہے)

اور قسم ہے اس خدائے لایزال کی جس
کے سوا کوئی معبود نہیں کہ بندہ مومن
کا اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا (اس کے
لئے) بڑا مفید ہے، (اس صورت میں)
خداوند عالم اس کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ
وہ بڑا کریم ہے، تمام نیکیاں، بھلائیاں

https://www.shiabookspdf.com/

فاحسنوا باللہ الظن
وارغبوا الیہ۔

اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جیسا کرتا ہے اس
بات سے کہ بندہ مومن اس کے ساتھ
حسن ظن کرے اور وہ اس کے ظن کو
غلط ثابت کر دے اور اس کی امیدوں
پر پانی پھیر دے (دیکھو) اللہ کے ساتھ
حسن ظن رکھو (اسے کارساز سمجھو) اور
اس کی طرف پوری رغبت کرو۔

(۲) محمد بن یحیی عن
احمد بن محمد بن
عیسی عن محمد بن
اسمعیل ابن بزیع
عن ابی الحسن الرضاؑ
قال احسن الظن باللہ
فان اللہ عز وجل
یقول انا عند ظن
عبدی المومن
بی ان خیرا فخیرا و
ان شرا فشرا۔

محمد بن یحیی نے احمد بن عیسی سے انہوں
نے محمد بن اسمعیل ابن بزیع سے انہوں
نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے
روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ (اپنی
بخشش اور اپنی توبہ قبول ہونے کے
لیے) اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھو (اور
اس کی کرم گستری پر یقین رکھو) دیکھو،
خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے
کہ میں اپنے عبد مومن کے قریب ہوں
اگر وہ میرے بارے میں اچھا گمان
رکھتا ہے تو اس کے لیے بہتری ہے اور
اگر وہ میرے متعلق بدگمان ہے تو اس
کے لیے برائی ہے۔

نوٹ! اسی باب کی چوتھی حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ سے حسن ظن یہ ہے کہ (اپنی بخشش، توبہ کی قبولیت، رزق میں وسعت نیز دینی و دنیاوی امور میں کارسازی کے بارے میں) اسی پر بھروسہ کیا جائے، اور اس سے بھرپور ڈرا جائے۔ (کارسازما بر فکر کارما۔ فکر ما در کار ما از ادما)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۵)

## عبادت خداوندی میں اعتراف تقصیر کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن عیسٰی عن الحسن بن محبوب عن سعد بن ابی خلف عن ابی الحسن موسیٰ ؑ قال قال لبعض ولد یا بنیّ علیک بالجدّ لا تخرجن لفسک من حد التقصیر فی عبادۃ اللہ عز وجل وطاعتہ فان اللہ لا یعبد حق عبادتہ۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ اے فرزند تم پر عبادت خدا میں بھرپور جدوجہد لازم ہے، دیکھو عبادت و اطاعت خداوندی میں اپنی تقصیر کے معترف رہنا کیونکہ اللہ کی عبادت کا حق کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا (یعنی جس عبادت و اطاعت کا وہ حقدار ہے ویسی عبادت و اطاعت ناممکن ہے)

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں ایک واقعہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ اپنے نفس کی ملامت و مذمت کرنا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

**توضیح** حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی کتنی ہی عبادت کیوں نہ کی جائے مگر حق عبادت کا ادا ہونا نہ صرف دشوار ہے بلکہ ناممکن ہے۔ انہوں نے اس حدیث میں اپنے فرزند کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ چاہے تم کتنی ہی عبادت کرنا مگر یہی سمجھنا کہ میں بالکل عبادت خداوندی نہیں کر سکا کیونکہ حق عبادت ادا کرنا نہیں کر سکتا، یعنی حضور رسول کریم جب اپنی تقصیر عبادت کا اعتراف فرما رہے ہیں تو کسی اور کا کیا ذکر۔

# باب (۳۶)

## اطاعت خداوندی اور تقویٰ (پرہیزگاری) کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے:

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے ابو حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے (مشہور زمانہ مقام غدیر خم میں) خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا ہے کہ اے لوگو! خدا کی قسم میں نے کوئی ایسی چیز تمہیں بتانے سے گریز نہیں کیا جو تمہیں جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دور رکھے، میں نے تم کو ہر ایسی چیز کا حکم دیا جس سے تم جنت میں جا سکتے ہو اور ہر اس چیز سے روکا ہے جس سے تم جہنم سے بچ سکتے ہو، میں نے تمہیں ہر چیز سے باخبر کر دیا ہے، آگاہ ہو کہ مجھے روح الامین نے کہا ہے کہ کسی کو اس وقت تک موت نہیں آ سکتی جب تک اس کے (اوس رزق کی تکمیل نہیں ہو جاتی۔ (جو اس کے لئے معین کیا گیا ہے) تم اللہ سے ڈرو اور روزی کے حصول میں پاکیزہ راستہ اختیار کرو اور روزی کی حصول میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھو،

اور یاد رکھو کہ روزی اللہ دیتا ہے اور اس کی ہر عطا اطاعت کے تابع ہے (یعنی پاکیزہ روزی حاصل کرنے کے لئے اللہ کی اطاعت کرو)

نوٹ:! اس باب کی چوتھی حدیث کے تتمہ میں فرمایا گیا ہے کہ" احب العباد الی اللہ عز وجل واکرمھم علیہ اتقاھم واعلمھم لطاعتہ" اللہ کے نزدیک سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو سب میں نیک سیرت، کریم النفس اور متقی ہو اور اس کا سب سے زیادہ اطاعت گذار ہو۔

# باب (۳۷)

## ورع کے بیان میں

https://www.sirat-e-mustaqeem.net/

اس باب میں پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار حدیثیں (۱) دوسری (۲) نویں (۳) بارہویں (۴) چودھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن حدید بن حکیم قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول، اتقوا اللہ وصونوا دینکم بالورع۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے حدید بن حکیم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ" اللہ سے ڈرو اور اپنے دین کی ورع و تقویٰ کے ذریعہ سے حفاظت کرو۔

---

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن علی النعمان عن ابی اسامۃ

محمد بن یحیی نے احمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی النعمان سے انہوں نے ابو اسامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے

قال سمعت اباعبد اللہؑ
یقول علیک بتقوی اللہ
والورع والاجتهاد
وصدق الحدیث
واداء الامانة وحسن
الخلق وحسن الجوار
وکونوا دعاة الی انفسکم
بغیر السنتکم وکونوا ذینا
ولا تکونوا شینا وعلیکم
بطول الرکوع والسجود
فان احدکم
اذا طال الرکوع والسجود
هتف ابلیس من
خلفه وقال یا ویله
اطاع وسجد وابیت

ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام کو یہ ہدایت دیتے ہوئے سنا
ہے کہ "تم پر لازم ہے کہ تم اللہ سے
ڈرو اور محرمات سے پرہیز کرو اور (اور
عبادت و اطاعت خداوندی میں) کوشش
کرو۔ اور سچ بولو۔ اور امانت کی ادائیگی
کرو۔ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرو۔ پڑوسیوں
کے ساتھ نیکی کرو۔ اور اپنی زبان سے
کہے بغیر اپنے عمل سے لوگوں کو اپنی
طرف دعوت دو۔ اور لوگوں کے لئے
خوشگوار بن جاؤ اور ان کے لئے عذاب
نہ بنو۔ (اور سنو) تم پر یہ بھی لازم ہے
کہ نمازوں میں رکوع و سجود کو نہایت
طول دیا کرو (تمہیں اس سے خوشنودی
خدا حاصل ہوگی) اور یہ چیز (شیطان
کے لئے عذاب بن جائیگی) (سنو) جب
تم میں سے کوئی رکوع اور سجود کو طول
دیتا ہے تو شیطان اس کے پیچھے کھڑا
ہو کر چیخ کر پکارتا ہے، اور اپنے
اوپر افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے، ہائے
اس نے اطاعت کی اور میں نے نافرمانی
کی، اس نے سجدہ کیا اور میں نے
سجدہ سے انکار کیا۔

(۳) ۵ ۔ عن احمد بن
محمد عن علی بن الحکم

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انہوں
نے علی بن حکم سے، انہوں نے

https://www.shiabookspdf.com/

من سیف بن عمیرة
من ابی الصباح الکنانی
من ابی جعفر علیه السلام
قال اعینونا بالورع فانه
من بقی الله عز وجل
منکم بالورع کان
له عند الله
فرجا وان الله عجل
یقول (من یطع الله
ورسوله فاولئك
مع الذین انعم الله
علیهم من النبیین
والصدیقین والشهداء
والصالحین وحسن
اولئك رفیقا)
فنحن النبی ومنا الصدیق
والشهداء والصالحون

سیف بن عمیرہ سے انہوں نے ابو الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ (اے ہمارے شیعو) ہماری اپنے ورع و تقوی سے مدد کرو اس لئے کہ جو اللہ کی بارگاہ میں تم میں سے ورع کے ساتھ پہونچے گا اسے بہت بڑی کشائش آسانی سے دی جا سکے گی، دیکھو اللہ فرماتا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا۔ وہ اور ایسے ہی تمام لوگ آخرت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے اپنی نعمتیں نازل کی ہیں اور ایسے برگزیدہ لوگ انبیاء صدیقین۔ شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کتنے اچھے رفیق اور ساتھی ہوں گے، پھر حضرت نے فرمایا کہ سنو ہم ہیں نبی، صدیق، شہداء اور صالحین سب ہی ہیں۔

(۴) محمد بن یحیی عن
احمد بن محمد عن الجمال
عن العلاء عن ابن
ابی یعفور قال قال
ابو عبد الله علیه السلام
کونوا دعاة للناس

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انہوں نے جمال سے انہوں نے علاء سے انہوں نے ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ، لوگوں کو اپنی زبان سے

https://www.sbiabookspdf.com/

بغیر السنتکم لیروا منکم الورع والاجتہاد والصلوٰۃ والخیر فان ذالک داعیۃ۔

کے بغیر اپنے عمل) اپنے مذہب کی طرف دعوت دو، اور (ایسے اعمال نیک اور ایسی بہترین سیرت ان کے سامنے پیش کرو کہ وہ) تمہارے ورع (ترک محرمات) اور تمہاری شان عبادت اور تمہاری نماز اور خیرات کو دیکھ کر (تمہاری طرف مائل ہوں) کیونکہ یہ چیزیں دعوت تو جہ کے لئے نہایت عمدہ ہیں۔

**توضیح** ع۱ ورع کے معنی ترک شبہات بلکہ ترک مباحات کے ہیں اور تقویٰ کے معنی ترک محرمات کے ہیں (مراۃ العقول ج۲ ص۹۰) ع۲ حدیث بزم ۳ میں ہماری ورع کے ذریعہ سے مدد کرو، کا مطلب یہ ہے کہ ورع و تقویٰ اختیار کرو تاکہ ہمیں تمہارے جنت میں لے جانے میں مدد ملے، علامہ مجلسیؒ اس جملہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

اشارۃ الی ان الائمۃ علیہم السلام متکلفون لنجات شیعتہم من العذاب فکما کان ورعہم اشد واکمل کانت الشفاعۃ علیہم اسہل فالورع اعانۃ لہم علیہم السلام علی ذالک

اس جملہ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آئمہ طاہرینؑ چونکہ اپنے شیعوں کو عذاب سے بچانے کے مکلف ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ اس میں ان کی مدد کی جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ تقویٰ پرہیزگاری اور ورع اختیار کیا جائے تاکہ ان کو شفاعت کرنے اور شیعوں کو عذاب سے بچانے میں سہولت فراہم ہو سکے، اسی سہولت کی فراہمی کو انہوں نے ورع کے ذریعہ سے اپنی مدد قرار دی ہے مطلب یہ ہے کہ جب پرہیزگاری ہوگی تو ان کو ان لوگوں کے بچانے میں آسانی ہو جائے گی (مراۃ العقول ج۔ ص۹۶)

# باب (۳۸)

# عفت کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابیہ عن النضر بن سوید عن یحیٰی بن عمران الحلبی عن معلی بن ابی عثمان عن ابی بصیر قال قال رجل لابی جعفر علیہ السلام انی ضعیف العمل قلیل الصیام ولکنی ارجو ان لا آکل الا حلالا قال فقال لہ ای الاجتہاد افضل من عفۃ بطن وفرج۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحیٰی بن عمران حلبی سے انہوں نے معلی بن ابی عثمان سے انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے سامنے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میں عمل کا تو کمزور ہوں اور روزہ بھی زیادہ نہیں رکھ سکتا لیکن یہ ضرور ہے کہ میں بھرپور یہ کوشش کرتا ہوں اور اس کی پوری تمنا رکھتا ہوں کہ حلال کے علاوہ قطعاً کچھ نہ کھاؤں، ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ پیٹ اور شرمگاہ کی عفت و حفاظت سے افضل اور کون سی سعی عبادت ہو سکتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ: اسی باب کی دوسری حدیث میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے حوالے سے مرقوم ہے، "افضل العبادۃ العفاف"، بہترین عبادت، عفاف، یعنی تمام محرمات کا ترک کرنا ہے اور چھٹی حدیث میں حضرت رسول کریم صلعم کا یہ ارشاد مرقوم ہے۔

قال رسول ثلاث اخافھن علی امتی من بعدی الضلالۃ بعد المعرفۃ ومضلات الفتن وشھوۃ البطن والفرج" حضرت رسول کریم صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے بعد اپنی امت سے تین باتوں کا خوف ہے۔(۱) معرفت کے بعد گمراہی (۲) فتنوں والی گمراہیاں (۳) پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت میں مبتلا ہونا

**اقول** نمبر ۱ عفت یعنی تحفظ یہ عام ہے اس میں ہر قسم کی برائی سے بچنا شامل ہے وہ چاہے پیٹ سے متعلق ہو یا شرمگاہ سے، مال حرام سے متعلق ہو یا اس کے اسباب سے، منتسبہ مال سے متعلق ہو یا مکدھات مال سے، عمل حرام سے متعلق ہو یا مکدھات عمل سے یعنی وہ چاہے زنا ہو یا لمس و تقبیل نامحرم ہو، وہ چاہے معانقہ ہو یا نظر الی الحرام ہو وغیرہ۔

۲۔ چھٹی حدیث میں حضرت رسول کریم صلعم کو جن چیزوں سے خوف تھا وہ یقیناً ان کے بعد ظاہر ہیں، ان کے بعد کمال معرفت ظاہر یہ کے باوجود ان کے اوصیاء کی نافرمانی کی گئی ان کے خلاف بڑے بڑے فتنے کھڑے کئے گئے نیز مال حرام کا کھانا اور زناکاری عام ہوگئی کیونکہ حکم قرآنی متعۃ النساء کو حرام قرار دے دیا گیا، پھر اس عمل بد کو خلفاء بنی امیہ اور بنی عباسیہ نے پورا فروغ دے دیا جن کے حالات پر مشتمل تاریخ کے سیاہ اوراق گواہی کے لئے موجود ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۳۹)

## محارم سے اجتناب کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے:

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابراہیم بن عمر یمانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ کل عین باکیۃ یوم القیامۃ غیر ثلاث، عین سھرت فی سبیل اللہ وعین فاضت من خشیۃ اللہ وعین غضت عن محارم اللہ" قیامت کے دن تین قسم کی آنکھوں کے علاوہ ساری آنکھیں روتی ہوں گی پہلی وہ آنکھیں جو یہاں راہِ خدا میں جاگی ہونگی دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے اشکبار ہوئی ہوگی تیسری وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کے دیکھنے سے بند رہی ہوگی۔

نوٹ! اسی باب کی چھٹی حدیث میں رسول کریم صلعم کا ایک ارشاد مرقوم ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔ من ترک منھیۃ اللہ تبارک وتعالیٰ ارضاہ اللہ یوم القیامۃ" جس نے اللہ کے خوف سے گناہ و معصیت کو ترک کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے راضی رہے گا۔

**توضیح** اس باب کی دوسری حدیث میں جو یہ مرقوم ہے کہ، عین سھرت فی سبیل اللہ" جو آنکھیں اللہ کی راہ میں جاگیں"، علامہ مجلسی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ "راہ خدا" میں آنکھوں کے جاگنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آنکھیں جو سفر حج و زیارات مقامات مقدسہ میں رات رات بھر جاگی ہوں گی وہ قیامت کے دن اشکبار نہ ہوں گی۔

https://www.shiabooks.com/

میرے نزدیک اس حدیث کے مفہوم میں عبادتوں میں جاگنا اور محمد وآل محمد کی مجالس ومحافل میں جاگنا شامل ہے کیونکہ حدیث میں راہ خدا میں جاگنے کا حوالہ ہے اور ان حضرات کا تذکرہ راہ خدا کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔

# باب (۴۰)

# ادائے فرائض کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے سہل بن زیاد سے اور علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور ان سب نے ابن محبوب سے انہوں نے ابوحمزہ ثمالی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ قال علی بن الحسین علیہ السلام من عمل بما افترض اللہ علیہ فھو من خیر الناس حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان تمام چیزوں پر عمل کرے جو اللہ نے اس پر فرض کی ہیں تو وہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔

نوٹ: اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس قول خدا" واصبروا وصابروا ورابطوا" (آل عمران ۲۰۰) کے متعلق فرمایا کہ صبر کرو فرائض پر اور دلیر ہو جاؤ مصائب برداشت کرنے پر اور رابطہ رکھو آئمہ طاہرین سے یعنی ان کی اطاعت کرو اور ان کے مطیع اور فرمانبردار ہو اور ظہور تمام آل محمد کا انتظار کرو، ایک روایت میں ہے کہ فاتقوا اللہ ربکم فیما افترض اللہ علیکم ان امور کے بارے میں جو خدا نے تم پر واجب کئے ہیں اللہ سے ڈرو جو تمہارا پالنے والا ہے۔ اور چوتھی حدیث میں حضرت رسول کریم کا ارشاد مرقوم ہے کہ اعمل بفرائض اللہ تکن اتقی الناس "اللہ کے

عائد کیے ہوئے فرائض پر عمل کرو تاکہ تم سب میں متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔
اور پانچویں حدیث میں بحوالہ حدیث قدسی فرمایا گیا ہے کہ جو اللہ کی قربت
و محبت چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ ان امور و احکام پر عمل کرے۔ جو خدا نے اس
پر فرض و واجب کئے ہیں۔

# باب (۴۱)

# عمل اور اس کی مداومت کے بیان میں

https://www.sirat-e-mustaqeem.net/

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔
"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں
نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ،
احب الاعمال الی اللہ عزوجل مداوم علیہ العبد وان قل۔ کے نزدیک ترین عمل یہ ہے کہ بندہ جو
عمل خیر شروع کرے اسے جاری رکھے وہ چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔
اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ ہر اس عمل خیر کو جس کی ابتداء بارہ مہینے
جاری رکھنا چاہیئے" تاکہ اس میں شب قدر شامل ہو جائے اور اسے اس رات
کی عبادت کا ثواب بھی مل جائے"۔ یہی کچھ تفسیری اور چوتھی حدیث میں ہے۔
پانچویں حدیث میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد مرقوم ہے
وہ فرماتے ہیں کہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ جب خدا کے سامنے حاضر ہوں
تو میرے اعمال میں "استواء" ہو یعنی ہر دن کا عمل برابر ہو۔

**اقول** ان احادیث کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے جس عمل کی ابتداء کی جائے
اسے حتی الوسع مداومت دی جائے اور کوشش کی جائے کہ اسے ترک
نہ کرے مثلاً نماز شب یا کسی خاص دعا کی تلاوت لیکن یہ مداومت لازمی نہیں ہے

ہے بلکہ سنت اور ثواب کی حیثیت رکھتی ہے با این ہمہ بہتر یہی ہے اعمال صالحہ کو ہمیشہ بجالائے اور اگر مداومت نہ کر سکے تو کم سے کم بارہ مہینہ تک جاری رکھے۔

# باب (۴۲)

# عبادت کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن عمرو بن یزید عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال فی التورات مکتوب یا ابن آدم تفرغ لعبادتی املا ملبك غنی ولا اکلك الی طلبتك وعلی ان استر فاقتك واملا قلبك خوفا منی وان تفرغ لعبادتی املا قلبك شغلا بالدنیا ثم لا استر فاقتك واکلك الی طلبتك۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے عمرو بن یزید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ" اے فرزند آدم اپنے دل کو میری عبادت کے لئے خالی کر میں تیرے دل کو بے نیازی اور استغفار سے بھر دونگا اور تجھے طلب رزق کے تعب میں نہ ڈالوں گا اور فقر و فاقے سے بچالوں گا اس کے علاوہ یہ کہ اپنے دل کو میرے خوف سے بھر دے اور اگر تو نے میری عبادت کے لئے اپنے دل کو خالی نہ کیا تو میں تیرے دل کو اشتغال دنیا میں پھنسا دونگا پھر تیرے فاقے کی پرواہ نہ کروں گا۔

اور تجھے چھوڑ دوں گا کہ تو طلب رزق
میں جوتیاں چٹخاتا پھرے۔

نوٹ! اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ "افضل الناس من عشق العبادۃ" بہترین شخص وہ ہے جو عبادت سے عشق کرے اور اسے دل سے چاہے اسے عشق عبادت میں اس کی پرواہ نہ ہو کہ اچھی گذر رہی ہے یا بری — اور پانچویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ "ان العباد ثلاثۃ" عبادت کرنے والے تین قسم کے ہیں پہلے وہ جو اللہ کی عبادت خوف نار سے کرتے ہیں، "فتلک عبادۃ العبید" یہ عبادت غلاموں کی ہے۔ دوسرے وہ جو اللہ کی عبادت طلب ثواب (یعنی حصول جنت) کے لئے کرتے ہیں۔ یہ عبادت اجیروں (یعنی مزدوروں) کی ہے وقوم عبدوا اللہ عزوجل طلبا لفضل تلک عبادۃ الاحرار وھی افضل العبادۃ تیسرے وہ جو اللہ کی عبادت بھرپور خدا کی محبت کے ساتھ کرتے ہیں، یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے اور یہی بہترین عبادت ہے۔

https://www.shiabooksport.com/

# باب (۴۳)

# نیّت کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن ھشام بن سالم عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العبد المومن الفقیر

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابوبصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی

لیقول یارب ارزقنی حتی افعل کذا وکذا من البر ووجوہ الخیر فاذا علم اللہ عزوجل ذالک منہ بصدق نیۃ کتب اللہ لہ من الاجر مثل ما یکتب لہ لو عملہ ان اللہ واسع کریم۔

عبد مومن محتاج اپنی زبان سے (صدق نیت کے ساتھ) یہ کہتا ہے کہ اے میرے پالنے والے مجھے اتنی دولت دے دے کہ میں فلاں فلاں اچھے کام اور امور خیر انجام دوں (تو خداوند عالم اس کے دل کو دیکھتا ہے اور اس کی نیت کی پختگی پر نظر کرتا ہے) پھر جب وہ جان لیتا ہے کہ اس نے جو (تمنا) کے انداز میں کہا ہے اس میں نیت کی صداقت ہے تو وہ اس کا اجر (اس کے نامہ اعمال میں) اسی قدر لکھ دیتا ہے جتنا وہ اس وقت دیتا ہے جب کہ وہ اس پر عمل کرتا ہے بے شک اللہ بڑا وسعت والا کریم ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ لا عمل الا بنیۃ "کوئی عمل قابل قبول نہیں جب تک کہ اس میں قربتہً الی اللہ، کی نیت نہ ہو۔

**اقول** حدیث مذکور الصدر میں "صدق نیت" کی اہمیت واضح فرمائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص صدق نیت سے کوئی کار خیر کرنا چاہے لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے نہ کر سکے تو اس کو پورا ثواب مل جائے گا، اسی مقصد کو فریقین کے علماء نے مختلف کتابوں میں درج کیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت رسول کریم کا ارشاد مرقوم ہے وہ فرماتے، من طلب الشہادۃ صادقا اعطیہا ولو لم تصبہ" جو اللہ سے درجہ شہادت پوری نیک نیتی کے ساتھ مانگے وہ اسے شہادت صدق نیت کے ساتھ مانگے اللہ اسے شہداء کی تمام منزلوں پر فائز کرتا ہے۔ وہ چاہے اپنے بستر ہی پر کیوں نہ مرا ہو، مرآۃ العقول میں منقول ہے کہ اس (قال من سال اللہ الشہادۃ بصدق بلغہ اللہ منازل الشہداء وان مات علی فراشہ"

قسم کی احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ "من نوی شیئاً من اعمال البر ولم یفعله لعذر کان بمنزلة من عمله" جو شخص کسی عمل خیر کی صداقت کے ساتھ نیت کرلے اور اسے کسی عذر معقول و مسموع کی وجہ سے نہ کر سکے تو وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے عمل کیا ہو۔

# باب (۴۴)

# مقدمۂ باب لاحق کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے "محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے احول سے انہوں نے سلام بن مستنیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ؐ نے ارشاد فرمایا ہے" کہ ہر عبادت کی ابتداء جوش و خروش ہوتا ہے پھر اس میں فترت اور بے توجہی واقع ہونے لگتی ہے، وہ شخص جس کی عبادت کا شوق اور اس کا جوش و خروش میری سنت کی طرف ہو تو سمجھ لو کہ وہ ہدایت پاگیا۔ (اور اس کا انجام بخیر ہوگا) اور جو میری سنت سے ہٹ کر شوق عبادت پورا کرے۔ سمجھ لو کہ وہ گمراہ ہوگیا اور اس کا عمل برباد ہوا، آگاہ ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں، سوتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، افطار کرتا ہوں۔ ہنستا ہوں روتا ہوں فمن رغب عن منهاجی وسنتی فلیس منی "سنو جو شخص میرے راستے سے ہٹ جائے اور میری سنت پر نہ چلے وہ میری امت میں سے نہیں ہے"، پھر ارشاد فرمایا کہ موت کا آنا عبرت کے لئے کافی ہے (لوگوں کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے) اور یقین کا ہو جانا یہ استغفار اور بے نیازی کے لئے کافی ہے اور اخروی شغل کر

لئے عبادت کافی ہے۔

# باب (۴۵)

# عبادت میں اقتصاد اور میانہ روی کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے "علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور محمد بن اسمٰعیل نے فضل بن شاذان سے اور ان سب نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے حفص بن بختری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ "لا تکرھوا الی انفسکم العبادۃ" عبادت کو اپنے نفسوں پر جبراً عائد نہ کرو۔

نوٹ! اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ دین ایک مشکل راہ ہے اس پر لوگوں کو آہستہ آہستہ لگاؤ "ولا تکرھوا عبادۃ اللہ الی عباد اللہ" اللہ کے بندوں کو عبادت خدا پر مجبور نہ کرو (بلکہ انہیں سمجھا بجھا کر اس کی طرف لاؤ اور اس کا عادی بناؤ) اور چوتھی حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں جوانی کے عہد میں ایک بار معروف طواف تھا اور شدت گرما کی وجہ سے پسینہ پسینہ تھا کہ اتنے میں پدر بزرگوار میری طرف سے گزرے اور مجھے سخت ترین عبادت کی حالت میں دیکھکر ارشاد فرمایا کہ "بیٹے" جب اللہ کسی کو حقیقت میں داخل کرنا چاہتا ہے تو اسکے تھوڑے سے عمل خالص سے راضی ہو جاتا ہے۔

# باب (۴۶)

# عمل کا ثواب پانے کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے ہام بن سالم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ، اگر کسی شخص نے کوئی ایسی بات سنی کہ جس میں ثواب کا حوالہ تھا۔ اور اس نے اسی سننے پر عمل کیا تو اس کو اس عمل خیر کا ثواب اور اجر ملے گا چاہے (حدیث میں) وہ چیز وارد نہ ہوئی ہو۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد مروی ہے کہ، "من بلغہٗ ثواب من اللہ علی عمل فعمل ذالك العمل التماس ذالك الثواب، اوتیہ وان لم یکن الحدیث کما بلغہٗ" جس شخص کو یہ خبر پہنچی ہو کسی عمل کے متعلق کہ حدیث میں ہے، اور اس نے اس پر ایسی خیال سے عمل کیا ہو تو اسے اس عمل خیر کا ثواب ملے گا چاہے وہ چیز حدیث میں وارد ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۴۷)

# صبر کے بیان میں

اس باب میں پچیس[۲۵] حدیثیں ہیں جن میں سے دو[۲] حدیثیں (۱) چھٹی (۲) بارہویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن ابیہ عن علی بن النعمان عن عبد اللہ بن مسکان عن ابی بصیر قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول ان الحر حر علی جمیع احوالہ ان نابتہ نائبۃ صبر لہا وان تداکت علیہ المصائب لم تکسرہ وان اسر وقہر واستبدل بالیسر عسرا کما کان یوسف الصدیق الامینی صلوات اللہ علیہ لم یضر حریتہ

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے علی بن نعمان سے انھوں نے عبداللہ بن مسکان سے انھوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "حُر اپنے تمام کیفیات و حالات میں آزاد ہوتا ہے۔ (وہ کسی مقابل کی پرواہ نہیں کرتا) اگر اس پر کوئی بلا نازل ہو جائے یا وہ حادثہ سے دوچار ہو جائے تو صبر کر لیتا ہے اور اگر اس پر مصائب و آلام کی یورش ہو جائے تو وہ مصائب اس کے دل کو شکستہ نہیں کر سکتے اور اگر وہ اسیر کر لیا جائے یا مقہور کر دیا جائے یا اسکی فراخی تنگی سے بدل جائے (جب بھی اسکی حریت ضمیر اور آزادی فکر و نظر متاثر نہیں ہوتی) مثال کے لیے حضرت یوسفؑ کا واقعہ دیکھو، وہ غلام بنائے گئے ان پر قہر و غضب نازل کیا گیا وہ اسیر کئے گئے۔ لیکن وہ حُر تھے اور حُر رہے نہ انھیں

https://www.shiabookspdf.com/

ان استعبد وقهر واسر ولم تضره ظلمة الجب ووحشته وما ناله ان من الله عليه فجعل الجبار العاتي له عبدا بعد اذ كان له مالكا فارسله ورحم به امة وكذلك الصبر يعقب خيرا، فاصبروا وطنوا انفسكم على الصبر توجروا۔

اوندھے کنویں کی تاریکی نے کچھ نقصان پہنچایا نہ اس کی وحشت اور دیگر الجھنوں نے انکی حریت کو متاثر کیا (بلکہ ان لوگوں کی حرکتوں نے) ان کو یہ فائدہ پہنچایا کہ جابر سرکش ان کا غلام بن گیا جو پہلے ان کا مالک بن بیٹھا تھا، پھر ان کو رسول بنا دیا گیا اور ان کے ذریعہ سے (زمانہ قحط میں) ایک امت پر رحم وکرم کیا گیا، دیکھو یہی حال صبر کا ہے۔ (اسی صبر سے یوسف کو فائدہ پہنچا) صبر کا انجام بہتر ہوتا ہے (اے لوگو) صبر کی عادت ڈالو اور اپنے نفوس کے لیے صبر کو لازم قرار دو، بڑا فائدہ اٹھاؤ گے اور ثواب بھی پاؤ گے۔

(۲) ابو علی الاشعری عن الحسن بن علی الکوفی عن العباس بن عامر عن العرزمی عن ابی عبد الله علیه السلام قال قال رسول الله ﷺ یاتی علی الناس زمان لاینال الملك فیه الا بالقتل والتجبر ولا الغنی الا بالغضب والنجل ولا المحبة الا باستخراج الدین واتباع الهوی، فمن ادرك ذالك الزمان فصبر علی الفقر وهو یقدر علی الغنی وصبر علی البغضة وهو یقدر علی المحبة

ابو علی اشعری نے حسن بن علی کوفی سے انھوں نے عباس بن عامر سے انھوں نے عرزمی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک زمانہ وہ آئے گا کہ جس میں تونگری اور بادشاہت قتل وجبر کے بغیر نہ ملیگی اور خوش حالی غضب اور بخل کے بغیر نہ ملیگی اور محبت دین سے نکل جانے اور ہوا وہوس کے بغیر نہ ملے گی، جو شخص اس زمانے کو پائے اسکے لیے یہ ہدایت ہے کہ (اس عہد کی) تونگری پر قدرت رکھنے کے باوجود فقیری پر قناعت کرے اور (اس قسم کی) محبت پر قدرت رکھنے کے باوجود (لوگوں کے) بغض وعناد پر صبر کرے اور اس زمانے کی عزت حاصل کرنے کی قدرت کے باوجود اپنی

https://www.shiabookspdf.com/

وصبر علی الذل وھو یقدر علی العز، اتاہ اللہ ثواب خمسین صدیقا ممن صدقنی۔

ذلت پر صبر کرے (سنو جو اس ہدایت پر عمل کرے) اسے خدا پچاس ایسے صدیقوں کا ثواب دے گا جنھوں نے میری تصدیق کی ہوگی۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، "الصبر راس الایمان" صبر ایمان کا سر ہے، اور دوسری حدیث میں مروی ہے۔ الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد فاذا ذھب الراس ذھب الجسد کذالک اذا ذھب الصبر ذھب الایمان" صبر کی نسبت ایمان سے وہی ہے۔ جو سر کی نسبت جسم سے ہے۔ جب سر چلا جائے تو جسم ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ ہے کہ جب صبر چلا جائے تو ایمان ختم ہو جاتا ہے اور چوتھی حدیث میں ہے کہ "لا ایمان لمن لا صبر لہ" جس کے پاس صبر کی دولت نہیں اسکے پاس ایمان کا سرمایہ نہیں، اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ جب مومن آغوش لحد میں جاتا ہے۔ تو نماز اسکے داہنی جانب زکوٰۃ بائیں جانب حفاظت کے لیے ہوتی ہیں اور دیگر نیکیاں سر پر سایہ فگن ہوتی ہیں اور (ثواب) ان سب سے علیحدہ موجود ہتا ہے، پھر جب سوال و جواب کے لیے ملائکہ آتے ہیں تو صبر کا (ثواب) نماز وغیرہ کے ثواب سے کہتا ہے۔ کہ اگر تم اسکے بچانے سے عاجز ہو تو ہٹ جاؤ میں تنہا اسکے بچانے کے لیے کافی ہوں۔ اور تیرھویں حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ جب میرے والد ماجد کا وقت وفات آیا تو انھوں نے مجھے سینے سے لگا کر فرمایا کہ میں تم کو اس بات کی وصیت کرتا ہوں جسکی وصیت وفات کے وقت میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے کی تھی، بیٹا سنو وہ یہ ہے، اصبر علی الحق ان کان مرا" حق پر صبر کرنا وہ چاہے کتنا ہی تلخ کیوں نہ معلوم ہو۔ اور سترھویں حدیث میں ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ من ابتلی من المومنین ببلوٰ فصبر علیہ کان لہ مثل اجر الف شھید۔"

جو مومن کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور اس پر صبر کرے تو اس کو ایک ہزار شہید کا ثواب ملتا ہے۔ اور بیسویں حدیث میں ہے۔ "اگر خدا نے بلا سے پہلے صبر کو پیدا نہ کیا ہوتا تو مومن کا دل نزول بلا پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جایا کرتا۔ اور تیسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ "ما الصبر الجمیل؟ قال ذالک صبر لیس فیہ شکوی الی الناس" "کہ صبر جمیل" کیا ہے، فرمایا صبر جمیل اس صبر کو کہتے ہیں جس میں نزول بلا پر لوگوں سے شکایت نہ کی گئی ہو اور چوبیسویں میں ہے کہ من لا یعد الصبر لنوائب الدھر یفجر"

جو مصائب و آلام زمانہ پر صبر کی عادت نہ ڈال لے اسے زمانہ عاجز کر دے گا (اور اسکی گمراہی کا خطرہ پیدا ہو جائے گا)

---

# باب (۴۸)

# شکر کے بیان میں

شکر

اس باب میں تیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) بارہویں (۲) تیرہویں (۳) چودھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن اسمٰعیل بن مہران عن سیف بن عمیرۃ عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ھل للشکر حد اذا فعلہ العبد کان شاکرا؟ قال نعم قلت ماھو؟ قال یحمد اللہ علی کل نعمۃ علیہ فی اھل ومال وان کان فیما انعم علیہ فی مالہ حق ادّاہ ومنہ قولہ جل وعز "سبحان الذی

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن خالد سے انھوں نے اسمٰعیل بن مہران سے انھوں نے سیف بن عمیرہ سے انھوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ "آیا شکر کی کوئی حد ہے کہ جب کوئی اس طرح شکر کر لے تو اسے شکر گزار کہا جا سکے؟ آپ نے فرمایا کہ "ہے" میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ "ہر اس نعمت پر خدا کی حمد کرے جو اسے یا اسکے اہل و عیال کو ملی ہو۔ چاہے اس نعمت کے حقوق ادا بھی کر چکا ہو (یعنی سلسلہ شکر بند نہ کرے) مثلاً خدا کے اس قول میں دیکھو (جب وہ کسی سواری پر اقتدار دے تو یوں شکریہ ادا کرو) پاک ہے وہ خدا جس نے اسے ہمارے لیے مسخر فرمایا جس پر ہم

https://www.shiabookspdf.com/

سخّر لنا هذا وما كنا له مقرنين" ومنه "قوله تعالیٰ رب انزلني منزلاً مباركاً وانت خير المنزلين" وقوله "رب ادخلني مدخل صدق و اخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك سلطاناً نصيراً"

خود قدرت نہ رکھتے تھے (یا سواری پر بیٹھنے کے بعد حالات کی سازگاری کی حالت میں یوں کہو) خدایا مجھے مبارک منزل میں اتار تو بہترین اتارنے والا ہے (اور جب کسی گھر یا اچھے مقام میں اترنا چاہو تو یوں کہو) خدایا مجھے اچھی جگہ میں داخل کر اور مجھے اچھے انداز میں یہاں سے خارج کر اور میرے لیے اپنے پاس سے ایک عظیم طاقت کو مددگار قرار دے۔

(۲) محمد بن يحيىٰ عن احمد بن محمد بن عيسىٰ عن معمر بن خلاد قال سمعت ابا الحسن عليه السلام يقول من حمد الله على النعمة فقد شكره وكان الحمد افضل من تلك النعمة۔

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی نعمت پر اللہ کی حمد کرے تو وہی اس کا شکر ہے اور حمد کرنے (کی توفیق جو دیگئی) وہ اس نعمت سے بہتر ہے جس پر شکریہ ادا کیا گیا۔

(۳) محمد بن يحيىٰ عن احمد عن علي بن الحكم عن صفوان الجمال عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال لي ما انعم الله على عبد بنعمة صغرت او كبرت فقال "الحمد لله" الا اوى شكرها۔

محمد بن یحییٰ نے احمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے صفوان الجمال سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو چھوٹی یا بڑی نعمت عطا کرے۔ اور وہ کہے "الحمد للہ" تو اس کے اس کہنے سے خدا کا شکر ادا ہو جائے گا۔

---

(نوٹ) اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ جس نعمت پر شکر ادا کیا جائے وہ نعمت زائل نہیں ہوتی اور جس نعمت پر شکریہ ادا نہ کیا جائے وہ (اکثر) زائل ہو جاتی ہے اور شکر ادا کرنے سے نعمت میں زیادتی

http://www.shiabooks.pdf.com/

ہوتی ہے۔ اور آٹھویں حدیث میں ہے" من اعطی الشکر اعطی الزیادۃ "۔
حضرت صادق آل محمدؐ نے ارشاد فرمایا کہ جسے شکر کی توفیق دی گئی ہے اسے نعمت میں زیادتی بھی عطا کی گئی ہے خداوند عالم فرماتا ہے" لئن شکرتم لازیدنکم" اگر تم میرا شکریہ ادا کروگے میں ضرور نعمت میں اضافہ کرونگا۔ اور دسویں حدیث میں ہے کہ نعمت کا شکریہ یہ بھی ہے کہ محارم سے بچا جائے اور بھرپور شکریہ یہ ہے کہ ہر نعمت پر" الحمد للہ رب العالمین" کہے۔ اور تیسویں حدیث میں ہے کہ کسی کو کسی بلا میں مبتلا دیکھو تو اپنے محفوظ رہنے پر خدا کا شکریہ ادا کرو مگر اس طرح کہ وہ مبتلا نہ سن سکے کیونکہ پھر اسے دکھ ہوگا (اور یہ مناسب نہیں) اور پچیسویں حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نعمت پر سجدہ شکر کرنا چاہیے۔ اور تینتیسویں حدیث میں حضرت امام زین العابدینؑ کے حوالے سے تحریر فرمایا گیا ہے کہ" ان اللہ یحب کل قلب حزین ویحب کل عبد شکور"
اللہ ہر اس دل کو دوست رکھتا ہے جس میں (آخرت) کا غم ہو اور ہر اس بندے کو دوست رکھتا ہے۔ جو بہت زیادہ شکر کرنے والا ہو۔ اسی حدیث میں یہ بھی مرقوم ہے کہ خدا اپنے اس بندے سے جس پر کسی نے احسان کیا ہوگا یہ قیامت کے دن پوچھے گا کہ تو نے میرے اس بندے کا شکریہ ادا کیا یا نہیں جس نے تجھ پر احسان کیا تھا تو وہ جواب دے گا کہ مالک میں نے اس کا نہیں بلکہ تیرا شکریہ ادا کیا تھا، ارشاد ہوگا کہ تجھے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا، پھر امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا" اشکرکم للہ اشکرکم للناس" تم میں سب سے زیادہ اللہ کا شکر ادا کرنے والا وہ ہے جو احسان کرنے پر بندے کا شکر ادا کرے۔
اقول ہر حال میں جن کا شکریہ ادا کرنا چاہیے وہ اللہ۔ رسولؐ۔ آئمہ طاہرین۔ والدین اور وہ ہیں جو احسان کریں
(مراۃ العقول ص ۱۱۶ ج ۲)

https://www.shiabooks.net/

# باب (۴۹)

# حُسن اخلاق کے بیان میں

اس باب میں اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار حدیثیں (۱) پہلی (۲) تیسری (۳) پانچویں (۴) دسویں کی نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن عیسٰی، عن الحسن بن محبوب عن جمیل بن صالح عن محمد بن مسلم عن ابی جعفرؑ قال ان اکمل المومنین ایمانا احسنھم خُلقا۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے جمیل بن صالح سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔

(۲) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن ابی ولّاد الحناط عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اربع من کنّ فیہ کمل ایمانہ وان کان من قرنہ الی قدمہ ذنوبا لم ینقصہ ذالک قال ھو الصدق واداء الامانۃ والحیاء وحسن الخلق۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے ابو ولّاد الحناط سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو کسی میں مکمل طور پر موجود ہوں تو وہ "کامل الایمان" ہوگا چاہے وہ سر سے پاؤں تک گناہوں (کے بار سے لدا ہوا) ہو (یہ گناہ اسکے کامل الایمان ہونے میں) اثر انداز نہ ہوں گے۔ وہ چاروں یہ ہیں (۱) سچ بولنا (۲) امانت کی ادائیگی (۳) حیاء (۴) حسن اخلاق۔

(۳) ابو علی الاشعری عن

ابو علی اشعری نے محمد بن عبد الجبار سے

محمد بن عبد الجبار عن صفوان عن ذريح عن ابی عبد الله قال قال رسول الله صلعم ان صاحب الخلق له مثل اجر الصائم القائم۔

انھوں نے صفوان سے انھوں نے ذریح سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اخلاق والے کو اس روزہ دار کے مثل ثواب ملے گا جو تہجد گذار ہو۔

(۴) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن الحسن بن علی الوشاء عن عبد الله بن سنان عن ابی عبد الله ؑ قال هلك رجل على عهد النبی ؐ فاتی الخازرین فاذا بهم لم یحفروا شیئا وشکوا ذلك الی رسول الله صلعم فقالوا یا رسول الله ؐ ما یعمل حدیدنا فی الارض فکانما نضرب به فی الصفا فقال ولم ان کان صاحبکم لحسن الخلق ایتونی بقدح من ماء، فاتوه به فادخل یده فیه ثم رشه علی الارض رشا شدیدا ثم قال احفروا، قال فحفروا الحفارون فکانما کان رملا یتهایل

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد عیسیٰ سے انھوں نے حسن بن علی وشاء سے انھوں نے عبد اللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ عہد رسول خدا صلعم میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا اور اسکے دفن کے لیے قبر کھودنے کے واسطے "گورکن" بلائے گئے، انھوں نے ایک زمین کو کھودنا شروع کیا لیکن بالکل کھود نہ سکے، جب عاجز آگئے تو حضرت رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئے کہ ہم زمین کھودنا چاہتے ہیں فلاں شخص کو دفن کرنے کے لیے لیکن ہمارے اوزار کام نہیں کرتے ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم سخت اور چکنے پتھر پر کدال مار رہے ہیں، یہ سنکر حضرت رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ "اگر مرنے والا خوش اخلاق ہوتا تو یہ بات نہ ہوتی" اچھا ایک بڑا پیالہ پانی سے بھرا ہوا لاؤ، چنانچہ پیالہ لایا گیا اور حضرت ؐ نے اس میں اپنا دست مبارک ڈال دیا، پھر اس پانی کو قبر پر اچھی طرح چھڑک کر فرمایا کہ اب کھودو، راوی کہتا ہے کہ حضور ؐ کے اس عمل کے بعد گورکنوں نے جو کھودنا شروع کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے ریت

https://www.shiabookspdf.com/

کھودرہے ہیں وہ ان پر انڈی آرہی تھی
علیھم۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن میزان عمل میں سب سے بھاری جنس خوش اخلاقی ہوگی، اور چوتھی حدیث میں ہے اللہ کے نزدیک فرائض کے بعد جو عمل سب سے زیادہ ممدوح ومحبوب ہے، وہ حسن خلق ہے۔ اور چھٹی حدیث میں ارشاد رسول ہے کہ جنت میں جانے والے میری امت کے لوگوں میں اکثر تقوی اور حسن خلق کے ذریعہ سے جائیں گے اور ساتویں حدیث میں ہے کہ حسن خلق خطاؤں کو اس طرح بہا دیتا ہے جس طرح سورج جمے ہوئے پانی کو بہتا ہے۔ اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ نیکیاں اور خوش اخلاقی سے آبادی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور عمر بڑھتی ہے۔ اور بارہویں حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش اخلاق لوگوں کو وہی ثواب دیتا ہے جو مجاہد فی سبیل اللہ کو عطا کرتا ہے۔

---

# باب (۵۰)

https://www.shiabookspdf.com/

# کشادہ روئی کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن الحسن بن الحسین قال سمعت ابا عبد اللہؑ یقول قال رسول اللہ صلعم، یا بنی عبد المطلب انکم لن تسعوا الناس باموالکم فالقوھم بطلاقۃ الوجہ وحسن البشر

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے حسن بن حسین سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول خدا صلعم نے بنی عبد المطلب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تم لوگوں کو اموال سے خوش نہ کر پاؤ گے لہذا تم ان سے خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے چلو۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ہیں جو انسان کو جنت میں جانے کے قابل بنا دیتی ہیں وہ یہ ہیں (۱) اپنے محتاج ہونے کے باوجود حسب مقدرت محتاج کو دینا (۲) لوگوں سے خندہ

پیشانی کے ساتھ ملنا (۳) جو اپنے لیے پسند کرے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند کرنا۔ اور تیسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم سے ایک شخص نے عرض کی، حضور صلعم مجھے کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے نصیحت فرمائی اور کہا۔" الق اخاک بوجہ منبسط" اپنے برادر مومن سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملو، اور چوتھی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا، ما حد حسن الخلق "حسن اخلاق کی حد کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، اپنے پہلوؤں کو لوگوں کے لیے نرم کر دینا اور خوش کلامی سے پیش آنا اور خندہ پیشانی سے ملنا۔ اور پانچویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں پر احسان کرنا اور خندہ پیشانی سے ملنا محبت کو کھینچتا ہے اور جنت میں داخل ہونے کا سبب بنتا ہے اور بخل و ترشروئی خدا سے دور کرتے ہیں اور جہنم کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ اور چھٹی حدیث میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ، حسن البشر یذھب بالسخیمۃ، شگفتہ روئی دل سے کینے کو دور کرتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۵۱)

## سچائی اور ادائے امانت کے بیان میں

اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دسویں حدیث نقل کی جاتی ہے

عنہ عن ابن محبوب عن العلاء بن زرین عن عبد اللہ بن ابی یعفور عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: کونوا دعاۃ للناس بالخیر بغیر السنتکم لیروا

احمد بن محمد نے ابن محبوب سے انھوں نے علاء بن زرین سے انھوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ تم لوگوں کو مذہب کی طرف اپنی زبان سے دعوت نہ دو بلکہ عمل کے ذریعہ سے انھیں بلاؤ تاکہ وہ تمہاری سعی

منکم الاجتهاد والصدق والورع۔ عبادت واطاعت کو دیکھیں اور سچائی اور پرہیز گاری (سے متاثر ہوں)

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جتنے انبیاء آئے وہ سچ بولنے اور ہر ایک کی امانت کو ادا کرنے کی ہدایت کرتے رہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ کسی کے نماز روزے سے متاثر نہ ہو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ سچ بولتا ہے یا نہیں، ادائے امانت کرتا ہے یا نہیں۔ اور تیسری حدیث میں، من صدق لسانہ زکی عملہ "جو سچ بولتا ہے اس کا عمل پاکیزہ ہو جاتا ہے" اور گیارہویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔

من صدق لسانہ زکی عملہ ومن حسنت نیتہ زید فی رزقہ ومن حسن برہ باھلبیتہ مدلہ فی عمرہ۔

جو سچ بولتا ہے اس کا عمل نیک اور پاکیزہ ہو جاتا ہے اور جسکی نیّت پاک ہوتی ہے اس کے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو اپنے اہل وعیال کیساتھ نیکی اور حسن سلوک کرتا ہے اسکی عمر بڑھ جاتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۵۲)

# حیا کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ساتویں حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے بکر بن صالح سے انھوں نے حسن بن علی سے انھوں نے عبداللہ بن ابراہیم سے انھوں نے علی بن علی اللّٰہی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس میں ہوں اسکے گناہ حسنات سے بدل دئے جائیں گے وہ گناہ چاہے سر سے پاؤں تک کیوں نہ ہوں، اور وہ یہ ہیں (۱) سچ بولنا (۲) حیا کرنا (۳) حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا (۴) اللہ کا شکر ادا کرنا۔

(نوٹ) اسی باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ حیا اور ایمان میں چولی دامن کا ساتھ ہے ان میں سے جو چیز چلی جائے گی دوسری خود بخود چلی جائے گی۔ اور پانچویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد ہے "لا ایمان لمن لا حیاء لہ" جسکو حیا نہیں اسکے پاس ایمان نہیں۔

—○—

# باب (۵۳)

# عفو کے بیان میں

اس باب میں دس حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا ہے، الا اخبرکم بخیر خلائق الدنیا والاخرۃ، العفو عمن ظلمک وتصل من قطعک والاحسان الی من اساء الیک واعطاء من حرمک"

آگاہ ہو کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں اس بات کی کہ دنیا و آخرت میں سب سے بہتر عادت کیا ہے؟ سنو وہ یہ ہے (۱) اس شخص کو معاف کر دینا جو تم پر ظلم کرے (۲) اور اسکے ساتھ تمہارا صلہ رحم کرنا جو تم سے قطع رحم کرے (۳) احسان کرنا اس پر جو تم سے برائی کرے (۴) اور اسے عطا کرنا جو تم کو محروم کرے۔

(نوٹ) اسی باب کی تیسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تین چیزیں مکارم دنیا و آخرت میں سے ہیں (۱) اسے معاف کر دینا جو تم پر ظلم کرے (۲) اسکے ساتھ صلہ رحم کا برتاؤ کرنا جو تمہارے ساتھ قطع رحم کرے (۳) اور اسکے ساتھ حلم اور بردباری کرنا جو تم سے جہالت سے پیش آئے۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا "این اھل الفضل" صاحب فضیلت کہاں ہیں؟ یہ سنکر ایک جماعت کھڑی ہو جائے گی اور کہے گی کہ ہم ہیں، وہ پوچھیں گے کہ تم میں کیا فضیلت ہے وہ کہیں گے کہ ہم ان کے ساتھ صلہ رحم کرتے تھے جو ہم سے قطع رحم کا برتاؤ کرتے تھے۔

اور جو ہمیں محروم رکھتے تھے ہم ان کو عطا کرتے تھے اور جو ہم پر ظلم کرتے تھے ہم ان کو معاف کر دیا کرتے تھے۔ فیقال لھم صدقتم ادخلوا الجنۃ" اس جواب میں ان سے کہا جائیگا کہ تم سچ کہتے ہو جاؤ جنت میں چلے جاؤ۔ اور دسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا عزت دیتا ہے (۱) جو ظلم کرے اسے معاف کر دینا (۲) جو محروم رکھے اسے عطا کر دینا (۳) جو قطع رحم کرے اس سے صلہ رحم کرنا۔

---

# باب (۵۴)

# غُصّے کو پی جانے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) دوسری (۲) تیسری نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن محمد بن سنان وعلی بن النعمان عن عمار بن مروان عن زید الشحام عن ابی عبد اللہؑ قال نعم الجرعۃ الغیظ لمن صبر علیھا، فان عظیم الاجر لمن عظیم البلاء وما احب اللہ قوما الا ابتلاھم۔

محمد بن یحیی نے احمد بن عیسی سے انھوں نے محمد بن سنان سے اور علی بن نعمان نے عمار بن مروان سے انھوں نے زید شحام سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے لیے جو صبر کر سکے بہترین (گھونٹ) غصہ پینے کا ہے کیونکہ (غصہ پینا سخت مشکل ہے اور) اجر بے پناہ اسکے لیے ہے جو بڑی مشکل میں مبتلا ہو (اور یہ بھی سن لو کہ) اللہ جس قوم کو زیادہ چاہتا ہے اسے امتحان و ابتلاء میں مبتلا کرتا ہے۔

(۲) عنہ عن علی بن النعمان ومحمد بن سنان عن عمار

احمد بن محمد بن عیسی نے علی بن نعمان سے اور محمد بن سنان نے عمار بن مروان سے انھوں نے

بن مروان عن ابی الحسن الاول قال اصبر علی اعداء النعم فانك لن تکافی من عصی الله فیك بافضل من ان تطیع الله فیه۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نعمتوں کے دشمنوں (کی چیرہ دستیوں) پر صبر کرو کیونکہ تم اس سے ہرگز بدلا نہیں لے سکتے جس نے تمہارے بارے میں اللہ کی معصیت کی ہے۔ (اس صورت سے) بہتر کہ تم اللہ کی اطاعت اس کے بارے میں کرو (یعنی صبر سے کام لو)

نوٹ: اسی باب کی ساتویں حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس نے ایسی صورت میں غصہ کو پی لیا جبکہ وہ اس کے اظہار پر قادر تھا تو خدا اس کے دل کو قیامت میں امن و ایمان سے بھر دے گا۔ اور تیرہویں حدیث میں ہے کہ خدا کو اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ غصہ کو پی لیا جائے چاہے صبر کے ذریعہ سے یا حکم کے ذریعہ سے۔

توضیح حدیث نمبر ۲ میں، اعداء النعم" سے حاسدوں کی طرف اشارہ ہے، علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ اس سے آئمہ طاہرین ؑ کے دشمن مراد ہوں۔ (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۲۱)

---

# باب (۵۵)

# حلم کے بیان میں

اس باب میں نو حدیثیں ہیں۔ جن میں سے دوسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

۲ محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن علی بن النعمان عن ابن مسکان عن ابی حمزة قال "المومن خلط عمله بالحلم، یجلس لیعلم

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن نعمان سے انھوں نے ابن مسکان سے انھوں نے ابو حمزہ ثمالی سے (جو کہ امام زین العابدین ؑ اور امام محمد باقر ؑ کے خاص صحابی تھے) روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مومن کا عمل (اور علم) ممزوج و مخلوط

، وينطق ليفهم ، لا يحدث
امانته الا طلقاء"
ولا يكتم شهادة الاعداء"
ولا يفعل شيئاً من الحق
رياء ، ولا يتركه حياء،
ان زكى خاف مما
يقولون ، واستغفر الله
مما لا يعلمون ، لا يغره
قول من جهله ، ويخشى
احصاء ما قد عمله۔

ہوتا ہے حلم کے ساتھ وہ مجلس علماء میں شرکت
کرتا ہے تاکہ علم حاصل کرے اور وہاں بولتا ہے،
اسی وقت جبکہ کوئی چیز سمجھ میں نہ آئے، وہ اپنے
دل کا راز اپنے مخلص دوستوں تک کو نہیں بتاتا اور
وہ اپنی گواہی کو دشمنوں کے لیے پوشیدہ نہیں کرتا۔
اور حق کی کوئی بات ریاء (دکھانے) کے لیے نہیں
کرتا اور نہ حق کو حیاء ترک کرتا ہے، اور اگر اس کے
عمل کی کوئی تعریف کرتا ہے تو وہ اس سے (اپنے
نفس کے لیے) خوفزدہ ہوتا ہے اور لوگ جو اپنی
لاعلمی کی وجہ سے (تقدس کی تعریف کرتے ہیں)، تو
یہ اللہ سے استغفار کرتا ہے اور وہ ان لوگوں کے
قول سے دھوکا نہیں کھاتا جو اس کے گناہوں
سے ناواقف ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت
اپنے عمل بد کے اس احصاء سے ڈرتا ہے۔
(جو اللہ یا ملائکہ کرتے رہتے ہیں)

https://www.shiabookspdf.com/

(نوٹ) اسی باب کی تیسری حدیث میں امام زین العابدین علیہ السلام کے حوالہ سے مرقوم ہے کہ غصہ کے وقت حلم سے کام لینا مجھے بہت پسند ہے۔ اور پانچویں حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حلم بہترین مددگار ہے" اذا لم تكن حليما فتحلم" اگر تو حلیم نہیں ہے تو حلیم بن (یعنی حلم اختیار کر دیا اپنے کو حلیم ظاہر کر)۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کو کسی کام کے لیے باہر بھیجا وہ گیا اور کافی دیر تک واپس نہ آیا۔ تو حضرت اسکی تلاش میں خود دولتسرا سے برآمد ہوئے، دیکھا کہ وہ پڑا ہوا سو رہا ہے۔ حضرت اس کے سرہانے پہنچکر پنکھا جھلنے لگے اور اتنی دیر تک جھلتے رہے کہ اس کی آنکھ خود بخود کھلی، جب وہ بیدار ہو گیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تیرے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ رات دن سوتا رہے، رات تیرے سونے کے لیے ہے اور دن کام کرنے کے لیے۔

# باب (۵۶)

# خاموشی اور حفاظت زبان کے بیان میں

اس باب میں اکیس ۲۱ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری (۳) تیرہویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن عیسٰی عن احمد بن محمد بن ابی نصر قال قال ابو الحسن الرضا علیہ السلام من علامات الفقہ الحلم و العلم و الصمت ان الصمت باب من ابواب الحکمۃ ان الصمت یکسب المحبۃ انہ دلیل علی کل خیر۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے انھوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ "تفکر و تدبر" کی علامتیں تین ہیں (۱) حلم (۲) علم (۳) خاموشی، (نیز ارشاد فرمایا ہے) کہ خاموشی حکمت کے ابواب میں سے ایک باب ہے (اور یہ کہ) خاموشی محبت کو کھینچتی ہے (نیز یہ کہ غیبت، چغل خوری گالم گلوچ وغیرہ سے) خاموشی بہت سی نیکیوں کی دلیل ہے

(۲) عنہ عن الحسن بن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی حمزۃ قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول انما شیعتنا

احمد بن محمد بن عیسٰی نے حسن بن محبوب سے انھوں نے عبد اللہ بن سنان سے انھوں نے ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "ہمارے شیعہ بیہودہ گوئی" اور بے محل تکلم

"الخرس"۔

سے بچے۔ کہتے ہیں۔

(۳) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن ابراهیم بن مهزم الاسدی علی ابی حمزة عن علی بن الحسین علیه السلام قال ان لسان ابن آدم یشرف علی جمیع جوارحه کل صباح فیقول کیف اصبحتم؟ فیقولون بخیر ان ترکتنا ویقولون ذکر الله فینا ونیاشده ویقولون انما ثاب ونعاقب بك۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے ابراہیم بن مہزم اسدی سے انھوں نے ابو حمزہ ثمالی سے انھوں نے حضرت امام زین العابدین سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرزندان آدم کی زبان ان کے تمام اعضاء و جوارح پر فوقیت رکھتی ہے اور غالب ہے۔ اور وہ ہر صبح کو ان سے پوچھتی ہے کہ تم نے کس حال میں صبح کی تو وہ کہتے ہیں کہ خیر ہی سے کی ہے اگر تو ہمیں خیر سے رہنے دے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر اور اسکے بارے میں اسے قسم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (ہمارا اچھا برا تجھ پر موقوف ہے) ہم تیری ہی وجہ سے ثواب پا سکتے ہیں اور تیری ہی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوں گے (تو ہم پر رحم کر)

(نوٹ) اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے غلام سالم سے فرمایا کہ اپنی زبان کو روک بہت سی برائیوں سے بچ جائے گا۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک شخص نے نصیحت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان پر قابو رکھ عزت پائے گا اور دیکھ اپنی رسی کسی کے ہاتھ میں نہ دے کہ تجھے کھینچے یعنی پھر تیری بات کی گرفت کر کے تجھے ذلیل کرے۔ اور پانچویں حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضرت رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے ایسی بات بتاتا ہوں کہ جو تجھے جنت میں لے جا سکے گی اور وہ یہ ہے۔ کہ جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے، دوسروں کو دے۔ اس نے کہا کہ اگر میں خود محتاج ہوں تو پھر کیا کروں، فرمایا کہ مظلوم کی مدد کر۔ اس نے کہا کہ اگر میں اپنی کمزوری کے باعث ایسا نہ کر سکوں تو پھر کیا کروں، فرمایا کہ پھر لوگوں کو صنعتکاری سکھا اس نے کہا کہ اگر میں خود ناواقف ہوں تو پھر کیا کروں،، فرمایا، فاصمت لسانك الا من خیر "خیر کی باتوں کے سوا تمام امور میں اپنی زبان کو بند رکھ،، پھر فرمایا کہ سن ان باتوں میں سے اگر ایک بات پر تو قادر ہوا تو جنت میں

http://www.shiabookspdf.com/

جانے کا تجھے راستہ مل جائے گا۔ اور چھٹی حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا ہے کہ اگر کلام چاندی ہے، تو خاموشی سونا ہے۔ (یعنی چپ رہنے کے محل پر چپ رہنا) اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "نجات المومن فی حفظ لسانہ" مومن کی نجات زبان کی حفاظت میں ہے۔ اور دسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ صحابی رسول حضرت ابوذر کہا کرتے تھے کہ زبان اچھائی اور برائی دونوں کی کنجی ہے، فاختم علی لسانک کما تختم علی ذھبک ورقک" زبان پر اسی طرح مہر لگا لینی چاہیے جس طرح سونے اور چاندی کی تھیلیوں پر مہر لگائی جاتی ہے۔ اور گیارہویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا کہنا ہے کہ ذکر خیر کے علاوہ زبان کو لغو باتوں میں استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور چودہویں حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول کریم صلعم سے نصیحت کرنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ "احفظ لسانک" اپنی زبان کی حفاظت کرو ورنہ اوندھے منہ جہنم میں چلے جاؤ گے۔ اور پندرہویں حدیث میں ہے کہ جو شخص قول و فعل میں موافقت نہیں کرتا اسکی خطائیں بہت ہوتی ہے۔ اور سولہویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم زبان کو دیگر اعضاء و جوارح انسانی کے مقابلہ میں زیادہ عذاب کرے گا تو وہ اللہ سے عرض کرے گی کہ مالک مجھے سب سے زیادہ کیوں سزا دی جا رہی تو فرمایا جائے گا کہ تیری کرشمہ سازیاں مشرق و مغرب میں پھیلیں تیرے ہی ذریعہ قتل و غارت کا بازار گرم ہوا تیرے ہی ذریعہ سے زنا واقع ہوئے وغیرہ وغیرہ۔ اور اٹھارہویں حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں جب کوئی عبادت گزاری کا ارادہ کرتا تھا تو پہلے دس برس تک خاموش رہتا تھا۔ اور تیسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حکمت آل داؤد یا زبور میں ہے کہ "علی العاقل ان یکون عارفا بزمانہ مقبلا علی شانہ حافظا للسانہ" عاقل پر لازم ہے کہ اپنے زمانہ کی حرکتوں سے واقف ہو اسکی رفتار کو پہچانتا ہو۔ اسکے رنگ ڈھنگ سے آگاہ ہو (یعنی دنیا سے غافل نہ ہو) عقل و ہوش رکھتا ہو رفتار زمانہ کو جانتا ہو، دنیا والوں کی چال ڈھال سے واقف ہو اور اپنی شان و حیثیت کا خیال رکھے اور اپنے مستقبل کی شاندار اور سازگاری کی طرف متوجہ ہو، اور اپنی زبان پر پورا قابو رکھے، بیہودہ گوئی، غیبت، گالم گلوچ اور بے محل کلام کرنے اور خواہ مخواہ بکواس کرنے سے اپنی زبان کو بند اور محفوظ رکھے۔

اوّل زبان کی کرشمہ سازیاں اظہر من الشمس ہیں یہی انسان کو علی مراتب پر فائز کرتی ہے اور

https://www.shiabookspdf.com/

یہی ذلت کے گڑھے میں ڈالدیتی ہے، اگر زبان شیریں ہو تو بلند مراتب و مدارج نصیب ہوتے ہیں اور اگر زبان گندی ہو تو تباہی اور ذلت انسان کو نصیب ہوتی ہے، یہ نیکیوں کی بھی کنجی ہے اور بدیوں کا بھی ذریعہ ہے۔ عاقل انسان وہ ہے جو زبان پر قابو رکھے جسکی عقل کامل ہوتی ہے وہ زبان پر قابو رکھتا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ اذا تم العقل نقص الکلام "جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو خواہ مخواہ کا بولنا کم ہو جاتا ہے (مراۃ العقول ج ۲ ص ۱۲۶) عورتیں چونکہ ناقص العقل ہوتی ہے۔ اسی لیے ان کے بولنے پر پہرہ بٹھانا مشکل ہے وہ ان تمام باتوں دوسروں سے ضرور کہدیں گی جن کا کہنا عقلمند کے لیے مناسب نہ ہوگا غیبت اور بدگوئی انکی فطرت ثابت ہوتی ہے لیکن خاص خاص عورتیں زیرک بھی دیکھی گئی ہیں۔ بہرحال مذکورہ احادیث میں اس امر کی بھرپور وضاحت فرمائی گئی ہے کہ زبان پر قابو رکھنا چاہیئے بلا ضرورت بولنے کی سخت مذمت کی گئی ہے اور موقع سے بولنے کی مدح سرائی فرمائی گئی ہے یہی زبان اچھی چیز بھی ہے اور یہی زبان بری چیز بھی ہے، سنا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے باورچی سے کہا کہ آج وہ چیز پکا کر لاؤ جو جانور کے جسم میں سب سے بہتر ہو، اسنے تعمیل حکم میں زبان پکائی پھر بادشاہ نے کہا کہ وہ چیز پکا کر لاؤ جو جانور کے جسم میں سب سے زیادہ خراب ہو تو اس نے زبان پکا کر پیش کی، بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے اچھی اور بری دونوں چیزوں کے سوال پر زبان ہی کیوں پکائی تو اس نے جواب دیا کہ حضور یہی زبان اچھی بھی ہے کہ اسی کے ذریعہ سے لوگ شاہی تک پہنچتے ہیں اور یہی زبان بری بھی ہے کہ اسی کے ذریعہ سے لوگ تباہی تک پہنچتے ہیں الغرض زبان کی کرشمہ سازیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا، اس میں اچھائیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی، اسکی ایک برائی جس کا ذکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے، یہ ہے ؎

جرح اللسان لها التیام
ولا یلتام جرح جرح اللسان

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ جو زخم سنان تیر و نیزہ سے لگے وہ اچھا ہو جایا کرتا ہے لیکن وہ زخم جو زبان سے لگے اسکے اچھا ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ کیا خوب کسی شاعر نے حضرتؑ کے اس شعر کا ترجمہ اس طرح کیا ہے ؎

چھری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا
لگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ ہرا

# باب (۵۷)

# مُدارات کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

" ابوعلی الاشعری عن محمد بن عبد الجبار عن محمد بن اسمعیل بن بزیع عن حمزۃ بن بزیع عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلعم، امرنی ربی بمدارات الناس کما امرنی باداء الفرائض۔

ابوعلی اشعری نے محمد بن عبد الجبار سے انھوں نے محمد بن اسمٰعیل بن بزیع سے انھوں نے حمزہ بن بزیع سے انھوں نے عبد اللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے میرے پالنے والے نے لوگوں کی خاطرداری اور مدارات کے لیے اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح ادائے فرائض (نماز وغیرہ) کا حکم دیا ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں۔ کہ اگر ان پر عمل نہ کیا جائے تو کوئی عمل تکمیل کو نہ پہنچے گا (۱) ورع (پرہیزگاری) جو گناہوں سے باز رکھتی ہے (۲) اخلاق جسکے ذریعہ سے لوگوں کی خاطر مدارت کی جاتی ہے (۳) حلم جس کی وجہ سے جاہل کی جہالت کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔ اور پانچویں حدیث میں ہے۔ کہ "مدارات الناس نصف الایمان" لوگوں کی خاطرداری نصف ایمان ہے اور عوام کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا نصف عیش ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ اچھوں کے ساتھ دل سے ملو۔ اور انکی خاطر دل سے کرو اور بروں کے ساتھ ظاہرداری سے کام لو ورنہ وہ تمہیں ستائیں گے۔ ایک زمانہ وہ آنے والا ہے کہ لوگ اچھوں کو بیوقوف کہیں گے تمہیں چاہیئے کہ تم اس پر صبر سے کام لو۔ اور چھٹی

حدیث کے آخر میں ہے۔ من کف یدہ عن الناس فانما یکف عنہم یدا واحدۃ ویکفون عنہ ایدی کثیرۃ "جو لوگوں سے اپنا ہاتھ اٹھائے گا تو اس کا ایک ہاتھ ہی لوگوں سے اٹھے گا مگر اس کے بدلے میں بہت سے ہاتھ اسکے اوپر سے اٹھ جائیں گے (یعنی اگر کوئی شخص لوگوں کی مدد سے اپنا ہاتھ روک لے تو اس کا صرف ایک ہاتھ رکے گا لیکن اس کے عوض میں جب وہ لوگ ہاتھ روک لیں گے تو اس کی امداد سے بہت سے ہاتھ رک جائیں گے لہذا انسان کو چاہیے کہ مل جل کر زندگی بسر کرے اور ظاہری خاطر داری سے بے نیاز نہ ہو)

---

# باب (۵۸)

# رفق (نرمی) کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چوتھی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن ابن محبوب عن معاویۃ بن وھب عن معاذ بن مسلم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلعم الرفق یمن والخرق شوم"۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے معاویہ بن وہب سے انھوں نے معاذ بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نرمی برکت ہے اور سختی بدبختی ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی پانچویں حدیث میں ہے کہ اللہ نرمی سے عوام کے ساتھ برتاؤ کو دوست رکھتا ہے اور "رفق" پر (دنیا و آخرت میں جو) ثواب دیتا ہے وہ سختی سے برتاؤ کرنے پر نہیں دیتا اور ساتویں حدیث میں ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رفق کی وجہ سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ جس گھرانے میں رفق اور مہربانی نہیں اس

گھرانے میں خیر نہیں، اور نویں حدیث میں ہے کہ رفق کی وجہ سے روزی میں وسعت ہوتی ہے۔ اور سولہویں میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ من کان رفیقا فی امرہ نال ما یرید من الناس "جو شخص لوگوں کے ساتھ اپنے امور میں نرمی کا برتاؤ کرے گا جو چاہے گا لوگوں سے حاصل کرے گا۔

---

# باب (۵۹)

# تواضع کے بیان میں

https://www.dialogsndf.com/

اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھٹی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے نوفلی سے انھوں نے سکونی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں"۔ من التواضع ان ترضی بالمجلس دون المجلس وان تسلم علی من تلقی وان تترک المراء وان کنت محقا وان لا تحب ان تحمد علی التقوی۔

تواضع سے یہ بات ہے کہ تم مجلس میں اس جگہ بیٹھو جو تمہارے مرتبے سے کم جگہ ہو اور تم سے جس کی بھی ملاقات ہو تم اس کو سلام کرو، اور سخت کلامی سے باز رہو اس میں چاہے تم حق پر کیوں نہ ہو اور اسے پسند نہ کرو کہ لوگ پرہیزگاری پر تمہاری تعریف کریں۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے۔ کہ خداوند عالم نے دو فرشتوں کو ہر شخص کے ساتھ رکھا ہے۔ جو تواضع کرتا ہے اس کے مرتبے کو بلند کرتے ہیں اور جو تکبر کرتا ہے اسے گرا دیتے ہیں اور دسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مدینہ کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے اہل وعیال کے لیے سامان لادے جا رہا ہے، جب اس نے حضرت کو دیکھا تو شرما گیا، حضرت نے فرمایا کہ یہ اچھی عادت ہے شرماؤ نہیں اور سنو اگر لوگوں کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو میں بھی اسی طرح سامان لاد کر لاتا۔ اور گیارہویں میں ہے کہ تواضع کرنے والے کو خدا دوست رکھتا ہے اور وہ جتنا خدا

سے قریب ہوتا ہے اتنا ہی تکبّر کرنے والا خدا سے دور ہوتا ہے اور تیرھویں حدیث میں ہے کہ حد تواضع یہ ہے کہ اپنے کو پست سمجھے۔ جو اپنے لیے پسند کرے دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دے۔ غصّے کو پی جائے۔ قصور معاف کردے۔ لوگوں پر احسان کرے اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

---

# باب (۶۰)

# اللہ سے محبّت اور بغض کے بیان میں

اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری (۳) آٹھویں (۴) پندرہویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن عیسیٰ و احمد بن محمد بن خالد و علی بن ابراھیم عن ابیہ و سھل بن زیاد جمیعاً عن بن محبوب عن علی بن رئاب عن ابی عبیدۃ الحذاء عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ فھو ممن کمل ایمانہ۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور احمد بن محمد بن خالد اور علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور سہل بن زیاد، ان سب نے ابن محبوب سے انھوں نے علی بن رئاب سے انھوں نے ابو عبیدہ حذاء سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو (اللہ کے ماننے والے رہبران دین اور دیگر مستحقین کو) اللہ کے لیے عطا یا دے وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا ایمان کامل ہوتا ہے۔

(۲) ابن محبوب عن مالک بن عطیۃ عن سعید الاعرج

ابن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انھوں نے سعید اعرج سے انھوں نے حضرت امام جعفر

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من اوثق عری الایمان ان تحب فی اللہ وتبغض فی اللہ و تعطی فی اللہ وتمنع فی اللہ۔

سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو ایمان کی رسی کو مضبوط پکڑے ہوا سے چاہیئے کہ اللہ کے بارے میں محبت کا (مظاہرہ) کرے اور اسی کے بارے میں بغض کا (اظہار) کرے اور اللہ ہی کے لیے دے اور اللہ ہی کے لیے ہاتھ روکے (یعنی جو کچھ کرے اللہ کے لیے اسی کے حکم کی روشنی میں کرے)

---

(۳) عنہ عن ابیہ عن النضر بن سوید عن ھشام بن سالم عن ابی حمزۃ الثمالی عن علی بن الحسین علیہ السلام قال اذا جمع اللہ عز وجل الاولین والاخرین قام منادفنادیٰ یسمع الناس فیقول، این المتحابون فی اللہ، قال فیقوم عنق من الناس فیقال لھم اذھبوا الی الجنۃ بغیر حساب، قال، فتلقاھم الملائکۃ فیقولون، الی این؟ فیقولون الی الجنۃ بغیر حساب، قال فیقولون نحن المتحابون فی اللہ، قال فیقولون وای شئی کانت اعمالکم؟ قالوکنا نحب

(احمد بن ابی عبد اللہ) نے اپنے باپ سے انھوں نے نضر بن سوید سے انھوں نے ہشام بن سالم سے انھوں نے ابو حمزہ ثمالی سے انھوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب خداوند عالم اولین اور آخرین کو جمع کرے گا تو اس وقت ایک منادی ایسی ندا کرے گا کہ تمام لوگ سنیں گے وہ کہے گا کہ کہاں ہیں اللہ کو قریبۃ الی اللہ دوست رکھنے والے، یہ سنکر کچھ نمایاں لوگوں کی گردنیں کھڑی ہو جائیں گے اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ جاؤ جنت میں بلا حساب وکتاب چلے جاؤ (وہ چل پڑیں گے) وہ فرماتے ہیں کہ (پھر راستہ میں) کچھ ملائکہ ملیں گے اور ان سے کہیں گے، کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ یہ لوگ کہیں گے کہ ہم بے حساب وکتاب جنت میں جا رہے ہیں، پھر وہ کہیں گے کہ تم کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو، یہ جواب دیں گے کہ ہم اللہ کو قریبۃ الی اللہ دوست رکھنے والوں میں سے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ پھر ملائکہ پوچھیں گے کہ تم لوگوں

https://www.shiabookspdf.com/

فی اللہ وبغض فی اللہ
قال فیقولون، نعم
اجر العاملین۔

کے خصوصی اعمال وہ کونسے ہیں جنکی وجہ سے تم
بے حساب وکتاب جنت میں بھیجے جارہے ہو،
ان کے جواب میں وہ گروہ کہے گا کہ ہم قربۃ الی اللہ
اللہ کو دوست رکھنے والے اور قربۃ الی اللہ (اللہ کے
دشمنوں کو) دشمن رکھنے والے ہیں یہ سنکر ملائکہ
کہیں گے کہ (جاؤ) بہترین عمل کرنے والوں کی بہترین
جزا یہی ہے۔

(۴) عنہ عن احمد بن
ابی نصر و ابن فضال
عن صفوان الجمال
عن ابی عبد اللہ قال ما
التقی مومنان قط الا کان
افضلھما اشدھما حبا لاخیہ۔

احمد بن محمد ابن خالد نے احمد بن محمد بن
ابی نصر اور ابن فضال سے انھوں نے صفوان الجمال
سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب دو مومن بھائی
آپس میں ملتے ہیں تو ان میں افضل وہ ہوتا ہے جو
ان میں اپنے بھائی کو زیادہ چاہنے والا ہوتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(نوٹ) اسی باب کی تیسری حدیث میں حضرت محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کا مومن کو دوست رکھنا ایمان کی سب سے نمایاں چیز ہے، آگاہ ہو کہ جس نے خوشنودی خدا کیلئے کسی سے محبت کی یا کسی کو کچھ نہ دیا تو وہ شخص اصفیائے خداوند عالم سے ہے۔ اور گیارہویں حدیث میں ہے کہ اگر تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ تم میں خیر ہے یا نہیں تو اپنے دل کا جائزہ لو اگر اس میں اللہ کے نیک بندوں سے محبت ہے تو سمجھ لو کہ خیر تم میں ہے اور اگر اس میں اللہ کے برے بندوں کی محبت ہو تو سمجھ لو کہ تم میں خیر نہیں ہے اور اللہ تمہیں دوست نہیں رکھتا،، والمرء مع من احب "اور انسان کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہوگا۔ اور سولہویں حدیث میں ہے کہ جو شخص نبی کریم صلعم اور آئمہ طاہرین کو اللہ کے لیے دوست نہیں رکھتا اور ان کے دشمن کو دشمن نہیں جانتا،، فلا دین لہ "اس کا کوئی دین ایمان نہیں۔

# باب (۶۱)

# دنیا کی خدمت اور اس سے کنارہ کشی کے بیان میں

اس باب میں پچیس ۲۵ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) تیسری (۲) تیرھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن ابی ایوب الخزاز عن ابی حمزۃ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال امیر المومنین علیہ السلام ان من اعون الاخلاق علی الدین الزھد فی الدنیا۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے یونس سے انھوں نے ابوایوب خزار سے انھوں نے ابوحمزہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ امور دنیا سے پر کار بند ہونے کی عادت ڈالنے کے لیے دنیا سے کنارہ کشی بہترین مددگار ہے۔

(۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن علی بن الحکم عن ابی ایوب الخزاز عن ابی عبیدۃ الحذاء قال قلت لابی

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے ابوایوب خزار سے انھوں نے ابوعبیدہ حذاء سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے درخواست کی کہ مولا کچھ ایسی

https://www.shiabookspdf.com/

جعفر علیہ السلام حدثنی بما انتفع بہ فقال یا ابا عبیدۃ اکثر ذکر الموت فانہ لم یکثر انسان ذکر الموت الا زھد فی الدنیا۔

بات بتایئے کہ جس سے میں فائدہ اٹھاؤں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو عبیدہ، موت (اور اس کے احوال و عواقب و کوائف) کا اکثر ذکر کیا کرو کیونکہ جو شخص موت (اور اس کے بعد و احوال کے خوف، ہول اور پریشانیوں) کا اکثر ذکر کرتا ہے وہ دنیا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے (اور اسکے لیے نجات کی راہ ہموار ہو جاتی ہے)۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ زھد فی الدنیا یعنی دنیا سے کنارہ کشی کرنے سے قلب انسانی میں حکمت بھر جاتی ہے اور زبان میں گویائی آجاتی ہے اور دنیا کے عیوب اور ان کا علاج سب سامنے آجاتا ہے اور وہ جنت میں جانے کے قابل بن جاتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ دنیا سے کنارہ کش ہوئے بغیر دل کو حلاوت ایمان نصیب نہیں ہوتی۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ قرآنی زبان میں زہد کی تعریف یہ ہے کہ انسان سے جو کچھ فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرے اور جو مل جائے اسی پر خوش نہ ہو۔ اور دسویں حدیث میں ہے کہ جب خدا کسی کے ساتھ خود نیکی کرنا چاہتا ہے تو اسے دنیا سے بے رغبت کر دیتا ہے اور علم دین کا عالم بنا دیتا ہے اور دنیا کے عیوب اس پر ظاہر کر دیتا ہے اور جس کو یہ چیزیں مل جائیں اسے گویا سب کچھ مل جاتا ہے پھر فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ زہد سے بہتر کسی نے حق کو کسی اور دروازے سے نہیں پایا۔ اور چودھویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کی طرف سے ہر روز ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ اے ابن آدم یہ دنیا ناپائدار ہے۔ ہر پیدا ہونے والے کو موت آئے گی فنا کے لیے جمع کرو اور تباہی کے لئے مکانات وغیرہ بناؤ یعنی یہی سمجھ کر عمل کرو اور بقا کا خیال نہ کرو۔ اور انیسویں حدیث میں ہے کہ یہ دنیا ایک سرائے کی مانند ہے تھکا ہوا مسافر جس طرح درخت کے نیچے پناہ لیتا ہے پھر چل پڑتا ہے اسی طرح اس دار اسباب میں قیام کی حیثیت ہے۔ اور بیسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حرص دنیا کی مثال ریشم کے کیڑے جیسی ہے۔ جس قدر اپنے اوپر زیادہ تانتا جاتا ہے اتنا ہی اس میں لپٹتا جاتا ہے بالآخر اس سے نکل نہیں سکتا اور اسی میں مر جاتا ہے اور بائیسویں حدیث میں ہے کہ دنیا کی مثال

https://www.shiabookspdf.com

سانپ جیسی ہے جو چھونے میں نرم ہوتا ہے لیکن وہ زہر سے پُر ہوتا ہے عاقل اس سے دور بھاگتا ہے اور نادان اس کا شکار ہوتا ہے۔

اقول، خاصان خدا نے دنیا کی بے حد مذمت کی ہے اور مختلف مثالوں کے ذریعہ سے اسکی بے ثباتی پر روشنی ڈالی ہے حضرت علیؑ کے ارشادات میں اس کی بے حد مذمت موجود ہے انھوں نے مختلف طریقوں سے اس سے نفرت کا اظہار فرمایا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے، یا دنیا غرّی غیری لقد طلقتکِ ثلاثا " اے دنیا جا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکے دے میں نے تجھے طلاق بائنی دیدی ہے جس کے بعد تیری طرف رجوع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے دنیا کی مذمت میں ایک مشہور شعر پر تضمین کی ہے۔ جو درج ذیل ہے ؎

گلشن دنیا پہ کیوں نازاں ہے تو اے بے خبر — یہ مسافر کی سرا ہے راہرو کی راہ گذر
اسکے باشندوں کو لازم ہے فنا المختصر — یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

---

# باب (۶۲)

# باب سابق کے تتمہ کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

" محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن العلاء بن رزین عن ابن سنان عن ابی حمزۃ عن ابی جعفر علیہ السلام قال، قال اللہ عزوجل

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے علاء بن زرین سے انھوں نے ابن سنان سے انھوں نے ابو حمزہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں

https://www.shiabookspot.com/

وعزتی وجلالی وعظمتی وبهائی وعلوّ ارتفاعی لا یوثر عبد من عبادی مؤمن فی شیٔ من امر الدنیا الا جعلت غناه فی نفسه وهمته فی اخرته وضمنت السموات والارض رزقه وکنت له من وراء تجارة کل تاجر۔

کہ خداوند عالم نے (حدیث قدسی) میں ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے میری عزت وجلال اور عظمت وبہا (خوبی) اور علوئے مرتبت کی قسم ہے کہ میں اس بندۂ مومن کو جو امر دنیا میں اپنی خواہش پر میری خواہش اور مرضی کو ترجیح دیتا ہے اسے اس کے نفس میں غنی کر دونگا اور اس کے عزم و ارادے کو آخرت کے بارے میں (بلندی دونگا) اور آسمان وزمین کو اس کے رزق کا ضامن بنا دوں گا اور ہر تاجر کی تجارت سے زیادہ اس کے لیے نفع کا بندوبست کرونگا۔

(توضیح) علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں اگرچہ باب سابق سے متعلق ہیں اور ان کا ذکر مذکورہ باب میں ہونا چاہیئے تھا مگر مصنف علیہ الرحمۃ نے ان حدیثوں کی اہمیت اور ان کی مزید وضاحت کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ ان میں ذکر دنیا کی بجائے مرضی معبود کا واضح تذکرہ ہے انھیں علیحدہ باب میں ذکر کیا ہے اور اس باب کا کوئی عنوان قرار نہیں دیا (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۴۳)

---

# باب (۶۳)

# قناعت کے بیان میں

اس باب میں گیارہ ۱۱ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے محمد بن سنان سے انھوں نے عمار بن مروان سے انھوں نے زید شحام سے انھوں نے عمرو بن ہلال سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایاک ان تطمح بصرک الی من هو فوقک

اس بات سے پرہیز کرو کہ تمہاری نظر ان لوگوں پر پڑے جو تم سے اونچے مرتبے کے ہیں۔ (یعنی تم اپنے معاشی حالات میں اپنے سے بلند لوگوں کے حالات پر نگاہ نہ کرو بلکہ اپنے سے پست لوگوں کے حالات کو دیکھو تم کو اس سے تسلی ہو جائیگی اور تمہیں یہ خیال ہوگا کہ تم اگر کچھ لوگوں سے کم اچھی حالت میں ہو تو بہت سے لوگوں سے بہتر حالات میں ہو اس طرح تم کو تسلی ہو جائے گی اور تم کو خدا کے شکر کرنے کا موقع ملے گا) پھر فرماتے ہیں کہ میں نے جو یہ بات کہی ہے تو تم اس سلسلہ میں خدا کا وہ قول دیکھو جس میں اپنے نبی کو مخاطب کر کے لوگوں کو سمجھانے کے لیے کہتا ہے۔

"لا تعجبك اموالهم ولا اولادهم" تمہیں لوگوں کے اموال اور اولاد کی کثرت تعجب میں نہ ڈالے (کہ تمہارے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہو) اور فرمایا ہے" لا تمدن عينيك الخ اور اپنی نگاہوں کو بلند نہ کرو" فان دخلك شئی فاذكر عيش رسول الله فدیکھو اگر تمہارے دل میں لوگوں کے عیش و عشرت سے کچھ دکھ پہنچے تو رسول خدا کی زندگی پر نگاہ کر لیا کرو، فانما كان قوته الشعير وحلوه التمر وقوده السعف، سلمان کی خوراک جو تھی اور ان کا حلوہ خرما تھا اور ان کا ایندھن کھجور کے پتے تھے وہ بھی اگر نصیب ہو جائیں۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ، من رضی من الله بالیسیر من المعاش رضی الله منه بالیسیر من العمل، جو اللہ کی دی ہوئی تھوڑی سی روزی پر خوش و راضی ہو خدا اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتا ہے اور چھٹی حدیث میں ہے کہ ابن آدم اگر سامان دنیا سے تھوڑے پر راضی رہنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہی اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور اگر کفایت کا ارادہ ہی نہ ہو تو پھر بہت سا بھی کافی نہیں ہوتا اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ جو یہ چاہتا ہو کہ غنی ہو جائے اسے چاہیئے کہ دوسروں کے ہاتھوں کی طرف دیکھنے کے بجائے اللہ سے لو لگائے اور نویں حدیث میں ہے، من قنع بما رزقه الله فهو اغنى الناس" امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو اللہ کی دی ہوئی روزی پر قناعت کرے وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ (یعنی جو قناعت کرے اور اللہ کی دی ہوئی روزی اور اس کے دیئے ہوئے مال پر قناعت کرے تو وہ بہت بڑا غنی اور مستغنی ہے)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۶۴)

# کفاف (گذارہ) کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چھٹی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

" الحسین بن محمد عن احمد بن اسحاق عن بکر بن محمد الازدی عن ابی عبد اللہ ؑ قال قال رسول اللہ صلعم، قال اللہ عز وجل ان من اغبط اولیائی عندی عبد امومنا ذا حظ صلاح، احسن عبادۃ ربہ وعبد اللہ فی السریرۃ وکان غامضا فی الناس فلم یشر الیہ بالاصابع وکان رزقہ کفافا، فصبر علیہ فعجلت بہ المنیۃ فقل ترا ثہ وقلت بواکیہ۔

حسین بن محمد نے احمد بن اسحاق سے انھوں نے بکر بن محمد ازدی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے (حدیث قدسی) میں کہا ہے کہ میرے نزدیک میرے اولیاء میں وہ عبد مومن قابل غبطہ ہے جو نیک صلاحیتوں کا مالک ہو اور اپنے رب کی بہترین عبادت کرتا ہو۔ اور (انظار ناس سے) چھپ کر اپنے مالک کی عبادت کرتا ہو۔ اور لوگوں میں چھپا ہوا ہو۔ لوگوں کی انگلیاں اس کی طرف نہ اٹھتی ہوں (یعنی غیر مشہور رہو) اور اس کی روزی بقدر گذارہ ہو اور وہ اسی پر صابر ہو اور وہ (دنیا سے اس طرح کنارہ کش ہو کہ جیسے) موت نے اسے بعجلت دبوچ لیا ہو (اور جب وہ فوت ہو) تو اس کی میراث بہت کم ہو اور (غربت کی وجہ سے) اس کے رونے والے بہت تھوڑے ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "طوبیٰ لمن اسلم وکان عیشہٗ کفافاً" خوشخبری ہے اس کے لیے جو اسلام لایا اور اس کی معیشت بقدر ضرورت ہے اور تیسری حدیث میں ہے کہ رسول خداؐ نے اس طرح دعا فرمائی ہے۔

"اللھم ارزق محمداً و آل محمد ومن احب محمداً و آل محمد العفاف والکفاف وارزق من ابغض محمداً و آل محمد المال والولد"

خدایا محمد و آل محمد اور ان کے دوستوں کو عفت اور بقدر ضرورت گذارے کے لیے سامان معیشت عطا کر اور ان لوگوں کو جو ان کے دشمن ہیں بھرپور مال و اولاد دے۔

(توضیح) تیسری حدیث میں جو رسول خدا صلعم کی دعا مرقوم ہے اس میں دشمنوں کے لیے مال اور اولاد کی فراوانی کا تذکرہ اس لیے ہے کہ یہ چیزیں اکثر دنیا و آخرت میں مفید ثابت نہیں ہوتیں اور کفاف کی افضلیت مسلّم ہے اسی لیے اس دعا میں اپنے اور اپنی آل اور ان کے ماننے والوں کے لیے کفاف کا تذکرہ فرمایا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۶۵)

# امر خیر کے کر گذرنے میں عجلت کے بیان میں

اس باب میں دس حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"عنہ عن ابن ابی عمیر، عن مرازم بن الحکم عن ابی عبداللہ السلام قال

احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے مرازم بن حکم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

كان ابی یقول اذا همت بخیر فبادر فانك لا تدری ما یحدث۔

وہ فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کسی کار خیر کا ارادہ کرو تو فوراً کر گذرو کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کونسی (رکاوٹ مستقبل میں) حادث وحائل ہو جائے گی۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے جب تم میں سے کوئی کسی خیر کا ارادہ کرے تو پھر اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے اور اسے کر گذرنا چاہیئے (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی عمل ہو جس کے عوض میں خدا بخشنا چاہتا ہو) اور دوسری حدیث میں ہے کہ تم اپنی صبح کی ابتدا نیکی سے کرو اور انتہا نیکی پر کرو اور اپنے کندھے پر بیٹھے ہوئے فرشتوں کے دفتر میں صبح وشام کی نیکی اور اچھے اعمال لکھوا دو۔ دن کے درمیانی حصے کے اعمال بخش دیئے جائیں اور چوتھی حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "ان اللہ یحب من الخیر ما یعجل" خداوند عالم اس خیر کو دوست رکھتا ہے جو جلد سے جلد عمل میں آئے۔ لہٰذا بندہ کو چاہیئے کہ بلا تاخیر کر گذرے تاکہ وہ رکاوٹ (آنے) میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

---

# باب (۶۶)

# انصاف اور عدل کے بیان میں

اس باب میں بیس ۲۰ حدیثیں ہیں جن میں سے انیسویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن ابی ایوب عن محمد

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے ابوایوب سے انھوں نے محمد بن قیس سے انھوں نے حضرت امام

بن قیس عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان للہ جنۃ لا یدخلھا الا ثلاثۃ احدھم من حکم فی نفسہ بالحق۔

محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی ایک جنت ہے۔ جس میں صرف تین قسم کے لوگ داخل کیے جائیں گے ان میں سے ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو اپنے نفس کو حق پر قائم رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو خوش اخلاق ہیں پاک عادت رکھتے ہیں، ان کے دل نیک ہیں، ظاہر ان کا اچھا ہے۔ فاضل مال کو خدا کی راہ میں دیتے ہیں فالتو بات سے زبان کو روکتے ہیں" و انصف الناس من نفسہ۔ اور لوگوں میں اپنی طرف سے بھرپور انصاف کرتے ہیں۔ کہ چار قسم کے لوگوں کے لیے جنت میں چار گھروں کی ضمانت دی جاتی ہے (۱) جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور اپنے فقر و فاقہ سے نہ ڈریں (۲) اور ساری دنیا میں اسلام کو پھیلا دیں (۳) سخت کلامی سے پرہیز کریں چاہے حق پر کیوں نہ ہو (۴) اور لوگوں میں اپنے نفس کی طرف سے انصاف کریں (یعنی جو اپنے لیے پسند کریں وہ دوسروں کے لیے بھی پسند کریں اور جو اپنے لیے نا پسند کریں وہ دوسروں کے لیے ناپسند کریں۔ اور تیسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ" سید الاعمال ثلاثۃ" اعمال کے سردار تین ہیں (۱) لوگوں کے ساتھ اپنے نفس سے انصاف کرنا یہاں تک جو اپنے لیے پسند کرے ان کے لیے بھی پسند کرے (۲) مال و دولت، رزق و روزی میں اپنے بھائی کے ساتھ مواسات اور ہمدردی کرنا (۳) اللہ کو ہر حال میں اور ہر وقت یاد کرنا (پھر فرمایا) کہ، تسبیحات اربعہ، سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" ہی ذکر خدا نہیں ہے، بندہ کو چاہیئے کہ خدا نے جس چیز کا بھی حکم دیا ہے اس پر عمل کرے اور جس چیز سے روکا ہے۔ اس سے باز رہے۔ اور چوتھی حدیث میں ہے۔ جو لوگوں کے درمیان انصاف سے کام لے گا خداوند عالم اسے عزت دے گا، اور پانچویں حدیث میں ہے کہ قیامت میں تین قسم کے لوگ اللہ کے قریب ہوں گے یعنی ان کی عزت اللہ کی نگاہ میں ہوگی ایک وہ جو غصے کی حالت میں بھی اپنے طاقتور ہونے کے باوجود اپنے کمزور مقابل پر ظلم نہ کرے، دوسرے وہ جو دو آدمیوں کے درمیان واسطہ ہو تو ان دونوں میں سے کسی ایک پر جو کے برابر بھی ظلم نہ کرے تیسرے وہ جو حق کی بات کہے چاہے فائدہ ہو یا نقصان، اور گیارہویں

https://www.sirat-e-mustaqeem.net/

حدیث میں ہے کہ صادق آل محمدؐ فرماتے ہیں کہ" العدل احلی من المایصیبہ الظمان" عدل اس پانی سے زیادہ میٹھا ہے جو ایک پیاسے کو سخت پیاس کے وقت ملے اور تیرھویں حدیث میں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ پر وحی کی کہ میں تم کو چار باتوں سے آگاہ کرتا ہوں ان میں پہلی یہ ہے کہ تم میری ہی عبادت کرنا اور میرا کسی کو شریک نہ قرار دینا دوسری یہ ہے کہ اچھے عمل کرنا میں تمہیں اس کی بھرپور جزا دونگا اور تیسری یہ ہے کہ تم دل سے دعا کرنا اور میں اسے قبول کرونگا اور چوتھی یہ ہے کہ تم جو اپنے لیے پسند کرنا وہ دوسروں کے لیے بھی پسند کرنا اور جس چیز کو اپنے لیے پسند نہ کرو دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرنا۔ اور سترھویں حدیث میں ہے۔ قال رسول اللہ صلعم من واسی الفقیر من مالہ وانصف الناس من نفسہ فذالک المومن حقا"۔

جو غریب محتاج فقیر کے ساتھ اپنے مال کے ذریعہ سے ہمدردی کرے اور لوگوں کے ساتھ اپنے نفس کے ذریعہ سے انصاف کرے (یعنی اسے اپنے قول و عمل میں برا سمجھے) بے شبہ مومن ہے۔

(توضیح) حدیث مذکورۃ الصدر یعنی انیسویں حدیث میں تین چیزوں کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن وضاحت صرف ایک کی گئی ہے اس لیے لکھا جاتا ہے کہ وہ تین چیزیں جن کا حدیث مذکورہ میں حوالہ ہے وہ یہ ہیں (۱) مال و دولت میں اپنے بھائی کے مواسات اور ہمدردی کرنا (۲) اللہ کو ہر حال میں یاد رکھنا (۳) اپنے نفس کے بارے میں وہی کرنا جو دوسروں کے لیے کیا جائے یعنی جو اپنے لیے پسند کیا جائے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کیا جائے مطلب یہ ہے کہ اپنے برادر مومن کو کسی حال میں پست نہ سمجھا جائے اور جو اپنے لیے پسند کیا جائے وہی اس کے لیے بھی پسند کیا جائے اور جو اپنے لیے ناپسند ہو وہ دوسروں کے لیے بھی ناپسند کیا جائے۔

---

# باب (۶۷)

# لوگوں سے استغناء کے بیان میں

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) پانچویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی، عن الحسن بن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال شرف المومن قیام اللیل وعزہ استغناءہ عن الناس

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مومن کا شرف یہ ہے کہ قائم اللیل (نماز تہجد وغیرہ پڑھنے والا) ہو اور اسکی عزت لوگوں سے استغناء (مالی بے پروائی) میں ہے

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن احمد بن محمد بن ابی نصر قال قلت لابی الحسن الرضا علیہ السلام جعلت فداک اکتب لی الی اسمٰعیل بن داؤد الکاتب لعلی اصیب منہ قال اما احب ان تطلب مثل هذا وشبهه

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انھوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک دفعہ عرض کی کہ مولا میری جان آپ پر فدا ہو مجھے اسمٰعیل بن داؤد (خزانچی مامون رشید) کے نام ایک سفارشی خط لکھ دیجیے تاکہ میں اس سے کچھ مال حاصل کر لوں (یہ سن کر) انھوں نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم اس کے یا اس جیسے (دشمن دین) کے سامنے

https://www.shiabookspdf.com/

ولکن عوّل علی مالی ۔ ہاتھ پھیلاؤ البتہ تم ایسا کرو کہ میرے مال میں سے جو چاہو لے لو۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد مرقوم ہے کہ جب تم یہ چاہو کہ جو خدا سے مانگو تم کو مل جائے تو دنیا کے تمام لوگوں سے بے پرواہ ہو کر مانگو، جب خدا کو تمہارے لوگوں سے استغنا کا علم ہو جائے گا تو وہ تمہیں ہر وہ چیز دے گا جو تم مانگو گے۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا عزت کو جلد زائل کر دیتا ہے اور حیاء پر پانی پھیرتا ہے، اور لوگوں سے بے پرواہ ہو جانا مومن کے لیے عزت ہے۔

---

# باب (۶۸)

https://www.shiabookspdf.com/

## صلۂ رحم کے بیان میں

اس باب میں تینتیس ۳۳ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) نویں (۲) چوبیسویں (۳) بتیسویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عنہ عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن ابی الحسن الرضاؑ قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام صلی رحمک ولو بشربۃ من ماء و افضل ما توصل بہ الرحم کف الاذی عنہا وصلۃ الرحم مغساۃ فی الاجل محبیۃ فی الاھل۔

احمد بن محمد نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انھوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ صلہ رحم کرو وہ چاہے (ایک گھونٹ) پانی پلا کیوں نہ ہو (اور سنو) بہترین رحم یہ ہے کہ (اپنے عزیز کو) اذیت پہنچانے سے ہاتھ کو روکو (اور یہ بھی سنو) کہ صلہ رحم موت کے آنے میں رکاوٹ ہوتا ہے اور خاندان میں محبت کا سبب بنتا ہے

(۲) وعنه عن علی بن الحکم عن عبد اللہ علیہ السلام بن سنان قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ان لی ابن عم اصلہ فیقطعنی حتی لقد ھممت لقطیعتہ ایای ان اقطعہ اتاذن لی قطعہ ؟ قال انک اذا وصلتہ وقطعک وصلکما اللہ عزوجل جمیعا وان قطعتہ وقطعک قطعھما اللہ۔

احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حکم سے انھوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میرا ایک چچازاد بھائی ہے۔ میں اس کے ساتھ صلہ رحم کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحم کرتا ہے یہاں تک کہ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں بھی اس سے قطع رحم کرونگا، مولا اگر میں عاجز آکر ایسا کروں تو آپ اس کی اجازت دیں گے ؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (اے عبداللہ بات تو یہ ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ تم صلہ رحم کرتے ہو اور وہ قطع رحم کرتا ہے تو خداوند عالم سے (توقع ہے کہ اپنی رحمت سے) دونوں کو ملادے (اور وہ بھی صلہ رحم کرنے لگے) اور اگر اس نے بھی قطع رحم کیا اور تم نے بھی وہی برتاؤ کیا (تو امکان قوی ہے کہ) خدا دونوں کو نظرانداز کردے (اور دونوں عذاب کے مستحق بن جائیں)

(۳) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن عبد الصمد بن بشیر، قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام صلۃ الرحم تھون الحساب یوم القیامۃ وھی منساءۃ فی العمر

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے یونس سے انھوں نے عبدالصمد بن بشیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ صلہ رحم قیامت کے دن حساب کے بوجھ کو ہلکا کردے گا اور یہ ایسی چیز ہے جس سے عمر بڑھتی ہے (اور موت میں تاخیر ہوتی ہے) اور یہ بری طرح بچھڑنے سے بچاتی ہے۔

https://www.shiabooksndf.com/

وتقی مصارع السوء وصدقة اللیل تطفی غضب الرب۔ اور رات کی تاریکی میں صدقہ اور عطیہ دینا غضب خداوندی کی آگ کو بجھاتا ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی گیارہویں حدیث میں ہے کہ صلہ رحم کرنا اور امانت میں خیانت نہ کرنا جنت میں جانے کی ضمانت ہے۔ اور بارہویں حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ صلہ رحم کرنا یعنی غریب عزیزوں کی مدد کرنا اخلاق کو بلند کرتا ہے اور سخاوت کو فروغ دیتا ہے، نفس کو پاک کرتا ہے رزق میں وسعت پیدا کرتا ہے اور عمر کو بڑھاتا ہے اور تیرھویں حدیث میں ہے حضرت باقر العلوم علیہ السلام سے مروی ہے کہ صلہ رحم کرنے سے اعمال پاکیزہ ہوتے ہیں بلائیں دور ہوتی ہیں، اموال میں اضافہ ہوتا ہے عمر بڑھتی ہے۔ رزق میں وسعت ہوتی ہے اور خاندان میں عزت بڑھتی ہے اور لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، اس لیے چاہیئے کہ اللہ سے ڈرا جائے اور صلہ رحم کیا جائے اور چودھویں حدیث میں ہے کہ صلہ رحم اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھے سلوک سے آبادی اچھی ہوتی ہے اور عمر بڑھتی ہے۔ اور پندرہویں حدیث میں ہے کہ جس کار خیر کا جلدی ثواب ملتا ہے وہ صلہ رحم ہے۔ اور سولہویں حدیث میں ہے کہ جو شخص موت کے دیر میں آنے اور روزی کے بڑھنے کی خواہش رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ صلہ رحم کرے اور اکیسویں حدیث میں ہے کہ جو لوگ فاسق و فاجر ہوتے ہیں لیکن صلہ رحم کی وجہ سے مالدار ہوتے ہیں اور انکی عمر بن طویل ہوتی ہے تو پھر ان لوگوں کا کیا کہنا جو خوش کردار ہو کر صلہ رحم کریں اور بائیسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امیر المومنین ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے غریب عزیزوں سے مواسات ہمدردی اور صلہ رحم کرو" ولو بالتسلیم" وہ چاہے سلام کی ابتداء ہی سے کیوں نہ ہو۔ اور اٹھائیسویں حدیث میں بحوالہ آیۂ قرآنی مرقوم ہے کہ صلہ رحم کے سب سے زیادہ مستحق آل محمدؐ ہیں۔

---

# باب (۶۹)

# ماں باپ کے ساتھ نیکیوں کے بیان میں

اس باب میں اکیس (۲۱) حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) آٹھویں (۳) چودھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی وعلی بن ابراهیم عن ابیه جمیعاً عن الحسن بن محبوب عن ابی ولاد الحناط قال سالت اباعبد الله علیه السلام عن قول الله عز وجل "وبالوالدین احساناً" ماهذا الاحسان؟ فقال الاحسان ان تحسن صحبتهما وان لا تکلفهما ان یسئلاک شیئا مما یحتاجان الیه وان

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور ان سب نے حسن بن محبوب سے انھوں نے ابو ولاد حناط سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "والدین کے ساتھ احسان کرو" کے بارے میں پوچھا کہ یہ احسان کیا ہے؟ انھوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ احسان کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ خوشگوار طریقہ پر رہو اور انھیں کسی ایسی شئے کے مانگنے کی تکلیف نہ دو جس کی انھیں ضرورت ہو وہ چاہے مستغنی ہی کیوں نہ ہوں۔ کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں دیکھا، "تم ہرگز ہرگز نیکی اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک اس چیز کو (والدین

كان مستغنين اليس يقول الله عز وجل" لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون" قال ثم قال ابو عبد الله ع و اما قول الله عز وجل" اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما" قال ان اصجر اك فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما ان ضربا ك" قال وقل لهما قولا كريما" قال ان ضربا فقل لهما غفر الله لكما فذلك منك قول كريم" قال" واخفض لهما جناح الذل من الرحمة قال لا تملأ عينيك من النظر اليهما الا برحمة ورقة، ولا ترفع صوتك فوق اصواتهما ولا يدك فوق ايديهما ولا تقدم قدامهما۔

کے لیے) صرف نہ کرو جسے تم محبوب رکھتے ہو۔ راوی کہتا ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ قول خدا" اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان سے اُف نہ کہو اور ان کو جھڑکو نہیں" کا مطلب یہ کہ اگر وہ تمہیں سرزنش کریں تب بھی اُف نہ کرو اور اگر وہ تمہیں ماریں تب بھی تم انھیں نہ جھڑکو اور ان سے بہت ادب سے بات کرو (اور سنو) قول کریم کا مقصد یہ ہے کہ اگر وہ تمہیں ماریں تو تم ان دونوں کے جواب میں کہو کہ" خدا آپ لوگوں کو بخش دے اور خدا نے جو یہ فرمایا ہے کہ" تم عاجزی کے ساتھ ان کے سامنے جھک جاؤ" اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف رحم اور نرم دلی سے دیکھو (یعنی تمہاری نظر ان کے سامنے تنذ نہ ہو) اس کا کہنا یہ ہے کہ ان کی آواز پر اپنی آواز اونچی نہ کرو اور نہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے بلند کرو اور نہ اپنا قدم ان کے قدم سے آگے بڑھاؤ (کیونکہ یہ باتیں ان کی بارگاہ میں سوء ادب کے مرادف ہیں)

(۲) محمد بن يحيى عن احمد بن محمد بن عيسى عن معمر بن خلاد قال قلت لابي الحسن الرضا ع ادعو الوالدي اذا كانا لا يعرفان الحق؟

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنے والدین کے حق میں دعا کروں اسی صورت میں کہ وہ مذہب حق سے ناواقف ہوں؟ حضرت نے فرمایا کہ بے

https://www.shiabookspdf.com/

قال ادع لهما وتصدق عنهما وان كانا ناحيين لا يعرفان الحق فدارهما فان رسول الله صلعم قال ان الله بعثني بالرحمة لا بالعقوق -

شک ان کے لیے دعا کرو اور ان کی طرف سے صدقہ دو (کیونکہ وہ تمہارے والدین ہیں) اور اگر وہ زندہ ہوں تو ان کی خاطر و مدارت میں کمی نہ کرو کیونکہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ خدا نے مجھے نبیؐ رحمت بنا کر بھیجا ہے نہ کہ زحمت اور بے رحمی کے لیے معبوث کیا ہے۔

(۳) عنه عن علی بن الحکم عن سیف بن عمیرة عن ابی الصباح عن جابر قال سمعت رجلا یقول لابی عبد الله علیه السلام ان لی ابوین مخالفین؟ فقال برهما کما تبرء المسلمین ممن یتولانا -

احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حکم سے انھوں نے سیف بن عمیرہ سے انھوں نے ابوالصباح سے انھوں نے جابر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے والدین جو مخالف مذہب حق ہیں (میں اس کے ساتھ نیکی کروں یا نہیں) حضرت نے فرمایا کہ ان کے ساتھ اس طرح نیکی کرو جس طرح ان مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہو جو ہمیں دوست رکھتے ہیں (یعنی ناصبی نہیں ہیں)۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو وہ چاہے زندہ ہوں یا مردہ، وان امراك ان تخرج من اهلك ومالك فافعل فان ذالك من الایمان، اور ان کی یہاں تک اطاعت کرو کہ اگر وہ تم کو حکم دیدیں کہ اپنی بیوی طلاق دیکر گھر سے نکال اور اپنے مال سے دست کش ہو جاؤ تو تمہیں مذبذب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حکم کی یہ تعمیل شرائط ایمان سے ہے اور چوتھی حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر اعمال کیا ہیں تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا۔ اور پانچویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم سے پوچھا گیا کہ باپ کا حق اولاد پر کیا ہے تو انھوں نے فرمایا کہ باپ کا نام لیکر نہ پکارے، اس کے آگے نہ چلے، اس کے سامنے نہ بیٹھے اور کوئی ایسا کام نہ

https://www.shiabookspdf.com/

کرے جس سے باپ کو گالیاں پڑیں۔ اور چھٹی حدیث میں ہے کہ والدین مشرک بھی ہوں تو ان کی تعظیم ہر صورت لازمی ہے۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی (کا ایک اہم طریقہ یہ بھی ہے) کہ ان کے وفات پا جانے کے بعد ان کے لیے نماز پڑھے، صدقہ دے، حج کرے، روزے رکھے، خداوند عالم اس کے صلہ میں خیر کثیر عطا کرے گا۔ اور دسویں حدیث میں ہے کہ اگر جہاد کیلیے بھی جا رہا ہو اور والدین (کسی شرعی مجبوری سے) روکیں تو رک جانا چاہیئے کیونکہ انکی مرضی کو بڑی اہمیت حاصل ہے ان سے ایک دن یا ایک رات کا محبت کرنا ایک سال کے جہاد سے بہتر ہے۔ اور تیرھویں حدیث میں ہے کہ والدین کی خدمت خود کرنی چاہیئے نوکروں سے ان کی خدمت کرانا پسندیدہ نہیں ہے اور پندرھویں حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ترک کرنے کی اجازت خدا نے نہیں دی (۱) ادائے امانت (۲) وفائے عہد (۳) والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ اور انیسویں حدیث میں ہے کہ اگر اس کا باپ غلام ہو تو آزاد کرانا بیٹے کے ذمہ ہے اور اگر وہ قرضدار ہو تو اس کا قرضہ ادا کرنا بیٹے کے ذمہ ہے۔ اور اکیسویں حدیث میں ہے کہ وہ فرزند جو ماں باپ کی ان کی زندگی میں خدمت کرتا ہو لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کا قرض ادا نہ کرے اور ان کے لیے استغفار نہ کرے تو عاق ہو جاتا ہے۔

https://www.kitaboksdf.com

---

# باب (۷۰)

# امور مسلمین میں سعی کرنے، ان کو نصیحت کرنے اور نفع پہونچانے کے بیان میں

اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے،

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے نوفلی سے انھوں نے سکونی سے

انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، من اصبح لا یھتم بامور المسلمین فلیس بمسلم حضرت رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اس حال میں صبح کرے کہ اسے امور مسلمین سے دلچسپی نہ ہو، اور ان کے معاملات کو سلجھانے کی طرف توجہ نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی چھٹی حدیث میں ہے کہ (اللہ خالق کائنات ہے اور) ساری مخلوق (گویا) اس کا کنبہ ہے، اللہ اسے بہت زیادہ دوست رکھتا ہے جو اس کے کنبے یعنی مخلوقات کو نفع پہنچائے اور ساتویں حدیث میں ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ" انفع الناس للناس اللہ کے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ جو سیلاب آنے میں مسلمان کو بچائے یا آگ لگنے میں مسلمان کے گھر کو بچائے" وجبت لہ الجنۃ" جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔ اور دسویں حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ خدا کے اس قول" قولوا للناس حسنا" لوگوں کے لیے اچھی بات کہو" کا مطلب یہ ہے کہ" قولوا للناس احسن ما تحبون ان یقال فیکم" لوگوں کے لیے ایسی بات کہو جسے تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

(اقول) مخلوقات خدا کی خدمت ہر اس شخص کا فریضہ ہے جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو، خداوند عالم نے جس کو جس قابل بنایا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنی قابلیت کو مخلوقات خدا کی خدمت میں صرف کرے کیونکہ ایک حدیث میں ہے۔ خدمت الناس احسن العبادۃ" لوگوں کی خدمت کرنا بہترین عبادت ہے، میرے نزدیک وہ سرمایہ دار جو غریب کی مالی خدمت نہیں کرتے ان سے اس ہم فروگذاشت کی باز پرس کی جائے گی احادیث میں ہے کہ امیروں کی دولت میں غریبوں کا حق ہے حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مالدار اس کا اسے نہیں دیتا اور اس کے بھوکے رہنے پر مالدار سے سوال کیا جائے گا (الغفاری مطبوعہ لاہور) اسی طرح وہ عالم جو اپنے علم سے عوام اور مخلوقات خدا کو فائدہ نہیں پہنچاتا اس سے بھی باز پرس ہو گی کیونکہ اس کو خدا نے یہ شرف علم اس لیے دیا ہے کہ وہ اسکے ذریعہ سے دین اسلام کی تبلیغ کرے اور عوام کو فائدہ پہنچائے کیونکہ عوام بمنزلہ عیال اللہ ہیں اور اللہ کے کنبے کا فائدہ پہنچانا ہر صلاحیت شخص کا فریضہ ہے

جیساکہ حدیث مذکور الصدر میں فرمایا گیا ہے۔

---

# باب (۱۷)

# سفید ریش بزرگوں کی تعظیم و توقیر کے بیان میں

https://www.sibtain.com/

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ یہ ہے:

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے بعض اصحاب رضؓ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اجلال اللہ اجلال ذی الشیبۃ المسلم" سفید ریش بزرگوں کی تعظیم و توقیر اور عزت و حرمت، اللہ کی تعظیم و توقیر و اجلال کے مرادف ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مروی ہے کہ لیس منا من لم یوقر کبیرنا و یرحم صغیرنا" وہ ہم میں سے نہیں ہیں (یعنی ہمارے شیعوں میں سے نہیں یا مومنین کاملین میں سے نہیں ہے) جو ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کھائے۔ اور تیسری حدیث میں ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ" عظموا کبارکم وصلوا ارحامکم ولیس تصلونھم بشئی افضل من کف الاذی" تمہارے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنے بزرگوں کی تعظیم کرو اور اپنے ذوی الارحام کے ساتھ صلہ رحم کا برتاؤ کرو (اور سنو) سب سے بہتر طریقہ صلہ رحم کا یہ ہے کہ ان کی ہر اذیت کو دور کرو (وہ چاہے مالی ہو یا جس قسم کی ہو)۔

(توضیح) مرآۃ العقول علامہ مجلسی ج ۲ ص ۱۶۷ میں ہے کہ ان سفید ریشوں کی تعظیم کو فوقیت حاصل ہے جو عالم ہوں، تجربہ کار ہوں، زیرک ہوں، سوجھ بوجھ والے ہوں، اچھے ایماندار اور بہترین عبادت گذار ہوں یعنی عمومی نقطۂ نظر سے تو ہر سفید ریش اور بزرگ کی تعظیم و توقیر ضروری ہے لیکن جو ان صفات سے متصف ہو یا ان میں سے کوئی ایک صفت رکھتا ہو اسکی عظمت و توقیر اور اس کی عزت و حرمت کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

---

# باب (۷۲)

# مومنین کے آپس میں بھائی چارگی کے بیان میں

اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) دوسری (۲) چوتھی (۳) آٹھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عنہ عن ابیہ عن فضالۃ بن ایوب عن عمر بن ابان عن جابر الجعفی قال تقبضت بین یدی ابی جعفر علیہ السلام فقلت جعلت فداک، ربما حزنت من غیر مصیبۃ تصیبنی او امر ینزل بی حتی

احمد بن محمد خالد نے اپنے باپ سے انھوں نے فضالہ بن ایوب سے انھوں نے عمر بن ابان انھوں نے جابر جعفی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ میں آپ پر فدا ہوں یہ فرمائیے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میں کسی آئی ہوئی مصیبت اور کسی نازل ہوئے امر کے بغیر (خود

یعرف ذالک اھلی فی وجہی وصدیقی فقال نعم یاجابر ان اللہ عز وجل خلق المومنین من طینۃ الجنان واجری فیھم من ریح روحہ فلذالک المومن اخو المومن لابیہ وامہ فاذا اصاب روحا من تلک الارواح فی بلد من البلدان حزنت حزنت ھذہ لانھا منھا۔

بخود ایسا) رنجیدہ ہو جاتا ہوں کہ میرے اہل و عیال اور میرے دوست کو بھی محسوس ہو جاتا ہے، انھوں نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اے جابر ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے مومنین کو طینت جنان سے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت سے ان میں روح کو پھونکا ہے (جو سب میں مشترک ہے اسی وجہ سے ایک مومن دوسرے مومن کے سگے بھائی (جیسا) ہوتا ہے، جب اس کے (کسی حصے کو) کسی بھی ملک میں تکلیف پہنچتی ہے تو (اپنے علاقہ متفاوتہ کے مطابق) ساری روح متاثر ہو جاتی ہے۔

---

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی وعدۃ من اصحابنا عن سھل بن زیاد جمیعا عن ابن محبوب عن علی بن رئاب عن ابی بصیر قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول المومن اخو المومن کالجسد الواحد ان اشتکی شیئا منہ وجد الم ذالک فی سائر جسدہ لان ارواحھما من روح واحدۃ وان روح المومن لاشد اتصالا بروح اللہ من اتصال شعاع الشمس بھا۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے اور ہمارے چند اصحاب نے سہل بن زیاد سے اور ان سب نے ابن محبوب سے انھوں نے علی بن رئاب سے انھوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن، مومن کا اسی طرح بھائی ہے جس طرح جسم واحد ہو کہ جب اس کے کسی ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے سارے حصوں میں اس کا اثر ہوتا ہے، اور ان کی روحیں بالکل ایک ہوتی ہیں (اور اچھی طرح سمجھ لو کہ) مومن کی روح اللہ (کے خاص بندوں کی) روح سے اتنی متصل ہوتی ہے کہ اتنی شعاع شمس بھی آفتاب سے متصل نہیں (یعنی روح مومن ارواح بندگان خاص

https://www.shiabookspdf.com/

خدا میں شدید تین اتصال ہوتا ہے)

(۳) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن الجہال عن علی بن عقبۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان المومن اخو المومن عینہ ودلیلہ لا یخونہ ولا یظلمہ ولا یغشہ ولا یعدہ عدۃ فیخلفہ

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے جہال سے انھوں نے علی بن عقبہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں مومن، مومن کا بھائی ہوتا ہے (جو اسے اسکے عیوب دکھاتا ہے) اور اس کی دلیل ہوتا ہے (جو اسے اچھی راہ دکھاتا ہے) اس کی خیانت نہیں کرتا، اس پر ظلم نہیں کرتا اسے دھوکا نہیں دیتا اور اس سے وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

---

(نوٹ) اسی باب کی دسویں حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دفعہ مسلمانوں کا گروہ سفر میں تھا گاہ راستہ بھول گیا اور سخت مصیبت میں مبتلا ہو کر انتہائی پریشانی کی حالت میں ایک درخت کے نیچے پڑ رہا اور قریب تھا کہ مر جائے اتنے میں ایک شخص اس جنگل نمودار ہوا اور اس نے پانی پلا کر اس گروہ کی جان بچائی اور اسے راستہ بتا دیا یہ دیکھ کر اس گروہ نے اس سے خواہش کی کہ وہ اپنا تعارف کرائے اس نے کہا کہ میں جنوں میں سے ایک ہوں، رسول خدا پر ایمان لایا ہوں چونکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ مومن، مومن کا بھائی ہوتا ہے اس لیے میں نے بھائی چارگی کی بنیاد پر آپ حضرات کی خدمت کی ہے اور گیارھویں حدیث میں ہے کہ "مومن مومن کا بھائی ہوتا ہے اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے ذلیل نہیں کرتا۔ اس کی غیبت نہیں کرتا اس کے ساتھ خیانت نہیں کرتا اسے اس کے حقوق سے محروم نہیں کرتا (مطلب یہ ہے کہ جو مومن کے ان حقوق کی نگہداشت نہیں کرتا اس کا مومن ہونا مشتبہ ہے)

**توضیح** حدیث نمبر ۱ و نمبر ۲ نمبر ۳ کے متعلق عرض ہے کہ مومن مومن کا بھائی ہوتا ہے اس کی خدمت لازمی ہے اس کی نگہداشت ضروری ہے۔ اس پر ظلم اور اس کے ساتھ دھوکا بازی سخت ممنوع ہے اس کی غیبت حرام ہے، نیز یہ کہ اس کی شان سے ہے کہ جب ایک مومن مصیبت میں مبتلا ہو تو دوسرا مومن بھی متاثر ہو اور اسی کے ذیل میں بحوالہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کتاب معانی الاخبار شیخ صدوق میں مرقوم ہے کہ مومن کا روحانی رشتہ حضرات آئمہ

طاہرین سے بہت گہرا ہے جب ان کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو مومن کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور جب انہیں خوشی ہوتی ہے تو مومن پر بھی خوشی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔

# باب (۷۳)

# مُدعی ایمان کے ادائے حقوق کی تشخیص کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں ایک ہی حدیث ہے جس کا ملخص ترجمہ درج ذیل ہے۔

"علی بن ابراہیم نے ہارون بن مسلم سے انھوں نے مسعدہ بن صدقہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس وقت یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے سوال کیا گیا کہ وہ کون سا مومن ہے جس کا حق ادا کرنا ہم پر ضروری ہے اور اس کی اخوت ہم پر ثابت ہوتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جس سے یہ فریضہ باطل ہو جاتا ہے"، اور حضرت نے فرمایا ان الایمان قد یتخن علی وجھین احدھما فھو الذی یظھر لک من صاحبک الخ۔ کہ ایمان جن دو طریقوں سے جانچا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مومن تم پر ایمان اور اس کے لوازم کا اظہار کرے اور اس میں وہ چیزیں موجود ہیں۔ جسے اگر اس نے اظہار کیا ہے تو سمجھ لو کہ وہ صحیح مومن ہے اور تم پر اس کے حقوق لازم ہیں لیکن اگر اس کے برخلاف ہو تو سمجھ لو کہ حقوق کا فریضہ ٹوٹ گیا بشرطیکہ اس قول و عمل میں اختلاف تقیہ کی وجہ سے نہ ہو اور اگر تقیہ کی وجہ سے ہو گا تو نظر انداز کیا جائے گا مگر اس میں یہ بھی دیکھنا ہے گا کہ اس نے جس وقت تقیہ کیا ہے وہ تقیہ کا محل ہے یا نہیں اگر تقیہ کا محل ہے تو ٹھیک ہے اور اگر تقیہ کا محل نہیں ہے تو اس تقیہ کا اعتبار نہ کیا جائے گا،

لا للتقیۃ مواضع " کیونکہ تقیہ کا محل اور موقع ہوتا ہے۔

**توضیح** :- اس حدیث کی "روح" مومن کامل سے متعلق ہے یا پھر تشخیص تشیع حقیقی مراد ہے لیکن میرے نزدیک تو ہر وہ شیعہ جو اپنے کو شیعہ کہے اور مخاطب کو اس کی شیعیت کا یقین ہو جائے تو فرائض اخوت اس پر لازم ہو جاتے ہیں اور اس کی ہر قسم کی جائز خاطر داری امداد اس کے لیے ضروری ہو جاتی ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی عبارت سے بھی مجرد ثبوت تشیع سے فرائض اخوت کے لازم ہو جانے کا پتہ چلتا ہے (مراۃ العقول)

# باب (۴۷)

# اس دنیا میں بھائی چارگی سے تعارف کے مراد ہونے کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جو مختلف راویوں کے ذریعہ سے حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہیں۔

اور دونوں حدیثوں کے عیون الفاظ ایک ہی ہیں۔ ان میں فرمایا گیا ہے کہ (اصل مواخات) دنیا میں نہیں ہوتی یہاں تو اس مواخات کے نتیجہ میں جو کہ خلقت ابدان سے پہلے ارواح میں ہو چکی ہے ان کا باہمی تعارف یہاں ہوتا ہے۔

**توضیح** | خلقت ابدان سے دو ہزار سال قبل ارواح پیدا ہوئی تھیں اور اسی عالم میں عہد میثاق ہوا تھا اس عہد ارواح میں جو بھائی چارگی بین الارواح قائم ہوئی تھی اسی کے تعارف کا نام دنیا میں اخوت دیدیا گیا ہے اصل اخوت عالم ارواح کی ہے یہی کچھ ان حدیثوں میں فرمایا گیا ہے۔

# باب (۷۵)

# برادر مومن کے حقوق اور اُن کی ادائیگی کے بیان میں

اس باب میں سولہ (۱۶) حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) چوتھی (۲) پندرھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عنہ عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن جمیل عن مرازم عن ابی عبد اللہ ؑ قال ما عبد اللہ بشیٔ افضل من ادا حق المومن ،

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے مرازم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ،، مومن کا حق ادا کرنے سے بہتر اللہ کی کوئی عبادت نہیں ہے۔

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن ابی المغرا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یخونہ ویحق علی المسلمین الاجتہاد فی التواصل والتعاون

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے ابو المغرا سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اسے چاہیے کہ اس پر ظلم نہ کرے اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑے، اس کے ساتھ خیانت نہ کرے (اور سنو) مسلمانوں پر ایک دوسرے کا حق ہے کہ آپس میں اتحاد رکھیں ایک دوسرے کی

https://www.shiabookspdf.com/

على التعاطف والمواساة لاهل الحاجة وتعاطف بعضهم على بعض حتى تكونوا كما امركم الله عزوجل "رحماء بينكم" متراحمين مغتمين لما غاب عنكم من امرهم على ما مضى عليه معشر الانصار على عهد رسول الله صلعم

مدد کریں، لطف و مہربانی سے پیش آئیں اہل حاجت کے ساتھ کم گستری کریں اور ایک دوسرے سے اس طرح کریمانہ برتاؤ کریں کہ اس کے مستحق بن جائیں جس کا حکم خدا نے آپس میں مہربانی سے متعلق دیا ہے، چاہیئے وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کریں اور جب سفر کی حالت میں ہوں تو ہمدردی اور غم گساری اسی طرح کرتے رہیں جس طرح عہد رسول میں انصار کیا کرتے تھے۔

---

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ مومن کا حق مومن پر یہ ہے کہ اگر وہ بھوکا ہو تو اسے سیر کرے، اگر ننگا ہو یعنی اس کے پاس لباس نہ ہو تو لباس دیدے اس کی مصیبتوں کو دور کرے اس کے قرضے کو ادا کرے اور جب وہ مرجائے تو اس کے بال بچوں کی نگرانی اور نگہداشت کرے اور دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مومن کے دوسرے مومن پر یہ سات حقوق عائد ہوتے ہیں (۱) جو اپنے لیے پسند کرے اس کے لیے بھی پسند کرے، اور جو اپنے لیے ناپسند کرے اس کے لیے بھی ناپسند کرے (۲) اس کو ناراض نہ ہونے دے اور اس کی مرضی کا لحاظ رکھے اور اس کے امر کی اطاعت کرے (۳) اپنی جان اپنے مال اپنی زبان، اپنے ہاتھ پاؤں سے اس کی مدد کرے یعنی جان سے عزت کرے مال سے اس کا قرضہ ادا کرے زبان سے اس کی سفارش کرے اور اس کے لیے خدا سے دعا کرے اور اس کی غیبت نہ کرے اور اس کی اچھائی کو اچھالے۔ (۴) اس کی محافظت کرے اس کی رہبری کرے اور اس کے حالات کا آئینہ دار رہو (۵) جب تک وہ سیر نہ ہو خود سیر نہ ہو، جب تک وہ سیراب نہ ہو خود سیراب نہ ہو۔ جب تک وہ لباس نہ پہنے خود لباس نہ پہنے یعنی ایسا نہ ہو کہ خود سیر ہو جائے وہ بھوکا رہے خود پانی پی لے وہ پیاسا رہے، خود کھالے وہ بھوکا رہے اور خود لباس سے آراستہ ہو جائے اور وہ ننگا رہے۔ (۶) اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو چاہیئے کہ اپنا خادم اس کے وہاں بھیجدے تاکہ وہ اس کے کپڑے دھوئے اس کے لیے کھانا پکائے، اس کا بستر وغیرہ درست کرے وغیرہ وغیرہ (۷) اس کے ساتھ مختلف قسم کی نیکیاں کرے اس کی ہر دعوت کو قبول کرے اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب مرجائے تو اس کی تجہیز و تکفین کرے اور اس کے

جنازے میں شرکت کرے، اور ہاں اس کا بھی خیال کرے،،

اذا علمت ان له حاجة تبادره الی قضائها ولا تلجئه ان یسئلک کہ جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ برادر مومن کی کوئی حاجت ہے تو تم اس کا انتظار کیے بغیر کہ وہ تم سے کہے تم فوراً اس کی حاجت پوری کر دو۔ اور چھٹی حدیث میں ہے کہ ایک مومن کا دوسرے مومن پر یہ بھی حق ہے کہ جب سامنا ہو تو فوراً سلام کرے اور جب چھینکے تو اس کے لیے دعا کرے، اور جب بلائے تو لبیک کہے۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ اس کی محبت دل میں رکھے مالی حیثیت سے اس کی پوری امداد کرے جو اس پر ظلم کرے اس کا دفاع کرے اور جب مر جائے تو اس کی قبر کی زیارت کو جائے اور اس کی تکذیب نہ کرے وان لا یقول له اف" اور اگر اتفاقاً اس سے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اف نہ کرے (اور سنو) اذا اقتحمه اثام الایمان فی قلبه کما یذوب الملح فی الماء" اگر برادار مومن پر کوئی بہتان باندھے تو دل میں اس کا ایمان اسی طرح پگھل جاتا ہے جس طرح پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اور بارہویں حدیث میں ہے کہ مومن کو چاہیئے کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کرے اور بخل کا برتاؤ نہ کرے اور سولہویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "حق علی المسلم اذا اراد سفرا ان یعلم اخوانه وحق علی اخوانه اذا قدم ان یاتوه یعنی مسلم (مومن) کا حق یہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے تو لوگوں کو اس سے آگاہ کرے اور لوگوں کا حق یہ ہے کہ جب وہ سفر سے واپس آئے تو اس سے ملنے کے لیے جائیں۔

---

# باب (۷۶)

# آپس میں ایک دوسرے پر رحم اور مہربانی کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن الحسن بن محبوب عن شعیب العقرقوفی قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول لاصحابہ اتقوا اللہ وکونوا اخوۃ بررۃ متحابین فی اللہ، متواصلین متراحمین، متزاورا وا وتلاقوا وتذاکروا امرنا واحیوہ۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے شعیب عقرقوفی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے اصحاب سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اللہ سے ڈرو، ایک دوسرے کے اچھے بھائی بنو۔ ایک دوسرے کو قریبتہ الی اللہ دوست رکھو۔ آپس میں صلہ رحم کرو۔ ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کرو، ایک دوسرے سے ملاقات کرو۔ ایک دوسرے سے (خلوص کے ساتھ) ملو جلو اور ہمارے امور و معاملات کا آپس میں ذکر ملو کار جاری رکھو اور اسے زندہ رکھو۔"

**توضیح** امام المحدثین علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ آپس میں میل

https://www.shiabookspdf.com/

محبت سے زندگی گذارو، اور ہماری امامت کی تبلیغ کرو اور اس پر دلائل قائم کرو، ہمارے فضائل و صفات بیان کرو، ہماری احادیث نقل کرو، ہمارے آثار علوم نشر کرو، ہمارے علوم قلمبند کرو ہمارے علوم و آثار و احادیث کو یاد رکھو، انھیں یاد کرو، اور ان کی حفاظت کرو، کہ جس صورت سے ممکن ہو ہمارے ذکر کو زندہ رکھو، یہی تمہاری زندگی کی روح ہے۔"

# باب (۷۷)

# بھائیوں کی زیارت کے بیان میں

اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار حدیثیں (۱) پانچویں (۲) چھٹی (۳) دسویں (۴) گیارہویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن سیف بن عمیرۃ عن یعقوب بن شعیب، قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام، یقول من زار اخاہ فی جانب المصر ابتغاء وجہہ اللہ فھو زوراللہ وحق علی اللہ ان یکرم زورہ۔

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن الحکم سے انھوں نے سیف بن عمیرہ سے انھوں نے یعقوب بن شعیب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی زیارت (ملاقات و مزاج پرسی) کو قربتہ الی اللہ شہر کے آخر تک چلا جائے تو وہ (گویا) اللہ کا زائر ہے اور اللہ کے لیے ضروری ہے وہ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔

(۲) عنہ عن علی بن الحکم عن سیف بن عمیرۃ عن

احمد بن محمد نے علی بن حکم سے انھوں نے سیف بن عمیرہ سے انھوں نے جابر سے

جابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ من زار اخاہ فی بیتہ قال اللہ عز وجل لہ انت ضیفی و زائری ، علی قراک وقد اوجبت لک الجنۃ بحبک ایاہ۔

انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مومن اپنے بھائی کی زیارت (ملاقات، مزاج پرسی) کے لیے اس کے گھر جائے تو خداوند عالم اس جانے والے سے کہتا ہے کہ تو میرا مہمان ہے (گویا) میرا زائر ہے، تیری مہمان نوازی میرے ذمہ ہے، (سن) میں نے اس سے محبت کے صلہ میں جو تو نے اپنے بھائی سے کی ہے تیرے لیے جنت کو ضروری قرار دیدیا ہے۔

(۳) الحسین بن محمد عن احمد بن محمد عن احمد بن اسحاق عن بکر بن محمد عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ما زار مسلم اخاہ المسلم فی اللہ و للہ الا ناداہ اللہ عز وجل ایھا الزائر طبت وطابت لک الجنۃ۔

حسین بن محمد نے احمد بن محمد سے انھوں نے احمد بن اسحاق سے انھوں نے بکر بن محمد سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ایک مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائی سے قربۃ الی اللہ ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے کہتا ہے کہ تو خوش رہ اور جنت تجھ سے خوش رہے۔

(۴) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد وعدۃ من اصحابنا عن سھل بن زیاد جمیعا عن ابن محبوب عن ابی ایوب عن محمد بن قیس عن ابی جعفر علیہ السلام

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے اور ہمارے چند اصحاب نے سہل بن زیاد سے اور ان سب نے ابن محبوب سے انھوں نے ابو ایوب سے انھوں نے محمد بن قیس سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی ایک

https://www.shiabookspdf.com/

قال ان اللہ عز وجل جنۃ لا یدخلہا الا ثلاثۃ رجل حکم علی نفسہ بالحق ورجل زار اخاہ المومن فی اللہ ورجل آثر اخاہ المومن فی اللہ۔

ایسی جنت بھی ہے جس میں صرف تین قسم کے لوگ داخل کیے جائیں گے (۱) وہ لوگ جو اپنے نفس پر (اقرار) حق کے ساتھ حکم کرتے ہیں (۲) جو اپنے برادر مومن کی زیارت کرتے رہتے ہیں (۳) وہ فی سبیل اللہ اپنے برادر مومن کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔

---

# باب (۷۸)

# مصافحہ کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں اکیس ۲۱ حدیثیں ہیں جن میں سے دو ۲ حدیثیں (۱) سترھویں (۲) اکیسویں نقل کی جاتی ہیں

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن نعمان عن فضیل بن عثمان عن ابی عبیدۃ قال سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول اذا التقی المومنان فتصافحا اقبل اللہ بوجہہ علیہما وتحاتت الذنوب عن وجوہہما حتی یفترقا۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے علی بن نعمان سے انھوں نے فضیل بن عثمان سے انھوں نے ابوعبیدہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دو مومن آپس میں مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان کے گناہ ان سے اس وقت تک جھڑتے رہتے ہیں جب تک وہ دونوں جدا نہ ہوں

(۲) علی بن ابراہیم عن محمد

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسی سے

بن عیسیٰ عن یونس عن رفاعۃ قال سمعتہ یقول مصافحۃ المومن افضل من مصافحۃ الملائکۃ۔

انھوں نے یونس سے انھوں نے رفاعہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے معصوم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن کا مصافحہ ملائکہ کے مصافحہ سے (اگر وہ ممکن ہو) افضل ہے۔

---

(نوٹ) اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ مومن کے مصافحہ سے محبت بڑھتی ہے اور مصافحہ کے دوران رحمت خداوندی ان کے ہاتھوں کے درمیان ہوتی ہے۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ جب دو مومن مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خزاں میں درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور نویں حدیث میں ہے کہ مومن جب بھی آپس میں ملیں مصافحہ کرنا چاہیئے اور دسویں حدیث میں ہے کہ مومن کی باہمی ملاقات ہو تو فوراً مصافحہ کرنا چاہیئے اور سلام کرنا چاہیئے خدا نے مصافحہ کے ذریعہ سے ملائکہ کو مکرّم کیا ہے اور پندرھویں حدیث میں ہے کہ رسول خداؐ جب مصافحہ کرتے تھے تو اپنا ہاتھ خود علیحدہ نہیں کرتے تھے، اور اٹھارہویں حدیث میں ہے کہ مصافحہ کرنے سے حسد اور کینہ دور ہوتا ہے

**توضیح** علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث نمبر ۲ اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ مومن کامل، ملائکہ سے بہتر ہیں (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۷۹ طبع ایران)

---

# باب (۷۹)

# معانقہ کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا مخلص ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے

https://www.shiabookspdf.com/

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے صفوان بن یحییٰ سے انھوں نے اسحاق بن عمار سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب دو مومن گلے ملتے ہیں تو رحمت خداوندی انھیں گھیر لیتی ہے بشرطیکہ ان کا ملنا قربۃ الی اللہ ہو۔ پھر جب وہ آپس میں باتیں کرنے لگتے ہیں تو کراماً کاتبین یعنی وہ فرشتے جو کندھوں پر ہیں آپس میں کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہٹ جانا چاہیئے، شاید وہ آپس میں کچھ راز کی بات کریں، راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ مولا خدا تو یہ فرماتا ہے کہ" ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید" کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے یعنی جو داہنے بائیں بیٹھے ہیں اسے لکھ لیتے ہیں (ق ۱۸) پھر یہ کیسے ہوتا ہے، حضرت نے فرمایا کہ یہ عمل تو ان مومنین کے احترام معانقہ میں ہوتا ہے لیکن ان کی گفتگو کے معلومات کا تعلق ہے آخر عالم الستر والخفایا یعنی خداوند عالم تو سب کچھ جانتا ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب ایک مومن دوسرے مومن سے ملنے کے لیے اس کے گھر جاتا ہے تو اس کے آنے جانے میں ہر قدم پر حسنہ لکھا جاتا ہے۔ اور جب وہ وہاں پہنچتا ہے اور اس کا دروازہ کھلتا ہے تو ان دونوں کے لیے ابواب سماء کھل جاتے ہیں اور جب یہ معانقہ کرتے ہیں تو رحمت خداوندی انکی طرف متوجہ ہو جاتی ہے، پھر جب ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں اور وہ واپس جانے لگتا ہے تو فرشتے اس کی حفاظت کے لیے ساتھ ہوتے ہیں

**توضیح** ان حدیثوں میں معانقہ کی عظمت کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ اس میں خداوند عالم نے بڑا اجر رکھا ہے اور اس پر عمل کی ترغیب دلائی گئی ہے، امام المحدثین علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب بحوالہ اربعین شہید تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں مومنین سے معانقہ کرتا ہوں تو لوگ اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ یہ عمل تو اہل شرک کا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہیں" ولم ذاک فقد التزم رسول اللہ جعفراً وقبّل بین عینیہ" ان کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب کہ یہ ثابت ہے کہ جب حضرت جعفر طیار حبشہ سے واپس رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچے تھے تو انھوں نے ان کو اپنے سینے سے چمٹا کر ان کی پیشانی کا بوسہ لیا تھا۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۸۰)

# بوسہ دینے کے بیان میں

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ عن العمرکی بن علی عن علی بن جعفر عن ابی الحسن علیہ السلام قال من قبل للرحم ذا قرابۃ فلیس علیہ شئی وقبلۃ الاخ علی الخد وقبلۃ الامام بین عینیہ۔

محمد بن یحییٰ نے عمرکی بن علی بن جعفر سے انھوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے قرابتدار کی (بانہوں یا پیشانی کو) بوسہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (پھر فرماتے ہیں کہ) بھائی کا بوسہ رخسار پر اور امام کا بوسہ پیشانی پر ہونا چاہیئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم" ومن اراد ان یقبل بد رسول اللہ — یا جوان کے تحت آتے ہوں کا بوسہ سر اور ہاتھ کا دینا چاہیئے اور تیسری حدیث میں ہے کہ ہاتھ کا بوسہ نبی یا امام کے لیے مناسب ہے اور چھٹی حدیث میں ہے کہ منہ کا بوسہ بیوی یا چھوٹے بچوں ہی کا لیا جا سکتا ہے۔

**توضیح:** دوسری حدیث میں جو" اومن اراد ان یقبل بد رسول اللہ مرقوم ہے اس سے مراد حضرات آئمہ طاہرین اور سادات کرام اور علماء دین ہیں یعنی حضرت رسول کریمؐ اور آئمہ طاہرین اور سادات اور علماء دین کے ہاتھوں اور پیشانی کے بوسہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور تیسری حدیث کی شرح سے مستنبط ہوتا ہے کہ حضرات معصومین علیہم السلام اور سادات کرام اور علماء عظام کے علاوہ کسی کے ہاتھ یا پیشانی کو بوسہ دینا مکروہ ہے۔ علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ احادیث واخبار میں بوسہ دینے کی حرمت کی کوئی تصریح نہیں ہے (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۸۰)

ایک روایت میں ہے، من قبل ولدہ کتب اللہ لہ حسنۃ، جو اپنے فرزند کو بوسہ دے اس کے لیے اللہ حسنہ لکھتا ہے (سفینۃ البحار ۲ ص ۴۰۲)

---

# باب (۸۱)

# بھائیوں کے باہمی مذاکرات کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے

"محمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے انھوں نے محمد بن اسمٰعیل بن بزیع سے انھوں نے صالح بن عقبہ سے انھوں نے یزید بن عبدالملک سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ہمارے ماننے والوں کو چاہیئے کہ) ایک دوسرے کی زیارت کیا کریں اور آپس میں ملتے جلتے رہا کریں اس طرح ان کے قلوب زندہ رہیں گے اور ہماری احادیث کا ذکر ہوتا رہے گا اور اس ذکر سے ایک دوسرے پر مہربان ہوں گے، اگر وہ ان احادیث سے فیض حاصل کریں گے تو ہدایت پائیں گے اور اگر انھیں چھوڑ دیں گے تو گمراہ ہو جائیں گے اور آخر میں ہلاک ہو جائیں گے اور اگر انھیں لیے رہے اور ان احادیث سے وابستہ رہے تو ہم ان کی نجات کے ضامن ہوں گے۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعہ ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور جب آپس میں ملتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر کے ساتھ (کمال اتصال کی وجہ سے) ہمارا ذکر بھی وابستہ ہے جب ہمارا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کا تذکرہ بھی ہوتا ہے اور جب ہمارے دشمن کا ذکر کیا جاتا ہے تو شیطان کا تذکرہ بھی ہوتا ہے یعنی ہمارا رابطہ اللہ سے ہے اور ہمارے دشمنوں کا سلسلہ شیطان سے ملتا ہے۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ شیطان اور اسکی ٹولی کو اس سے زیادہ کسی چیز سے تکلیف نہیں کہ دو مومن ایک جگہ جمع ہو کر محمد و آل محمد کا ذکر

کریں، معصوم فرماتے ہیں کہ جب ایسا ہوتا ہے تو شیطان اپنے منہ پر طمانچے مارتا ہے۔ اور آسمان و زمین کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

---

# باب (۸۲)

# مومن کا دل خوش کرنے کے بیان میں

اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) گیارہویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن سہل بن زیاد و محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی، جمیعا عن الحسن بن محبوب عن ابی حمزۃ الثمالی قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول قال رسول اللہ صلعم من سرّ مومنا فقد سرّنی ومن سرّنی فقد سرّ اللہ۔

ہمارے چند اصحاب نے سہل بن زیاد اور محمد بن یحیی سے انھوں نے احمد بن محمد بن عیسی سے اور ان سب نے حسن بن محبوب سے انھوں نے ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے ایک مومن کو خوش کیا، اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا۔

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن مالک بن العطیۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے مالک بن عطیہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت

https://www.shiabookspdf.com/

قال قال رسول اللہ صلعم احب الاعمال الی اللہ سرور الذی تدخلہ علی المومن نظردعنہ جوعتہ او تکشف عنہ کربتہ۔

رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ خوشی محبوب ترین عمل ہے جو مومن کے دل میں داخل کی جائے وہ چاہے اس کی بھوک دور کر کے کی جائے یا اس کی تکالیف دور کر کے کی جائے۔

(نوٹ) اسی باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ خدا کے نزدیک بہترین عمل یہ ہے کہ مومن کا دل خوش کیا جائے، اور پانچویں حدیث میں ہے کہ خدا نے داؤد نبی کی طرف وحی کی کہ جو مومن ایک اہم نیکی لے کر آئے گا تو میں اس کے لیے جنت کو مباح کر دونگا، انھوں نے پوچھا کہ مالک وہ اہم نیکی کیا ہے فرمایا وہ مومن کے دل میں خوشی کا داخل کرنا ہے۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ جو مومن کا قرضہ ادا کر کے یا اسے سیر کر کے اس کے دل کو خوش کرتا ہے وہ بہترین عمل کا کرنے والا ہوتا ہے۔ اور تیرھویں حدیث میں ہے کہ جو شخص مومن کے دل کو ایک مرتبہ خوش کرتا ہے (اس کے نامہ اعمال میں) ایک لاکھ حسنات لکھے جاتے ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

---

# باب (۸۳)

# مومن کی حاجت پوری کرنے کے بیان میں

اس باب میں چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے ساتویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

الحسین بن محمد عن احمد بن محمد بن اسحاق عن بکر بن محمد عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ما قضی مسلم لمسلم

حسین بن محمد نے احمد بن محمد بن اسحاق سے انھوں نے بکر بن محمد سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مومن کسی دوسرے مومن کی حاجت پوری کرتا ہے

حاجتہ الا نادا ہ اللہ تبارک و تعالیٰ علی ثوابک ولا ارضی لک بدون الجنۃ۔

تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تیرا ثواب مجھ پر ہے اور میں اس کے عوض میں تیرے لیے جنت سے کم پر راضی نہیں ہوں (یعنی تجھے جنت دونگا)

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن کی ایک حاجت دنیا میں پوری کریگا خداوند عالم اسکی ہزار حاجتیں آخرت میں پوری کریگا جن میں پہلا درجہ جنت کا ہے۔ اور تیسری حدیث میں ہے کہ مومن کی حاجت برلانا ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ اور پانچویں حدیث میں ہے۔ کہ جو مومن اپنے برادر مومن کے پاس حاجت لے کر جاتا ہے تو وہ اس کے لیے جس کے پاس جاتا ہے رحمت ہوتی ہے جو حاجت پوری کر دیتا ہے وہ اللہ کی رحمت پا جاتا ہے اور جو رد کر دیتا ہے وہ رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ نیز اسی حدیث میں ہے۔ جو مومن قدرت رکھنے کے باوجود اپنے برادر مومن کی حاجت پوری نہیں کرتا اس کے لیے قبر میں ایک آگ کا سانپ معین کیا جائے گا جو قیامت تک اس کے ہاتھ کی انگلی میں ڈستا رہے گا۔ اور چھٹی حدیث میں ہے کہ جو خانہ کعبہ کا سات روز طواف کرے تو خدا اس کے نامہ اعمال میں چھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور چھ ہزار گناہ محو کرتا ہے و قضاء حاجۃ المومن افضل من طواف، اور مومن کی حاجت برلانا طواف سے بہتر ہے اور نویں حدیث میں ہے۔ جو برادر مومن کی حاجت برآری کرے خداوند عالم اس کے نامہ عمل میں حج اور عمرے کا ثواب لکھتا ہے۔ اور دسویں حدیث میں ہے۔ جو شخص اپنے برادر مومن کی حاجت روائی کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو خداوند عالم اس کے لیے دو فرشتے معین کرتا ہے جو اس کے لیے استغفار اور دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور بارہویں حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن کی حاجت برآری کے لیے نکلتا ہے وہ چاہے اس میں کامیاب ہو یا نہ ہو خدا اس کے عوض میں اسے جنت میں اونچا مقام دے گا۔ اور چودھویں حدیث میں ہے کہ جو مومن کسی برادر مومن کی حاجت پوری نہ کر سکے اور اس کی وجہ سے رنجیدہ ہو فیدخلہ اللہ بھم الجنۃ، تو خدا اس رنجیدگی کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

# باب (۸۴)

# مومن کی حاجت برآری میں سعی وکوشش کے بیان میں

اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"عنہ عن احمد بن محمد عن معمر بن خلاد قال سمعت ابا الحسن علیہ السلام یقول ان للہ عبادا فی الارض یسعون فی حوائج الناس ہم الامنون یوم القیامۃ ومن ادخل علی مومن سرورا فرح اللہ قلبہ یوم القیامۃ۔

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے کچھ بندے زمین پر ایسے ہیں جو لوگوں کی حاجت برآری میں بھرپور سعی کرتے رہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کی مشکلات سے محفوظ رہیں گے (پھر فرمایا کہ) جو مومن کے دل کو خوش کریگا خداوند عالم قیامت کے دن اس کا دل خوش کریگا۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی برادر مومن کی حاجت برآری کے لیے جاتا ہے تو خدا اس کے نامہ عمل میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ محو کرتا ہے اور تیسری حدیث میں ہے کہ جو مومن کی حاجت پورا کرنے کے لیے کہیں جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اور ساتویں حدیث میں ہے جب برادر مومن کی حاجت برآری کی سعی میں جانے والا مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے یعنی

https://www.shiabookspdf.com/

خدا اس کے ذریعہ سے اس کی حاجت پوری کرا دیتا ہے تو اس کے نامہ عمل میں حج اور عمرہ اور دو ماہ کے اس اعتکاف کا ثواب لکھا جاتا ہے جو خانہ کعبہ میں کیا گیا ہو اور دو ماہ روزے رکھے گئے ہوں اور اگر اس کی بھرپور سعی کے باوجود کامیابی نہ ہو تو بھی اس کی سعی کے عوض حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے

اور دسویں حدیث میں بحوالہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مرقوم ہے کہ خداوند عالم نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ" الخلق عیالی فاحبھم الی الطفھم بھم واسعاھم فی حوائجھم"

میری مخلوق میری عیال (کے مانند) ہے ان میں سے مجھے وہی زیادہ پیارا ہے جو ان پر لطف و کرم کرنے والا ہے اور جو ان کی حاجتوں کے پوری کرنے میں بھرپور سعی کرتا ہے۔

---

# باب (۸۵)

# مومن کی بیچینی دور کرنے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) پانچویں نقل کی جاتی ہیں

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن ابن محبوب عن نرید الشحام قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول من اغاث اخاہ المومن اللھفان الملھثان عنہ جھدہ فنفس کربتہ واعانہ علی نجاح حاجتہ کتب اللہ عز وجل لہ بکل واحدۃ ثنتین وسبعین رحمۃ من اللہ

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے زید شحام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن کی اضطراب اور درماندگی میں دادرسی کرتا ہے اور اس کی جہد بے پناہ کے موقعہ پر اس کی مصیبت اور اس کی بے چینی کو دور کرتا ہے اور اسکی حاجت کو پوری کرنے میں بھرپور امداد کرتا ہے تو خداوند عالم اس کے لیے، اس سعی کے عوض میں بہتر

یعجل له منها واحدة یصلح بها معیشته ویدخر له الحدی وسبعین رحمة لافراغ یوم القیامة واهواله۔

رحمتیں معین کرتا ہے جس میں سے ایک رحمت اس کی صلاح معاش ... بہ عجلت اس کے شامل حال ہو جاتی ہے اور اکہتر رحمتیں قیامت کے مراحل کو طے کرنے اور اس کے ہول وخوف سے محفوظ و مامون رہنے کے لیے ذخیرہ کر دی جاتی ہیں۔

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن جمیل ابن صالح عن ذریح المحاربی، قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول ایما مومن نفس عن مومن کربة وهو معسر یسر اللہ له حوائجه فی الدنیا والاخرة۔ قال ومن ستر علی مومن عورة یخافها ستر اللہ علیه سبعین عورة من عورات الدنیا والاخرة قال واللہ فی عون المومن ماکان المومن فی عون اخیه فانتفعوا بالفظة واسرغبوا فی الخیر۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے جمیل بن صالح سے انھوں نے ذریح محاربی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مومن کسی مومن کی تکلیف اور بے چینی کو دور کردے درانحالیکہ خود عسرت زدہ ہو یا وہ مومن تنگدست ہو، تو خداوند عالم اس کی دنیا و آخرت میں حاجتیں برلائے گا (پھر) فرماتے ہیں کہ جو مومن کسی مومن کی ایسی چھپانے والی چیز کو چھپائے گا جس کے ظاہر ہونے میں رسوائی ہو تو خداوند عالم اس کی ایسی ہی ستر چیزوں کو دنیا و آخرت میں چھپائے گا اور اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (پھر) فرماتے ہیں کہ جب تک بندہ مومن اپنے برادر مومن کی اعانت میں مشغول رہتا ہے۔ خداوند عالم اس کا مددگار رہتا ہے، (پھر فرماتے ہیں کہ سنو، ان مواعظ سے فائدہ اٹھاؤ اور نیکیوں کی طرف مائل رہو۔

(نوٹ) اسی باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں کہ" من فرّج عن مومن فرج اللہ عن قلبہ یوم القیامۃ، جو شخص کسی مومن کی تکلیف کو دور کرے یا کسی مومن کو خوش کرے خداوند عالم قیامت کے دن اس کے دل سے رنج و غم کو دور کرے گا اور اس کو مسرت و شادمانی عطا کرے گا۔

---

# باب (۸۶)

# مومن کو کھانا کھلانے کے بیان میں

اس باب میں بیس۲۰ حدیثیں ہیں جن میں سے دو۲ حدیثیں (۱) تیسری (۲) تیرھویں نقل کی جاتی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(۱) عنہ عن احمد عن صفوان بن یحیی عن ابی حمزۃ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلعم من اطعم ثلاثۃ نفر من المسلمین اطعمہ اللہ من ثلاث جنان فی ملکوت السموات الفردوس وجنۃ عدن وطوبی، شجرۃ تخرج من جنۃ عدن غرسہا ربنا بیدہ۔

محمد بن یحیی نے احمد سے انھوں نے صفوان بن یحیی سے انھوں نے ابو حمزہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں (مومنوں) کے تین افراد کو (یکجا) کھانا کھلائے خداوند عالم اسے (آخرت میں تین جنتوں (۱) جنت الفردوس (۲) جنت عدن (۳) اور طوبی سے ملکوت سموات میں سیر کریگا، طوبی ایک جنت عدن سے نکلا ہوا ایسا شجر ہے جسے خداوند عالم نے (ملائکہ کے واسطے کے بغیر) اپنے دست قدرت سے لگایا ہے

---

(۲) عدۃ من اصحابنا عن احمد

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن

بن محمد بن خالد عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن صفوان الجمال عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اکلتہ یاکلہا اخی المسلم عندی احب الیّ من ان اعتق رقبۃ۔

محمد بن خالد سے انھوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انھوں نے صفوان جمال سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک وہ لقمہ جو میرا مسلمان بھائی میرے پاس کھائے وہ مجھے ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مومن کامل کو کھانا کھلانا ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کو کھانا کھلانے سے بہتر ہے۔ اور چھٹی حدیث میں ہے کہ مومن کو کھانا کھلانے کا ثواب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی بے حد ثواب ہے اور نویں حدیث میں ہے کہ بھوکے مومن کے گھر میں داخل ہوتے ہی رزق کثیر آتا ہے۔ اور سولہویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر کون سا عمل ہے، ارشاد فرمایا کہ "ایک مومن کو کھانا کھلانا ایک غلام آزاد کرنے کے مساوی ہے۔ اور سترھویں حدیث میں ہے کہ ایک مومن کو کھانا کھلانا زیارت مومن کے ثواب کے برابر ہے اور اٹھارہویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے محتاج مومن کو کھانا کھلانا زیارت مومن سے زیادہ محبوب ہے، اور بیسویں حدیث میں ہے کہ محتاج مومن کو کھانا کھلانا حج اور غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اگر اسے کھانا نہ کھلایا جائے تو یا تو وہ مرجائے گا یا ناصبی کے سامنے ہاتھ پھیلائے گا جو مرجانے سے بدتر ہے۔

(توضیح) حدیث نمبر ۱ میں تین جنتوں کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن دو جنتوں کا ذکر کرکے تیسری جنت کی جگہ شجرۂ طوبیٰ کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ اس مقام پر طوبیٰ کو جنت کا درجہ دیا گیا ہے (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۸۷)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۸۷)

# مومن کو ملبوس کرنے کے بیان میں

اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن صفوان عن ابی حمزۃ عن ابی جعفرؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کسا احداً من فقراء المسلمین ثوباً من عُری او اعانہ بشیٔ مما یقوتہ من معیشتہ وکل اللہ عزوجل بہ سبعین الف ملک من الملائکۃ تستغفرون لکل ذنب عملہ الی ان ینفخ فی الصور۔

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے صفوان سے انھوں نے ابو حمزہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی فقیر کو فقراء مسلمین میں سے اس کی برہنگی دور کرنے کے لیے لباس پہنائے یا اس کی معیشت کو درست کرنے کے لیے تھوڑی سی مدد کرے تو خداوند عالم اس کے لیے ستر ہزار فرشتے معین کرتا ہے کہ اس کے ہر گناہ کے بخشے جانے کے لیے صور پھونکے جانے کے وقت تک استغفار کرتے رہیں۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کو گرمی یا جاڑے کا لباس پہنائے گا اسے خدا جنت کے لباس سے آراستہ کریگا اور اس پر نزع کی سختی آسان ہو جائے گی اور اس کی قبر کشادہ کر دی جائیگی اور حشر کے موقعہ پر فرشتے اسے جنت کی بشارت دیں گے۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ جو کسی مومن کو لباس پہنائے گا خداوند عالم اسے جنت کے سبز لباس سے آراستہ کریگا اور جب تک اس مومن محتاج کے بدن پر ایک

https://www.shiabookspdf.com/

تار بھی باقی رہے وہ لباس پہننے والا اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔

**توضیح** ہو چکی حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے، کساہ اللہ من ثیاب خضر اسے اللہ جنت کا سبز لباس پہنائے گا، اس سے قول خدا "علیھم ثیاب سندس خضر واستبرق" کی طرف اشارہ ہے، علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "فیہ ایماء الی ان الخضرۃ احسن الالوان" اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سبز رنگ تمام رنگوں میں بہتر سمجھا گیا ہے (مرآۃ العقول ج ۱۲ ص ۱۸۹)

---

# باب (۸۸)

# مومن پر مہربانی کرنے اور اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں

https://www.shiabooks.pdf.com/

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"عنہ عن احمد بن محمد بن عیسی عن یونس عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من اتاہ اخوہ المسلم فاکرمہ فانما اکرم اللہ عز وجل۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے یونس سے انھوں نے عبد اللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس اس کا مسلمان بھائی آئے اور وہ اس کی تعظیم و تکریم کرے تو اللہ اس کی تکریم کرتا ہے (اور اس کے مدارج بلند کرتا ہے)

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جو اپنے برادر کے چہرے سے گرد سفر دور کرے

خدا اس کے نامہ عمل میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور جو اپنے برادر مومن کے چہرے پر تبسم لائے اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو اپنے برادر مومن کے آنے پر خوش آمدید" کہے تو خدا اس کے نامہ عمل میں قیامت تک کے لیے یہ نیکی قرار دے دیتا ہے۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن کے ساتھ کوئی مہربانی کرے تو خدا حقیقت میں اس کے لیے خادم مقرر کرے گا۔ اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ مومن کی ایک عظیم محبت کا ثبوت یہ بھی ہے کہ اس کے ستر گناہ کبیرہ کی پردہ پوشی کرے۔ اور نویں حدیث میں ہے کہ جب کوئی مومن اپنے برادر مومن پر احسان کرتا ہے تو شیطان اپنے چہرے کو کھرچتا ہے اور اس کا دل زخمی ہوتا ہے

(اقول) تعظیم و تکریم اخلاقی فریضہ ہے، جب کوئی بزرگ آئے تو اس کی تعظیم کھڑے ہو کر کرنا چاہیئے اس سے آنے والے کی عزت افزائی ہوتی ہے خود رسول کریمؐ نے حضرت فاطمہؑ کی بار بار کھڑے ہو کر تعظیم فرمائی ہے نیز جعفر طیار کی تعظیم کی ہے جب کہ وہ حبشہ سے واپس آئے تھے انھوں نے اپنے اصحاب کو بھی حکم دیا ہے" قوموا الی سیدکم" اپنے سردار کی تعظیم کیا کرو" شہید رحمۃ اللہ نے" قواعد" میں فرمایا ہے کہ تعظیم کا وہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے جو اس عہد میں رائج ہو، علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ تعظیم کا ایک طریقہ جھک کر ملنا بھی ہے۔

(مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۸۰)

---

# باب (۸۹)

# مومن کی خدمت کے بیان میں

اس باب میں ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

" محمد بن یحییٰ نے سلمہ بن خطاب سے انھوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے انھوں نے اسمٰعیل بن ابان سے انھوں نے صالح بن ابی الاسود سے انھوں نے مرفوعاً ابو المعتم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے

ایما مسلم خدم قوما من المسلمین الا اعطاہ اللہ مثل عدد ھم خدما فی الجنۃ "_____ جو مسلمان کسی مسلم قوم کی خدمت کریگا خداوند عالم اس قوم کے افراد کی تعداد کے مطابق اس شخص کے لیے جنت میں خدمتگار مقرر کرے گا۔

---

# باب (۹۰)

# مومن کو نصیحت کرنے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں تین حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری (۳) تیسری نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن عمر بن ابان عن عیسی بن ابی منصور عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال یجب للمومن علی المومن ان ینا صحہ

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے عمر بن ابان سے انھوں نے عیسیٰ بن ابی منصور سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مومن کے لیے مومن پر یہ واجب ہے کہ اس کو نصیحت کرے۔

(۲) عنہ عن ابن محبوب عن معاویۃ بن وھب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال یجب للمومن علی المومن

احمد بن محمد نے ابن محبوب سے انھوں نے معاویہ بن وہب سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مومن کے لیے مومن

النصیحة له فی الشهد والغیب۔

پر اس کی موجودگی میں (زبان سے) اور اس کی غیبت میں (خط و کتابت سے) ہر قسم کی نصیحت واجب ہے۔

---

(۳) ابن محبوب عن ابن رئاب عن ابی عبیدة الحذاء عن ابی جعفر علیه السلام قال یجب للمومن علی المومن النصیحة۔

احمد بن محمد نے ابن محبوب سے انھوں نے ابن رئاب سے انھوں نے ابو عبیدہ حذاء سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مومن کے لیے واجب ہے کہ اپنے برادر کو (ہر معاملہ میں ہر موقعہ پر ہر قسم کی) نصیحت کرے۔

---

(نوٹ) اسی باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ مومن کو ایسی نصیحت کرے جیسی اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہو۔ اور پانچویں حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم ارشاد فرماتے ہیں، ان اعظم الناس منزلة عند الله یوم القیامة (مشاهو فی ارضه بالنصیحة لخلقه" قیامت کے دن سب سے بڑی منزلت خدا کے نزدیک اس کی ہو گی جو اس کی زمین پر اس کی مخلوق کی نصیحت کے لیے چلتا پھرتا، دوڑ دھوپ کرتا، اور دورے کرتا رہا ہو گا۔ اور چھٹی حدیث میں ہے کہ برادر مومن کو قربۃ الی اللہ نصیحت کرنے سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔

---

# باب (۹۱)

# لوگوں کے درمیان اصلاح کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث نقل کی جاتی ہے

عنه عن ابن محبوب عن

محمد بن یحییٰ نے ابن محبوب سے انھوں

هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال لان اصلح بین اثنین احب الیّ من ان اتصدق بدینارین۔

نے ہشام بن سالم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر دو شخصوں میں صلح کرائی جائے تو یہ مجھے دو دینار صدقہ دینے سے زیادہ محبوب ہے۔

---

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر نیکی یہ ہے کہ دو آدمیوں میں صلح کرادے خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ فساد برپا ہو رہا ہو نیز یہ کہ جو ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہوں ان کو بذریعہ مصالحت قریب کر دے اور تیسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے (خصوصی اصحاب کو حکم دیا تھا کہ) جب دو دشمنوں میں اختلاف ہو جائے تو میرے مال سے فدیہ دیکر جھگڑے کو چکا دیا کریں۔ اور چوتھی حدیث میں راوی کا بیان ہے کہ میراث کے بارے میں ایک دفعہ میرا میرے بہنوئی سے جھگڑا ہو گیا تھا اور ہم دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے کہ ناگاہ مفضل کا گذر ہوا وہ ہم دونوں کو اپنے گھر لے گیا اور چار سو درہم دیکر صلح کرا دی، اس کے بعد یہ کہا کہ یہ رقم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ہے میں نے ان کے حکم کے مطابق یہ رقم دی ہے۔

---

# باب (۹۲)

# احیائے مومن کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انھوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انھوں نے سماعہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ قول خدا "من قتل نفساً بغیر نفس فکانما

قتل الناس جمیعًا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعًا (اسی لیے ہم نے بنی اسرائیل پر واضح کر دیا تھا کہ، جو شخص کسی کو نہ جان کے بدلہ میں (نہ ملک میں فساد پھیلانے کی سزا میں بلکہ ناحق، قتل کر ڈالے گا تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک آدمی کو جلا لیا تو گویا سب لوگوں کو جلا لیا" کا کیا مطلب ہے، انھوں نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے کسی ایک شخص کو ضلالت و گمراہی کی تاریکی سے نکال کر نور ہدایت تک پہنچا دیا تو گویا اس نے اسے زندہ کر دیا اور جس نے نور ہدایت سے نکال کر ضلالت کی تاریکی میں ڈال دیا تو گویا اس نے اسے قتل کر ڈالا

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ راوی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے درخواست کی کہ مولا آیۂ، من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعًا کی تفسیر سے آگاہ فرمایئے، انھوں نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی کو جلنے سے یا ڈوبنے سے بچایا (اس کا مقام خدا کے نزدیک ایسا ہے کہ جیسے اس نے سارے لوگوں کو بچا لیا)، پھر راوی کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس کی بہترین تاویل یہ ہے کہ جس نے گمراہی سے ہدایت کی طرف پہنچایا، (مطلب یہ ہے کہ وہ تفسیر ظاہر ہے اور یہ باطن ہے)

https://www.shiabookspdf.com/

واضح ہو کہ آیۂ مذکورہ سورہ مصود کی بتیسویں آیت ہے، پوری آیت یہ ہے" من اجل ذالک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعًا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعًا ولقد جائتھم رسلنا بالبینات ثم ان کثیرا منھم بعد ذالک فی الارض لمسرفون"

# باب (۹۳)

# اپنے اھل وعیال کو ایمان کی طرف دعوت دینے کے بیان میں

اس باب میں ایک ہی حدیث ہے جسے درج ذیل کیا جاتا ہے

"محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن النعمان عن عبد اللہ بن مسکان عن سلیمان بن خالد قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ان لی اھل بیت وھم یسمعون منی افادعوھم الی ھذا الامر؟ فقال نعم ان اللہ عزوجل یقول فی کتابہ "یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے علی بن نعمان سے انھوں نے عبداللہ بن مسکان سے انھوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی (اگرچہ میں عالم تقیہ میں ہوں لیکن) میرے جو اہل بیت ہیں وہ میری بات مانتے ہیں اور جو کہوں اسے سنتے ہیں تو کیا میں انھیں امر امامت کی طرف دعوت دوں؟ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دعوت دو (ورنہ وہ تباہ ہو جائیں گے) خدا فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے لڑکے بالوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (تحریم ۶)

**توضیح** علامہ مجلسی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے اور اپنے بال بچوں کو جہنم کے ایندھن سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ تم خود اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی معصیت سے بچو اور خواہشات نفسانی کی پیروی سے پرہیز کرو اور اپنے اہل و عیال کو اللہ کی اطاعت کی طرف دعوت دو اور انھیں فرائض و واجبات سے آگاہ کرو اور بری باتوں سے ان کو روکو اور اچھے اعمال کرنے پر انھیں ابھارو (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۹۳)

معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کا تعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے اور یہ ہر ایک پر واجب ہے، آیئہ مذکورہ کے ذیل میں بیوی بچے لونڈی غلام حتیٰ کہ والدین بلکہ جملہ اقرباء آتے ہیں، علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ موقع ہدایت میں غیروں پر اپنوں کو ترجیح دینی چاہیئے یعنی پہلے اپنوں کی ہدایت ضروری ہے اس کے بعد غیروں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۹۴)

## عہد تقیہ میں دعوت الی الحق کی ممانعت کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ملخص ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے کلیب بن معاویہ صداوی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ (تم شدّت تقیہ کے ایام میں لوگوں کو امر حق کی طرف دعوت دینے سے) پرہیز کرنا (اور اپنے دل کو سمجھ کر تسلی دے لینا کہ) جب خدا کسی کو حق کی طرف لانا چاہتا ہے تو توفیق شامل حال کر دیتا ہے اس طرح تمہیں یہ دکھ نہ ہوگا کہ میں کار تبلیغ میں کوتاہی برت رہا ہوں (اور سنو اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ توفیق شامل حال کر کے) اسے دعوت تحقیق دیتا ہے (جس کے بعد وہ خود راہ راست پر آجاتا ہے) پھر فرمایا کہ اگر لوگوں سے بات ہو ہی جائے تو تم (امر امامت کے بارے میں) صرف یہ کہہ دینا کہ اللہ جس کی طرف ہے ہم اسی کی طرف گئے ہیں۔ اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے جسے اللہ نے منتخب کیا ہے (اور یہ کہہ دینا کہ) اللہ نے محمد مصطفےٰ کو اختیار و منتخب کیا ہے لہٰذا ہم ان کی طرف ہیں اور ان کے بعد ان کی آل کی جانب ہیں۔ (کیونکہ انھیں بھی خدا نے رسول ہی کی طرح معصوم و منصوص من فرمایا ہے)

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۹۵)

# اللہ کے دین حق (امر امامت) دینے کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے ابن فضال سے انھوں نے ابن بکیر سے انھوں نے حمزہ بن حمران سے انھوں نے عمر بن حنظلہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو صخر، اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام دوستوں اور دشمنوں کو دنیا کی ہر چیز دیتا ہے لیکن امر امامت صرف اسی کو عطا کرتا ہے جو اس کی مخلوقات میں سب سے زیادہ پاک و پاکیزہ (معصوم) ہوتے ہیں۔ اے ابو صخر خدا کی قسم تم میرے اور میرے باپ دادا نہ صرف علی بن الحسین و محمد بن علی علیہ السلام بلکہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السلام کے دین پر ہو (یعنی شیعیت سے خدا نے تمہیں عزت دی ہے اور یہ خدا کا عطیہ ہے)

**توضیح** چونکہ دین کے اصول میں حضرت آدمؑ سے حضرت خاتم تک کوئی اختلاف نہ تھا اس لیے حضرت نے قریب و بعید دونوں آباؤ اجداد کا ذکر فرما دیا ہے۔

# باب (۹۶)

# دین کی سلامتی کے بیان میں

اس باب میں چار حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد عن علی بن النعمان عن ایوب بن الحر عن ابی عبد اللہ ع فی قول اللہ عز وجل "فوقاہ اللہ سیئات ما مکروا" فقال مالو بسطوا علیہ وقتلوہ ولکن اللہ ردہ وما وقاہ؟ وقالا ان یفتنوہ فی دینہ۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن نعمان سے انھوں نے ایوب بن حُر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے خدا کے اس قول "فوقاہ الخ" خدا نے اسے ان کی تدبیروں کی برائی سے محفوظ رکھا، (مومن ۴۵) کے بارے میں روایت کی ہے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگرچہ فرعونیوں نے ان پر حملہ کیا اور انھیں قتل کر دیا لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ ان کو خدا نے کس چیز سے بچایا، (سنو) خدا نے (مومن آل فرعون، حزقیل) کو فرعونیوں کے بے دین بنانے سے بچایا۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ جب تم پر کوئی بلا آئے تو مال کے ذریعہ سے اسے اپنی جان سے ٹالو اور اپنا دین تباہ کر کے جان بچانے کی سعی نہ کرو، آگاہ ہو کہ ہلاک ہوا وہ جس کا دین ہلاک اور ضائع ہوا اور تباہی ہے اس کے لیے جس کا دین تباہ ہوا۔ اور تیسری حدیث میں ہے کہ دین کی سلامتی اور بدن کی صحت مال سے بہتر ہے اور مال دنیا کی زینت ہے بشرطیکہ نیکی میں کام آئے۔

**توضیح** مذکورہ حدیث میں جو آیت امام علیہ السلام نے پیش فرمائی ہے۔ اس کا تعلق،

https://www.shiabookspdf.com/

حزقیل مومن آل فرعون سے ہے، وہ پہلے چھپ کر حضرت موسیٰؑ کی حمایت کرتے تھے لیکن آخر کار ان کا ایمان ظاہر ہی ہو گیا جس کے نتیجے میں لوگوں نے فرعون سے شکایت کی، فرعون نے دربار میں سب کو جمع ہونے کا حکم دیا اور بھرے دربار میں حزقیل سے پوچھا کہ یہ لوگ جو تمہارے بارے میں کہتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے وہ بولے کہ بادشاہ بھلا تو نے کبھی مجھے جھوٹ بولتے دیکھا ہے اس نے کہا نہیں، یہ سنکر حزقیل فوراً متوجہ ہوئے ان لوگوں کی طرف جنھوں نے شکایتیں کی تھیں اور ان سے پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے، وہ بولے، فرعون، پوچھا تمہارا خالق کون ہے، وہ بولے "فرعون"، پھر پوچھا تمہارا رازق کون ہے، وہ بولے "فرعون، تب حزقیل نے کہا کہ اے بادشاہ میں تجھے اور تمام حاضرین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو ان کا پروردگار ہے وہ میرا، جو ان کا خالق ہے وہ میرا ہے، جو ان کا رازق ہے وہ میرا، اور جو ان کا پروردگار خالق و رازق نہیں ہے میں اس سے بیزار ہوں، یہ سنکر فرعون خوش ہو گیا اور ان کو گھر جانے کی اجازت دے دی اور جن لوگوں نے شکایت کی تھی ان سے لوگوں نے کہا کہ تم لوگ بڑے خانہ خراب ہو تم ہمارے اور ہمارے ولیعہد، چچازاد بھائی اور خلیفہ کے درمیان فساد ڈالنا چاہتے تھے اور ملک میں تباہی مچانے کا ارادہ رکھتے تھے، غرض وہ سب کے سب بری طرح مارے گئے اور وہ بچ گئے لیکن مذکورہ حدیث سے واقع ہوتا ہے کہ آخر میں جناب حزقیل قتل کر دیئے گئے تھے لیکن ان کا دین سالم رہا اور فرعون کی جبر و تیت ان کو دین سے پھرا نہ سکی۔

---

# باب (۹۷)

# تقیہ کے بیان میں

اس باب میں تیئیس ۲۳ حدیثیں ہیں جن میں سے چار حدیثیں (۱) گیارہویں (۲) بارھویں (۳) سولہویں (۴) انیسویں، نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحییٰ عن احمد — محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے

بن محمد عن علی بن الحکم عن هشام الکندی قال سمعت ابا عبد الله علیه السلام یقول ایاکم ان تعملوا عملاً یعیّروننا به ، فان ولد السوء یعیر والده بعمله ، کونوا لمن انقطعتم الیه زیناً ولا تکونوا علیه شیناً ، صلوا فی عشائرهم وعودوا مرضاهم واشهدوا جنائزهم ولا یسبقونکم الی شئی من الخیر فانتم اولی به منهم والله ما عبد الله بشئی احب الیه من الخبء ، قلت وما الخبء ، قال التقیة۔

علی بن حکم سے انھوں نے ہشام کندی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "تم لوگ ایسے عمل سے پرہیز کرو جس سے ہماری بدنامی ہوتی ہو، تم ہماری اولاد ہو اور یہ ظاہر ہے کہ، بُری اولاد کے بُرے عمل سے باپ کی بدنامی ہوتی ہے، تمہیں چاہیئے کہ تم ان لوگوں کے لیے جو تمہارے قریب نہ پھٹکتے ہوں باعث زینت ہو جاؤ اور باعث عیب و شرم نہ قرار پاؤ، ان کے قبیلوں کے ساتھ صلہ رحم کرو ان کے مریضوں کی عیادت کرو ان کے جنازوں میں شرکت کرو، اور اس کی کوشش کرو کہ وہ امور خیر میں تم پر سبقت نہ لے جانے پائیں کیونکہ تم اس کے لیے ان سے اولیٰ و بہتر ہو۔ (کیونکہ تمہیں ہماری سرپرستی حاصل ہے اور خدا نے ہمیں اخلاق کے بلند درجے فائز کیا ہے)، خدا کی قسم اللہ کے نزدیک پوشیدگی میں بہترین عبادت ہے، راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ "خباء" یعنی پوشیدگی کا کیا مطلب ہے، ارشاد فرمایا کہ اس سے تقیہ مراد ہے۔

(۲) عنه عن احمد بن محمد عن معمر بن خلاد، قال سالت ابا الحسن علیه السلام عن القیام للولاة فقال ، قال ابو جعفر علیه السلام

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حاکموں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com/

التقية من دینی ودین اٰبائی ولا ایمان لمن لا تقیة له۔

نے ارشاد فرمایا کہ تقیہ ہمارے اور ہمارے آباؤ اجداد کا دینی مسلک ہے اور جو ہمارے مسلک پر نہ چلے اس کا کوئی ایمان نہیں۔

(۳) ابوعلی الاشعری عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان عن شعیب الحداد عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیه السلام قال، انما جعلت التقیة لیحقن بها الدم فاذا بلغ الدم فلیس تقیة۔

ابو علی اشعری نے محمد بن عبد الجبار سے انھوں نے صفوان سے انھوں نے شعیب حداد سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تقیہ اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے قتل وغیرہ سے بچا جائے اور جب اس سے بچنے کا یقینی طور پر کوئی امکان نہ ہو تو پھر تقیہ نہیں کرنا چاہیئے۔

(۴) علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسیٰ، عن یونس عن ابن مسکان عن حریز عن ابی عبد الله علیه السلام قال، قال التقیة ترس الله بینه وبین خلقه۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے یونس سے انھوں نے ابن مسکان سے انھوں نے حریز سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ "تقیہ" اللہ کی ڈھال ہے اس کے دوست اور دشمن کے درمیان۔

---

**توضیح** حدیث نمبر ۱ میں باپ اور بیٹے کا ذکر اس لحاظ سے کیا گیا ہے کہ نبی کریمؐ اور ان کی آل پاک اس امت کے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ کی مشہور حدیث ہے، "انا وعلی ابوا هذه الامة" میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں، حدیث نمبر ۲ میں حکام کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ افسران اور حکام کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ حدیث نمبر ۴ کے آخری جملہ کا ترجمہ: مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۱۷ کی متعلقہ عبارت سے ماخوذ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۹۸)

# راز کو چھپانے کے بیان میں

اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) سولھویں (۱۶) چودھویں نقل کی جاتی ہیں

(۱) عنه عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن جميل بن صالح عن ابی عبيدة الحذاء قال سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول والله ان احب اصحابی الی اورعهم وافقههم واكتمهم لحديثنا وان اسوأهم عندی حالا واسقطهم للذی اذا سمع الحديث ينسب الينا ويروی عنا فلم يقبله اشمأز منه وجحده وكفر من دان به وهو لا يدری لعل الحديث من عندنا خرج والينا اسند فيكون بذلك

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے جمیل بن صالح سے انھوں نے ابو عبیدہ حذاء سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کی قسم مجھے میرے وہ اصحاب بہت زیادہ محبوب ہیں۔ جو پرہیزگار ہیں۔ اور دینی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اور دشمنوں سے ہمارے راز کی باتوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور مجھے میرے وہ ماننے والے نہایت بُرے لگتے ہیں اور میں انھیں بُری نگاہ سے دیکھتا ہوں جو ہماری حدیث کو ہماری طرف منسوب سنتے ہیں۔ اور ہم سے مروی ہونا انھیں بتایا جاتا ہے اور وہ آزادی سے مسترد کر دیتے ہیں اور اس سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں اور بیان کرنے والے پر الزام لگاتے ہیں اور وہ ذرا سا بھی

خارجاً عن ولایتنا۔

یہ نہیں سمجھتے کہ شاید وہ حدیث ہماری ہی ہو اور ہمیں سے وارد ہوئی ہو، (سنو) ایسے لوگ انھیں وجوہ سے ہمارے دائرہ ولایت سے خارج ہو جاتے ہیں۔

(۲) عنہ عن عثمان بن عیسیٰ عن ابی الحسن صلوات اللہ علیہ قال ان کان فی یدک ھذہ شئی فان استطعت ان لا تعلم ھذہ فافعل، قال وکان عندہ انسان فتذاکروا الاذاعۃ، فقال احفظ لسانک تفرّ ولا تمکّن الناس من قیادک فتذلّ۔

احمد بن محمد نے عثمان بن عیسیٰ سے انھوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے ایک ہاتھ میں کوئی چیز ہو اور تم قدرت رکھتے ہو کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو سکے تو یہ (رازداری کا بہترین پہلو ہے)، تم اسی طرح راز کو چھپایا کرو، راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام جس وقت یہ فرما رہے تھے۔ ان کے سامنے ایک ایسا شخص بیٹھا ہوا تھا جو راز کو فاش کرنے میں زبان زدِ عوام تھا (حضرت اس کی طرف متوجہ ہو کر) فرمانے لگے کہ تم اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اس پر قابو حاصل کرو (یقیناً) عزت نصیب ہوگی اور دیکھو (راز فاش کر کے) لوگوں کو اس کا موقعہ نہ دو کہ وہ ذلت کی رسی تمہارے گلے میں ڈال کر تم کو ذلیل کر دیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے شیعوں سے دو باتوں کی خواہش فرمائی ہے پہلی بات یہ کہ وہ تند مزاجی سے اجتناب کریں دوسری یہ کہ راز کو پوشیدہ رکھیں، اور تیسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے صبر اور کتمان سر، یعنی راز کو چھپانے کا حکم دیا ہے۔ اور چوتھی حدیث میں ہے کہ کچھ لوگ کوفہ جانے کے عازم تھے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ اے مولا کچھ نصیحت فرمائیے انھوں نے ارشاد فرمایا کہ جو علم دین سے واقف ہیں انھیں چاہیئے کہ ان لوگوں

کو تعلیم دین جو ناواقف ہیں، مالداروں کو چاہیئے کہ غریبوں کا ہر طرح خیال رکھیں، لوگوں کو چاہیئے کہ ہمارے رازوں کو دشمنوں پر ظاہر نہ کریں، اور سنو، جب ہماری حدیث تم تک پہنچے تو تم یہ دیکھ لو کہ اس پر قرآن کی شہادت ہے یا نہیں اگر ہے تو بیان کرو تاکہ مخالف خاموش رہیں اور اگر بظاہر قرآنی شہادت نہ ملے تو اسے بیان نہ کرو اور پہلے ہماری طرف رجوع کرو تاکہ ہم قرآنی شاہد تمہیں بتادیں اور تیرھویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنی زبانوں کو تقیہ کی صورت میں روکو اور اپنے گھروں میں چپ چاپ بیٹھو یعنی اپنے مخالفین پر خروج نہ کرو تاکہ تم دوامی مصیبت سے محفوظ رہو یہاں تک کہ ہمارے قائمؑ کا ظہور ہو۔ اور سولہویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ظہور آل محمدؐ کی فکر میں سانس لے گا اور ہمارے حالات سے غمگین ہوگا اور ہماری مظلومیت پر افسوس کریگا اور ہمارے معاملہ میں رنجیدہ ہوگا تو اس کا یہ عمل تسبیح کے مانند ہوگا اور عبادت قرار پائے گا اور سنو، ہمارے راز کو چھپانا جہاد فی سبیل اللہ کا درجہ رکھتا ہے۔ راوی محمد بن سعید کہتا ہے کہ پھر مجھ سے فرمایا" اکتب ھذا بالذھب" اسے سونے کے پانی سے لکھ لو، چنانچہ میں نے لکھ لیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۹۹)

## مومن اور اس کے علامات و صفات کے بیان میں

اس باب میں انتالیس ۳۹ حدیثیں ہیں جن میں سے چار حدیثیں (۱) گیارہویں (۲) بارہویں (۳) چونتیسویں (۴) چھتیسویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن صفوان الجمال قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے یونس سے انھوں نے صفوان جمال سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ

انما المومن الذی اذا غضب لم یخرجه غضبه من حق و اذا رضی لم یدخله رضاه فی باطل و اذا قدر لم یاخذ اکثر منالہ۔

مومن وہ ہے کہ جب اسے غصہ آجائے تو وہ اسے حق سے خارج نہ ہوکر سکے اور جب وہ کسی سے راضی ہو تو (اپنے فیصلے میں انصاف کے خلاف) باطل میں داخل نہ ہو سکے اور جب اسے تقسیم مال کا اختیار مل جائے تو خود اتنا ہی لے جتنا اس کا حق بنتا ہے۔

(۲) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن النعمان عن ابن مسکان عن سلیمان بن خالد عن ابی جعفرؑ قال قال ابوجعفرؑ یاسلیمان انک ری ما المسلم قلت جعلت فداک انت اعلم قال المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، ثم قال وتدری من المومن ؟ قال قلت جعلت فداک انت اعلم، قال ان المومن من ائتمنه المسلمون علی اموالهم وانفسهم والمسلم حرام علی المسلم ان یظلمه او یخذله او یدفعه دفقة تهشه۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے علی بن نعمان سے انھوں نے ابن مسکان سے انھوں نے سلیمان بن خالد سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ اے سلیمان تم جانتے ہو کہ مسلم کون ہے، میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر قربان ہو آپ بہتر جانتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ مسلم وہ ہے کہ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں، پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مومن کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر فدا ہو آپ بہتر جانتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ "مومن وہ ہے کہ جس پر مسلمانوں کو اتنا اعتماد کامل ہو کہ، وہ اپنے مال اور اپنی جان کا اس کو امین بنائیں (اور سنو) مسلمان پر حرام ہے کہ مسلمان پر ظلم کرے یا اسے ذلیل کرے (یا اس کی امداد نہ کرے) یا اسے پری طرح جھڑک کر دھتکار دے۔

(۳) محمد بن یحیی عن احمد

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے

https://www.shiabookspdf.com/

بن محمد بن عیسیٰ عن الحسن بن محبوب عن ابی ولاد الحناط عن ابی عبد اللہؑ قال کان علی بن الحسین علیہما السلام یقول ان المعرفۃ بکمال دین المسلم ترکہ الکلام فیما لا یفیہ وقلۃ مرائہ وحلمہ وصبرہ وحسن خلقہ۔

انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے ابوالولاد الحناط سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کے دین کے کمال کی پہچان یہ ہے کہ وہ غیر متعلقہ امور میں خواہ مخواہ نہ بولتا ہو، اور لوگوں سے جھگڑا کم کرتا ہو، بردبار ہو، اور صابر ہو اور خوش اخلاق ہو۔

(۴) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن مالک بن عطیہ عن ابی حمزۃ عن علی بن الحسین علیہما السلام قال من اخلاق المومن الانفاق علی قدر الاقتار والتوسع علی قدر التوسع وانصاف الناس وابتداۂ ایاھم بالسلام علیھم۔

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے مالک بن عطیہ سے انھوں نے ابو حمزہ سے انھوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مومن کے اخلاق و عادات وصفات میں سے یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق راہ خدا میں خرچ کرے (یعنی تنگدستی کی حالت میں بھی خرچ کرے) اور جیسے جیسے وسعت ہوتی جائے انفاق میں بھی توسیع کرتا جائے اور لوگوں کے ساتھ جملہ امور میں انصاف کرے اور (محل سلام میں) سلام کی ابتداء خود کرے۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک طویل ارشاد منقول ہے جس میں سے ابتدائی چند سطروں کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ایک دن خطبہ دے رہے تھے خطبہ کے دوران ایک شخص جو عابد زاہد، متقی، مجتہد العبادت تھا مجمع میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا حضرت "..... ہمارے لیے مومن کے صف لنا صفۃ المومن کانا ننظر الیہ

صفات کی ایسی نقشہ کشی فرمائیے کہ ہمیں ایسا معلوم ہو کہ جیسے ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے "ھمام" ماسنو، مومن زیرک اور دانا اس کا چہرہ بشاش اور دل غمگین ہوتا ہے، اس کا سینہ کشادہ ہوتا ہے وہ اپنے نفس کو ذلیل سمجھتا ہے، ہر فانی شئے کو حقیر جانتا ہے، نیکی کے لیے حریص ہوتا ہے وہ نہ کینہ ور ہوتا ہے نہ بغض پرور ہوتا ہے نہ حاسد ہوتا ہے نہ جھگڑالو نہ گلیر ہوتا ہے نہ عیب جو، وہ سربلندی کو بُرا اور ریاکاری کو عیب جانتا ہے، سکرات موت، عذاب قبر کی وجہ سے غمگین رہتا ہے، وہ ارادہ میں پختہ کار ہوتا ہے، زیادہ چپ رہتا ہے، صاحب وقار و سکینہ ہوتا ہے وہ غصہ میں آپے سے باہر نہیں ہوتا، ہر وقت ذکر الٰہی کرتا ہے، صبر و شکر کا مالک ہوتا ہے فکر آخرت میں مغموم رہتا ہے، اپنی فقیری میں مسرور رہتا ہے اس کی طبیعت میں خشونت اور سختی نہیں ہوتی، لوگوں کو اذیت نہیں دیتا، تہمت تراشی نہیں کرتا، کسی کی ہتک حرمت نہیں کرتا، اس کا ہنسنا "مسکرانا" ہوتا ہے وہ رحم کرتا ہے، بخل سے دور ہوتا ہے، کام میں جلدی نہیں کرتا، کسی بات سے دل تنگ نہیں ہوتا، کسی کامیابی پر اتراتا نہیں، وہ فیصلہ میں ظلم نہیں کرتا، مصائب کی برداشت میں اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے، حصول معاش میں کسی پر بار نہیں بنتا، کسی کا حق نہیں مارتا، بے قراری نہیں ظاہر کرتا، شیخی نہیں مارتا، وعدے کا پکا ہوتا ہے، مومنوں سے دفع ضرر کو ضروری جانتا ہے۔ اور مسلمانوں کو پناہ دینا اپنی عادت جانتا ہے، کسی سے حیلہ و فریب نہیں کرتا، وہ لوگوں پر مہربان ہوتا ہے اور لوگوں کے لیے سعی کرتا ہے۔ الخ، اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن میں آٹھ خصلتیں ہونی چاہئیں (۱) جب لوگ مضطرب و پریشان ہوں تو وہ پر وقار و سکون ہو (۲) مصیبتیں چاہے کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں ان پر صبر کرنے والا ہو (۳) جب نعمت ملے تو شکر خدا ادا کرنے والا ہو (۴) جو رزق خدا نے دیا ہے اس پر قناعت کرنے والا ہو (۵) دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرنے والا ہو (۶) اپنا بار دوستوں پر نہ ڈالنے والا ہو (۷-۸) جبان منه فی تعب والناس منه فی راحة" اس کا بدن تعب میں ہو اور لوگوں کو اس سے راحت ہو (یعنی خود تکلیف اٹھا کر لوگوں کو آرام پہنچاتا ہو)

**توضیح:** اس باب کی پہلی حدیث میں جس ھمام کا ذکر ہے وہ ھمام بن شریح بن یزید بن مرّہ تھے وکان من شیعة علیؑ و اولیائہ" اور وہ حضرت علی کے شیعوں اور دوستوں میں سے تھے، ھمام بفتح با و تشدید میم ہے قاموس میں ہے کہ اس کے معنی بادشاہ عظیم الہمت

https://www.shiabooksodf.com/

اور سردار شجاع اور سخی کے ہیں، حضرت علی کا یہ ارشاد نہج البلاغہ اور مجالس صدوق علیہ الرحمۃ میں بھی کافی اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔

---

# باب (۱۰۰)

# مومنین کی تعداد کے کم ہونے کے بیان میں

اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے سہل بن زیاد سے انھوں نے ابن ابی نجران سے انھوں نے مثنیٰ حناط سے انھوں نے کامل تمار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ [illegible] الا قلیل من المؤمنین کہ تمام لوگ چوپایوں (کے مانند ہیں) سوائے مومنین ہیں سے تھوڑے لوگوں کے، راوی کہتا ہے۔ حضرت نے اس جملہ کو تین بار زبان پر جاری کیا، پھر تین بار "المومن غریب" فرمایا یعنی مومن بہت کم ہوتا ہے اور ان لوگوں میں ایسا اجنبی ہوتا ہے۔ جیسے مسافر اجنبی ہو۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت صادق آل محمدؐ فرماتے ہیں کہ "المومنۃ اعز من المومن" "مومنہ، مومن سے بھی زیادہ کم ہوتی ہے یعنی مومن تو کم ہوتے ہیں لیکن مومنہ اس سے بھی کم ہوتی ہے کیونکہ مومنہ صالحہ بہت ہی کم یاب ہے" اور پانچویں حدیث میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے جس میں مادر گیتی کی آغوش میں صرف ایک ابراہیم تھے پھر تین مومن ہو گئے یعنی حضرت اسمٰعیل اور اسحاق کا اضافہ ہو گیا، پھر فرمایا "اما واللہ ان المومن لقلیل وان اھل الکفر لکثیر" آگاہ ہو کہ خدا کی قسم مومن بہت کم ہیں اور کفار و منافقین، کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر وہ شخص جو ہماری ولایت کا مدعی ہو وہ مومن نہیں ہوتا بلکہ وہ مومن سے انس رکھنے والا سمجھا جا سکتا ہے (یعنی امر ولایت کا دل

سے مقر ہونا چاہیئے صرف زبان سے دعوائے ولایت دلیل ایمان نہیں ہے)

# باب (۱۰۱)

# ایمان نصیب ہو جانے پر خوش ہونے اور اس کے بعد ہر بلا پر صبر کرنے کے بیان میں

---

اس باب میں چھ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچویں حدیث نقل کی جاتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

"عنه عن احمد بن محمد عن محمد بن خالد عن فضالة بن ایوب عن عمر بن ابان وسیف بن عمیرة عن فضیل بن یسار قال دخلت علی ابی عبد اللہ علیه السلام فی مرضة مرضها لم یبق منه الا راسه، فقال یا فضیل اثنی کثیرا ما اقول، ما علی رجل عرفه اللہ هذا الامر لو کان فی راس جبل حتی یاتیه الموت،

(علی بن ابراہیم) نے احمد بن محمد سے انھوں نے محمد بن خالد سے انھوں نے فضالہ بن ایوب سے انھوں نے عمر بن ابان سے انھوں نے سیف بن عمیرہ سے انھوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک دن اس وقت حاضر ہوا جب کہ وہ بیماری کی وجہ سے سخت نحیف و زار ہو گئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے جسم میں صرف سر ہی سر ہے اس وقت انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے فضیل بن یسار میں یہ بات اکثر کہا کرتا تھا کہ اس شخص کو کیا کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے جسے خدا نے "امر امامت"

یا فضیل بن یسار
ان الناس اخذوا
یمینًا وشمالا
واما وشیعتنا
ھدینا الصراط المستقیم
یا فضیل بن یسار ان
المومن لو اصیح له
ما بین المشرق
والمغرب کان
ذالک خیرًا له ولو
اصبح مقطعًا
اعضاءہ کان ذالک
خیرًا له، یا فضیل
بن یسار ان اللہ
لا یفعل بالمومن
الا ما ھو خیر له یا
فضیل بن یسار
لو عدلت الدنیا
عند اللہ عزّ وجلّ
جناح بعوضة ما سقی
عدوہ منھا شربة
ماء، یا فضیل
بن یسار انه من
کان ھمه ھما واحدا
لکا لا اللہ ھمه ومن

کی معرفت کرا دی ہے وہ چاہے پہاڑ کی چوٹی
پر مرتے دم تک تنہا ہی کیوں نہ پڑا رہے،
اے فضیل بن یسار لوگ سیدھی راہ سے ڈگ
کر داہنے بائیں لڑکھڑا گئے (اور افراط و تفریط میں
مبتلا ہو گئے)، لیکن ہم اور ہمارے شیعہ صراط
مستقیم پر قائم ہیں۔ اے فضیل بن یسار اگر
مومن کے لیے مشرق و مغرب کی تمام چیزیں کر
دی جائیں تو وہ اس کے لیے (اور شکر کے
واسطے) بہتر ہے اور اس کے اعضاء و جوارح
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو یہ اس کے
(جوہر صبر دکھانے کے لیے) بہتر ہے۔ اے
فضیل بن یسار اللہ مومن کے لیے وہی کچھ کرتا
ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ اے
فضیل بن یسار اگر خدا کی نگاہ میں اس دنیائے
فانی کی پر پشہ کے برابر بھی وقعت ہوتی تو وہ
اس دنیا سے اپنے دشمنوں کو اپنے دوست
کے مقابلہ میں، پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا
(اور سب کچھ اپنے دوست کو دیدیتا لیکن چونکہ
بنظر الٰہی ذلیل ہے اس لیے اس نے اپنے
دوستوں کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ یہی وجہ
ہے کہ دشمن مزے اڑاتے ہیں اور دوست
فقیری کی زندگی گذارتے اور صبر کا جوہر دکھاتے
رہتے ہیں جو یقیناً توشۂ آخرت ہیں)۔ اے
فضیل بن یسار جس کو صرف ایک (آخرت) کا غم
ہے (یا اسے طلب دین اور رضائے الٰہی مطلوب

https://www.shiabookspdf.com/

كان همه فی كل وادلم يبال ؛ الله بای وادهلك

ہے) خداوند عالم اسکی مدد کرتا ہے اور جسے صرف غم (دنیا) ہے (یا اس کا تمام عزم وارادہ امور دنیا سے متعلق ہے) خداوند عالم اس کے لیے اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کس منزل میں ہلاک ہوتا ہے (یا کس وادی جہنم میں جا پڑتا ہے)

# باب (۱۰۲)

# مومن کا مومن سے سکون پانے کے بیان میں

اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انھوں نے یونس سے انھوں نے ایک راوی سے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان المومن لیسکن الی المومن کما یسکن الظمآن الی الماء الماء البارد مومن مومن سے مل کر ایسا سکون پاتا ہے جیسے بہت زیادہ پیاسا ٹھنڈے پانی سے سکون پاتا ہے۔"

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۰۳)

# مومن کے ذریعہ اللہ کیا کچھ دفع کرتا ہے اس کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے دوسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے عبداللہ بن

عن عبد اللہ بن سنان عن ابی حمزۃ عن ابی جعفرؑ قال لایصیب قریۃ عذاب وفیھا سبعۃ من المومنین

سنان سے انھوں نے ابو حمزہ سے انھوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس قریئے میں سات مومنین ہوں اس میں عذاب نازل نہ ہو گا۔

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ جس قریہ میں ایک مومن بھی ہو گا تو وہ فنا سے دوچار نہ ہو گا

**توضیح** علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث میں مومن سے مومن کامل مراد ہے۔ اور دوسری حدیث میں عام مومن مراد ہیں۔ (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۲۲۲)

# باب (۱۰۴)

# مومنین کی دو قسم ہونے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے محمد بن سنان سے انھوں نے نصیر ابوالحکم خثعمی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مومن کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ مومن جنھوں نے عہد خداوندی کو پورا کر دکھایا اور اس کی شرطوں پر پورے اترے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے، رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ "کچھ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے عہد خداوندی کو پورا کیا (اور ہر منزل پر منشاء باری کا لحاظ رکھا، میدان جنگ میں گئے اور درجہ شہادت حاصل کیا وغیرہ وغیرہ) (احزاب ۲۳) یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھیں دنیا اور آخرت کی پریشانیاں ستا نہیں سکتیں اور نہ وہ ان چیزوں سے متاثر ہوتے ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں جو گنہگاروں کی شفاعت بھی کر سکیں گے اور خود ان کی شفاعت کی ضرورت نہ ہو گی (۲) وہ مومن جن کی مثال نوخیز درخت کی ہے جو کبھی مرجھاتا ہے اور کبھی تن کر کھڑا ہوتا ہے، یہ وہ ہیں جن کو دنیا و آخرت کی الجھنیں متاثر کر دیتی ہیں اور ان کے لیے شفاعت درکار ہو گی اور یہ خود کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں یہی کچھ فرمانے کے بعد آخر میں کہا گیا ہے "وھو

علی خیر" یعنی دوسرے قسم کے مومن کا انجام بھی خیر پر ہوگا اور تیسری حدیث میں بتایا گیا ہے، انھم اقل من کبریت الاحمر" یعنی جن کا حدیث اوّل میں ذکر کیا گیا ہے یا جن کی توصیف بزبان امیر المومنین علیہ السلام اسی تیسری حدیث میں کی گئی ہے یہ کبریت احمر سے بھی کم ہیں یعنی مومن کامل بہت کم ہیں۔

**توضیح** حدیث آخر میں "کبریت احمر" یعنی سرخ گندھک کا جو حوالہ دیا گیا ہے اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ جس طرح کیمیا بنانے میں کبریت احمر درکار ہوتی ہے اور وہ بہت کم دستیاب ہوتی ہے اسی طرح مومن کامل بھی بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

# باب (۱۰۵)

# اللہ کے مومن سے مصائب پر صبر کرنے عہد لینے کے بیان میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) پہلی (۲) دوسری نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن النعمان عن داؤد بن فرقد عن ابی عبداللہؑ قال اخذ اللہ میثاق المومن علی ان لا تصدق مقالتہ ولا ینتصف من عدوہ ولا مومن مومن یشفی نفسہ الا بفضیحتہا لان کل

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے علی بن لقمان سے انھوں نے داؤد بن فرقد سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے مومنین سے (یوم الست) یہ عہد و میثاق لے لیا ہے کہ اہل باطل اس کے قول کی تصدیق نہ کریں (تو وہ اس پر صبر کریں) نیز یہ کہ اپنے دشمن تک سے انتقام نہ لیں (اور سنو ان کے لیے ایسا بھی ہوگا کہ) وہ اپنے نفس کو ذلیل کرکے ہی اپنے دل کو سکون دے اسلئے کہ وہ مطلق

مومن ملجم۔

---

نہ ہوگا (کیونکہ وہ ہر معاملہ میں حدود شریعت پر نگاہ رکھیں گے جس کی وجہ سے ترکی بہ ترکی جواب نہ دے سکیں گے اور گھٹ کے رہ جائیں گے)۔

(۲) عدۃ من اصحابنا عن سہل بن زیاد ومحمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد جمیعًا عن ابن محبوب عن ابی حمزۃ الثمالی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ان اللہ اخذ میثاق المومن علی بلایا اربع ایسرھا علیہ، مومن یقول بقولہ یحسدہ او منافق یقفو اثرہ او شیطان یغویہ او کافر یری جہادہ فما بقاء المومن بعد ھذا۔

ہمارے چند اصحاب نے سہل بن زیاد اور محمد بن یحیٰی سے انھوں نے احمد بن محمد سے اور ان سب نے ابن محبوب سے انھوں نے ابو حمزہ ثمالی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے مومن سے (بہت سی بلاؤں پر صبر کرنے کا عہد لے لیا ہے) جس میں سے سب سے سہل ترین یہ چار ہیں (۱) ایک شخص مومن کے روپ میں اس کی قولاً مطابقت کرے گا لیکن درحقیقت وہ حاسد ہوگا (۲) اس کی پوری پیروی کریگا لیکن بظاہر مگر وہ منافق ہوگا۔ اور اس کے عیوب کی تلاش میں رہے گا (۳) شیطان اسے بہکانے کے درپے ہوگا (۴) کافر اس سے برسرپیکار رہے گا، پھر حضرت فرماتے ہیں کہ" ان حالات میں مومن کیونکر باقی رہ سکے گا (یعنی ان حالات میں جو مومن باقی بچ جائے گا وہی مومن کامل ہوگا اور اس کے مدارج خدا کی نگاہ میں بے حد بلند ہوں گے)

http://www.ahlehaqbooks.com/

(نوٹ) اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ مومن کو تین مصیبتیں لاحق رہیں گی (۱) گھریلو پریشانی (۲) بُرے پڑوسی کی طرف سے الجھن (۳) راستے میں ستانے والوں کی بہتات، اور پانچویں حدیث میں

ہے کہ خدا نے اپنے مومن محب کے مدارج کو بلند کرنے کے لیے اسے دشمن کا ہدف بنایا ہے اور چھٹی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی ظاہر کی حضرت نے فرمایا "صبر کرو اللہ روزی میں وسعت دیگا" اس کے تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ کوفہ کے قید خانے کی کیا حالت ہے، اس نے عرض کی کہ "مولا بہت بری حالت ہے" ضیق منتن واھلہ باسوء حال " وہ نہایت تنگ و تاریک ہے اور اس میں بے حد بدبو ہے اس کے باشندے یعنی قیدی سخت پریشان ہے، یہ سنکر انھوں نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں علم نہیں کہ تم اس قید خانہ دنیا میں ہو اور جب ایسا ہی ہے تو خوشحالی کیا تلاش کرتے ہو، اما علمت ان الدنیا سجن المومن "کیا تم کو خبر نہیں کہ یہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ (صبر کرو صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے خدا کرم کریگا) اور بارھویں اور تیرھویں حدیث میں ہے کہ مومن کے لیے یہ بھی ہے کہ اس کا موذی پڑوسی اسے اذیت پہنچائے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا (مومن کو چاہیئے کہ صبر سے کام لے)

## باب (۱۰۶)

# مومن کے ابتلاء اور امتحان کی شدت کے بیان میں

اس باب میں تیئس حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱)، دوسری (۲) تیرھویں (۱۳) چودھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن الحسن بن محبوب عن عبد الرحمن بن الحجاج قال ذکر عند ابی عبد اللہ علیہ السلام البلاء وما یخص اللہ عز وجل

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسی سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے عبد الرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ابتلاء و امتحان اور اس کے ساتھ خدا نے جو مومن کے لیے خصوصیت رکھی ہے" کا ذکر آیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ۔

https://www.shiabookspdf.com/

به المؤمن، فقال، سئل رسول الله صلعم من اشد الناس بلاءً في الدنيا فقال الانبيون ثم الامثل فالامثل ويبتلى المومن بعد على قدر ايمانه وحسن اعماله فمن صح ايمانه وحسن عمله اشتد بلاءه ومن سخف ايمانه وضعف عمله قل بلاؤه

حضرت رسول کریم صلعم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ دنیا میں سخت امتحان کس کا ہوتا ہے تو انھوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ انبیاء کا امتحان سب سے سخت لیا جاتا ہے (اس کے بعد اوصیاء کا امتحان ہوتا ہے) پھر "علی قدر مراتب" امتحان ہوا کرتا ہے (ع) جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے" (پھر فرمایا سنو) مومن کا امتحان اس کے ایمان کی حیثیت اور حسن عمل کی حالت کے پیش نظر ہوتا ہے جس کا ایمان زیادہ صحیح ہوگا اور عمل جتنا بہتر ہوگا اس کا امتحان بھی اسی قدر سخت ہوگا اور جس کا ایمان کمزور ہوگا اور عمل ضعیف ہوگا اس کا امتحان بھی اسی قدر کم ہوگا۔

---

(٢) عدة من اصحابنا عن احمد بن ابي عبد الله عن ابيه عن ابراهيم بن محمد الاشعري عن عبيد بن زرارة قال سمعت ابا عبد الله يقول ان المومن من الله عزوجل لبا فضل مكان "ثلاثا" انه ليبتليه بالبلاء ثم ينزع نفسه عضوا عضوا من جسده وهو يحمد الله على ذالك

ہمارے چند اصحاب نے احمد بن ابی عبداللہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے ابراہیم بن محمد اشعری سے انھوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن کے لیے خدا کے نزدیک ایک عظیم مرکان و درجہ ہے جو اس کے لیے ہے جسے خدا بلاء میں مبتلا کرے پھر اس کی روح ہر عضو سے (عند الموت سختی کے ساتھ) نکالی جائے اور اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہے اور بالکل دل تنگ اور پریشان نہ ہو پوری طرح اس مشکل پر صبر کرے،

https://www.shiabookspdf.com/

یہ بات انھوں نے تین بار فرمائی"

(۳) محمد بن یحیٰی عن احمد بن محمد بن عیسٰی عن علی بن الحکم عن فضیل بن عثمان عن ابی عبد اللہؑ قال ان فی الجنۃ منزلۃ لا یبلغھا عبد الا بالابتلاء فی جسدہ۔

محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے فضیل بن عثمان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک ایسی منزل بھی ہے جس میں وہی بندہ مومن پہنچ سکتا ہے۔ جس کا ابتلاء اور امتحان جسمانی طور پر ہوا۔

نوٹ اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ جتنی مصیبت زیادہ ہوگی اتنا ہی اس کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ خدا جنھیں دوست رکھتا ہے۔ انھیں مصائب سے دوچار ضرور کرتا ہے۔ اور دسویں حدیث میں ہے کہ مومن کی مثال ترازو کے پلڑے کی سی ہے جتنا اس کا ایمان بڑھتا جائیگا اس پر مصائب و آلام بڑھتے جائیں گے۔ اور گیارہویں حدیث میں ہے کہ مومن پر چالیس دن ایسے نہ گذریں گے جن میں وہ غمگین نہ ہو، اور پندرھویں حدیث میں ہے کہ اگر مومن یہ جان لے کہ اسے مصائب برداشت کرنے میں کتنا عظیم اجر ملے گا تو وہ یہ چاہے گا کہ اس کا جسم قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ اور سولہویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اہل حق ہمیشہ سختی میں رہتے ہیں لیکن یہ سختی عارضی ہوتی ہے اور اس کے اخروی فوائد مستقبل اور دائمی ہوتے ہیں۔ اور انیسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے وہ لوگ پسند نہیں جو مصائب میں بالکل مبتلا نہ ہوں۔ اور بیسویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد انھوں نے دیکھا کہ اس کی مرغی نے دیوار میں لگی ہوئی میخ پر انڈا دیا اور وہ انڈا اسی پر قائم رہا نہ گرا نہ ٹوٹا، حضرت نے اسے دیکھکر تعجب فرمایا، اس نے حضرت کے اس تعجب کے ردِ عمل میں کہا کہ "اتعجبت من ھذا البیضۃ فوالذی بعثک بالحق ما رزئت شیئا قط" حضور اس ایک انڈے کے سالم رہ جانے پر تعجب فرما رہے ہیں، میں عرض کرتا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث بالحق کیا ہے کہ "مجھے کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا" یہ سن کر حضرت رسول کریم صلعم اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تیرے یہاں کچھ بھی کھا نہیں سکتا کیونکہ جس کا کوئی نقصان نہ ہو وہ مومن

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کا اس سے کوئی سروکار نہیں،

# باب (۱۰۷)

# فقراء مسلمین کی فضیلت کے بیان میں

اس باب میں تئیس ۲۳ حدیثیں ہیں جن میں سے نویں حدیث کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے احمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے سعدان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی اور لوگ سخت ترین پریشانیوں میں مبتلا ہوں گے اس وقت عزوجل فقراء مومنین کی طرف متوجہ ہوگا اور کہے گا کہ میں اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں نے تم پر دنیا میں فقیری اس لیے مسلط نہیں کی تھی کہ میری نظر میں تم ذلیل ہو اور مجھے تمہاری توہین مقصود رہی ہو بلکہ تمہیں وہ منزلت دینا مقصود تھی جسے تم آج دیکھو گے اس کے بعد وہ فرمائے گا کہ فمن زودا احدا منکم فی دار الدنیا معروفا فخذوا بیدہ فادخلوہ الجنۃ جس نے دنیا میں تمہاری مدد کی تھی اور تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کیا تھا تم اس کا ہاتھ پکڑو اور اسے جنت میں داخل کر دو (چنانچہ اس طرح فقیروں کے ساتھ نیکی کرنے والے کثیر تعداد میں داخل جنت ہو جائیں گے) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر ان فقراء مومنین میں سے ایک شخص کہے گا کہ میرے پالنے والے، اہل دنیا، زندگانی دنیا میں مزے اڑاتے رہے عورتوں سے لذت اندوز ہوتے رہے، اچھے اچھے لباس پہنے رہے، بہترین کھانے کھاتے رہے، عمدہ عمارتوں میں سکونت پذیر رہے اور بہترین سواریوں پر سوار ہوتے رہے اور ہم ہر چیز سے محروم رہے، پالنے تو نے انھیں جو کچھ دنیا میں دیا تھا وہ ہمیں یہاں عطا فرما، فیقول تبارک وتعالیٰ "پھر خداوند عالم اس کے جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ گھبراؤ نہیں، میں نے تمہیں اس سے ستر گنا زیادہ دینے کا بندوبست کر دیا ہے جو انھیں اب تک دنیا میں ملا تھا۔

(نوٹ) اسی باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی فقیری خدا کے خاص بندوں کے پاس امانت ہے جو اسے چھپائے گا روزہ دار اور نماز گذار کا ثواب پائے گا۔ اور ساتویں حدیث میں ہے کہ خالص شیعوں کے لیے حکومت باطلہ میں صرف قوت لایموت

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ اور گیارہویں حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ ناگاہ ایک سرمایہ دار حاضر ہوا جو صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور حضرت کی خدمت میں بیٹھ گیا، تھوڑی دیر بعد ایک غریب آدمی آیا جس کے کپڑے پرانے، بوسیدہ اور پھٹے ہوئے تھے اور وہ آکر اسی سرمادار کے پہلو میں بیٹھ گیا، یہ دیکھ کر سرمایہ دار نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے، فقال لہ رسول اللہ صلعم جب اس کی اس حرکت کی طرف حضور صلعم نے نگاہ کی تو ارشاد فرمایا کہ تو نے جو اپنے کپڑے سمیٹ لیے ہیں تو کیا تجھے یہ گمان ہے کہ اس کی فقیری اور غربت تجھ میں اثر کر جائیگی اس نے عرض کی کہ حضورؐ یہ بات نہیں ہے، پھر فرمایا کہ کیا تجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس غریب کی غربت سے تیری سرمایہ داری میں کمی پیدا ہو جائیگی اور تیرے مال میں سے کچھ اس کی طرف چلا جائیگا، اس نے عرض کی حضورؐ ایسا بھی نہیں ہے، پھر فرمایا کہ کیا تو اس بات سے ڈرا کہ کہیں اس کے میلے کپڑے کی وجہ سے تیرے کپڑے نہ میلے ہو جائیں، اس نے عرض کی حضورؐ یہ بات نہیں ہے، قال فما حملك ما صنعت حضرتؐ نے فرمایا کہ پھر وہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے تو نے یہ حرکت کی، اس نے عرض کی کہ حضورؐ میں نے یہ کچھ نفس امارہ کی وجہ سے کیا ہے یا مجھ سے یہ حرکت شیطان کے بہکانے کی وجہ سے ہوئی ہے، اس کے بعد عرض کرنے لگا کہ "وقد جعلت لہ نصف مالی - حضورؐ میں اس کو اپنے مال میں سے نصف دینا چاہتا ہوں، یہ سن کر رسول کریمؐ اس شخص غریب کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس سے پوچھا کہ کیا تجھے اس نصف مال قبول ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضورؐ میں اسے قبول نہیں کرتا، یہ سن کر سرمایہ دار نے پوچھا کہ کیوں قبول نہیں کرتا؟ قال اخاف ان یدخلنی ما دخلك" اس نے کہا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ مال مجھے بھی اسی طرح مغرور نہ بنا دے جس طرح تجھے بنا دیا ہے۔ اور بارہویں حدیث میں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ سے فرمایا ہے کہ اے موسیٰ جب فقیری تمہاری طرف رخ کرے تو مرحبا کہہ کر اس کا استقبال کرو، کیونکہ شعار صالحین ہے اور تونگر تمہاری طرف آئے تو کہو کہ یہ گناہ ہے، جو بہت جلد عذاب لانے والی ہے۔ اور بیسویں حدیث میں ہے کہ فقراء کو خدا نے امراء کی آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے، جو تونگر فقراء نوازی کریگا جنت میں جائیگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

# باب (۱۰۸)

## تتمہ باب سابق کے بیان میں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں محمد بن سنان سے انھوں نے ابان بن عبدالملک سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بکرالارقط یا شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بیان کیا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ خدا آپ کو تندرست رکھے، حضور والا، میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جس نے آپ کی محبت میں تمام لوگوں سے رشتہ توڑ لیا ہے، میں آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ مجھے ایک اہم حاجت ہے اور میں اس کے رفع کرنے کیلئے اپنے خاندان والوں اور اپنی قوم کے لوگوں کی طرف رجوع کر چکا ہوں لیکن کسی نے اسے رفع نہیں کیا اور سب پہلو تہی کرتے رہے ہیں، یہ سن کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے تجھے جو کچھ (ہماری محبت و مودت سے) دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جس سے تو محروم ہے اور جس کی تجھے حاجت پیدا ہو گئی ہے (یعنی اگر مال نہیں ہے تو نہ ہو تجھے ہماری محبت تو مل گئی ہے) اس نے عرض کی مولا اب ایسا کر دیجئے کہ میرے لیے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے لوگوں سے مستغنی کر دے، حضرت نے فرمایا کہ سن، ان اللہ قسم ارزاق من شاء علی یدی من شاء استغنا تو نا ممکن ہے کیونکہ خدا نے بندوں کو "مدنی الطبع" بنایا ہے اس نے رزق کو تقسیم کیا ہے اور وہ اس طرح کہ جس کے ہاتھ سے جس کو چاہا ہے دلایا ہے، تجھے چاہیئے کہ تو یہ دعا کر کہ خدا ضرورت کے وقت کمینوں سے پالا نہ ڈالے (کیونکہ وہ حاجت پوری کریں یا نہ کریں لیکن ذلیل ضرور کرتے ہیں)

---

# باب (۱۰۹)

# قلب انسانی میں دو کان ہونے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

"محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن سیف بن عمیرۃ عن ابان بن تغلب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ما من مومن الا وقلبہ اذنان فی جوفہ، اذن ینفث فیھا الوسواس الخناس واذن ینفث فیھا الملک فیوید اللہ المومن بالملک فذالک قولہ تعالیٰ "وایدھم بروح منہ"۔

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے سیف ابن عمیرہ سے انھوں نے ابان بن تغلب سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا نہیں جس کے دل کی گہرائی میں دو کان (جیسی کیفیت) نہ ہو ایک مرہ ہے جس میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور دوسرا وہ ہے جس سے ملک کا رابطہ رہتا ہے، اللہ مومن کی ملک کے ذریعہ سے مدد کرتا ہے، اسی لیے اس نے فرمایا ہے کہ "خدا نے اپنی روح (ملک) کے ذریعہ سے ان کی مدد کی ہے۔

(نوٹ) اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو روح ایمان اسے روکتی ہے اور شیطان اسے ابھارتا اور آمادہ کرتا ہے پھر بندہ اگر کسی زنا جیسے عظیم گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے تو روح ایمان کنارہ کش ہو جاتی ہے۔

https://www.shiabooks.pdf.com/

# باب (۱۱۰)

# جس روح سے مومن کی مدد کی جاتی ہے اسکے بیان میں

اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جس کا ملخص ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"حسین بن محمد اور محمد بن یحیی نے علی بن محمد بن سعد سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے ابو سلمہ سے انھوں نے محمد بن سعید بن غزوان سے انھوں ابن ابی نجران سے انھوں نے محمد بن سنان سے انھوں نے ابو خدیجہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ خداوند عالم اپنی ایک روح کے ذریعہ سے بندہ مومن کی اس وقت مدد کرتا ہے جب کہ وہ کسی عمل خیر کی طرف مائل ہوتا اور اسے کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے، اور وہ روح اس کے ساتھ رہتی ہے لیکن ایسی صورت میں جبکہ بندہ گناہ پر کمر کس لیتا ہے اور سرکش اور نافرمانی پر پوری طرح آمادہ ہو جاتا ہے تو وہ غائب ہو جاتی ہے اس روح کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ نیکی کرنے کی صورت میں خوش ہوتی ہے اور بدی کی صورت میں زمین میں ندامت اور دکھ کی وجہ سے گڑ جاتی ہے، پھر فرمایا کہ اے اللہ کے بندو اپنی اصلاح کرتے رہو اور عمل خیر سے غفلت نہ برتو، اس سے تمہیں فائدہ ہوگا اور تمہارا یقین بڑھے گا۔"

# باب (۱۱۱)

# گناہوں کے بیان میں

اس باب میں اکتیس ۳۱ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱) تیرھویں (۱۳) چودھویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عنہ عن احمد بن محمد عن ابن فضال عن ابی بکیر عن ابی بصیر قال سمعت

محمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انھوں نے ابن فضال سے انھوں نے ابو بکیر سے انھوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے

https://www.shiabookspdf.com/

ا باعبد ا للہ علیہ ا لسلام یقول ا ذا ا ذنب الرجل خرج فی قلبہ نکتۃ سود ا ء ، فان تاب انمحت و ا ن زاد زادت حتی تغلب علی قلبہ فلا یفلح بعدھا ا بدا ً -

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے پھر اگر اس نے فوراً توبہ کر لی تو وہ نقطۂ سیاہ مٹ جاتا ہے اگر اس نے گناہ پر گناہ کیا تو سیاہی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ سارے قلب پر چھا جاتی ہے (جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سیاہی کبھی نہیں زائل ہوتی) اور وہ شخص بخشے جانے کے قابل نہیں رہتا۔

(٢) عنہ عن ا حمد بن محمد عن ا بن محبوب عن ا بی ا یوب عن محمد بن مسلم عن ا بی جعفر علیہ السلام قال ا ن ا لعبد یسال ا للہ ا لحاجۃ فیکون من شانہ قضاءھا ا لی ا جل قریب ا و ا لی وقت بطیٔ فیذنب العبد ذنبا فیقول ا للہ تبارک و تعالیٰ للملک لاتقض حاجتہ و ا حرمہ ا یاھا فانہ تعرض لسخطی و ا لستوجب ا لحرمان منی -

انھیں (محمد بن یحییٰ) نے احمد بن محمد سے انھوں نے ابن محبوب سے انھوں نے ابو ایوب سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ اپنے مالک اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کے متعلق سوال کرتا ہے تو اللہ کی شان سے یہ بات ہوتی ہے کہ وہ اسے قبول کرے اور اسے پوری کر دے وہ چاہے فوراً کرے یا کچھ دیر بعد کرے (جیسی اس کی مصلحت ہو) لیکن ایسی کے دوران بندہ گناہ کر بیٹھتا ہے تو پھر خدا اپنے ملک سے فرماتا ہے کہ اس کی حاجت پوری نہ کرو اور اسے محروم رہنے دو... کیونکہ اس نے مجھے ناراض کرنے میں پیش قدمی کی ہے اور میری طرف سے محروم رہنے اور ناکامیاب ہونے کا مستوجب بن گیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ دل کو تباہ کرنے والی چیز گناہ ہے جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل کی دنیا تہ و بالا ہو جاتی ہے اور ایمان کی کایا پلٹ جاتی ہے، نیز جو رگ پھڑکتی ہے، یا ٹھوکر لگتی ہے یا مصیبت نازل ہوتی ہے یا درد سر ہوتا ہے یا کوئی مرض پیدا ہوتا ہے وہ سب گناہ ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں، خداوند عالم فرماتا ہے "وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم" جو مصیبت تم پر آپڑتی ہے وہ تمہارے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہوتی ہے (شوریٰ ۳۰) اور ساتویں حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ گناہ تو تمام ہی عظیم اور بُرے ہوتے ہیں لیکن سب سے بُرا وہ گناہ ہے "مانبت علیہ اللحم والدم" جس سے بدن کا گوشت اُگے، بڑھے اور خون بنے (کیونکہ گناہ کے ردعمل میں دو صورتیں ہوتی ہیں یا وہ بخش دیئے جاتے ہیں یا ان پر عذاب ہوتا ہے" والجنۃ لایدخلھا الا طیب" لیکن حقیقت میں تو وہی جسم جا سکتا ہے جو پاک ہو۔ (حرام اور نجس چیزوں سے بنے ہوئے گوشت اور خون والے جسم کا جنت میں جانے کا کوئی امکان نہیں) اور آٹھویں حدیث میں ہے" عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان العبد لیذنب الذنب فیزوی عنہ الرزق" امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کی روزی بند کر دی جاتی ہے اور نویں حدیث میں ہے کہ درہم دینار (روپیہ پیسہ) کا پرستار اور اندھوں کی رہبری رہنمائی نہ کرنے والا اور جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنے والا ملعون ہے۔ اور پندرھویں حدیث میں ہے کہ خدا نے بارش کو ہر سال کے لئے مقدر کر رکھا ہے لیکن جس علاقہ کے لوگ زیادہ گناہ کرتے ہیں ان سے بارش کو ان لوگوں کے علاقہ کی طرف منتقل کر دیتا ہے جو گناہ کم کرتے ہیں اور اگر کسی کو مستحق نہ سمجھتا تو دریاؤں اور جنگلوں کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور سولھویں حدیث میں ہے کہ جو گناہ کرتا ہے اس سے توفیق سلب ہو جاتی ہے اور وہ نماز شب جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے اور اٹھارھویں حدیث میں ہے کہ جس گھر میں گناہ ہوتا ہے وہ آخر میں ویران ہو جاتا ہے اور چھبیسویں حدیث میں ہے کہ خدا نے اپنے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی تھی کہ جب میں کسی خوش ہوتا ہوں تو اسے برکت سے بھیر دیتا ہوں اور جب ناراض ہوتا ہوں تو اس کے گناہوں کی وجہ سے اس پر لعنت کرتا ہوں اور یہ لعنت اس کی سات پشت تک باقی رہتی ہے اور اٹھائیسویں حدیث میں ہے کہ قلب صالح کے لیے گناہ سے بڑا کوئی درد نہیں ہے۔ اور تیسویں حدیث میں (بحوالہ حدیث قدسی مرقوم) ہے کہ جو میری معرفت کے باوجود گناہ کرتا ہے میں اس پر ایسے شخص کو مسلط کر دیتا ہوں جو مجھے پہچانتا ہی نہیں (اور بھرپور سرکشی کرتا ہے) اور اکتیسویں حدیث میں ہے کہ خدا نے (حدیث قدسی میں) فرمایا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

کہ اگر چرنے والے جانوروں، دودھ پیتے بچوں اور قابل رحم بڈھوں کا خیال نہ ہوتا تو میں گنہگاروں پر ایسا عذاب نازل کرتا کہ وہ ان کا بھرکس نکال دیتا اور انھیں پیس کے رکھ دیتا۔

# باب (۱۱۲)

# گناہان کبیرہ کے بیان میں

اس باب میں چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین حدیثیں (۱) تیسری (۲) بیسویں (۳) تیئیسویں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن عبداللہ بن مسکان عن محمد بن مسلم عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سمعتہ یقول الکبائر سبع، قتل المومن متعمداً و قذف المحصنة، والفرار من الزحف و التعرب بعد الھجرة و اکل مال الیتیم ظلماً و اکل الربا بعد البینة وکل ما اوجب اللہ علیہ النار۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے یونس سے انھوں نے عبداللہ ابن مسکان سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گناہان کبیرہ سات ہیں (۱) عمداً مومن کو قتل کرنا (۲) پاکباز عورت پر زنا کی تہمت لگانا (۳) میدان جنگ سے بھاگنا (۴) ہجرت کے بعد واپس آ جانا (۵) ظلم سے یتیم کا مال کھانا (۶) علم حرمت کے باوجود، سود کھانا، اور ہر وہ گناہ جس کے ارتکاب سے جہنم میں جانے کا ذکر فرمایا گیا ہے

(۲) یونس عن ابن مسکان عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سمعتہ یقول "ومن یوت الحکمة

یونس نے ابن مسکان سے انھوں نے ابو بصیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ۔ قول خدا، جس

https://www.shiabookspdf.com/

فقد اوتی خیراً کثیراً" قال معرفة الامام واجتناب الکبائر التی اوجب اللہ علیھا النار۔

کو حکمت دیدی گئی اسی کو خیر کثیر عطا کر دیا گیا ہے کا مطلب یہ ہے کہ جسے امام کی معرفت عطا کر دی گئی اور ان گناھوں سے بچنے کی توفیق دے دی گئی جن کے ارتکاب پر خدا نے جہنم میں جانے کو ضروری قرار دیدیا ہے تو یہی خیر کثیر ہے۔

(۳) علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن عبداللہ بن سنان قال سالت اباعبداللہ علیہ السلام عن الرجال یوتکب الکبیرة من الکبائر فیموت نقلی یخرجہ ذالک من الاسلام وان عذب کان عذابہ کعذاب المشرکین ام لہ مدة وانقطاع؟ فقال من ارتکب کبیرة من الکبائر فزعم انھا حلال اخرجہ ذالک من الاسلام وعذب اشد العذاب وان کان معترفا انہ اذنب ومات علیہ اخرجہ من الایمان ولم یخرجہ من اسلامہ وکان عذابہ اھون من عذاب الاول۔

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے یونس سے انھوں نے عبداللہ ابن سنان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا کہ جو کسی ایک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونے کے بعد مر جائے تو آیا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اگر اس پر عذاب ہو گا تو کیا ویسا عذاب ہو گا جیسا مشرکین کے لیے ہے (یعنی دائمی جہنم) یا اس کے لیے کوئی مدت ہو گی اور پھر وہ عذاب منقطع بھی ہو سکے گا؟ اس کے جواب میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو گناھان کبیرہ میں سے کسی ایک گناہ کا یہ سمجھ کر ارتکاب کرے کہ "حلال ہے" تو یہ عمل اسے اسلام سے خارج کر دے گا اور اسے شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، لیکن اگر ایسی صورت ہے کہ اس نے گناہ تو کیا مگر اس کو اس کا اعتراف بھی ہے کہ یہ یقیناً گناہ ہے (اور اس کا ارتکاب حرام اور موجب نار ہے) اور اسی حالت میں مر گیا تو یہ عمل اس کو ایمان سے تو

خارج کردے گا لیکن اسلام سے وہ خارج نہ
ہوگا اور اس پر پہلے والے سے ہلکا عذاب ہوگا

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ "الکبائر التی اوجب اللہ عزوجل علیھا النار" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ گناہان کبیرہ وہ ہیں جن کے ارتکاب پر خداوند عالم نے مرتکب کو جہنم میں ڈالنے کا عہد کر رکھا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ گناہان کبیرہ سات ہیں جن میں عقوق والدین بھی شامل ہے اور چوتھی حدیث میں ہے کہ "ان من الکبائر عقوق الوالدین والیاس من روح اللہ والامن لمکر اللہ" گناہان کبیرہ میں سے ایسے اعمال کا ارتکاب ہے جن کے سبب سے والدین کو عاق کرنا پڑے نیز اللہ کی رحمت و مہربانی سے مایوس ہونا نیز اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونا، ایک روایت میں ہے کہ یہ شرک باللہ اکبر الکبائر ہے اور پانچویں حدیث میں ہے کہ جو شخص علم حرمت کے باوجود زنا کرے یا شراب پیئے یا عمداً ماہ رمضان کا کوئی روزہ نہ رکھے تو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور ساتویں حدیث میں ہے کہ سرقہ (چوری) بھی گناہ کبیرہ میں سے ہے اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ ترک نماز بھی گناہ کبیرہ ہے اور چودھویں حدیث میں ہے کہ والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور اٹھارہویں حدیث میں ہے کہ گناہان کبیرہ بخشے جا سکتے ہیں لیکن شرک کا گناہ کبھی نہ بخشا جائے گا۔ اور چوبیسویں حدیث میں ہے کہ عمداً نماز کو ترک کرنا عہد کر کے توڑ دینا اور قطع رحم کرنا لعنت ہے۔

**توضیح** گناہان کبیرہ بے شمار ہیں جن میں سے چند کا ذکر کیا گیا علامہ مجلسی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہر گناہ کبیرہ ہے کیونکہ جس چیز سے خدا اور رسول نے روکا ہے اسے کرنا نافرمانی اور یہی گناہ ہے گناہ کے لئے کبیرہ اور صغیرہ کہنا تفاوت عذاب کے لحاظ سے ہے، حدیث نمبر ۱ میں گناہان کبیرہ کی تعداد سات بتائی گئی ہے لیکن شمار میں چھ کا ذکر کیا گیا ہے، میرے نزدیک ساتویں چیز عقوق والدین ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں مذکور ہے، چوتھی حدیث میں شرک کا ذکر فرمایا گیا ہے، علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں، "وکان المراد بالشرک جمیع انواع الکفر" کہ شرک سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ اللہ کا شریک قرار دے بلکہ اس میں کفر کے جتنے اقسام ہیں سب ہی شامل ہیں۔
(مرآۃ العقول ج ۲ ص ۲۵۳)

---

# باب (۱۱۳)

## گناہ کو چھوٹا سمجھنے کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے تیسری حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

"ابو علی اشعری نے محمد بن عبدالجبار سے انھوں نے فضّال سے اور حجال سے روایت کی ہے اور ان لوگوں نے ثعلبۃ سے انھوں نے زیاد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک دن حضرت رسول کریم صلعم ایک ایسی وادی سے گذرے جس میں بالکل درخت وغیرہ نہ تھے وہاں پہنچ کر آپ نے ٹھہر جانے کا حکم دیا اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ لکڑیاں جمع کرو، انھوں نے عرض کی کہ حضورؐ یہاں تو بالکل ہی لکڑیاں نہیں ہے کیونکہ درخت کا وجود نہیں ہے، حضرت نے فرمایا کہ دوڑ دھوپ کرو اور جس سے تم میں سے جس قدر ممکن ہو سکے لکڑیاں فراہم کرو، یہ سن کر سب اصحاب لکڑیاں فراہم کرنے میں لگ گئے تھوڑی دیر میں کچھ نہ کچھ لکڑیاں لے آئے (جو چھوٹی چھوٹی تھیں) اور انھیں لاکر حضرت کے سامنے ڈالدیا، حضرت نے سب کو جمع کر کے فرمایا کہ دیکھو اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہوں سے جمع ہو کر بہت بڑے گناہ بن جاتے ہیں۔ ثم قال ایاک والمحقرات من الذنوب" پھر فرمایا کہ حقیر اور چھوٹے گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ ہر گناہ کا باز پرس کرنے والا موجود ہے وہ چاہے چھوٹے ہیں یا بڑے، وان طالبها یکتب ما قدموا واثارهم اور باز پرس کرنے والا ہر وہ عمل لکھا ہے جو جس نے کیا ہے اور اس کے آثار کو بھی لکھتا ہے اور ہم نے احصا کر دیا ہے ہر شے کا امام مبین میں۔"

**(نوٹ)** اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ" اتقوا المحقرات من الذنوب فانها لا تغفر" گناہوں کو حقیر جانتے سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ معاف نہ ہوں گے، لوگوں نے پوچھا کہ محقرات ذنوب کا مطلب ہے۔ فرمایا کہ ایک گناہ کرے اور یہ سمجھے کہ کچھ کیا ہی نہیں، اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ چھوٹے سے گناہ کو بھی کم نہ سمجھو کیونکہ یہی جمع ہوتے ہوتے بڑے بڑے بن جاتے ہیں۔

"الحسین بن محمد عن احمد بن اسحاق عن بکر بن محمد عن ابی بصیر قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اصول الکفر ثلاثۃ، الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فان آدم علیہ السلام حین نھی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی ان اکل منھا واما الاستکبار فابلیس حیث امر بالسجود لادم فابی، واما الحسد فابنا آدم حیث قتل احدھما صاحبہ۔

حسین بن محمد نے احمد بن اسحاق سے انھوں نے بکر بن محمد سے انھوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ کفر کے اصول تین ہیں (۱) حرص (۲) تکبر (۳) حسد، دیکھو حرص ہی تو تھا جس نے شجرہ ممنوعہ سے حضرت آدمؑ کو کھانے پر آمادہ کر دیا حالانکہ خدا نے اس سے روکا تھا اور تکبر ہی تو تھا جس نے ابلیس کو سجدہ آدم سے روکا تھا اور حسد ہی تو تھا جس نے قابیل فرزند آدم کو اپنے بھائی ہابیل کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔

**(نوٹ)** اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کفر چار وجہوں سے پیدا ہوتا ہے (۱) متاع دنیا کی طرف بھرپور توجہ (۲) مال دنیا کے زائل ہو جانے کا خوف (۳) امام برحق کے سامنے سر نہ جھکانا اور اس سے ناراض رہنا (۴) آئمہ ضلالت کی پیروی اور آئمہ حق سے ناراضگی۔ اور تیسری حدیث میں ہے کہ خدا کی نافرمانی کے مراکز چھ ہیں، حب دنیا، حب ریاست حب طعام، حب نوم، حب راحت، حب نساء" (یعنی ان امور میں افراط کی وجہ سے معصیت باری کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں) اور چوتھی حدیث میں ہے کہ وہ امور جو خدا کو سب سے زیادہ ناپسند ہیں وہ یہ ہیں (۱) شرک (۲) قطع رحم (۳) بری باتوں کا حکم اور اچھی باتوں کا امتناع اور پانچویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یزید بن صائغ راوی نے سوال کیا کہ مولا ایک ایسا شخص جو اپنے کو ہمارے دین پر بھی کہتا ہے لیکن وہ جب بھی بولتا ہے جھوٹ ہی بولتا ہے اور جب بھی وعدہ کرتا ہے اس کے خلاف کرتا ہے اور جب اسے امین بنایا جاتا ہے تو وہ خیانت کرتا ہے" ما منزلتہ" فرمائیے اس کی منزل اور اس کا مقام کیا ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا وہ کفر کی ادنیٰ منزل میں ہے لیکن کافر نہیں ہے (یعنی اس کا عمل انتہائی غلط ہے لیکن وہ کافر کے حکم میں نہ ہوگا) اور ساتویں حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک دن حضرت رسول کریم صلعم خطبہ دے رہے تھے، خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم

https://www.shiabooks.pdf.com/

**توضیح** مطلب یہ ہے کہ گناہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، وہ گناہ ہے چھوٹے گناہ کا عادی بڑے گناہوں کے لیے جری بن جاتا ہے ایک روایت میں ہے کہ جس طرح بڑی لکڑیاں چھوٹی لکڑیوں سے سلگائی اور جلائی جاتی ہیں اسی طرح چھوٹے گناہوں سے بڑے گناہ کا ارتکاب ہو جایا کرتا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ انسان چھوٹے گناہوں سے پرہیز اور اجتناب کو ضروری قرار دے دے

# باب (۱۱۴)

# گناہ پر اصرار کے بیان میں

اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔

"ہمارے چند اصحاب نے احمد بن محمد بن خالد سے انھوں نے عبداللہ بن محمد نہیکی سے انھوں نے عمار بن مروان قندی سے انھوں نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ" لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار "گناہ صغیرہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے) اور گناہ کبیرہ باقی نہیں رہتا اگر بخلوص دلی استغفار کر لیا جائے۔

**(نوٹ)** اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اصرار کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان (چھوٹا سا بھی) گناہ کرے اور اس پر توبہ استغفار نہ کرے (بلکہ اسے بار بار کرے تو وہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر انسان سے گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار کرنا چاہیئے) اور تیسری حدیث میں ہے کہ خدا کی معصیت پر بار بار اصرار کرنے سے اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

# باب (۱۱۵)

# کفر کے اصول اور اس کے ارکان کے بیان میں

اس باب میں چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے پہلی حدیث نقل کی جاتی ہے۔

کو بتا دوں کہ تم میں بدترین شخص کون ہے لوگوں نے عرض کی حضورؐ ضرور ارشاد فرمائیں، حضرت نے فرمایا جو شخص بخل کرے اور جو اپنے غلام کو ہر وقت مارتا پیٹتا رہے اور جو تنہا کھانے پینے کا عادی ہو پھر فرمایا کہ ان سے بدتر وہ لوگ ہیں جو مومنین پر لعنت کرتے ہیں اور فحش گفتاری کرتے ہیں اور لوگ ان پر لعنت کرتے ہیں اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ جس میں تین باتیں ہوں گی وہ منافق ہوگا وہ چاہے نماز روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور اپنے کو مسلمان ہی کیوں نہ کہتا ہو وہ تین باتیں یہ ہیں (۱) اذا ائتمن خان "جب اسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے (۲) اذا حدث کذب "جب بولے تو جھوٹ بولے (۳) واذا وعد اخلف " جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ اور نویں حدیث میں ہے کہ ایک دن حضرت رسول کریم صلعم نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کہو تو میں ایسے لوگوں کی نشاندہی کر دوں جو مجھ سے ہر حال میں دور رہیں گے لوگوں نے عرض کی کہ حضورؐ ضرور ارشاد فرمائیں۔ اور ایسے لوگوں کو بے نقاب کریں، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ پہلا وہ شخص ہے جو سخت فحش گو ہو اور بدگوئی و بدزبانی کی مطلق پرواہ نہ کرتا ہو دوسرے وہ شخص ہے جو سخت بخیل اور کنجوس ہو تیسرے وہ شخص ہے جو سخت کینہ پرور اور بے پناہ حسد کرنے والا ہو، چوتھے وہ شخص ہے جو سخت قسی القلب اور بے رحم ہو، پانچویں وہ شخص ہے جو ہر متوقع خیر سے دور ہو۔ چھٹے وہ شخص ہے جس سے لوگ ہر اس شر سے غیر محفوظ ہوں جس سے بچنا ضروری ہو، اور بجود سویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ پانچ شخص وہ ہیں جن پر میں نے اور میرے علاوہ تمام انبیاءؑ نے جو مستجاب الدعوات ہوتے ہیں لعنت کی ہے (۱) جو کتاب خدا میں اضافہ اور زیادتی کرے (۲) جو میری سنت کو عمداً ترک کرے یا اسے بدل دے (۳) جو قضا و قدر کی تکذیب کرے (۴) جو میری عترت کے بارے میں ان امور کو حلال قرار دے جن کو خدا نے حرام قرار دیا ہے یعنی ان کے ساتھ وہ سلوک کرے جو کسی حال میں جائز اور مناسب نہیں (۵) وہ شخص جو میرے اہلبیت کو حق فے اور (خمس و غنیمت) سے محروم کر کے انھیں اپنے لیے قرار دے لے،

**توضیح** حدیث اول کے ذیل میں علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ کفر کے بہت معانی ہیں (۱) وجود باری سے انکار (۲) انبیاء، اوصیاء اور امور معاد وغیرہ سے انکار (۳) خدا اور رسول کی معصیت (۴) مایکون یکفر ان نعم اللہ تعالیٰ الی ان ینتھی الی ترک الاولیٰ الخ۔ یعنی وہ چیز جو اللہ کی نعمتوں کا کفران ہو یہاں تک کہ ترک اولیٰ تک پہنچ جائے مطلب یہ ہے

https://www.sibtainbooks.com/

کہ کفران نعمت کرنا اور اپنے لیے جو مفید ہو اسے نظر انداز کر دینا بھی غیر ممدوح ہے اور اسی قسم کے عمل غیر ممدوح کو جب انبیاء کی طرف منسوب قرار دیا جاتا ہے تو اسے اصطلاح میں "ترک اولی" کہتے ہیں، ترک اولی گناہ نہیں ہے، حضرت آدمؑ کو جو شجرہ کے قریب جانے سے روکا گیا تھا وہ نہی تحریمی نہ تھی بلکہ نہی تنزیہی تھی، مطلب باری یہ تھا کہ اگر تم اس نہی وامتناع پر عمل کرو گے تو تمہارے ہی لیے مفید ہوگا اور اگر عمل نہ کرو گے تو اپنا آپ نقصان کرو گے، چنانچہ حضرت آدمؑ نے ترک اولی کیا اور وہ اس کے نتیجے میں آسائش جنت سے محروم ہو گئے۔

حدیث مذکورہ میں حرص کی مذمت کے طور پر حضرت آدمؑ کے درخت سے تناول کرنے کا ذکر کر دیا گیا ہے اور کفر سے مراد کفران نعمت ہے۔ نہ کہ کفر اصطلاحی، اور میرے نزدیک تو اس باب میں کفر سے "بدترین عمل" مراد ہے۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ یہ امور اکثر کفر تک پہنچا دیتے ہیں، اسی باب کی آٹھویں حدیث میں منافق کی پہچان بتائی گئی ہے یہی کچھ کتب اہل سنت میں بھی ہے صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت علی بن ابی طالب مجھے غادر خائن، کاذب، آثم سمجھتے تھے۔

https://www.sirat-e-mustaqeem.net

# باب (۱۱۶)

# ریا (دکھاوے) اور سمعہ (سناوے) کے بیان میں

اس باب میں اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو حدیثیں (۱۱) چھٹی (۲) گیارھویں نقل کی جاتی ہیں

(۱) محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن عمر بن یزید، قال انی لا تعشی مع ابی عبد اللہ علیہ السلام اذا تلا ھذہ الایۃ "بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک شام کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ مصروف طعام تھا کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی، "انسان اپنے نفس کی (تمام باتوں سے) اچھی طرح واقف ہوتا ہے وہ

القی معاذیرہ " یا ابا حفص ما یضع الانسان ان یتقرب الی اللہ عز وجل بخلاف ما یعلم اللہ تعالیٰ، ان رسول اللہ صلعم کان یقول من استر سریرۃ ردا لا اللہ ردائہ ھا ان خیرا فخیر وان شرا فشر۔

چاہے (ظاہر میں) کیسے ہی عذر و معذرت کرے (اور چھپائے) اے ابو حفص اس چیز کے خلاف جو علم الٰہی میں ہے، انسان اللہ کا تقرب کیونکر حاصل کر سکتا ہے (یعنی حضرت رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی کسی حالت کو چھپاتا ہے، رب کریم (اپنے لطف و کرم سے) اسے اپنی ردائے (رحمت) میں چھپا دیتا ہے (لیکن یاد رکھو کہ وہ ضرور ظاہر ہو کر رہتی ہے) اگر اچھی بات ہے تو اچھی صورت میں اور بری بات ہے تو بری صورت میں (ظاہر ہو گی لہٰذا دکھاوے کے لیے کوئی عمل نہ کرو اس سے تمہیں دنیا میں رسوائی ہو گی اور آخرت میں کوئی فائدہ نہ پہنچے گا)



https://www.shiabookspdf.com/

(۲) ابو علی الاشعری عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان عن فضل ابی العباس عن ابی عبد اللہؑ قال ما یضع احدکم ان یظھر حسنا ویسر سیئا لیس یرجع الی نفسہ فیعلم ان ذالک لیس کذالک واللہ عز وجل یقول، بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ " ان السریرۃ اذا صحت قویت العلانیۃ

ابو علی اشعری نے محمد بن عبد الجبار سے انھوں نے صفوان سے انھوں نے فضل ابو العباس سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے اس شخص کو کیا ہو جاتا ہے جو (ریاکاری کے لیے) اچھی شکل میں (عمل کو) ظاہر کرتا ہے اور (اصل) برائی کو چھپاتا ہے، کیا وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کر کے یہ نہیں جان سکتا کہ وہ جو ظاہر کر رہا ہے حقیقت میں ایسا نہیں ہے، (یعنی وہ ذرا سی توجہ سے اسے جان سکتا ہے) اللہ تعالیٰ نے تو نص کر دی ہے کہ انسان اپنے نفس کا سب سے بڑا

بصیر ہے (یعنی اپنے نفس کی حالت سے سب
سے زیادہ واقف ہے) پھر فرماتے ہیں کہ
سنو، (جب باطن درست ہوتا ہے اور نیت
صحیح ہوتی ہے تو ظاہر قوی ہوتا ہے (اور اعمال
درست ہوتے ہیں)

(نوٹ) اسی باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عباد بن کثیر بصری سے فرمایا کہ اپنے عمل کو ریا سے بچاؤ کیونکہ جو عمل خوشنودی خدا کے علاوہ کسی اور کی خوشنودی کے لیے کیا جائیگا (وہ ضائع ہو جائیگا) بایں طور کہ خدا اس کا اجر اسی کے سپرد کر دے گا کہ وہ دے جس کے بس میں کچھ نہ ہوگا اور دوسری حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو عمل کرو خدا کے لیے کرو، لوگوں کے لیے نہ کرو کیونکہ وہی عمل خدا تک پہنچتا ہے جو خاص اس کے لیے کیا گیا ہو اور تیسری حدیث میں ہے کہ "کل ریاء شرک" ہر ریا شرک ہے، اللہ اسی عمل کا اجر دیتا ہے جس میں کوئی شرک نہ ہو اور چوتھی حدیث میں ہے کہ جو شخص ثواب کے لیے کام کرتا ہے لیکن تقرب خدا کو ملحوظ نہیں رکھتا اور لوگوں کی مرضی کا طالب ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ اس کا چرچا کریں وہ اپنے رب کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتا ہے (اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے) اور پانچویں حدیث میں ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ "یا ابن عرف اعملوا بغیر ریاء ولا سمعۃ فانکم ان عرف" دکھانے اور سنانے کے لیے عمل نہ کرو کیونکہ وہ بیکار ہے اس میں کوئی ثواب نہیں ہے الخ۔ اور آٹھویں حدیث میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ "ثلاث علامات للمرائی، ینشط اذا کان الناس ویکسل اذا کان وحدہ ویحب ان یحمد" ریاکاری اور خودنمائی کی تین علامتیں ہیں (۱) جب لوگوں کو دیکھتا ہے تو اپنے عمل پر خوش ہوتا ہے یعنی جب وہ دیکھتا ہے کہ لوگ اس کے عمل کو دیکھ رہے ہیں تو اپنے دل میں خوشی محسوس کرتا ہے (۲) اور جب تنہائی میں عبادت کرتا ہے تو سستی کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مارے باندھے کا سودا ہے (۳) وہ چاہتا ہے کہ تمام عبادت گذاری اور اطاعت باری میں اس کی مدح سرائی کی جائے) اور دسویں حدیث میں ہے کہ اللہ قیامت کے دن اس شخص سے خوش نہ ہوگا جو ظاہر میں وہ عمل کرتا ہے جو خوشنودی خدا سے متعلق ہے لیکن باطن میں وہ عمل کرتا ہے جس سے خدا ناراض ہوتا ہے اور بارھویں حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں لوگوں

https://www.shiabookspdf.com/

کی گندی نیتیں پوشیدہ ہوں گی اور ظاہران کا دنیا حاصل کرنے کے لیے خوشنما ہوگا ان کا مقصد تقرب باری نہ ہوگا ان کی دینداری دکھاوے کی ہوگی، ان کا دل خوف خدا سے خالی ہوگا پھر اللہ انھیں عذاب وعقاب میں گھیر دے گا اس وقت وہ اللہ کو گڑگڑا کر پکاریں گے اور اللہ ان کی نہ سنے گا،

---

https://www.shiabookspdf.com/

https://www.shiabookspdf.com/

https://www.shiabookspdf.com/

# صحیح جعفری کا تعارف

صحیح الکافی کی اردو تحریر

علامہ نجم الحسن کراروی لکھنوی م ۱۹۸۲ کی تحقیق کا جائزہ

Scanned by TapScanner

# صحیح جعفری کا تعارف

## صحیح الکافی کی اردو تحریر


صحیح جعفری کا علمی تعارف ..... ۱
مقدمہ تحقیق ..... ۲
برصغیر میں صحیح و معتبر روایات شیعہ کی تحقیق ..... ۲
صحیح جعفری کے مندرجات ..... ۳
علامہ نجم الحسن کراروی کی شخصیت اور علمی خدمات کا جائزہ ..... ۵
علامہ کراروی کی تعلیم ..... ۵
علامہ کراروی کے اساتذہ ..... ۶
دینی اور قومی خدمات ..... ۶
تصنیف و تالیف ..... ۷
وفات اور مدفن ..... ۱۰
مآخذ و مصادر ..... ۱۰


https://www.shiabookspdf.com/

## صحیح جعفری کا علمی تعارف

علامہ نجم الحسن کراروی لکھنوی

پشاوری متوفی ۱۹۸۲ کی کتاب صحیح جعفری یعنی تشریحات اصول کافی کی منہج علمی کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔





Scanned by TapScanner

## مقدمہ تحقیق

علامہ نجم الحسن کراروی نے جہاں اسلامی تاریخ و تفسیر اور علوم و فنون میں علمی تحقیقی کام کئے تھے وہیں انہوں نے شیعہ علوم حدیث میں نہایت تحقیقی اور عمیق کام کیا انہوں نے صحیح الکافی کے عنوان سے کتاب تحریر کی جس کو اگرچہ وہ مکمل نہ کر سکے لیکن اصول کافی کا بیشتر حصہ انہوں نے تحقیق کے ساتھ پیش کر دیا تھا۔ یہ وہ فکر ہے جو صدیوں سے شیعہ علماء و فقہاء اسے پیش کرنے میں کوشاں تھے علامہ حلی متوفی ۷۲۶ نے معتبر روایات کو جدا کرنے کی کوشش کی لیکن ان کو اخباری اور محدث قسم کے علماء نے ایسا بدنام کیا کہ انہیں اسلام کی بربادی کے مترادف قرار دے دیا پھر علامہ شہید ثانی کے بیٹے نے منتقی الجمان کے نام سے صحیح و معتبر روایات کو جمع کرنے کی کوشش کی اسی طرح علامہ شیخ بہائی نے بھی حبل متین وغیرہ کے عنوان سے کام کئے جن کو مرور ایام کے ساتھ شکوک و شبہات کی نذر کر دیا گیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

آخری دور میں جن علماء شیعہ نے معتبر روایات کو جمع کرنے کیلئے کوششیں کی ہیں ان میں علامہ محمد آصف محسنی کا نام مشہور ہے انہوں نے معجم احادیث معتبرہ، احادیث معتبرہ من جامع احادیث الشیعۃ، مشرعۃ بحار الانوار کے عنوان سے معتبر روایات کو جمع کرنے کا اقدام کیا اور حوزہ علمیہ میں ان کے کاموں کو کافی مقبولیت ملی ان کی کتاب معجم احادیث معتبرہ تو گولڈ میڈلسٹ کتاب بن گئی اور ان سے پہلے علامہ محمد باقر بہبودی نے صحیح الکافی، صحیح فقیہ، صحیح تہذیبین کے عنوان سے کتابیں لکھیں. یہ سب کام اپنی جگہ معیاری اور اہم تھے۔

## برصغیر میں صحیح و معتبر روایات شیعہ کی تحقیق

لیکن اردو زبان میں علامہ نجم الحسن کراروی پشاوری نے ۱۹۷۰ کی دہائی میں اس کام کو مکمل کرنے کیلئے اقدامات کئے اور ان کی یہ کتاب ۱۹۸۰ کی دہائی میں حق برادرز لاہور سے شائع ہوئی اور اس طرح



Scanned by TapScanner

چالیس سال گزر گئے یہ کام محققین کے پاس نہیں پہنچا اور اس کے نسخے نایاب ہوگئے اور مدارس اور مراکز بلکہ علمی لائبریریاں اس کے نسخوں سے خالی نظر آئیں جب علمی فہرستوں میں اس کا نام معلوم ہوا تو اس کی تلاش شروع کر دی تقریبا ایک سال کی محنت اور مسلسل رابطوں سے بالآخر اس کے کچھ نسخے مل ہی گئے۔

اس بارے میں جو چیز اہم ہے وہ اس کتاب کی تلاش کے حوالے سے ملنے والے مفید مشورے ہیں اکثر و بیشتر افراد نے اس کتاب سے اپنی لاعلمی کا اعتراف کیا بعض نے ان کی شخصیت کے حوالے سے کچھ جملے ارشاد فرمائے بعض نے ان کے صحیح جعفری یعنی صحیح کافی لکھنے کے اقدام پر نقد و تبصرہ فرمایا۔ یہ چیزیں مومنین کے سوشل گروپوں میں اس کتاب کی تلاش کے دوران سامنے آئیں۔ بعض احباب نے اس تلاش و جستجو کو اپنے مفید مشوروں اور دعاؤں سے ہمکنار کیا۔ بعض احباب نے مشورہ دیا کہ اس کتاب کی تلاش کیلئے ان کے رشتہ داروں اور اولاد و دامادوں سے رابطہ کرنا چاہیے۔ بعض اہل تجربہ نے ناشر ادارہ سے رابطہ کرنے کا مشورہ دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

یہ آخری چیز کافی مفید ثابت ہوئی اور جب حق برادرز لاہور سے رابطہ کیا گیا جنہوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کا شرف حاصل کیا تھا تو انہوں نے اس کے کوئی دس پندرہ نسخے باقی ہونے کی خبر دی اور کچھ عرصہ انتظار کے بعد اس کے نسخے دستیاب ہوئے محققین رجال و حدیث شیعہ نے ان نسخوں کو دیکھا اور اس کتاب کی روش اور طریقہ کار کا جائزہ لیا اس میں صحیح و معتبر اسناد کی روایات کو جمع کیا گیا ہے اصول کافی کے ابواب اور احادیث کی ادبی تشریحات بھی بیان ہوئی ہیں۔

## صحیح جعفری کے مندرجات

ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب بہترین جلد بندی کے ساتھ شائع کی گئی ہے اصول کافی کی کتاب عقل و جہل، کتاب علم و دانش، کتاب توحید، کتاب حجت، کتاب تاریخ معصومین علیہم السلام،





Scanned by TapScanner

کتاب ایمان و کفر یعنی اخلاقیات کے ابواب میں سے ۱۱۶ ابواب تک صحیح اور معتبر روایات کے متن و ترجمہ اور مناسب ادبی تشریحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی افادیت اور اہمیت وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اہل سنت میں علامہ البانی دمشقی اور علامہ زئی صاحب کے علمی اور تحقیقی کاموں سے واقف ہیں یا روایات کی مشکلات کو سمجھتے اور ان میں صحیح و معتبر روایات کی جستجو میں رہتے ہیں۔

علامہ نجم الحسن کراروی متوفی ۱۹۸۲ نے کافی شریف کی اصول کافی کی اکثر ابحاث اور ابواب کی صحیح و معتبر روایات جمع کر کے اور ان کے ترجمہ و تشریحات پیش کر کے نہایت علمی اور اجتہادی کام کی بنیاد رکھ دی تھی اگر یہ کام دوسرے علماء کے ساتھ مل کر کیا جاتا یا دوسرے علماء و محققین اس کام کو نشر عام کرتے اور اس کی تکمیل کیلئے اقدامات کرتے تو آج برصغیر پاک و ہند میں شیعہ امامیہ کی کتب اربعہ اور بعد کی جوامع حدیثیہ کی معتبر السند روایات کی کتب دیکھنے کو ملتیں۔ اب بھی محققین کے علمی گروہ اس کام کو دیکھ اپنی روش اور طریقہ کار کو دیکھیں اور علمی کاموں کی نوعیت معین کریں اور ایسے کاموں کو اولویت دی۔

https://www.shiabookspdf.com/

جہاں تک اس کتاب کی بعض نواقص کا تعلق ہے تو اس میں سب سے بڑی کمی کتاب میں مقدمہ علمی مولف کی ہے علامہ نجم الحسن کراروی نے صحیح اور معتبر روایات کو جمع کرنے میں اپنے رجالی اور علمی نظریات کو بیان نہیں کیا اور نہ ہی اس کام سے متعلق اپنے اصولی اور تحقیقی منہج اور طریقہ کار کی وضاحت کی ہے اور نہ ہی ان کی علم رجال و نقد حدیث کے موضوع پر کوئی مستقل کتاب دیکھی گئی ہے۔ بہر حال یہ چیزیں لکھنو کے علمی مرکز کی منہج علمی سے دیکھی جاسکتی ہیں اور ان کی کتاب کے علمی مصادر سے بھی سمجھی جاسکتی ہیں خداوند کریم ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔





Scanned by TapScanner

## علامہ نجم الحسن کراروی کی شخصیت اور علمی خدمات کا جائزہ

علامہ کراروی کی پیدائش

آپ ۲صفر المظفر سنہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۷نومبر ۱۹۱۸ء بروز پنجشنبہ، قصبہ کراری ضلع الہ آباد (اترپردیش) میں پیدا ہوئے. آپ کے والد کا نام فیض محمد تھا.

## علامہ کراروی کی تعلیم

ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کرنے کے بعد سنہ ۱۹۲۷ء میں آپ مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ میں داخل ہوئے. وہاں تین سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد سلطان المدارس چلے گئے،

آپ اور مولانا محسن علی عمرانی (ڈیرہ اسماعیل خان۔ صوبہ سرحد) ایک ہی کمرے میں رہائش پزیر رہے اور مختلف جید علماء اور مجتہدین سے کسبِ فیض حاصل کیا۔ ے آپ نے سنہ ۱۹۳۸ء میں صدر الافاضل کی سند حاصل کی.

سلطان المدارس سے صدرالافاضل کرنے کے بعد آپ نے مدرسۃ الواعظین میں داخلہ لیا۔ اس وقت علامہ سید عدیل اختر مدرسہ کے مدیر تھے جو آپ کو بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۹ء میں کسولی ضلع انبالہ کے ایک پنڈت، جن کا نام نیک رام تھا، مدرسۃ الواعظین میں آکر مسلمان ہوئے اور اس کے بعد ان کا نام غلام الحسنین رکھا گیا، علامہ عدیل اختر نے انھیں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ کے اور مولانا محسن علی عمرانی کے سپرد کیا اور آپ نے انھیں تقریباً چھ مہینہ تک دینی تعلیم دی. [۱]

علامہ نجم الحسن کراوی بیک وقت کئی علوم و فنون اسلامی میں مہارت رکھتے تھے۔ دوسرے کئی لکھنو کے افاضل کی طرح علوم قرآن و تفسیر، علوم حدیث و رجال، علوم تاریخ و تحلیل، علم کلام و عقائد، علوم فلسفہ و منطق، علوم ادب و بلاغت وغیرہ علوم میں اہل لکھنو کی مہارت کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ





https://www.shiabookspdf.com/

Scanned by TapScanner

اس دور میں ان علوم کی بنیادی اور جامع کتب لکھنو کے مدارس میں جلیل القدر ماہرین علوم و فنون اساتذہ کے سامنے پڑھی جاتی تھیں اور ان پر محنت کے بعد ان کو مختلف مدارج کی اسناد دی جاتی تھیں۔

## علامہ کراروی کے اساتذہ

آپ کے مشہور اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ علامہ نجم الحسن امروہوی (نجم الملۃ)

۲۔ علامہ سید ناصر حسین موسوی (ناصر الملۃ)

۳۔ علامہ ابن حسن نونہروی

۴۔علامہ ظہور حسین

https://www.shiabookspdf.com/

## دینی اور قومی خدمات

آپ نے مدرسۃ الواعظین سے فارغ ہو کر ایک مدت تک بہار اور دیگر صوبوں میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔

۱۷ جنوری ۱۹۴۱ء کو آپ نے قصبہ کراری میں ایک مدرسہ بنام مدرسہ امجدیہ قائم کیا جو آج بھی باقی ہے۔

سنہ ۱۹۴۳ء میں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے معروف رسالہ، الواعظ کی ادارت آپ اور مولانا محسن علی عمرانی کے سپرد کی گئی۔

تقسیم ہندوستان کے بعد آپ پاکستان کے شہر پشاور ہجرت کر گئے، وہاں آپ نے محراب اور منبر کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ، بہت سی دینی خدمات انجام دیں۔





Scanned by TapScanner

سنہ ۱۹۴۸ء میں اپنے دیرینہ دوست مولانا محسن علی عمرانی کے ساتھ مل کر پشاور میں پاکستان مجلس علماء شیعہ کا قیام عمل میں آیا جس کے آپ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔

مئی سنہ ۱۹۵۰ء میں آپ نے ھفت روزہ ایک مذہبی جریدہ، شہاب ثاقب کے نام سے جاری کیا، جس کا سلسلہ آج تک قائم ہے۔

سنہ ۱۹۷۴ء میں آپ کو تین سال کے لیے پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن منتخب کیا گیا۔

## تصنیف و تالیف

آپ کا شمار کثیر التصانیف علما میں ہوتا ہے۔آپ ایک نہایت ہی عمیق صاحب قلم تھے۔بہت ہی گراں قدر کتابیں آپ نے تالیف کی ہیں جن میں سے چند اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

https://www.shiabookspdf.com/

۱۔چودہ ستارے

چودہ معصوم کی سوانح حیات پر اردو زبان میں اب تک لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ مفصل اور مستند کتاب ہے۔جس کی جامعیت کا اعتراف کئی ایک محققین نے فرمایا اور عرصہ تک یہ کتاب مصدر و منبع کی حیثیت رکھتی ہے لیکن چند عربی کتب کے تراجم کے بعد نیز اپنے ذوق کی بدولت کہ یہاں عربی فارسی تراجم کو خاص اہمیت دی جاتی ہے اس کتاب کے بعض مندرجات بھی اس کے تحت شعاع جانے کا سبب بنے ہیں۔

۲۔بہتر تارے

اردو زبان میں شہدائے کربلا کی سوانح حیات پر اب تک لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ مرتب اور منظّم کتاب ہے۔

۳۔تاریخ اسلام





Scanned by TapScanner

حضرت آدم سے حضرت عیسی تک کے انبیاء کی سوانح حیات پر اردو زبان میں اب تک لکھی جانے والی تمام کتابوں میں سب سے زیادہ مستند اور اسرائیلیات سے پاکیزہ کتاب یعنی شان انبیاء کو دنیا کے سامنے صحیح شکل میں پیش کرنے والی کتاب ہے۔

۴۔ذکر العباس علیہ السلام

عباس بن علی علمدار کربلا کی سوانح حیات پر اب تک لکھی جانے والی تمام عربی، فارسی اور اردو کتابوں میں سب سے زیادہ مفصل اور مستند کتاب ہے جس کے بارے میں علامہ ذیشان حیدر جوادی نے جامعیت کا اعتراف کیا ہے نیز آپ کی دیگر کتب کی طرح اس میں تمام ممکنہ منابع سے استفادہ کیا گیا تھا۔

۵۔مختار آل محمد علیہم السلام

https://www.shiabookspdf.com/

مختار ثقفی کی سوانح حیات پر اردو زبان میں ایک بے نظیر کتاب ہے اپنے دور میں علم رجال و حدیث کی تمام کتب سے استفادہ کرتے ہوئے علامہ نے نہایت جامع کتاب تالیف کی اور اپنے نظریات کو منقح کیا ہے۔

۶۔روح القرآن

اردو زبان میں علوم قرآن پر مشتمل ایک عمدہ کتاب ہے۔

۷۔الغفاری رحمہ اللہ

صحابی رسول، ابوذر غفاری کی سوانح حیات پر اردو زبان میں ایک مفصل کتاب ہے اس طرح علامہ نے جہاں اصحاب امام حسین ع پر جامع کتاب تالیف کی وہاں اصحاب پیغمبر ص پر بھی جامع کتب کا سلسلہ شروع فرمایا تھا۔

۸۔ نص خلافت

۹۔اس کے علاوہ آپ نے کتاب لولوٴ الاحزان کی دونوں جلدوں پر حاشیہ لکھا۔





Scanned by TapScanner

۱۰۔علامہ نجم الحسن کراروی نے علامہ فرمان علی حافظ لکھنوی کے ترجمہ و حواشی قرآن پر اپنے تحقیقی نظریات کو بھی پیش کیا تھا اور یہ ان کی نہایت علمی اور تحقیقی کاوش تھی۔اس طرح انہوں نے بر صغیر پاک و ہند میں تفاسیر روائی پر علمی نقد و نظر کی بنیاد رکھی تھی۔

اس کے علاوہ علامہ موصوف کی کئی علمی و تحقیقی مقالات اور تحریریں اور یاد داشتیں نیز دفاتر علمی بھی تھے جن کی فہرست بندی نہیں ہو سکی اگر ان کو جمع کیا جاتا تو نہایت علمی ذخیرہ ہاتھ آتا، بر صغیر میں بیشتر فہرستوں میں مطبوعہ کاموں کو جمع کرنے کا رواج ہے یا پھر مشہور چیزوں کو جمع کر دیا جاتا ہے اور محققین اور علماء کے علمی نظریات اور غیر مطبوعہ کاوشوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا اس کے علاوہ بھی کئی معاشرتی مسائل ہیں جن کی وجہ سے علماء کی علمی کاوشوں کو جمع نہیں کیا جاسکا۔

اگر ان اسباب کا جائزہ لیا جائے تو کئی ایک درج ذیل ہیں:

https://www.shiabooks.pdf.com/

ایک تو یہاں عربی فارسی کتب کو ہی معیار تحقیق قرار دیا جاتا ہے اور ان کے تراجم کو زیادہ معیاری سمجھا جاتا ہے حالانکہ بہت سی اخباری کتب عربی و فارسی سے ترجمہ ہوئی ہیں جن میں معیار تحقیقات کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔

تکراری کاموں کا رواج بھی یہاں عام ہے یعنی جن موضوعات پر علماء سابق نے تحقیقات کی ہیں ان کو اجاگر کرنے کی بجائے دوبارہ ان پر کام کرنے کی زحمت کی جاتی ہے اور سابقہ علماء کے کاموں کو ذکر و نشر کرنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا خاص کر مدارس کی دنیا میں اپنے علماء کی کتابوں کو داخل نصاب نہیں کیا جاتا۔

یہاں ایک عام بات یہ بھی ہے کہ اگر کسی کی کتاب میں کوئی ایک آدھ مشکل نظر آجائے تو اسی کو اچھالنے پر زور دیا جاتا ہے اور اس کے دیگر فوائد و تحقیقات کو بھی فراموش کر دیا جاتا ہے۔

کئی ایک گروپ بندیاں بھی علمی کاموں سے استفادہ میں مانع ہوتی ہیں۔





Scanned by TapScanner

خود ان علماء کے خاندان بھی ان کو تحقیقات کو زندہ رکھنے میں خاص دلچسپی نہیں رکھتے اور مرور ایام کے ساتھ ان کو ترک کر دیا جاتا ہے۔
علماء بر صغیر کی علمی اور تحقیقی کاموں پر علمی کانفرنسیں اور مقالات کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

## وفات اور مدفن

رمضان المبارک ۱۴۰۲ ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۸۲ ء بروز پنجشنبہ، پشاور، (پاکستان) میں دل کا دورہ پڑنے سے آپ کی وفات ہوئی۔اور وہیں آپ کو سپرد لحد کیا گیا۔ [۲]
آپ کی وفات پر صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سمیت متعدد سربراہان مملکت نے اظہار تعزیت کیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

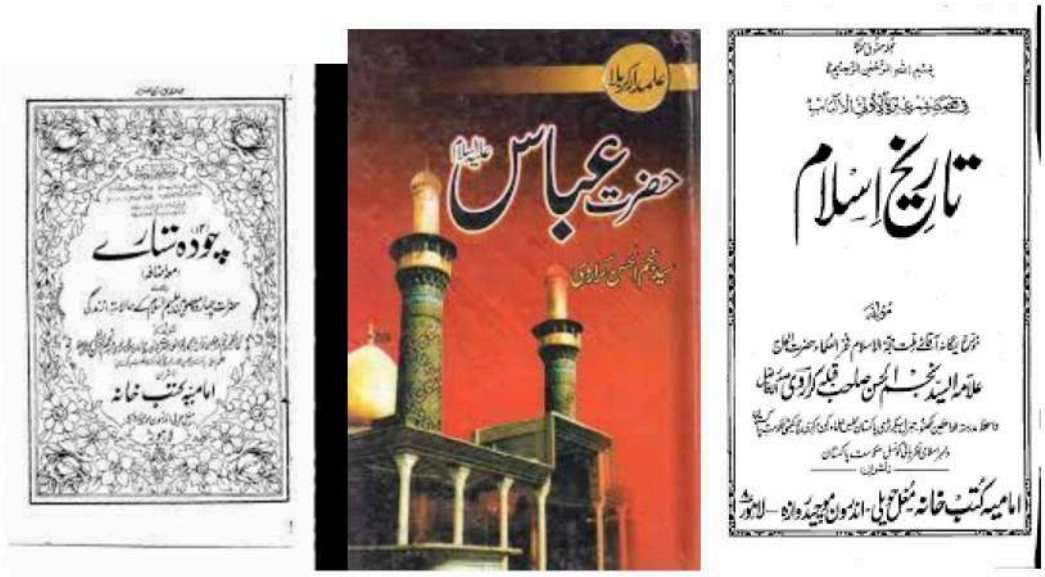
## مآخذ و مصادر


۱۔تذکرہ علما امامیہ پاکستان، صفحہ ۴۰۷
۲۔ خورشید خاور، صفحہ ۴۴۶
۳۔ مطلع انوار علامہ لکھنوی۔
۴۔Urdu Wikipedia shia.net
۵۔https://amp.ur.freejournal.info/٦٢٠٢٥٠/١/%D٩٪٨٦٪D٨٪AC%D٩٪٨٥-%D٨٪A٧٪D٩٪٨٤٪D٨٪AD%D٨٪B٣٪D٩٪٨٦-%DA%A٩%D٨٪B١٪D٨٪A٧٪D٨٪B١٪D٩٪٨٨٪DB٪٨C.html

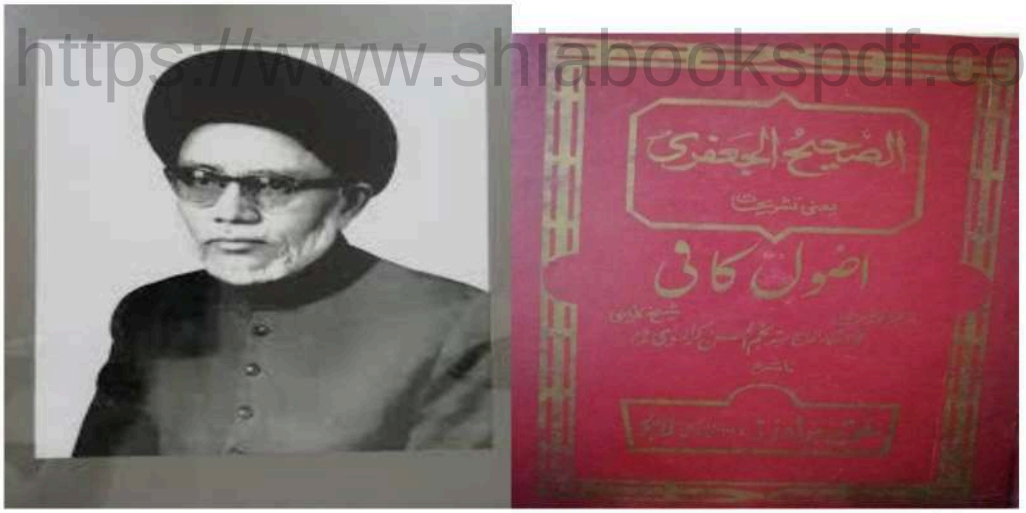





Scanned by TapScanner




https://www.shiabookspdf.com/








Scanned by TapScanner